رافضیوں (شیعوں) کے دجل وفریب پر مبنی رسوائے زمانہ کتاب "تحفۂ حنفیہ"
کا معرکہ آرا، دندان شکن، مسکت، تحقیقی والزامی جواب

تحفۂ سبائیہ

در جواب

تحفۂ حنفیہ

مصنف

مناظر اہل سنت فاتح رافضیت

حضرت علامہ مولانا محمد علی رضوی زید مجدہ

مکتبہ بتول زہرہ

بانگرمئو مہسا تحصیل تاجپور گنج اسٹیٹ مہاراشٹر

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

حق آیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا

رافضیوں کے دجل وفریب پر مبنی کتاب ''تحفہ حنفیہ'' کا دندان شکن جواب شیعہ کتب کے معتبر حوالوں کے ساتھ

تحفه سبائیه

در جواب

تحفه حنفیه

مصنف

مناظر اہل سنت فاتح رافضیت حضرت علامہ ومولانا محمد علی رضوی زید مجدہ

ناشر

مکتبہ بتول زہرہ

ڈسٹرکٹ مہسانا، تحصیل قائم گنج

اسٹیٹ مہاراشٹر

pin code 801301

0555-403201

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: تحفہ سبائیہ در جواب تحفہ حنفیہ

مصنف: حضرت علامہ مولانا محمد علی رضوی زید مجدہ

بار: اول

تعداد: ۱۱۰۰

صفحات: 743

ناشر: مکتبہ بتول زہرہ

اشاعت: محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بہ مطابق ستمبر 2020ء

کمپوزنگ: سید وہاج علی

پروف ریڈنگ: ابو معاویہ محمد جنید رضا، ابوالحسن رضوی

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
1	عرض ناشر	1
2	حرف آغاز	3
3	اعتراض: اہل سنت کے راویوں پر نبی پاک ﷺ نے لعنت فرمائی کا جواب	55
4	شیعہ راوی ملعون ہیں	67
5	شیعہ منافق ہیں	71
6	مقدمہ فتح الباری اور میزان الاعتدال والی روایات کا جواب	78
7	کتب الرجال سے نصر بن مزاحم کے متعلق جرح	81
8	حضرت طلحہ اور حضرت زبیر پر قاتل عثمان رضی اللہ عنہ ہونے کا الزام اور اس کا جواب	83
9	حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نصرت کی: شیعہ روایت	93
10	شیعوں کا اصحاب علی رضی اللہ عنہ پر گستاخانہ حملہ	94
11	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کا جواب	96
12	امام ابو حنیفہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی بھی پیروی کی ہے	98
13	حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی گواہی	101
14	شیشہ اور سرے والی روایت کا جواب	104
15	حضرت عقیل، حضرت علی کو جہنم کی طرف کھینچ رہے تھے (معاذ اللہ) از کتب شیعہ	112
16	حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ پر اعتراض اور اس کا جواب	116
17	جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار نکالی	116

18	جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے	117
19	حدیث طیر اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ پر اعتراض	122
20	جیسا نجفی جھوٹا ویسا کلبی	128
21	سبط ابن الجوزی شیعہ ہے	129
22	حضرت عبداللہ بن زبیر پر اعتراض اور اس کا جواب	131
23	تاریخ ابن خلکان کی روایت کی تحقیق	133
24	علی بن زید بن جدعانی محدثین کی نظر میں	136
25	حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا	138
26	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر انکار معوذتین کا اعتراض اور اس کا جواب	140
27	حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ پر اعتراض	142
28	حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو حکم نامزد کرنے کے متعلق کتب شیعہ کا حوالہ	144
29	حضرت عمرو بن عاص اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کا جواب	151
30	حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر اعتراض اور اس کا جواب	153
31	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پر اعتراض کا جواب	156
32	حضرت مجاہد تابعی پر اعتراض کا جواب	164
33	نجفی اپنے شکنجے میں	168
34	حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کا جواب	168
35	حدیث ابوالعالیہ پر اعتراض کا جواب	171

36	ضحاک بن مزاحم اور عطیہ بن سعد	174
37	قتادہ پر اعتراض کا جواب	174
38	فاسد العقیدہ لوگوں کے لئے امام حسن عسکری کا قول	176
39	مرۃ بن شراحیل پر اعتراض	177
40	حضرت سفیان بن عیینہ اور وکیع بن جراح پر اعتراض کا جواب	177
41	محدث عبدالرزاق بن ہمام پر اعتراض کا جواب	179
42	حضرت اسحاق بن راھویہ پر اعتراض کا جواب	180
43	عبد بن حمید اور ابن تیمیہ	181
44	محدث زھری پر اعتراض	182
45	مقاتل بن حیان پر اعتراض	183
46	امام فریابی پر اعتراض کا جائزہ	185
47	عثمان بن ابی شیبہ پر قرآن پاک سے مذاق کرنے کا اعتراض اور اس کا جواب	186
48	ابوبکر نام پر اعتراض کا جواب	188
49	امام رازی پر اعتراضات کا جائزہ	189
50	امام رازی اور جادو کی کتاب	191
51	ایک اصولی جواب	192
52	صحیح بخاری اور ائمہ اہل بیت	194
53	شیعوں کا حضرت عقیل رضی اللہ عنہ برادر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت لینے کا انکار	196

54	عمران بن حطان کے متعلق بحث	197
55	فاسد العقیدہ راویوں کے متعلق اہل سنت کا قانون	197
56	فاسد العقیدہ راویوں کے متعلق روافض کا قانون	198
57	ناصبی راوی اور شیعہ مذہب	198
58	دشمن آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم شیعہ مذہب کا راوی ہے	200
59	شیعہ مذہب کا راوی اور شیعہ محدث شیخ صدوق کا ارشاد	201
60	راوی کے لیے کون سی عدالت معتبر ہے	202
61	عبداللہ بن سالم کے متعلق بحث	203
62	عمر بن سعد کے متعلق بحث	206
63	کتب اہل سنت میں عمر بن سعد پر جرح	207
64	شمر اس قابل نہیں کہ اس سے روایت لی جائے	208
65	شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی کے خواب پر اعتراض	209
66	خواب کا علما اہل سنت کے نزدیک حکم	210
67	علامہ زمخشری معتزلی کے اشعار	212
68	شیعہ جھوٹ بولنے میں حریص ہیں	217
69	تاریخ کے متعلق شیعوں کا نظریہ	218
70	امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراضات اور ان کا جواب	218
71	امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی گواہی	222

72	عدم حاضری مسجد کا اعتراض	226
73	بدانیوں کے باوجود جنت	228
74	اصول کافی میں دو حصہ جھوٹ شامل ہے	232
75	شیعہ مذہب کی بنیادی کتاب تہذیب الاحکام اور استبصار کی محدثانہ حیثیت	234
76	حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے متعلق اعتراضات	237
77	شیعوں کا اہل بیت سے روایات لینے سے انکار	240
78	صحیح مسلم شریف پر اعتراضات کا جائزہ	242
79	امام ابوزرعہ اور امام ابوحاتم نے امام مسلم کی تعریف کی ہے	243
80	زرارہ پر بدعتی ہونے کی جرح	244
81	عدم ایمان ابوطالب کی روایات	245
82	فضیلت حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ	248
83	کاتب امام ہونا فضیلت ہے	250
84	فروعی اختلافات کی بنیاد پر اعتراض کرنا درست	252
85	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت از کتب شیعہ	256
86	امام نسائی رحمہ اللہ پر اعتراض کا جواب	262
87	نجفی کی مٹی پلید	264
88	امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ پر اعتراض	267
89	شیعوں نے شہدا کربلا پر جھوٹ بولا ہے	275

90	شیعہ مناظرہ - حق کا انکار	279
91	شیعہ فقہا بددیانت ہیں	280
92	شیعہ مجتہد بادشاہوں اور نوابوں کے چمچے	283
93	شیعہ مجتہد استنجے کے لیے موزوں چیز بھی نہ بنا سکے	284
94	شیعہ علما ایک دوسرے کو جاہل قرار دیتے ہیں	286
95	فقہ حنفی کی سند	287
96	امام شامی کا ایک اور حوالہ	290
97	شیعہ روایات، شیعہ راویوں کا تخیل ہیں	294
98	شیعہ توضیح المسائل کی سند	295
99	امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف	296
100	امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام ابو یوسف کی تصانیف	298
102	لفظ محدث کی وضاحت	298
103	نقل احادیث میں شامل	300
104	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال کی وضاحت	301
105	دور صحابہ رضی اللہ عنہم میں تقلید	302
106	تقلید کے متعلق حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کا جواب	305
107	تقلید کے متعلق ابن تیمیہ کا کلام	306
108	نواب صدیق حسن خان وہابی غیر مقلد کا حوالہ	306

109	اقوال صحابہ حجت ہیں	307
110	سب سے پہلے قیاس شیطان لعین نے کیا تھا کا جواب	308
111	امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ خود قیاس کے قائل تھے	313
112	شیعہ مذہب میں قیاس کا ثبوت	314
113	صحیح بخاری شریف میں مذمت قیاس کا باب	317
114	حدیث ابن ماجہ کی تحقیق	318
115	قیاس کے بارے میں روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا جواب	320
116	حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت کا جواب	323
117	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے قیاس کی مذمت میں وارد روایت کا جواب	323
118	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے قیاس کے متعلق روایت کا جواب	325
119	قول حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا جواب	326
120	حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول	327
121	قول امام شعبی کا صحیح مفہوم	328
122	وہابیوں کی کتاب ایضاح الحق کا حوالہ	330
123	فتوحات مکیہ کا حوالہ	330
124	عامی، تقلید کا مکلف ہے	331
125	القول السدید کی عبارت کی توضیح	332
126	شیعہ مذہب میں آدمی صرف پانچ باتوں کا مکلف ہے	335

127	شیعہ اور تقلید و قیاس و اجتہاد	337
128	شیعوں کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھی اہل سنت کے ساتھ اتفاق نہیں	338
129	شیعہ متعارض فقہی روایات	339
130	شیعہ مذہب کی کتابوں کو ہاتھ لگانے سے ہاتھ نجس ہو جاتا ہے	340
131	شیعہ اجتہاد کے بارے میں فیض کاشانی کا فتویٰ	341
132	شیعہ اجتہاد کے بارے میں شیخ مفید، شیخ صدوق اور سید مرتضیٰ کا فتویٰ	341
133	علامہ استرابادی کا قول	342
134	ملا باقر مجلسی کا فتویٰ	342
135	یحییٰ بن سعید الحلی کی کتاب کا حوالہ	343
136	علامہ مامقانی کے نزدیک تقلید جائز نہیں	343
137	حر عاملی کا فتویٰ	343
138	کریم بن ابراہیم شیعہ کا فتویٰ	344
139	امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراضات اور ان کا جائزہ	344
140	حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ شہنشاہ فی الحدیث ہیں	347
141	امام ابن خلکان نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کی ہے	347
142	طحطاوی کی عبارت کا جواب	348
143	میزان الاعتدال کی عبارت کی توضیح	350
144	حر عاملی نے شیعہ کتاب زبدۃ الاصول پڑھنے کی وجہ سے شہادت رد کر ڈالی	357

145	شیخ مفید اور سید مرتضیٰ کے نزدیک شیخ صدوق جاہل ہے	358
146	شیخ صدوق سے شیعوں کا سوء ظن	359
147	اچھا ہوا جو شیخ صدوق چل بسا	359
148	شیخ صدوق نے روایت میں خیانت کی ہے	360
149	شیعہ عالم شیخ طوسی پر جرح	363
150	مرزا محمد اخباری نے کاشف الغطاء کو خنزیر کہا	367
151	شیخ کاشف الغطاء کا دلچسپ فتویٰ	367
152	ملا باقر مجلسی خبطی ہے شیعہ علما کی گواہی	368
153	تقی مجلسی نے فتنہ خوابیدہ کو بیدار کیا	368
154	محقق سبزواری نے بازار زنجان سے روئی چرائی	369
155	علامہ حلی پر جرح	369
156	ابن الغضائری پر حر عاملی کی جرح	370
157	حر عاملی پر جرح	370
158	فقہی مسائل پر اعتراضات اور ان کے جوابات	370
159	خود نجفی کی گواہی	372
160	بئر بضاعۃ کے متعلق توضیح	373
161	شیعہ مذہب میں جس پانی میں سور بیٹھا ہو وہ پانی پاک ہے	379
162	حوض میں پیشاب کر کے اسی جگہ سے وضو کرنے کا جواب	381

163	فقہ اہل سنت میں بلی کا پیشاب معاف ہے کا جواب	382
164	شیعہ مذہب میں کوے کا پاخانہ جائز ہے	384
165	کتے کے جوٹھے پانی سے وضو کا اعتراض	387
166	کتا پاک ہے	389
167	ایک اصولی جواب	391
168	مذہب اہل سنت میں کتا حلال ہے کا جواب	394
169	امام مالک کا کتے کی حرمت کے متعلق واضح فتویٰ	396
170	کتے کے دانتوں کا ہار پہننے کا مسئلہ	396
171	ایک وضاحت	398
172	کتے کی کھال پر نماز پڑھنے کا مسئلہ	400
173	شیعہ مذہب میں لومڑی کی کھال پر نماز پڑھنا درست ہے	401
174	شیعہ مذہب میں دریائی کتے کے چمڑے پر نماز پڑھنا روا ہے	402
175	اگر کتا غضب ناک ہو کر کسی کے کپڑے یا عضو کو پکڑ لے	404
176	امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا فتویٰ	405
177	کتے کا برف پر چلنا	406
178	کتا اگر مسجد کی چٹائی پر سو جائے	406
179	کتا اگر بارش میں بھیگ کر آئے	407
180	اگر نمازی کے پاس کتے کے بال ہوں	409

181	خنزیر کا پاخانہ	410
182	سور کا جگر اور ہڈی	412
183	نجفی شیعہ کی بے بسی	418
184	نجفی کی توجیہ کا جواب	420
185	نجفی کی ایک اور توجیہ کا رد	422
186	شیعہ ملاؤں سے ایک سوال	425
187	بعض شیعہ مجتہدین کا فتویٰ کہ خنزیر پاک ہے	425
188	چوہا اگر تیل یا گھی میں گر جائے	426
189	کافر اور مشرک کے پاک ہونے کے متعلق بحث	428
190	شیعہ مذہب میں منی کی فضیلت	431
191	منی ناپاک ہے، فقہا احناف کا فتویٰ	435
192	کپڑے سے منی کھرچنے کا مسئلہ	438
193	شیعہ مذہب میں شراب پاک ہے	441
194	شیعہ کتب میں لفظ ناصبی کا مطلب	443
195	نجفی کی پرفریب عبارت	443
196	سید مرتضیٰ اور ابن ادریس ہر شیعہ مخالف کو نجس کہتے تھے	445
197	شیعہ ہی دراصل منافق ہیں	447
198	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض	449

199	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میرے لیے میرے شیعوں سے زیادہ بہتر ہیں	451
200	شیعہ ناصبیوں سے بھی بدتر ہیں	452
201	قاضی ابوبکر بن عربی پر اعتراض ناصبیت	457
202	میرا ایک سوال	459
203	امام غزالی ہمارا آدمی ہے	460
204	شیعہ علما کی گواہی	462
205	ابن حزم اور ابن تیمیہ پر اعتراض ناصبیت	463
206	ابن کثیر دمشقی پر اعتراض ناصبیت	464
207	ابن خلدون اور عبدالغنی مقدسی پر اعتراض	466
208	عبدالغنی مقدسی کے متعلق حوالہ کی توضیح	469
209	حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خیر البشر ہونے والی روایت	471
210	پتھروں سے استنجا کرنے کے متعلق بحث	474
211	شیعہ مذہب کا ایک عجیب مسئلہ	479
212	حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر اعتراض کا جواب	480
213	جن کے یہاں استنجا واجب نہیں ان کی دبر کا مسواک پتھر ہے	484
214	شیعہ علما کا شیعہ عورت کی شرمگاہ سے مذاق	486
215	ایک شیعہ عورت کا شیعہ لونڈے کی دبر کے ساتھ مذاق	487
216	شیعہ مذہب میں استنجا کے لیے پانی کی مقدار	488

217	شیعہ مُردوں کی دبر میں روئی ٹھونسی جائے	490
218	کعبۃ اللہ شریف کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنا شیعہ مذہب میں جائز ہے	492
219	کعبۃ اللہ شریف کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنے کی ممانعت	493
220	قول فعل پر مقدم ہے	494
221	امام رضا کے گھر کی لیٹرین قبلہ رُخ تھی	495
222	شیعہ عالم شیخ سلار کا فتویٰ	496
223	کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کے متعلق بحث	497
224	میں نے کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا، قول سیدنا عمر رضی اللہ عنہ	499
225	شیعہ مذہب میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے	500
226	حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر اعتراض کا جواب	501
227	نجاست کو دور کرنا	505
228	شیعہ مذہب میں تھوک سے استنجا جائز ہے	509
229	تھوک سے خون حیض صاف کرنا	514
230	خونِ حیض اور خونِ بکارت میں فرق کرنے کا طریقہ	515
231	منی اور پاخانہ	521
232	مسئلہ مذی اور ودی	523
233	نجفی کی بے جا تاویل کا رد	526
234	مقدار درھم سے کم نجاست معاف ہے	529

235	اہم بات	534
236	پیشاب اور خون سے قرآن حکیم لکھنے کا مسئلہ	535
237	حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اعتراض کی حقیقت	536
238	کتیا کے دودھ کے متعلق بحث	539
239	شیعہ مذہب میں گدھی کا دودھ جائز ہے	541
240	شیعہ مذہب میں اونٹنی کا پیشاب بھی جائز ہے	541
241	گدھی کے دودھ کی دہی	542
242	تحفہ حنفیہ ۲۳۸ پر انسانی پیشاب	542
243	امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا جواب	543
244	دودھ سے زیادہ شفاء پیشاب میں ہے	544
245	شیعہ مذہب میں آلہ تناسل کھانے کا جواز۔۔۔۔۔	545
246	شیعہ مذہب میں کتے کے آلہ تناسل کی خصوصی برکتیں	547
247	جہارت کے آلہ تناسل کی برکات	548
248	کتے کے آلہ تناسل کے فیوضات	548
249	خصی چھترے یا خچر کے پیشاب کی کرامات	548
250	شیعہ مذہب میں منی کھانے کی برکت	549
251	شیعہ مذہب کی معتبر کتاب میں بے غیرت بنانے کا عظیم الشان نسخہ	549
252	شیعہ مذہب میں اونٹ کا پیشاب اکسیر اعظم ہے	550

253	شیعہ عورت کی شرمگاہ پر تالا	550
254	جماع سے مست کرنے کا نسخہ: از طب امامیہ	550
255	شیعہ خواتین کو جماع پر آمادہ کرنے کا نسخہ: از طب امامیہ	551
256	آلہ تناسل کو موٹا کرنے کا نسخہ: از شیعہ طب	551
257	بخار والی عورت سے جماع	551
258	شیعہ عورت کی فرج کی خشکی ختم کرنے کا نسخہ	551
259	شرمگاہ کی بدبو دور کرنے کا کیمیائی نسخہ	552
260	شرمگاہ کو تنگ کرنے کا نسخہ: از شیعہ طب	552
261	کنوارپن لوٹانے کی ہدایت: از شیعہ طب	552
262	حمل گرانے کی شیعیائی ترکیب	552
263	احتلام روکنے کا مجرب نسخہ: از طب امامیہ	553
264	شیعہ مذہب میں آلہ تناسل کو کھولنے کا نسخہ	553
265	غسل جنابت کے بعد وضو کرنا	554
266	دو شرمگاہوں کے ملنے سے غسل واجب ہو جاتا ہے	556
267	رحمہ اور میزان کی عبارت کا جواب	558
268	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ	560
269	حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کی گواہی	562
270	حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں کے سوال	570

271	سوال پوچھنے میں حیا نہیں	571
272	ایک برتن میں غسل کرنے والی روایت	572
273	حضرت بی بی میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت	574
274	لڑکیوں کے ختنہ کا مسئلہ	576
275	بی بی سارہ نے بی بی ہاجرہ کا ختنہ کیا: کتب شیعہ	577
276	شیعہ مذہب میں عورتوں کا ختنہ	578
277	حضرت سلیمان علیہ السلام کی توہین	579
278	روزہ دار عورت کی دبر میں مجامعت کرنے سے غسل واجب نہیں: شیعہ	585
279	حمام میں قراتِ قرآن	586
280	پیشاب کرتے وقت ذکر اللہ کرنا جائز ہے: شیعہ	589
281	نجفی خود اپنے جال میں پھنس گیا	590
282	ننگے امام کے ننگے مقتدی	592
283	شیعہ مذہب میں عورت چڈی پہن کر نماز پڑھ سکتی ہے	594
284	مردوں کے لیے چڈی کی بھی ضرورت نہیں	595
285	شیعہ مذہب میں حالت جنب میں قرآن پڑھنا جائز ہے	597
286	حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بغیر وضو کے نماز پڑھی: کتب شیعہ	599
287	اگر بے خبری میں پیشاب لگ جائے تو۔۔۔۔۔	601
288	نجفی کا سہو سے انکار	602

289	بغیر غسل کے کئی عورتوں سے جماع	604
290	انبیا کثرت سے جماع کرتے ہیں: از کتب شیعہ	605
291	چالیس مردوں کے برابر قوت	605
292	ایک رات میں ستر عورتوں سے جماع	606
293	حضرت داؤد علیہ السلام کی ننانوے (99) بیویاں	606
294	حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں نجفی کی گستاخی	607
295	روایت بخاری شریف کی توضیح	609
296	شیعوں کو اہم مشورہ	611
297	حالت حیض میں مباشرت	612
298	لفظ مباشرت جماع کے لئے خاص نہیں	613
299	کتب شیعہ کی ایک بے ہودہ روایت	616
300	شیعہ مذہب مین حالت حیض میں قرآن حکیم پڑھنے کا جواز	618
301	امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا قول: از کتب شیعہ	621
302	امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پر افترا	622
303	امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ مکشوف العورۃ کی نماز درست نہیں	624
304	نجفی کی بکواس اور اس کا دندان شکن جواب	628
305	شیعوں کا امام تو آخر مرد ہے	630
306	ننگا ہو کر غسل کرنا سنت انبیا ہے: شیعہ	631

307	شیعہ آیت اللہ علی سیستانی کا فتویٰ	635
308	مشت زنی سے حج فاسد نہیں ہوتا: شیعوں کا فتویٰ	635
309	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مسواک چبا کر دینا	637
310	حضرت امیر معاویہ ﷺ پر گلے میں صلیب ڈالنے کا اعتراض اور اسکا جواب	639
311	حضرت عمر فاروق ﷺ پر شراب پینے کا الزام اور اس کا جواب	642
312	نبیذ سے وضو: از شیعہ	643
313	امام اسماعیل نبیذ پیتے تھے: کتب شیعہ	644
314	نصائح الکافیہ شیعوں کی معتبر کتاب ہے	644
315	حضرت عمر فاروق ﷺ پر اعتراض	646
316	شیعوں کی موت کی انوکھی تحقیق	648
317	حضرت عثمان غنی ﷺ پر بے ہودہ اعتراض اور اس کا دندان شکن جواب	651
318	شیعہ محدث محمد بن یعقوب الکلینی کی گواہی	655
319	مردہ کو جنب لاحق ہو جاتا ہے	656
320	حضور ﷺ کی ناراضگی کی وجہ	658
321	"هل منكم رجل لم يقارف الليلة" کی تحقیق	659
322	سیاہ لباس فرعون کا لباس ہے	660
323	حضرت علی ﷺ کی گواہی	660
324	حضرت امام جعفر صادق ﷺ کی گواہی	660

325	ملا باقر مجلسی کی گواہی	661
326	واقعہ کربلا کے بعد ائمہ اہل بیت کا لباس	663
327	امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا لباس	663
328	امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کا لباس	664
329	امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا لباس	664
330	امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کا لباس	664
331	امام رضا رضی اللہ عنہ کا لباس	665
332	شیطان کا بے نمازی شیعوں کے کان میں پیشاب کرنا	667
333	شیعہ مذہب: چھوٹے آلۂ تناسل والا پکا مومن ہے	678
334	آلۂ تناسل دیکھنے کی دوسری روایت	679
335	شیعہ مجتہدین کو دعوت فکر	670
336	نجفی کی بکواس اور اس کا رد بلیغ	671
337	عند الشیعہ نماز جنازہ میں تکبیرات کی تعداد معین نہیں	672
338	نجفی کی بکواس	674
339	حذیفہ صحابی کی گواہی کہ نبی کریم پانچ تکبیر پڑھتے تھے	675
340	حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی نماز جنازہ میں پانچ تکبیروں والی روایت کی تحقیق	677
341	چار تکبیروں پر اجماع صحابہ	681
342	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر 70 تکبیریں	682

343	حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا پر چالیس تکبیریں	682
344	اہل بدر پر 9 اور 7 تکبیریں	683
345	چار تکبیریں	683
346	امام ابن سیرین اور حضرت ابن عباس سے تین تکبیریں کہنے والی روایت کی تحقیق	686
347	اگر چار سے زائد تکبیریں کہی جائیں تو!	687
348	تکبیرات جنازہ میں رفع یدین کرنے کا مسئلہ	688
349	سید الشہدا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ	689
350	الزامی جواب	692
351	بغیر وضو کے نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں	693
352	شیعہ مذہب میں بغیر وضو کے نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے	694
353	قبر پر سبز ٹہنیاں رکھنے کا مسئلہ	697
354	شیعہ مردوں کی آنکھوں یا منہ سے منی نکلتی ہے	702
355	حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت	706
356	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت	708
357	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت	708
358	روایت بخاری کی تحقیق	713
359	تمام صحابہ غسل میں شرکت کرنا چاہتے تھے	714
360	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بصورت صلوۃ وسلام نماز جنازہ	715

361	نماز جنازہ سے ایک بھی صحابی غیر حاضر نہ رہا	715
362	حضور ﷺ کی تدفین	717
363	تحقیق روایت حضرت عروہ رضی اللہ عنہ	718
364	الامامۃ والسیاسۃ شیعوں کی معتبر کتاب ہے	722
365	نبی کریم کی لاش پر ابوبکر کی ایک بہت بڑی بے ادبی (معاذ اللہ)	723
366	حضور ﷺ کے ساتھ دفن ہونا بھی بڑی سعادت ہے	726
367	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی لاش تین دن تک پڑی رہنے کے اعتراض کا جواب	728
368	البدایہ والنہایہ، الاستیعاب اور حیوۃ الحیوان کے حوالہ کی تحقیق	731
369	حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	733
370	دوران نماز مرد و عورت کا ایک دوسرے کو چومنا	734
371	فتاویٰ شامی کی عبارت کی توضیح	735
372	دوران نماز اگر عورت کی شرم گاہ پر نظر پڑ جائے تو نماز باطل نہیں ہوگی	737
373	شیعہ مشائخ میں علت ابنہ	743

عرض ناشر

الحمد لله الذی و کفی والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین الصطفٰی اما بعد!

اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ اس دنیائے آب و گل میں سب سے بدترین فرقہ رافضیوں (شیعوں) کا ہے، ابنِ سبا کی اس ذریت بے حمیت نے ہمیشہ اسلام کے خلاف سازشیں کی ہیں اور یہود کے ایجنڈے کو فروغ دینے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔

اہل بیت اطہار کی خودساختہ تعظیم کے پردے کی آڑ میں اس ملعون رافضی فرقہ نے ہمیشہ حرم نبوی کی مقدس خواتین (یعنی امت کی مائیں) جنہیں قرآن مجید ازواجہ امھاتھم سے ملقب فرماتا ہے کی شان میں ہرزہ سرائی کی ہے اور وہ عالی شان وذی شان طبقہ جنہیں قرآن اولئك هم الراشدون کہتا ہے اور رضی الله عنهم و رضو عنه کے مژدۂ جان فزا سے نوازتا ہے، نیز وکلاً وعد الله الحسنی کی بشارت سناتا ہے، اس عظیم طبقۂ صحابہ پر بھی لعن وسب کرنا اس گستاخ فرقہ کا وطیرہ ہے۔

غلام حسین نجفی تبرائی شیعہ نے مناظر اہل سنت حضرت علامہ مولانا محمد علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''تحفۂ جعفریہ'' کا جواب بہ نام ''تحفہ حنفیہ در جواب تحفۂ جعفریہ'' دینے کی سعی ناتمام کی اور بجائے علامہ صاحب کے اعتراضات کے جواب دینے کے صحابہ وامہات المؤمنین رضی اللہ عنہم پر سب وشتم ہی کیا ہے۔

نجفی نے اپنی کتاب کے سرورق پر لکھا ہے کہ ''یہ کتاب نابالغ بچے اور عورتیں ہرگز نہ پڑھیں''۔

مذکورہ بالا عبارت نجفی کی گندی ذہنیت کی قرار واقعی عکاسی کرتی ہے، اور یہ بھی پتہ

چلتا ہے کہ نجفی کی علمی یتیمی، لاچاری اور عجز نے اسے محض گالیاں دینے پر ابھارا ہے کتاب کا جواب دینا نجفی کے بس کا روگ نہیں۔

نجفی کی کتاب پڑھنے سے بہ خوبی اندازہ ہوتا ہے کہ مصنف نے جھوٹ بھی تھوک کے حساب سے بولا ہے اور جھوٹے اور کمزور حوالوں کے سہارے کتاب کا جواب (بہ زعم خود) دینے کی سعی لاحاصل کی ہے۔ اور کتاب کے صفحات اپنی گور کی طرح سیاہ کئے ہیں۔

مناظر اہل سنت فاتح رافضیت حضرت علامہ محمد علی رضوی زید مجدہ نے بہت جاں فشانی اور ژرف نگاہی سے نجفی کی کتاب کا جواب الجواب بہ نام ''تحفۂ سبائیہ در جواب تحفۂ حنفیہ'' تحریر فرمایا ہے نہ صرف رد فرمایا ہے بلکہ ایسا معرکہ آرا جواب تحریر کیا ہے جس کی بازگشت ہندوستان سے لے کر تہران تک سنی جائے گی اور نجفی کی خوب خبر لی ہے اور خوب دھول چٹائی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ شیعہ مذہب محض جھوٹ پر مبنی ہے اور ماسوائے صحابہ کرام پر سب وشتم کرنے کے رافضیوں کے پلے کچھ نہیں ہے۔

اللہ کریم مناظر اہل سنت زید مجدہ کا اقبال بلند فرمائے اور ان کا سایہ عاطفت تادیر قائم رکھے اور چرخ اہل سنت پر تابندہ ستارے کی طرح جگمگاتا رکھے۔ اللہ جل وعلیٰ ایسے جید علما کی اہل سنت میں کثرت کرے۔ اور دعا ہے اہل سنت و جماعت اس کتاب مستطاب سے زیادہ سے زیادہ متمتع ہوں۔

آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسٓ

ابوالحسین رضوی عفا عنہ الرحمٰن

حرف آغاز

ماہ محرم میں ماتمی جلوسوں، جھنڈوں، مہندی کی رسموں کو دیکھ کر کچھ احباب یہی سمجھتے ہیں کہ شیعہ مذہب چند جاہلانہ رسومات کا نام ہے بھلا کوئی ذی شعور اور عقلمند آدمی اپنے آپ کو چھریوں اور چاقوؤں سے کیسے ہلاک یا زخمی کرسکتا ہے؟ اور فرضی قبرستان و مصنوعی قبریں بنا کر انہیں کربلا معلیٰ کا نام کیسے دے سکتا ہے؟ بس یہ ایک جاہلانہ گروہ ہے جس نے اپنی جاہلانہ رسومات کے اوپر مذہب کا لیبل چسپاں کر رکھا ہے، ورنہ ان لوگوں کا مذہب سے دور کا بھی تعلق نہیں ان احباب کا تجزیہ بھی اپنی جگہ بجا اور زاویہ فکر بھی درست مگر حقیقت یہ ہے کہ ان حضرات سے شیعہ مذہب کے ہزاروں مسائل پوشیدہ ہیں اور یہ دوست شیعوں کے ان عقائد ونظریات سے آگاہ نہیں جو کتب شیعہ میں مرقوم ومسطور ہیں کیونکہ شیعہ مذہب ہمیشہ سے تقیہ کے دبیز پردوں میں چھپا رہا اور اپنے مذہب کی کانوں کان کسی کو ہوا بھی نہ لگنے دی اور میرا خیال ہے کہ شیعہ عوام بھی اپنے عقائد سے آگاہ نہیں اور یہ لوگ بھی ماہ محرم کی چند جاہلانہ رسومات اور صحابہ کرام پر سب وشتم تک ہی محدود ہیں اور ماتم کرنے، تعزیہ نکالنے، گھوڑے کی لید اٹھانے کو ہی شیعیت سمجھتے ہیں گویہ رسومات بھی شیعہ مذہب کا جزو لاینفک بن گئی ہیں اور جب تک کوئی شیعہ گھوڑے کی لید کو محترم ومکرم نہ سمجھ لے تب تک وہ حقیقی معنی میں شیعہ متصور نہیں ہوتا اور اس کو پروانۂ نجات بھی نہیں مل سکتا۔ ان کے اس نکتۂ نظر کا مشاہدہ ماتمی جلوسوں میں کیا جاسکتا ہے اور ذاکرین وشیعہ مقررین کی گلا پھاڑ تقریریں

بھی اس پر دال ہیں لیکن درحقیقت شیعہ مذہب صرف ان جاہلانہ رسومات وخرافات تک ہی محدود نہیں بلکہ یہ ایک پورا منظم مذہب ہے جو کہ درحقیقت دین اسلام کے مقابلے میں ایجاد کیا گیا ہے۔ ہر ایک مسئلہ میں دین اسلام کی مخالفت کی گئی ہے گویا کہ شیعہ مذہب کی بنیادیں اسلام دشمنی پر استوار کی گئی ہیں۔ اور دین اسلام کے ہر مسئلہ کو غلط اور مشکوک ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہاں تک کہ شیعہ قرآن حکیم کو بھی شک کی نظر سے دیکھتے ہیں شیعوں کے ان امتیازی مخالف اسلام مسائل کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

﴿۱﴾ قرآن مجید

تمام مسلمان قرآن حکیم پر غیر متزلزل یقین رکھتے ہوئے سرچشمۂ ہدایت و باعث نجات اخروی سمجھتے ہیں۔ مگر شیعہ مذہب کے نزدیک قرآن حکیم شک وشبہ سے بالاتر نہیں اور ان کے نظریہ کے مطابق قرآن حکیم میں تحریف کردی گئی ہے (یعنی جس طرح تورات وانجیل کو محرف سمجھا جاتا ہے اس سے بھی بڑھ کر شیعہ قرآن حکیم کو محرف سمجھتے ہیں) شیعہ مذہب کے مشہور ومعروف عالم ملا باقر مجلسی اپنی کتاب بحار الانوار میں عنوان قائم کرتے ہیں " باب التحریف فی الآیات "(بحار الانوار ج۸۹ ص۴۳) یعنی قرآن حکیم کی آیات میں تحریف کا باب، اس عنوان کے بعد ملا باقر مجلسی شیعہ نے بے شمار آیات کی نشاندہی کی ہے جو کہ شیعہ مذہب کے مطابق تحریف شدہ ہیں اور پھر اسی طرح اسی شیعہ ملا باقر مجلسی نے "باب ماجاء فی کیفیة جمع القرآن وما یدل

علی تغییرہ ''(بحارالانوار ج۸۹ص۲۹طبع بیروت) ترجمہ: قرآن حکیم کو جمع کرنے کی کیفیت اور وہ روایات جو قرآن حکیم میں تغیر پر دلالت کرتی ہیں۔

اور پھر شیعہ موصوف نے وہ بے شمار روایات ذکر کی ہیں جن سے شیعہ کے نزدیک ثابت ہوتا ہے کہ (معاذ اللہ) قرآن حکیم تحریف شدہ ہے۔ پھر اسی طرح شیعہ کی معتبر و مستند کتاب ''اصول کافی'' میں بھی مرقوم ہے کہ:

" ان القرآن الذی جاء به جبرئیل الی محمد ﷺ سبعةعشر الف آیة "

(اصول کافی ج۲ص۶۳۴ کتاب فضل القرآن مطبوعہ تہران)

بیشک وہ قرآن جسے جبرئیل علیہ السلام حضور ﷺ کی طرف لے کر آئے اس میں سترہ ہزار آیات تھیں۔

اس کی شرح میں شیعہ عالم ملا باقر مجلسی صاحب لکھتے ہیں کہ:

" موثق وفی بعض النسخ عن هشام بن سالم موضع هارون بن مسلم فالخبر صحیح ولا یخفی ان هذا الخبر و کثیر من الاخبار الصحیحة صریحة فی نقص القرآن و تغییره وعندی ان الاخبار فی هذا الباب متواتره معنی و طرح جمعیها یوجب رفع الاعتماد عن الاخبار راساً بل ظنی ان الاخبار فی هذا الباب لا یقصر عن اخبار الامامة فکیف یثبتونها بالخبر "(مراۃ العقول ج۱۲ص۵۲۵)

یہ روایت موثق ہے اور بعض نسخوں میں ہارون بن مسلم کی جگہ ہشام بن سالم لکھا ہوا ہے

پس یہ روایت صحیح ہے یہ بات بھی مخفی نہ رہے کہ یہ روایت اور اس کے علاوہ بے شمار صحیح روایت موجود ہیں جو کہ صراحت کے ساتھ دلالت کر رہی ہیں کہ قرآن حکیم میں کمی اور تغیر واقع ہوا ہے۔ اور میرے نزدیک اس باب میں مروی روایات تواتر معنوی کے درجہ تک پہنچ چکی ہیں اور ان تمام روایات کو پھینک دینا اخبار و روایات سے بالکل ہی اعتماد ختم کر دینے کے مترادف ہے بلکہ گمان تو یہ ہے کہ تحریف قرآن کے باب میں مروی روایات مسئلہ امامت میں وارد شدہ روایات سے کم نہیں (اگر ان روایات کو رد کر دیا جائے) تو امامت کو روایات کے ذریعہ کس طرح ثابت کیا جائے گا۔

گویا کہ مجلسی صاحب کے نزدیک تحریف قرآن کا مسئلہ عقیدہ امامت کے متوازی ہے جتنی روایات شیعہ کے نظریہ امامت کے بارے میں کتب شیعہ میں وارد ہیں اسی طرح تحریف قرآن کے بارے میں بھی وارد ہیں اگر ان روایات کا انکار کر دیا جائے تو تمام روایات ائمہ سے اعتماد ہی ختم ہو جاتا ہے گویا کہ شیعہ مذہب کے مطابق تحریف قرآن کا عدم اقرار نظریہ امامت کے انکار کے مترادف ہے۔ شیعہ روایات کے اعتبار سے دونوں مسائل ایک ہی درجہ کے حامل ہیں، کسی کے ذہن میں یہ اعتراض پیدا ہو کہ سترہ ہزار آیات سے مراد تحدید آیات کا اختلاف ہے تو اس کا جواب خود مجلسی صاحب نے مراۃ العقول میں دے دیا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

" ولعمری کیف یجترؤن علی التکلفات الرکیکة فی تلك الاخبار مثل ما قیل هذا الخبر ان الآیات الزائدة عبارة عن الاخبار القدسیة

او کانت التجزیة بالآیات اکثر۔" (مراۃ العقول ج ۱۲ ص ۵۲۵)

مجھے اپنی زندگی کی قسم ان اخبار میں شیعہ علماء کس طرح رکیک تکلفات کا ارتکاب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آیات زائدہ سے مراد اخبار قدسیہ ہیں یا آیات کی تحدید زیادہ کی گئی تھی۔

یعنی مجلسی صاحب کے نزدیک یہ شیعہ ملاؤں کے تکلفات ہیں اور سترہ ہزار آیات والی روایت تحدید آیات کے اختلاف پر مبنی نہیں بلکہ تحریف پر دلالت کرتی ہے۔

ملا باقر مجلسی کی حیثیت شیعہ مذہب میں محدث اعظم کی ہے اور اس کا یہ بیان شیعہ علماء کے نزدیک غیر معمولی حیثیت کا حامل ہے اور کسی بھی شیعہ عالم کو مجلسی کے اس بیان سے اختلاف کرنے کی جرأت نہیں مگر اس کے باوجود بھی ملا باقر مجلسی صاحب اس رائے میں منفرد نہیں بلکہ دیگر شیعہ علماء نے بھی اس کی تائید کی ہے۔ چنانچہ نعمۃ اللہ جزائری صاحب لکھتے ہیں:

" الاخبار المستفیضة بل التواتر الدالة تعبیرحیها علی وقوع التحریف فی القران کلاماً دماوةً واعراباً "(انوار النعمانیہ ص ۳۵۷)

اخبار مستفیضہ بلکہ متواترہ صراحت کے ساتھ اس بات پر دلالت کرنے والی موجود ہیں کہ قرآن حکیم میں کلام مادہ الفاظ اور اعراب کے اعتبار سے تحریف واقع ہوئی ہے۔ نہ صرف اتنا ہی بلکہ شیعہ عالم نوری طبرسی نے نعمۃ اللہ جزائری کے متعلق دعویٰ کیا ہے کہ:

"قال السید نعمة الله الجزائری فی بعض مؤلفاته کما حکی عنه ان الاخبار

الدالة علی ذلك تزید علی الفی حدیث "(فصل الخطاب ص ۲۵ مطبوعہ ایران)

نعمۃ اللہ جزائری نے اپنی بعض کتب میں جیسا کہ ان سے حکایت بھی کیا گیا ہے کہا ہے تحریف قرآن پر دلالت کرنے والی روایات کی تعداد دو ہزار سے بھی زائد ہے۔

یعنی دو ہزار سے بھی زائد شیعہ روایات قرآن حکیم کی تحریف پر دلالت کرتی ہیں۔ (معاذ اللہ)

"ادعیٰ استفاضتها جماعة کالمفید والمحقق الداماد والعلامة المجلسی وغیرهم بل الشیخ ایضا صرح فی التبیان لکثرتها بل ادعٰی تواترها جماعة یاتی ذکرهم "(فصل الخطاب ص ۲۵۱)

شیعوں کی ایک پوری جماعت نے تحریف قرآن کی روایات کو مشہور و مستفیض قرار دیا ہے جیسا کہ شیخ مفید، محقق داماد اور علامہ مجلسی وغیرہم شیخ نے تبیان میں ان روایات کی کثرت بلکہ ان کے متواتر ہونے کا دعویٰ ایک جماعت سے نقل کیا ہے۔

اسی طرح شیعہ عالم شارح اصول کافی مولیٰ محمد صالح مازندانی نے بھی تحریف قرآن کی روایات کا متواتر ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

"منهم المولٰی محمد صالح فی شرح الکافی حیث قال فی شرح ما ورد ان القران الذی جاء به جبرئیل الی النبی ﷺ سبعة عشر الف آیة وفی روایة سلیم ثمانیة عشر الف آیة ما نقطه واسقاط البعض القرآن و تحریفه ثبت من طروقنا بالتواتر معناً کما یظهر لمن تامل فی کتب

الاحادیث من اولها الی آخرها "(فصل الخطاب ص۳۵۲ شرح اصول کافی ج۷ ص۸۸)

تحریف قرآن کے قائلین میں سے ایک محمد صالح بھی ہیں وہ اصول کافی کی شرح میں فرماتے ہیں کہ بے شک وہ قرآن جو جبرئیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لائے اس میں سترہ ہزار آیات تھیں، اور سلیم بن قیس کی روایت کے مطابق اٹھارہ ہزار آیات تھیں، قرآن حکیم میں تحریف کا وقوع اور بعض آیات کو ساقط کر دینا ہماری شیعہ روایات سے ثابت ہے جو کہ تواتر معنوی تک پہنچ چکی ہیں، جس نے ہماری کتب کو از اول تا آخر مطالعہ کیا ہے اس پر یہ بات مخفی نہیں۔

شیعہ عالم نوری طبرسی صاحب لکھتے ہیں کہ:

" بلوغ ماذکرناه ونقلناه من اول المقدمات الی هنا ازید من حد التواتر کما لا یخفی علی المصنف مع عدم عثورنا علی کثیر من کتب الاخبار وقد ادعٰی تواتره جماعة "(فصل الخطاب ص۳۵۲)

ہم نے جو ذکر کیا اور جو نقل کیا یعنی پہلے مقدمہ سے لے کر یہاں تک وہ اس تواتر کی حد سے زیادہ تک پہنچ گیا ہے یہ بات کسی منصف مزاج پر مخفی نہیں باوجود یہ کہ بے شمار کتب اخبار دستیاب نہ ہوسکیں اور ایک جماعت شیعہ علماء نے تحریف قرآن میں مروی روایات کے تواتر کا دعویٰ کیا ہے۔

یعنی نوری طبرسی شیعہ کے نزدیک تحریف قرآن کی روایات حد تواتر سے بھی زائد ہیں اور وہ اس دعویٰ میں منفرد نہیں بلکہ شیعہ علماء کی ایک جماعت ان کے ساتھ ہے۔

شیعہ عالم ابوالحسن العاملی کا کہنا ہے کہ:

"اعلم ان الحق الذی لا محیص عنه بحسب الاخبار المتواترة الآتیة وغیرها ان هذا القرآن الذی فی ایدینا قد وقع فیه بعد رسول الله ﷺ شئ من التغیرات والسقط الذین جمعوه بعده کثیراً من الکلمات والایات" (تفسیر مراة الانوار و مشکلات الاسرار ص۳۶، المقدمة الثانیه)

جاننا چاہئے کہ بے شک حق یہ ہے جس سے ہم راہ فرار بھی اختیار نہیں کر سکتے کہ آنے والی متواتر روایات وغیرھا کے مطابق بے شک اس قرآن میں جو ہمارے ہاتھوں میں ہے حضور ﷺ کے بعد قرآن حکیم کو جمع کرنے والوں نے بے شمار کلمات اور آیات میں تغیر واقع کر دیا اور بہت سی چیزوں کو ساقط کر دیا۔

شیعہ عالم سید عدنان البحرانی نے بھی اسی بات کا اقرار کیا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

" الاخبار التی لا تحصی کثیرة وقد تجاوزت حد التواتر "

(مشارق الشموس الدریة ص۲۶ امکتبة العدنانیه البحرین)

تحریف قرآن پر دلالت کرنے والی روایات شمار سے باہر ہیں، اور بے شک یہ روایات حد تواتر سے بھی تجاوز کر چکی ہیں۔

اور پھر شیعہ عالم شیخ مفید کا کہنا ہے کہ:

" ان الاخبار قد جائت مستفیضة عن ائمة الهدیٰ من آل محمد ﷺ باختلاف القرآن وما احدثه بعض الظلمین فیه من الحذف والنقصان " (اوائل المقالات ص۹۱)

آل محمد کے ائمہ ھدیٰ سے مشہور و مستفیض روایات اختلاف قرآن کے بیان میں اور بعض ظالموں کی جانب سے جو اس میں حذف و نقصان واقع ہوا ہے اس کے بارے میں مروی روایات۔

شیعہ عالم سلطان محمد خراسانی نے لکھا ہے کہ:

" اعلم انه قد استفاضت الاخبار عن الائمة الاطهار بوقوع الزيادة والنقيصة والتحريف والتغيير فيه بحيث لا يكاد يقع يشك "

(بيان السعادة فی مقامات العبادة ص۹ امؤسسة العلمی)

ائمہ اطہار سے قرآن حکیم میں کمی بیشی تحریف اور تغییر کے بارے میں اس حد تک مستفیض روایات مروی ہیں کہ ان میں شک نہیں کیا جا سکتا۔

شیعہ محدث یوسف بحرانی صاحب لکھتے ہیں:

" لايخفى ما فی هذه الاخبار من الدلالة الصريحة والمقالة الفصيحةعلى ما اخبرناه و وضوح ما قلناه وتطرق الطعن الى هذه الاخبار على كثرتها وانتشارها لامكن الطعن الى اخبار الشريعة كلها كما لا يخفى اذا الصول واحدة وكذا الطرق والرواية والمشائخ والنقله والعمرى ان القول بعدم التغيير والتبديل لايخرج من حسن الظن بائمة الجور وانهم لم يخونوا فی الامانة الكبرىٰ مع ظهور خيانتهم فی الامانة الاخرى التی هی اشد ضراراً على الدين "

(الدر النجفيه ص۲۹۸)

دلالت صریحہ اور مقالہ فصیحہ کے ساتھ مروی روایات اس مدعیٰ پر دلالت کر رہی ہیں
ہم نے تحریف قرآن کے بارے میں اختیار کیا اور جو ہم نے کہا اگر ہم ان روایات
طعن کو جگہ دیں باوجود یہ کہ یہ روایات اپنی کثرت کے باعث پھیلی ہوئی ہیں تو اخبا
شریعت پر طعن کرنے کے مترادف ہوگا جیسا کہ مخفی نہیں کیونکہ ان سب طرق رواۃ
مشائخ ناقل اور اصولیین تک ایک جیسے ہی ہیں، مجھے اپنی زندگی کی قسم قرآن حکیم میں
عدم تغیر وتبدل کا قول ائمہ جور کے ساتھ حسنِ ظن کو ثابت کرتا ہے کہ انہوں نے امانت
کبریٰ یعنی قرآن حکیم میں خیانت نہیں کی ہوگی جبکہ امانت اخریٰ یعنی مسئلہ امامت میں
ان کی خیانت خوب واضح ہو چکی ہے جو کہ دین کو (دیگر امور کے بہ نسبت) سخت ضر
رساں ہے۔

ان حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ شیعہ علما کی ایک کثیر تعداد اس بات کی قائل ہے
قرآن حکیم میں معاذ اللہ تحریف، تبدل وتغیر واقع ہوا ہے اور اس سلسلے میں مروی
روایات شیعہ علماء کے نزدیک مشہور ومتواتر ہیں بلکہ حد تواتر سے بھی تجاوز کر چکی ہیں
ایک اندازہ کے مطابق دو ہزار روایات شیعہ تحریف پر دلالت کرتی ہیں اور دوسرے
اندازہ کے مطابق اس قدر روایات مروی ہیں کہ ان کا شمار نہیں کیا جاسکتا اور ان
روایات پر طعن گویا اخبار شریعہ پر طعن کرنے کے مترادف ہے اخبار شریعت میں تحریف
قرآن کے بارے میں مروی روایات کے اصول طرق ومشائخ وناقلین ایک جیسے ہیں
اگر ان پر طعن کے لئے راہ ہموار کی جائے تو اصول شریعت سے اعتماد اٹھ جائے گا اور

آثار شریعت مٹ جائیں گے۔لہٰذا شیعہ کے نزدیک تحریف قرآن کی روایات اس حد تک درجہ صحت و یقین کو پہنچ چکی ہیں کہ ان کا کسی صورت بھی انکار نہیں کیا جاسکتا، نہ صرف اتنا ہی بلکہ تحریف قرآن کا عقیدہ شیعہ کے نزدیک ضروریات مذہب شیعہ میں شمار ہوتا ہے چنانچہ شیعہ عالم ابوالحسن بن محمد طاہر العاملی النباطی الفتونی لکھتے ہیں کہ:

" وعندی فی وضوح صحة هذا القول بعد تتبع الاخبار و تصفیح الاثار بحیث یمکن الحکم بکونه من ضروریات مذهب التشیع "

(مراة الانوار و مشکوٰة الاسرار ص۸۴،المقدمة الثانیه مؤسسة الاعلمی بیروت)

اخبار و آثار کے تتبع و تلاش کے بعد اس قول کی صحت کی روشنی میں یہ حکم لگانا ممکن ہے کہ تحریف قرآن کا عقیدہ ضروریات مذہب شیعہ میں ہے۔

اور پھر اسی طرح شیعہ عدنان بن سید علوی آل عبدالجبار الموسوی البحرانی نے بھی تصریح کی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"واجماع الفرقة المحقه و کونه من ضروریات مذهبهم "

(مشارق الشموس الدریه فی احقیة مذهب الاخبار ص۲۲۶المکتبة العدنانیه البحرین)

فرقہ حقہ کا تحریف قرآن پر اجماع ہے اور یہ عقیدہ ضروریات مذہب شیعہ میں شمار ہوتا ہے۔

گویا کہ تحریف قرآن کا عقیدہ شیعہ مذہب کے اساس کی حیثیت رکھتا ہے اور اس عقیدہ کے بغیر کوئی شیعہ نہیں بن سکتا شیعہ بننے کے لئے ضروری ہے کہ وہ عقیدہ تحریف قرآن پر یقین رکھے تب وہ شیعہ میں شمار ہوگا ورنہ اس عقیدہ کے بغیر اس کی شیعیت ادھوری

اور نا تمام ہے اور وہ شیعہ علماء کے نزدیک شیعہ ہی نہیں، شیعہ علماء کا ایک جم غفیر تحریف قرآن کا عقیدہ رکھتا ہے۔ شیعہ عالم ابوالحسن العاملی لکھتا ہے کہ:

" اعلم انا لذی یظهر بن ثقة الاسلام محمد بن یعقوب الکلینی انه کان یعتقد التحریف والنقصان فی القرآن لانه روی روایات کثیر فی هذا المعنی فی کتاب الکافی الذی صرح فی اوله بانه کان یثق فیما رواه فیه ولم یتعرض القدح فیها ولا ذکر معارض لها و کذلك شیخة علی بن ابراهیم القمی فان تفسیره مملو منه وله غلو فیه "

(مرأۃ الانوار و مشکوٰۃ الاسرار ص ۱۸۳ الفصل الرابع)

بے شک جاننا چاہئے کہ (شیعہ کے) ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب الکلینی کی کتاب سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ قرآن حکیم میں تحریف ونقصان کا عقیدہ رکھتے تھے کیونکہ انہوں نے اس بارے میں بے شمار روایات اپنی کتاب کافی میں بیان کی ہیں اور اس کے شروع میں اس نے صراحت کی ہے کہ وہ اعتماد کرتا ہے اس پر جو اس نے روایت کیا ہے اس میں کلینی ان روایات پر قدح کے درپے بھی نہیں ہوا اور نہ ہی ان روایات کے معارض دوسری روایات ذکر کیں، اسی طرح کلینی کے استاد علی بن ابراہیم القمی کا بھی یہی عقیدہ ہے بے شک اس کی تفسیر تحریف قرآن کی روایات سے بھری ہوئی بلکہ اس کو اس میں غلو ہے۔

یعنی شیعہ عالم محمد بن یعقوب کلینی جس نے اصول کافی تصنیف کی ہے وہ بھی تحریف

قرآن کے عقیدہ کا قائل تھا اور اس کا استاد علی بن ابراہیم القمی بھی تحریف کے عقیدہ کا قائل تھا بلکہ وہ تو اس عقیدہ میں غلو کی حد تک پہنچ چکا تھا۔ ہم یہاں پر کچھ شیعہ علماء کی فہرست مع کتب ذکر کرتے ہیں جو تحریف قرآن کے عقیدہ کے قائل ہیں۔ ملاحظہ کریں:

(۱) علی بن ابراہیم القمی ''تفسیر القمی'' (۲) محمد بن یعقوب الکلینی ''الکافی'' (۳) احمد بن محمد بن خالد البرقی ''المحاسن'' (۴) ابی النضر محمد بن مسعود العیاشی ''تفسیر عیاشی'' (۵) ابو زینب النعمانی ''غیبۃ النعمانی'' (۶) فرات بن ابراہیم الکوفی ''تفسیر فرات الکوفی'' (۷) شیخ مفید ''اوائل المقالات'' (۸) احمد بن ابی طالب الطبرسی ''احتجاج طبرسی'' (۹) محمد تقی المجلسی ''روضۃ المتقین'' (۱۰) محمد بن باقر المجلسی ''بحار الانوار'' (۱۱) نعمۃ اللہ الجزائری ''انوار النعمانیہ'' (۱۲) ابوالحسن العاملی ''مرأۃ الانوار و مشکوٰۃ الاسرار'' (۱۳) فیض الکاشانی ''تفسیر الصافی'' (۱۴) محمد بن الحسن الحر عاملی ''اثبات الھداۃ وفوائد الطوسیہ (۱۵) ھاشم البحرانی ''اللوامع النورانیہ'' (۱۶) محمد مہدی النراقی ''انیس المجتہدین'' (۱۷) احمد بن محمد مہدی النراقی ''مناہج الاحکام'' (۱۸) المیرزا حسین النوری الطبرسی ''فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب'' (۱۹) عبداللہ بشر ''مصابیح الانوار اصول الاصلیہ'' (۲۰) عدنان البحرانی ''مشارق الشموس الدریہ'' (۲۱) علی الحائری ''الزام الناصب فی اثبات الحجۃ الغائب'' (۲۲) یوسف البحرانی ''الدرر النجفیہ والحدائق الناضرہ'' (۲۳) سعد بن عبداللہ القمی ناسخ القرآن ومنسوخہ'' (۲۴) علی بن احمد الکوفی ''الاستغاثہ من بدع الثلاثہ'' (۲۵) محمد بن عباس الماھیار

''تاویل ماانزل من القرآن الکریم'' (۲۶) ابوسھل اسماعیل بن علی بن اسحاق بن ابی سھل بن نوبخت ''فصل الخطاب'' (۲۷) ابواسحاق ابراھیم بن نوبخت ''فصل الخطاب'' (۲۸) فضل بن شاذان ''الایضاح والفضائل'' (۲۹) محمد بن الحسن ''نھج البیان عن کشف معانی القرآن'' (۳۰) المقدس الکاظمی ''المحصول فی علم الاصول'' (۳۱) محمد کریم خان الکرمانی ''فصل الخطاب'' (۳۲) محمد شریف بن حسین علی المازندانی ''اوثق الوسائل'' (۳۳) حکیم الاھی محمد باقر الحسینی الموسوی الشیرازی ''لوامع الانوار العرشیہ'' (۳۴) المحقق المیرزا القمی ''کتاب القوانین'' (۳۵) حامد حسین لکھنوی ''الاستقصاء الافحام'' (۳۶) شرف الدین یحییٰ المفتی البحرانی تلمیذ الکرکی ''فصل الخطاب'' (۳۷) آیۃ اللہ محمد حسین اصفہانی نجفی ''مجد البیان فی تفسیر القرآن'' (۳۸) احمد السیاری ''القرات والتنزیل والتحریف'' (۳۹) ابن شھر آشوب ''مثالب النواصب'' (۴۰) علی بن سید محمد طباطبائی ''حجیۃ ظواھر الکتاب'' (۴۱) الوصید البھبھانی ''الفوائد الحائریۃ'' (۴۲) محمد صالح مازندرانی ''شرح اصول کافی'' (۴۳) محمد بن علی البحرانی ''مشائق الانوار الملکوتیہ'' (۴۴) علی خان المدنی الشیرازی ''ریاض السالکین'' (۴۵) علی بن تقویٰ ''اسعاف المامول'' (۴۶) دلدار علی ''عمر دار الاسلام فی علم الکلام'' (۴۷) سلطان محمد الجنابذی ''بیان السعادۃ فی مقامات العبادۃ'' (۴۸) زین العابدین الکرمانی ''تذییل فی الرد علی ھاشم الشامی'' (۴۹) محمد امین بن رضا علی ''کشف الاذھان فی تادیب الاخوان'' (۵۰) محمد کاظم الخراسانی ''کفایۃ الاصول'' (۵۱) حسین البحرانی

''الانوار الوضیۃ فی العقائد الرضویہ'' (۵۲) احمد الخوانساری ''جامع المدارک'' (۵۳) محمد امین استرابادی ''الفوائد المدنیہ'' (۵۴) نور الدین کاشانی ''تفسیر المعین'' (۵۵) محمد بن عبد النبی الاخباری ''اوثق الوسائل'' (۵۶) علی بن محمد بن الحسن بن الزین الدین العاملی ''الدر المنظوم من کلام المعصوم'' (۵۷) ھادی الطھرانی ''حجۃ العلماء فی اصول الفقہ'' (۵۸) ملا خلیل قزوینی ''الصافی شرح اصول الکافی'' (۵۹) احمد الاردبیلی ''حدیقۃ الشیعہ'' (۶۰) محمد باقر الداماء ''فصل الخطاب'' (۶۱) حسن بن جعفر کاشف الغطاء ''انوار الفقاھۃ'' (۶۲) ملا محمد ''بارقہ ضیغمیہ'' (۶۳) ملا ناصر حسین ''شق النبال'' (۶۴) محمد صادق الخاتون آبادی ''کشف الحق''۔

یہ وہ شیعہ علماء کی اکثریت ہے جس کے گرد شیعہ مذہب کی چکی گھومتی ہے انہیں شیعہ مذہب کا ستون ہونے کی حیثیت حاصل ہے ان علماء نے تحریف قرآن کی روایات اپنی کتب میں ذکر کی ہیں ان میں سے کافی نام تو نوری طبرسی شیعہ نے اپنی کتاب فصل الخطاب میں ذکر کئے ہیں اور انہیں تحریف قرآن کا معتقد قرار دیا ہے۔ ملاحظہ کریں: ''فصل الخطاب ص ۲۶، المقدمۃ الثالثۃ''۔

شیعہ عالم نوری طبرسی نے تحریف قرآن کا عقیدہ عند الشیعہ ثابت کرنے کے لئے فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب کے نام سے کتاب لکھی جو کہ ۳۹۸ صفحات پر مشتمل ہے، نوری طبرسی کو شیعہ مذہب میں جو اہمیت حاصل ہے وہ ان القاب سے ظاہر ہوتی ہے کہ جو شیخ عباس القمی نے ان کے لئے ذکر کئے ہیں چنانچہ نوری طبرسی کے

متعلق لکھتے ہیں:

" شیخ الاسلام والمسلمین مروج علوم الانبیاء والمرسلین الثقة الجلیل والعالم الکامل النبیل المتبحر الخبیر المحدث الناقد البصیر ناشر الآثار و جامع شمل الاخبار صاحب التصانیف الکثیرة الشهیرة والعلوم الغزیرة الباهرة بالروایة والدرایة والرافع بحمیس المکارم اعظم رابة وهو اشهر من ان یذکر و فوق ما نحوم حوله العبارة "

(الکنی والالقاب ج ۲ ص ۴۴۵)

شیخ عباس قمی لکھتے ہیں:

" ودفن فی جوار امیر المؤمنین فی الصحن الشریف "

(الکنی والالقاب ج ۲ ص ۴۴۵)

نوری طبرسی کو قرب امیر المؤمنین میں ان کے صحن مقدس میں دفن کیا گیا۔

یعنی شیعہ عقائد کا ترجمان نوری طبرسی، شیعہ کے نزدیک بہت زیادہ اہمیت کا حامل تھا اور اس کو اس کی خدمات کے عوض صحن نجف میں دفن کیا گیا، بعض شیعہ کہتے ہیں کہ فصل الخطاب کا رد بھی لکھا گیا ہے لیکن وہ رد بھی برائے نام ہے خود نوری طبرسی نے ہی اس کا جواب الجواب لکھا، فصل الخطاب کا رد لکھنے والے نے نوری طبرسی کو کافر یا خارج از اسلام قرار نہیں دیا اور تمام شیعہ آج تک نوری طبرسی کو احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں اور بعد میں آنے والے مؤلفین و مصنفین نے نوری طبرسی کو خوب سراہا ہے جس سے ثابت

ہوتا ہے کہ تحریف قرآن کا عقیدہ شیعہ مذہب کا اجماعی و اتفاقی عقیدہ ہے شیعہ کے نزدیک تحریف قرآن کا عقیدہ ونظریہ غصب خلافت پر مبنی ہے ان کے زعم کے مطابق (معاذ الله ثم معاذ الله) صحابہ کرام ﷺ نے قرآن حکیم میں اس لئے تحریف کی کہ حضرت علی ﷺ کے حق خلافت کو غصب کیا جا سکے چنانچہ ابوالحسن العاملی نے لکھا ہے کہ:

"وانه من اكبر مفاسد غصب الخلافة"

(مقدمه تفسير القرآن المسماة بمرأة الانوار و مشكوٰة الاسرار ص۸۴ الفصل الرابع)

قرآن حکیم میں تحریف کرنے کے بڑے مفاسد میں سے ایک یہ بھی تھا کہ خلافت کو غصب کر لیا جائے۔

اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ شیعہ خلافت بلافصل کے نعرہ میں تحریف قرآن کو ثابت کرنا چاہتے ہیں الغرض شیعہ کا قرآن حکیم پر ایمان نہیں اور وہ قرآن حکیم کو تحریف سے پاک نہیں مانتے۔

﴿۲﴾ مسئلۂ امامت

عقیدہ تحریف قرآن کے بعد ایک دوسرا عقیدہ ونظریہ شیعہ مذہب کی اساس و بنیاد سمجھا جاتا ہے وہ نظریہ امامت ہے۔ شاید تمام لوگ لفظ امام و امامت کو سن کر یہ سمجھتے ہوں کہ شیعہ ائمہ اہل بیت پر لفظ امام کا اطلاق ان کے تقوی وطہارت و بزرگی کے پیش نظر کرتے ہوں اور ان کی شان وعظمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کے لئے امامت کو مسلم جانتے ہوں لیکن حقیقتاً ایسا نہیں ہے کیونکہ شیعہ کے نزدیک "امامت" نبوت کی طرح

ایک عہدہ الٰہیہ اور منصب ربانیہ ہے جس طرح منصب نبوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتا ہے اور یہ کسب پر موقوف نہیں اور آپ ﷺ کی بعثت کے بعد سلسلہ نبوت اختتام پذیر ہو چکا۔ آپ ﷺ آخری نبی ہیں اسی طرح شیعہ کے نزدیک منصب امامت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتا ہے کسب پر موقوف نہیں اور یہ سلسلہ امامت شیعہ کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ سے شروع ہو کر امام مہدی پر اختتام پذیر ہے یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سلسلہ امامت کے امام اول اور حضرت امام مہدی آخری امام ہیں ان کے بعد کوئی بھی امام نہیں بن سکتا۔ الغرض شیعہ عقائد کے موافق نظریہ امامت نبوت کے متوازی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ایک منصب ہے جس میں نبوت کی تمام خصوصیات موجود ہیں (معاذ اللہ) امت مسلمہ کے ردِ عمل کے خوف کی وجہ سے شیعہ ائمہ اہل بیت پر نبی کا اطلاق نہیں کرتے ورنہ نبوت کے تمام خصائص کو اماموں کے حق میں تسلیم کرتے ہیں بلکہ اماموں کو نبیوں سے افضل بھی تسلیم کرتے ہیں یہ درحقیقت ختم نبوت کا انکار ہے ان کا ائمہ اہل بیت کو امام کہنا اہل سنت کی طرح نہیں، ہم ائمہ اہل بیت کو امام ان کی بزرگی وعظمت، تقویٰ وطہارت کی بنا پر کہتے ہیں لیکن شیعہ اس ضمن میں ان کو نبی ورسولوں سے اعلیٰ وافضل تصور کرتے ہیں۔ ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے کہ:

"مرتبہ امامت چنانکہ دانستی نظیر منصب جلیل نبوتست" (حق الیقین ج ا ص ۳۷)

جیسا کہ آپ جان چکے ہیں مرتبہ امامت نبوت کے منصب جلیل کی مانند ہے۔

ملا باقر مجلسی نے مزید لکھا ہے کہ:

" اگر امام را مردم تو انند اختیار کرد باید که مردم نبی را نیز اختیار تو انند کرد و این باطل است باتفاق"

(حق الیقین ص ۳۷)

اگر امام کو چننا آدمیوں کے اختیار میں ہو تو پھر نبی کو چننا بھی آدمیوں کے اختیار میں ہوگا یہ باتفاق باطل ہے۔

الغرض شیعہ نے وہ تمام امور و خصائص جو ایک نبی سے وابستہ ہیں وہ تمام امام سے وابستہ کر دیئے ہیں، گو اس پر لفظ نبی کا اطلاق نہیں کیا۔ باقی تمام اوصاف کو امام میں ثابت مانا ہے اگر شیعہ عقائد کے ترجمان ملا باقر مجلسی کی کتاب حق الیقین کو پڑھا جائے تو کافی امور میں مماثلت مل جائے گی۔ چنانچہ ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں کہ:

﴿۱﴾"امامیه اعتقاد آن ست که بعثت پیغمبران بر حق تعالٰی واجبست "(حق الیقین ص ۱۸)

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث کرنا اللہ تعالیٰ پر واجب ہے۔ اماموں کے لئے بھی یہی عقیدہ لکھتے ہیں:

" آنچه فرقه ناجیه امامیه برآں اتفاق کرده اند آنست که واجب است بر پروردگار عالم "(حق الیقین ص ۳۶)

شیعوں نے اتفاق کیا ہے کہ پروردگار عالم پر امام مقرر کرنا واجب ہے۔

﴿۲﴾"بدآنکه طریق دانستن حقیقت پیغمبراں معجز است "(حق الیقین ص۱۹)

معجزات پیغمبروں کے حق ہونے کی علامت ہیں۔

" معجزه که مقارن دعوی امامت باشد "(حق الیقین ص۴۷)

امام کو معجزہ سے پہچانا جاسکتا ہے جو کہ اس کے دعویٰ امامت سے مقارن ہوتا ہے۔یعنی عندالشیعہ جس طرح معجزہ سے نبی کو پہچانا جاتا ہے اسی طرح امام کو بھی معجزہ سے پہچانا جاتا ہے۔

" ہر معجزه که خدا به پیغمبری درده بود ہمه بر رسول خدا و ائمه هدی عطا کرده است "(حق الیقین ص۴۴)

وہ تمام معجزات جو دیگر پیغمبروں کو حاصل تھے وہ تمام حضور ﷺ اور ائمہ ھدی کو عطا کئے گئے ہیں۔

﴿۳﴾"جمیع انبیاء از اول عمر تا آخر عمر معصومند از گناہان صغیره و کبیره عمدا و سهوا "(حق الیقین ص۱۸)

تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اول عمر سے لے کر آخر عمر تک صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے عمداً وسہواً معصوم ہیں۔اسی طرح شیعہ ائمہ کے لئے معصوم ہونا ضروری سمجھتے ہیں چنانچہ مجلسی نے لکھا ہے کہ:

" معصوم بو دن او ست،از گناہان صغیره و کبیره "

(حق الیقین ص۴۱)

امام کے لئے ضروری ہے کہ وہ صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے معصوم ہو۔

" امام نیز مثل پیغمبر معصوم است از اول عمر تا آخر عمر از جمیع گناہاں کبیرہ و صغیرہ "(حق الیقین ۴۰)

امام پیغمبر کی طرح اول عمر سے لے کر آخر عمر تک تمام صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے معصوم ہوتا ہے۔

یعنی جس طرح انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام معصوم ہیں اسی طرح شیعہ کے نزدیک ائمہ بھی معصوم ہیں۔

﴿۴﴾"باید کہ پیغمبر افضل از جمیع امت خودباشد "
(حق الیقین ۲۰) ضروری ہے کہ پیغمبر اپنی پوری امت سے افضل ہو۔

اسی طرح امام کے لئے بھی افضل ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے، چنانچہ ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں:

" افضل بودن امام ست از جمیع امت " (حق الیقین ۴۷)

امام کے لئے پوری امت سے افضل ہونا ضروری ہے۔

﴿۵﴾وباید کہ عالم باشد بجمیع علوم کہ امت بانہا محتاجند و باید بصفات کمال موصوف باشد "(حق الیقین ۲۰)

نبی کے لئے ضروری ہے وہ تمام علوم جن کی امت محتاج ہے ان کا عالم ہو اور صفات کمال سے موصوف ہو۔

اسی طرح شیعہ نے امام کے لئے بھی ضروری قرار دیا ہے چنانچہ مجلسی صاحب لکھتے ہیں:

" آنکہ عالم باشد بھرچہ در امامت محتاج بآں است از علوم دینی و دنیوی " (حق الیقین ۴۱)

وہ علوم جن میں لوگ امامت کے محتاج ہیں ان علوم کا عالم ہو خواہ وہ علوم دنیوی ہوں یا دینی ہوں۔

نبی کے اعلم الخلق ہونے کی علت ملا باقر مجلسی نے یوں بیان کی کہ:

" زیرا کہ تفضیل مفضول عقلاً قبیح است " (حق الیقین ۲۰)

یعنی اگر نبی علوم میں امت سے افضل نہ ہو تو مفضول کی تفضیل لازم آئے گی اور یہ عقلاً قبیح ہے۔

اور پھر اسی طرح امام کے لئے بھی لکھا کہ:

" آنکہ امام باید افضل باشد ازھمہ امت در جمیع جہات خصوصاً اعلم والا تفضیل مفضول و ترجیح مرجوح لازم آید وآن بحسب عقل قبیح است "(حق الیقین ۳۹)

امام کے لئے ضروری ہے کہ وہ تمام جہات کے لحاظ سے امت سے افضل ہو خاص طور پر علم میں ورنہ تفضیل مفضول اور ترجیح مرجوح لازم آئے گی اور یہ باعتبار عقل قبیح ہے۔

﴿۶﴾" باید بصفات کمال موصوف باشد مانند کمال عقل وزیرکی وفطانت و قوت و عفت و رای و شجاعت و کرم و سخاوت و ایثار دیگراں برخود و غیرت در دین و رافت

و رحم و مروت و تواضع و نرمی ومدارا و ترك دنیا و رعایت صلحاء و علماء و اہل دین "(حق الیقین ۲۵)

پیغمبر کے لئے ضروری ہے کہ وہ صفات کمال سے موصوف ہو جیسا کہ کمال عقل ذہانت و دانائی، قوت، پاک دامنی، رائے، شجاعت، کرم وسخاوت اپنے اوپر دوسروں کو ایثار دینا، دینی غیرت، رافت اور رحم، مروت وتواضع، نرمی ومدارا، ترک دنیا، صلحا وعلما کا خیال۔

اسی طرح امام کے لئے بھی لکھتے ہیں کہ:

" آنکه در جمیع صفات کمال مانند شجاعت و سخاوت و مروت و کرم و علم هرچه از صفات کمال باشد از همه رعیت خود کا ملتر باشد والا تفضیل مفضول لاز آید واں قبیح است عقلا "(حق الیقین ۴۱)

تمام صفات کمال جیسا کہ شجاعت وسخاوت ومروت وکرم وعلم یا جو بھی صفات کمال ہیں تمام رعیت سے کامل تر ہونا ضروری ہے ورنہ تفضیل مفضول لازم آئے گی اور وہ عقلاً قبیح ہے۔

﴿۷﴾"امنزه باشد از صفات ذمیمه مانند کینه و بخل و حسد و حرص و محبت دنیا و حب مال و کبح خلقی وجبر"(حق الیقین ۲۰)

پیغمبر کے لئے ضروری ہے کہ وہ صفات ذمیمہ سے پاک ہو جیسا کہ کینہ وبخل وحسد و

حرص، دنیا کی محبت اور مال کی محبت، بداخلاقی اور تکبر (ان امور سے پاک ہو)
اسی طرح ملا باقر مجلسی نے امام کے لئے اخلاقی برائیوں سے پاک ہونا ضروری لکھا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"در خلق مانند بخل و حرص و کبح خلقی" (حق الیقین ۴۲)

امام کے لئے ضروری ہے کہ وہ اخلاقی برائیوں سے پاک ہو جیسا کہ بخل و حرص و بداخلاقی۔

﴿۸﴾ "ازقذف در نسب که ولد الزنا نباشد و شبه نباشد وبد رانش دنی نباشد" (حق الیقین ۲۰)

یعنی نبی کا نسب مطعون نہ ہو اور کسی قسم کا شک وشبہ اس کے نسب میں نہ ہو۔
اسی طرح ائمہ کے لئے بھی لکھا ہے:

"دنائت نسب و ولد الزنا بودن و تهمت در نسب او" (حق الیقین ۴۲) نسب میں ذلیل ہونا ولد الزنا ہونا اور نسب میں متہم ہونا

﴿۹﴾ "امر اینکه موجب نفرت خلق باشد مانند خوره و پسی و کوری و کبری و گنگی و امثال اینها" (حق الیقین ۲۰)

پیغمبر کے لئے ضروری ہے کہ اس میں ایسے امراض نہ ہوں جو خلق کی نفرت کا باعث ہوں جیسا کہ برص و جذام اور بہرا پن و اندھا پن اور گونگا پن اور اس طرح کی دیگر بیماریاں۔

اسی طرح امام کے لئے بھی شیعہ نے شرط عائد کی ہے کہ:

''آنکه پاك باشد از عیوبی که باعث نفرت مردم گردد خواه در خلقت مانند کوری و خوره و پیسی ''(حق الیقین ۴۲)

یعنی امام کے لئے ضروری ہے کہ ان عیوب سے پاک ہو جو لوگوں کی نفرت کا باعث ہوں جیسا کہ اندھا پن وجذام وبرص۔

الغرض وہ تمام خصوصیات جو کتب شیعہ میں نبی کے لئے مرقوم ہیں وہ تمام عند الشیعہ امام میں بھی پائی جاتی ہیں۔ ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے:

''وگفته اند باید صفاتی که در پیغمبر ان مذکور شد در او باشد ''(حق الیقین ۴۱)

شیعہ علماء نے کہا ہے کہ وہ تمام صفات جو پیغمبروں میں ہوتی ہیں وہ امام میں موجود پائی جاتی ہیں۔

شیعہ کے نزدیک امامت کا انکار نبوت کے انکار سے بھی بدتر ہے چنانچہ شیعہ عالم حلی نے لکھا ہے کہ:

''الامامة لطف عام و النبوة لطف خاص لامکان خلو الزمان من نبی حتی بخلاف الامام و انکار اللطف العام شر من اللطف الخاص''

(الفین ج ۱ ص ۳)

امامت لطف عام ہے اور نبوت لطف خاص ہے کیونکہ یہ ممکن ہے کہ زمانہ زندہ نبی سے خالی رہے امام کے بخلاف اور لطف عام کا انکار کرنا لطف خاص کے انکار سے برا ہے۔

یعنی شیعہ علماء کے نزدیک زمانہ نبی سے تو خالی رہ سکتا ہے لیکن امام سے خالی نہیں رہ سکتا لہٰذا امامت کا انکار نبوت کے انکار سے بھی بدتر ہے جس کا صاف اور سیدھا مطلب یہ ہوا کہ ائمہ کی امامت کا انکار کرنے والا جمیع انبیاء و مرسلین کی نبوت و رسالت کے انکار کرنے والوں سے بھی بدتر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شیعوں نے امامت کو نبوت سے افضل قرار دیا ہے۔ چنانچہ نعمۃ اللہ الجزائری نے لکھا ہے کہ:

" الامامة العامة التی هی فوق درجة النبوة والرسالة " (زهر الربیع ۱۲)

امامت عامہ کا درجہ و رتبہ نبوت و رسالت سے بھی بلند و بالا ہے۔

شیعہ عالم ملا باقر مجلسی نے بحار الانوار میں باب قائم کیا ہے کہ:

" انهم اعلم من الانبیاء علیهم السلام " (بحار الانوار ج ۲۶ ص ۳۶۱)

ائمہ اہل بیت انبیاء علیہم السلام سے بھی زیادہ علم رکھتے ہیں۔

شیعہ نے ائمہ اہل بیت کا درجہ و رتبہ انبیاء علیہم السلام سے بھی بڑھایا ہوا ہے ان کے نزدیک امام و نبی میں کوئی خاص فرق نہیں۔ چنانچہ ملا باقر مجلسی رقمطراز ہیں:

" ولا یصیل عقولنا الی فرق بین یمن النبوة والامامة "

(بحار الانوار ج ۲۶ ص ۲۸۹ باب انهم محدثون مفهون وانهم ممن یشبهون)

ہماری عقلوں کو نبوت و امامت میں کوئی واضح فرق نظر نہیں آتا۔

یعنی شیعہ عقل نبوت اور امامت میں کوئی واضح فرق کرنے سے قاصر ہے۔ جب نبوت و امامت میں کوئی واضح فرق عند الشیعہ موجود نہیں تو پھر امام و نبی میں بھی کوئی فرق نہ

ہوگا صرف نام کا امتیاز ہے باقی تمام خصائص واوصافِ نبوت ائمہ اہل بیت میں پائے جاتے ہیں پس معلوم ہوا کہ جس طرح قادیانی حضور ﷺ کی ختم نبوت کے منکر ہیں اسی طرح شیعہ بھی حضور ﷺ کی ختم نبوت کے منکر ہیں آپ ﷺ کی ختم نبوت کا انکار کرتے ہوئے ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے کہ:

"چوں قائم آل محمد ﷺ بیروں آید خدا اور ایاری کند بملٰئکه اول کسیکه با و بیعت کند محمد باشد"

(حق الیقین ۳۶۰)

جب امام مہدی غار سے باہر آئیں گے تو سب سے پہلے حضور ﷺ ان کی بیعت کریں گے، اللہ تعالیٰ ملائکہ کے ذریعے ان کی امداد فرمائے گا۔

تمام امت مسلمہ کا عقیدہ ہے آپ ﷺ امام الاولین والآخرین اور آخری نبی ہیں لیکن شیعہ عقیدہ کے مطابق آپ ﷺ امام مہدی کے ہاتھ پر بیعت کریں گے ظاہر ہے کہ شیعہ حضور ﷺ کو درحقیقت خاتم النبیین تسلیم نہیں کرتے ورنہ وہ اس طرح کی باتیں اپنی کتابوں میں نہ لکھتے۔

شیعہ عالم شیخ عباس قمی نے لکھا ہے کہ:

"ظہور مصحف امیر المؤمنین است که بعد از وفات رسول خدا جمع نمودیے تغییر و تبدیل و دراں است تمام آنچه راکه بر سبیل اعجاز برآن حضرت نازل شده بود

و پس از جمع عرض نمود بر صحابه اعراض نمود اند پس آن را مخفی نمود و بحال خود باقی است تا آنکه بردست آن جناب ظاہر شود و خلق مامور شوند که آن را بخوانند و حفظ نما یند بجہلت اختلاف ترتیب که بایں مصحف موجود دارد که باؤ مایوس شرند حفظ آں از تکالیف مشکله مکلفین خواهد بود"

(منتھی الامال ج ا ص ۴۹۲ ذکر جملہ ای از خصائص حضرت صاحب الامر)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قرآن "مصحف علی" ظاہر ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تغیر و تبدل کے سوا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ قرآن جمع کیا تھا اور اس میں وہ سب کچھ موجود ہے جو بطور اعجاز آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قرآن جمع کرنے کے بعد صحابہ کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے اس سے اعراض کیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ چھپا دیا تھا اور وہ ابھی تک باقی ہے یہاں تک کہ حضرت امام مہدی کے ہاتھ پر ظاہر ہوگا اور خلق کو حکم ہوگا کہ وہ اس قرآن کو پڑھیں اور یاد کریں اختلاف ترتیب کی جہت سے جو اس مصحف کے ساتھ ہے کہ لوگ اس سے مایوس ہو گئے ہیں اور اس کا یاد رکھنا مکلفین کے لئے تکالیف مشکلہ میں سے ہے۔

شاید یہی کام ہے جس کے لئے شیعہ عالم خمینی نے لکھا ہے کہ:

"جو بھی نبی آیا وہ عدل کے نفاذ کے لئے آیا ان انبیاء کا مقصد یہ تھا کہ وہ

پورے عالم میں عدل کو جاری وساری کریں لیکن وہ کامیاب نہ ہوئے یہاں تک کہ حضرت ختمی مرتبت ﷺ جو بشریت کی اصلاح نظام عدل کے قیام اور تربیت بشر کے لئے آئے تھے یہ بھی اپنے زمانے میں اس مقصد میں مکمل طور پر کامیابی نہ پاسکے" (امامت اور انسان کامل ص ۲۷۸ ادارہ تعلیم وتربیت لاہور ملنے کا پتہ حیدری کتب خانہ اندرون کربلا گامے شاہ بھٹائی گیٹ لاہور)

یعنی خمینی شیعہ کے نزدیک معاذ اللہ جملہ انبیاء ومرسلین اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوسکے اور یہاں تک خود معاذ اللہ حضور ﷺ بھی اصلاح بشریت وقیام نظام عدل میں مکمل طور پر کامیاب نہ ہوسکے چونکہ شیعہ قرآن حکیم کو تحریف شدہ تسلیم کرتے ہیں اور ان کے نزدیک شریعت محمدیہ کا بنیادی مأخذ قرآن حکیم بوجہ تحریف شک وتردد سے بالا تر نہیں اس لئے ان کے نزدیک شریعت مشکوک ہوکر رہ چکی ہے اور شیعہ نظریات کے مطابق اصل قرآن امام مہدی کے پاس ہے اور وہی اپنے زمانے میں اس کو ظاہر کر کے لوگوں کو پڑھنے کا حکم دیں گے، یعنی اصل شریعت کا اجرا امام مہدی کے ہاتھ پر ہوگا یہ تمام چیزیں ثابت کررہی ہیں کہ شیعوں کا ختم نبوت پر ایمان نہیں اور ان کا نظریہ امامت عقیدہ ختم نبوت پر کاری ضرب ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"سألته سوالا روحانيا عن الشيعة فاوحى الى ان مذهبهم باطل و بطلان مذهبهم يعرف من لفظ الامام و انما افقت عرفت ان

الامام عندهم هو المعصوم المفترض طاعته الموحى اليه وحيا باطنيا وهذا هو معنى النبى فمذهبهم يستلزم انكار ختم النبوة فبحهم الله تعالىٰ'' (تفہیمات الٰہیہ ج ۲ ص ۳۰۱ مطبع شاہ ولی اکیڈمی حیدر آباد)

میں نے آپ ﷺ کو خواب میں دیکھا اور ان سے ایک روحانی سوال شیعہ مذہب کے بارے میں پوچھا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ان کا مذہب باطل ہے اور لفظ امام سے شیعہ مذہب کا بطلان ثابت ہوتا ہے جب میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ شیعہ کے نزدیک امام مفترض الطاعۃ (ایسا شخص جس کی اطاعت فرض ہو) ہوتا اور اس کے جانب معصوم اور باطنی طور پر وحی ہوتی ہے، پس یہی معنی نبی کے اندر پائے جاتے ہیں اس لحاظ سے شیعہ کا ائمہ اہل بیت کو اس معنی میں امام قرار دینا ختم نبوت کے انکار کو مستلزم ہے اللہ تعالیٰ شیعہ کو تباہ کرے۔

شیعہ کے عقیدہ امامت میں ایک رخ تو ختم نبوت کے انکار کا پایا جاتا ہے دوسری جانب یہ نظریہ شیعہ کے نزدیک اتنا اہم اور ضروری ہے کہ اس کے بغیر کوئی عبادت مقبول نہیں ہوتی چنانچہ کتب شیعہ میں مرقوم ہے کہ:

''انه لاتقبل الاعمال الا بالولاية'' (بحار الانوار ج ۲۷ ص ۱۰۱)

اللہ تعالیٰ اعمال کو قبول نہیں فرماتا جب تک کہ آدمی امامت کا اقرار نہ کرلے۔

ملا باقر مجلسی نے مزید لکھا ہے کہ:

'' اعلم ان الامامية اجمعوا على اشتراط صحة الاعمال و قبولها

بالایمان الذی من جملته الاقرار بولایة جمیع الائمة علیهم السلام وامامتهم "(بحارالانوار ج۲۷ص۱۰۱)

امامیہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اعمال کی صحت وقبولیت ایمان کے ساتھ وابستہ ہے اور ایمان کی شرائط میں ایک شرط یہ ہے کہ تمام ائمہ اہل بیت کی ولایت وامامت کا اقرار کرلے۔

"والاخبار المستفیضة وردت باطلاق الکافر علی المخالفین لانکارهم النصوص علی الائمة علیهم السلام "(بحارالانوار ج۲۷ص۱۰۱)

شیعہ کے اخبار مستفیضہ میں مخالفین کے اوپر کافر کا اطلاق ہوا ہے ائمہ کے بارے میں نصوص کا انکار کرنے کی وجہ سے۔

یعنی شیعہ اپنے مخالفین کو کافر سمجھتے ہیں اور ان کا نظریہ ہے کہ جو بھی شیعہ عقیدہ امامت کا قائل نہیں وہ کافر ہے۔

حوالہ:من خالف هذا الامر صلی او زنی (بحارالانوار ج۲۷ص۲۳۵)

جو بھی شخص عقیدہ امامت کا انکار کرتا ہے اس کی نماز اور زنا ایک برابر ہے۔

یعنی جو عقیدہ امامت کا قائل نہیں چاہے وہ زنا کرے یا نماز پڑھے ایک برابر ہے معاذ اللہ اس کی عبادت نماز بھی معاذ اللہ زنا کے برابر ہے جب اتنے برے عقائد اور نظریات شیعہ کتب میں اپنے مخالفین یعنی اہل سنت کے لئے پائے جاتے ہیں پھر ہم کیسے تصور کرلیں کہ شیعہ بھی مسلمان ہیں جب کہ ان کے تمام اصولی مسائل اسلام اور

اہل اسلام کے خلاف ہیں قرآن کے مقابلے میں مصحف علی اور اصلی قرآن کا نظریہ وضع کیا گیا، عقیدہ نبوت اور عقیدہ ختم نبوت کے مقابلے میں عقیدہ امامت اور ختم امامت کا نظریہ اختیار کیا گیا اور اپنے ماسوا تمام مسلمانوں کو کافر و مشرک سمجھنے کا نظریہ بھی وضع کیا گیا اور اس کے علاوہ بے شمار مسائل ہیں۔ جن میں شیعہ نے اہل اسلام سے ہٹ کر اپنی ایک علیحدہ راہ اختیار کی ہے، اور اس ضمن میں وہ اپنے آپ کو خاصہ اور اہل سنت کو عامہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

شیعہ کا نظریہ امامت کا ایک دوسرا پہلو

شیعہ عقیدہ امامت کو غور سے پڑھا جائے تو اس میں کافی اختلاف و اضطراب پایا جاتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے مسئلہ امامت میں شیعوں کے بے شمار فرقے بن گئے ہیں۔

وطن عزیز پاکستان کے اسماعیلی بھی شیعہ ہیں اور اسی طرح ان کی ذیلی شاخیں آغا خانی، خوجے، داؤدی، بوہرے وغیرہ بھی شیعہ ہیں ان کا خیال ہے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے بعد امامت کے حقدار ان کے بڑے بیٹے امام اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ ہیں، اثنا عشری شیعہ امام اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کو امام تسلیم نہیں کرتے حالانکہ تنقیح المقال کے اندر مرقوم ہے کہ:

"وکان ابو الصادق شدید المحبة له والبربة وقد کان یظن قوم من الشیعة فی حیوة الصادق انه القائم بعده الخلیفة له من بعده اذ کان اکبر اخوته سنا ولمیل ابیه الیه واکرامه له" (تنقیح المقال ج ۱ ص ۱۳۱)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ امام اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ سے شدید محبت کرتے تھے، امام جعفر صادق

رضی اللہ عنہ کی زندگی میں بھی شیعہ کے ایک گروہ کا خیال تھا کہ آپ اپنے والد کے بعد امام و خلیفہ بنیں گے کیونکہ آپ اپنے بھائیوں سے عمر کے اعتبار سے بڑے تھے اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی رغبت ان کی طرف زیادہ تھی اور ان کا اکرام بھی بے حد فرماتے تھے۔

امام اسماعیل سے امامت کو ختم کرنے لئے شیعہ نے مختلف روایتیں بنائیں ان میں سے ایک روایت یوں بھی کتب شیعہ میں موجود ہے کہ جب امام اسماعیل کا انتقال ہوا تو امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''ما بدی لله فی شئ کما بداله فی اسمعیل ابنی'' (تنقیح المقال ج ا ص ۱۳۱)

اللہ تعالیٰ کو کبھی ایسا بداء نہیں ہوا جیسا کہ میرے لئے اسماعیل کے بارے میں ہوا۔

الغرض شیعہ میں امامت اسماعیل کے بارے میں نزاع و جھگڑا رہا یہاں تک کہ ایک گروہ نے باقاعدہ امامت اسماعیل کا اعلان کیا اور اپنے آپ کو اسماعیلی شیعہ سے موسوم کیا اور آج تک اسماعیلی شیعہ امامت اسماعیل کے قائل ہیں۔ اور اثنا عشری شیعہ امامت اسماعیل کے منکر، پھر اسی طرح شیعہ کا ایک گروہ زیدی شیعہ کے نام سے موسوم ہے اور یہ شیعہ یمن کے علاقوں میں پائے جاتے ہیں ان کا عقیدہ ہے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے بعد امامت کے حقدار ان کے بیٹے حضرت امام زید بن علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

اثنا عشری شیعہ امام زین العابدین کے فرزند امام زید بن علی رضی اللہ عنہ کو امام تسلیم نہیں کرتے شیعہ کتب میں موجود ہے کہ حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ نے امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کی امامت کا انکار کیا تھا۔

امام نیستی و من امامهم بعد ازاں برائے اینکه خروج سیف یکے از شروط امامت است آں در من است نه در تو گفت نیست امام از جمله ما اہل بیت رسول کسے که نست در خانه خود و آو یخت پرده خودرا و کاسد از جهاد وامر بترك جهاد کرد لیکن امام ززما کسے است کر نگارهداری کرد از ضرر مملکت خودرا وجهاد کرد در راه الله تعالٰی بکار آمد فی جهاد الله تعالٰی و دفع کرد ضررا از رعیت خود "(الصافی شرح اصول کافی ج۲ص۵۱۸)

امام زید بن علی رضی اللہ عنہ نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ امام تم نہیں میں ہوں اس لئے کہ تلوار ہاتھ میں لے کر جہاد کرنا امامت کی شرائط میں سے ایک شرط ہے اور وہ شرط تم میں نہیں بلکہ مجھ میں پائی جاتی ہے اس کے بعد حضرت امام زید بن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے وہ شخص امام نہیں ہوسکتا جو گھر میں بیٹھ جائے اور پردہ ڈال کر جہاد سے روگردانی واعراض کرے اور دوسروں کو بھی روگردانی کی ترغیب دے البتہ ہم میں سے امام وہ ہے جو اپنے ملک کو دشمن کے نقصان سے محفوظ رکھے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے اور اس سے اس کو دلچسپی ہو، اپنی رعیت کے نقصان کو ختم کرنے کی کوشش کرے۔

"یا ابا جعفر کنت اجلس مع ابی علی الخوان فیلقمنی البضعة

السمينة ويبرد لي اللقمة اعادة حتى تبرد شفقة علي ولم يشفق علي من حر النار اذا اخبرك بالدين ولم يخبرني به "(اصول کافی ج۱ص۱۷۳)

اے ابو جعفر! یعنی امام محمد باقر میں اپنے والد امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے ساتھ دسترخوان پر کھانا کھاتا تھا آپ میرے منہ میں لقمے ڈالتے تھے اور عمدہ کھانا کھلاتے تھے اور گرم لقموں کو پھونک کر ٹھنڈا کرتے تھے تاکہ میں گرم کھانا نہ کھاؤں یہ شفقت تھی میرے حال پر جب کھانے کی گرمی میرے لئے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ برداشت نہ کرتے تھے تو کیا دوزخ میں میرا جانا برداشت کر لیتے بایں طور کہ جس امر سے تم کو آگاہ کر دیا مجھے اس کی خبر نہ دی۔

یعنی امام زین العابدین کے فرزند امام زید رضی اللہ عنہ کے ارشاد کا مقصد یہ تھا کہ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ درجہ امامت پر فائز نہیں اور ان کی امامت کی کوئی اطلاع امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے ان کو نہیں دی، ان وجوہات کے پیش نظر شیعہ کا ایک گروہ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کے بجائے امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہما کی امامت کا قائل ہے اور اپنے آپ کو زیدی شیعہ کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ پھر اسی طرح شیعوں کا ایک فرقہ کیسانیہ ہے وہ امام محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ کی امامت کے قائل ہیں ان کا نظریہ ہے کہ امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے بعد امامت کے اہل و حقدار امام محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ کیسانیہ فرقہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو امام تسلیم نہیں کرتا اور کتب شیعہ کے اندر مرقوم ہے کہ امام محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ کی مسئلہ امامت میں امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے ساتھ منازعت بھی رہی۔ ملاحظہ کریں:

''بحارالانوار ج۴۶ ص۳۵۶ باب ماجری بینه علیه السلام و بین محمد بن الحنفیة و سائر اقربائه و عشائره''

الغرض مسئلہ امامت پر ہی شیعوں میں بے شمار فرقے ہیں پاکستان کے شیعہ اپنے آپ کو امامیہ اور اثنا عشریہ کہتے ہیں ان کا عقیدہ ہے:

''الامامیه قالو بالنص الجلی علی امامة علی و کفر والصحابة و وقعوا فیهم وساقو الامامة الی جعفر الصادق علیه السلام و بعده الی اولاده المعصومین علیهم السلام و مؤلف هذا الکتاب من هذه الفرقة''

(انوار النعمانیہ ج۲ ص۲۴۴، ۲۴۵)

امامیہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت نص جلی سے ثابت ہے اور یہ تمام صحابہ کی تکفیر کرتے ہیں اور ان کے متعلق سب وشتم کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لے کر امام جعفر صادق اور پھر ان کے بعد ان کی معصوم اولاد کی امامت کے قائل ہیں، اس کتاب کے مصنف یعنی نعمۃ اللہ جزائری کا تعلق بھی اسی فرقہ سے ہے۔

نکتہ: شیعہ چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت وخلافت کو منصوص بنص جلی مانتے ہیں لہٰذا بوقت مناظرہ ان سے نص جلی کا مطالبہ کیا جائے۔

شیعوں کا یہ فرقہ بھی کافی فرقوں میں تقسیم ہے ان میں بھی تقلید اور عدم تقلید کا اختلاف پایا جاتا ہے کسی شیعہ مجتہد کی تقلید کرنے والوں کو تقلیدی اور تقلید کا انکار کرنے والوں کو اخباری شیعہ کہا جاتا ہے پھر تقلیدی شیعہ بھی مقصر وغالی شیعہ میں منقسم ہیں پاکستان

میں کچھ سرگودھا سے تعلق رکھنے والے محمد حسین ڈھکو شیعہ کی تقلید کرتے ہیں ان کے عقائد کے مطابق اذان میں ولایت علی کی گواہی موجب لعنت ہے اور تشہد میں بھی شہادت ثالثہ کے قائل نہیں، مخالفین انہیں ڈھکو گروپ یا مُقصِر (ائمہ اہل بیت کی شان گھٹانے والے) کہتے ہیں اور یہ مقصر شیعہ اپنے مخالفین کو غالی شیعہ قرار دیتے ہیں، غالی شیعہ کو ولایتی شیعہ بھی کہا جاتا ہے غالی شیعوں کا ایک گروہ نصیری شیعہ بھی جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کے قائل ہیں ان کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ درجہ الوہیت پر فائز ہیں اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کربلا میں شہید نہیں ہوئے تھے بلکہ ان کی شبیہ کی شہادت ہوئی تھی پاکستان کے اندر ڈاکٹر عامر لیاقت کا بھائی ڈاکٹر عمران لیاقت اس فرقہ کی نمائندگی کرتا تھا، اور اپنے نام کے ساتھ آیۃ اللہ کا لاحقہ بھی استعمال کرتا رہا۔

﴿۳﴾ گستاخی ائمہ اہل بیت!

شیعہ مذہب کا تیسرا اہم عقیدہ ائمہ اہل بیت کی شان میں گستاخیاں ہیں، ایک طرف تو یہ گروہ محبت اہل بیت کا دم بھرتا ہے دوسری جانب اگر کتب شیعہ کو دیکھا جائے تو کائنات میں ائمہ اہل بیت کے حق میں ان سے زیادہ گستاخ روئے زمین پر موجود نہیں ایسی ایسی گستاخیاں کتب شیعہ میں اہل بیت کے متعلق موجود ہیں جن کو سن کر ایک باضمیر اور غیرت مند مسلمان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، شیعوں نے امام رضا رضی اللہ عنہ کی توہین کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ عورت سے دبر میں مجامعت کا فتویٰ دیتے تھے۔ ملاحظہ کریں:

حوالہ:"سمعت صفوان يقول قلت للرضا عليه السلام ان رجلا له من مواليك امرني ان اسالك عن مساله فهابك واستحى منك ان يسئلك قال ماهي قال الرجل ياتي امرته في دبرها قال نعم ذلك له"

(وسائل الشیعہ ج ۱۴ ص ۱۳، تہذیب الاحکام ج ۷ ص ۴۱۵، فروع کافی ج ۵ ص ۵۴۰)

صفوان شیعہ کہتا ہے کہ میں نے امام رضا سے پوچھا کہ آپ کے موالی میں سے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھوں لیکن آپ کا رعب اور ہیبت درمیان میں حائل ہے فرمایا وہ کیا مسئلہ ہے میں نے کہا ایک شخص اپنی بیوی کی دبر میں مجامعت کرتا ہے کیا یہ درست ہے فرمایا ہاں یہ اس کا حق بنتا ہے۔

قارئین کرام! آپ ملاحظہ کریں کیسا گندا مسئلہ امام رضا کی جانب منسوب کر کے ان کی عظمت واحترام کو مجروح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کیا امام رضا رحمۃ اللہ علیہ ایسا فتویٰ دے سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں حقیقت یہ ہے کہ یہ مسئلہ شیعوں نے خود گھڑا ہے اور امام رضا رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت وعظمت کو (معاذ اللہ) مطعون کرنے کے لئے ان کی جانب یہ منسوب کر دیا ہے اور اس سے شیعہ دو مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں ایک تو وہ شیعہ عورت کی اندھی کھوئی کا لطف اٹھانا چاہتے ہیں اور دوسرا عوام الناس کے سامنے حضرت امام رضا رحمۃ اللہ علیہ کا معاذ اللہ اس طرح کردار پیش کر کے آپ کو مطعون کرنا چاہتے ہیں کہ آپ ایسے گندے مسئلوں کے فتوے دیتے تھے اور پھر اسی طرح شیعہ نے ایسا مسئلہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی جانب بھی منسوب کیا ہے۔ ملاحظہ کریں: وسائل

الشیعہ ج ۱۴ ص ۱۰۲، تہذیب الاحکام ج ۷ ص ۴۱۴۔

شیعہ مذہب کا ایک بہت بڑا محدث زرارہ کہتا ہے کہ:

"واللہ لو حدثنا بکل ما سمعتہ من ابی عبد اللہ لانتفخت ذکور الرجال علی الخشب دل علی انہ کان من اھل اسرارہ"

(تنقیح المقال فی علم الرجال ج ۱ ص ۴۴۰)

اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر میں تم کو وہ تمام باتیں سناؤں جو میں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے سنی ہیں آدمیوں کے آلۂ تناسل لکڑیوں کی طرح کھڑے ہو جائیں گے۔

یہ روایت ظاہر کر رہی ہے کہ زرارہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے راز دار لوگوں میں سے تھے، شیعوں کی اس روایت کا مقصد یہ ہے معاذ اللہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اتنی فحش گفتگو کرتے تھے کہ اگر وہ بیان کی جائے تو لوگوں کے آلۂ تناسل کھڑے ہو جائیں یہ شیعوں کی امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی ہے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ تقویٰ پرہیز گاری میں درجہ امامت پر فائز تھے آپ کے کردار و عظمت سے یہ متصور نہیں کہ آپ ایسی فحش اور گندی گفتگو فرماتے ہوں شیعوں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی ذات کو بدنام کرنے کے لئے ایسے جھوٹ گھڑ کر ان کے ذمہ لگا دیئے ہیں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ایسے بہتانوں سے بری الذمہ ہیں آپ نے کبھی بھی اپنے متعلقین کو ایسی فحش تعلیم نہیں دی بلکہ ہمیشہ قرآن وسنت کی تبلیغ کرتے رہے لوگوں کو اسلامی اعلیٰ اقدار و اخلاق کی تعلیم دیتے رہے پھر آپ کیسے فحش اور گندی گفتگو فرما سکتے ہیں، شیعہ نے مزید آپ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے لکھا ہے:

" وكان الصادق على السلام يطلى فى الحمام فاذا بلغ موضع العورة قال الذى يطلى تنح ثم يطلى هو ذلك الموضع ومن اطلى فلا بأس ان يلقى الستر عنه لان النورة ستر "(وسائل الشیعہ ج ا ص ۳۷۸)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ حمام میں چونے کا لیپ کیا کرتے تھے پھر جب ستر کی جگہ پہنچتے تو اس شخص سے فرماتے جو آپ کا لیپ کرنے والا ہوتا ایک طرف ہو جاؤ پھر خود اس مخصوص جگہ پر لیپ کر لیتے اور فرماتے تھے کہ جو شخص چونے کا لیپ کرانا چاہے تو اسے شرمگاہ سے کپڑا اتار دینا چاہیے کیونکہ چونا بھی پردہ کا کام دیتا ہے۔

اسی طرح امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کی شان میں بھی گستاخی کی گئی ہے۔

" قال فدخل ذات يوم الحمام فتنور فلما اطبقت النورة على بدنه القى الميزر فقال له مولى له بابى انت وامى انك لتوضينا بالميزر ولزومه ولقد القيته على نفسك فقال اما علمت ان النورة قد اطبقت العورة "(وسائل الشیعہ ج ا ص ۳۷۹)

آپ ایک دن حمام میں داخل ہوئے پھر آپ نے چونا لگایا تو اپنا تہبند اتار پھینکا یہ دیکھ کر ان کے ایک غلام نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ ہمیں تہبند کے بارے میں وصیت فرماتے ہیں اور اس کی پابندی کی تاکید کرتے ہیں اور خود آپ نے اپنے جسم سے تہبند اتار پھینکا ہے فرمایا تمہیں پتا نہیں کہ چونے نے شرمگاہ کو ڈھانپ لیا ہے۔

یہ شیعہ روایات ہیں جن میں ائمہ اہل بیت کی شان میں گستاخیاں کی گئی ہیں کہ وہ صرف

چونے کا لیپ کر کے تہبند وغیرہ اتار کر لوگوں کے سامنے آجاتے تھے اور جب لوگ اعتراض کرتے تو فرماتے تھے کہ چونا لگانے کی وجہ سے اعضا ستر کا پردہ ہوگیا ہے نہ صرف اتنا ہی بلکہ شیعوں نے امام مہدی کے متعلق لکھا ہے کہ:

" روایت کردہ است کہ از علامات ظہور حضرت قائم آں است کہ بدن ای درپیش قرص آفتاب ظاہر خورھد شد "

(حق الیقین ص ۳۴۷)

روایت کی گئی ہے کہ حضرت امام مہدی کے ظہور کی علامات میں سے ایک علامت یہ ہے کہ آپ سورج کی ٹکیہ کے سامنے بدن برہنہ نمودار ہوں گے۔

یعنی شیعہ عقائد کے مطابق حضرت امام مہدی کا ظہور برہنگی کی حالت میں ہوگا آپ سورج کی ٹکیہ کے سامنے برہنہ بدن کے ساتھ نمودار ہوں گے، یہ ائمہ اہل بیت کا کون سا ادب ہے اور ان کی کون سی محبت ہے کہ سورج کی روشنی میں انہیں ننگا دکھایا جارہا ہے۔ ایک طرف صرف چونے کے لیپ کو ستر کے لئے کافی قرار دیتے ہوئے ائمہ اہل بیت کو (معاذ اللہ) برہنہ عوام کے سامنے پیش کیا گیا اور دوسری جانب امام مہدی کو عوام کے سامنے برہنہ کیا گیا مطلب کہ شیعہ نے ائمہ اہل بیت کی شان میں گستاخی کا کوئی دقیقہ بھی فروگزاشت نہیں کیا جہاں بھی شیعہ کو موقع ملا اپنے بغض باطنی کا اظہار کرتے ہوئے ائمہ اہل بیت کی توہین کی گئی اور پھر لطف کی بات یہ ان گستاخیوں کے باوجود بھی خود کو محبان اہل بیت میں شمار کرتے ہیں ان کی محبت کا تقاضہ

یہی ہے کہ ان کی شان میں گستاخیاں کی جائیں۔شیعہ نے ایک روایت لکھی ہے جس میں لکھا ہے کہ معاذ اللہ حضرت بی بی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو غلیظ گالیاں دیں۔(معاذ الله ثم معاذ الله)

"پس حضرت فاطمه بجانب خانه بر گردید و حضرت امیر انتظار معاودت او میکشید چوں بمنزل شریف قرار گرفت از روی مصلحت خطا بهائے شجاعتانه درشت باسید او صیاء نمود که مانند جنین در رحم پرده نشین شده ای و مثل خائناں در خانه گر پخته ای و بعد از انکه شجاعان دهررا نجاك ہلاك افگندی مغلوب ایں نامرداں گردیه ای " (حق الیقین ۲۰۳)

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا واپس گھر کو لوٹ آئیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کی واپسی کا انتظار فرما رہے تھے جب گھر پہنچ گئیں بوجہ مصلحت آپ نے سخت و درشت الفاظ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہے کہ آپ جنین کی طرح رحم میں چھپ گئے ہیں اور خیانت کرنے والوں کی طرف بھاگ گئے ہیں بعد اس کے کہ زمانے کے مشہور بہادروں کو ہلاک کر کے مٹی میں ملا دیا تھا اور ان نامردوں سے مغلوب ہو گئے ہیں۔

قارئین کرام! آپ غور فرمائیں کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس طرح کا خطاب کر سکتی ہیں اور ان برے الفاظ کے ساتھ ان سے

مخاطب ہو سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں مگر شیعہ نے یہ الفاظ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی جانب منسوب کئے ہیں تاکہ پڑھنے والے عام قاری کے ذہن میں یہ بات جاگزیں ہو جائے کہ معاذ اللہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے اس طرح کی زبان استعمال فرماتی تھیں۔ حالانکہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا وہ ہیں جن کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "فاطمة بضعة منی" فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہیں جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت میں رہ کر اخلاق کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے وہ کیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں یہ الفاظ استعمال کر سکتی ہیں۔ اور پھر شیعوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے بھی لکھا ہے کہ وہ حضرت بی بی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے معاذ اللہ ایسے الفاظ استعمال کرتے تھے کہ ان کو نقل کرتے ہوئے بھی ایک مؤمن مسلمان کا دل وجگر کانپ اٹھتا ہے۔ ملاحظہ کریں:

"حضرت فرمود که اگر گواهان نزد تو گواهی دهند که العیاذ بالله فاطمه زنا کرده است چه خودهی کرد"

(حق الیقین ص ۱۹۲، ۱۹۳ در مطاعن ابوبکر)

یہ وہ عبارت ہے جس کو میں یہاں بغیر ترجمہ کے چھوڑتا ہوں، فارسی جاننے والے تو اس عبارت کا مطلب آسانی سے سمجھ سکتے ہیں مگر وہ لوگ جو فارسی زبان سے آشنا نہیں اس عبارت کو پڑھیں گے تو بھی ان پر مفہوم آشکار ہو جائے گا۔ الغرض کتب شیعہ میں شان اہل بیت میں بے شمار گستاخیاں مرقوم ہیں اپنی ان گستاخیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے شیعہ مذہب اہل بیت کے نام سے لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں حالانکہ شیعہ مذہب

ہرگز مذہب اہل بیت نہیں ۔ یہ خود شیعوں کا اپنا خود ساختہ بنایا ہوا مذہب ہے جس کا مذہب اہل بیت سے دور کا بھی تعلق نہیں ائمہ اہل بیت کے وہی عقائد ونظریات تھے جو آج اہل سنت و جماعت کے ہیں یعنی ائمہ اہل بیت کا تعلق اہل سنت و جماعت سے تھا نہ کہ شیعہ مذہب سے ائمہ اہل بیت تو حضرات صحابہ کرام ﷺ سے محبت کرنے والے تھے اور اسی بنا پر انہوں نے اپنی اولاد کا نام بھی صحابہ کرام کے ناموں پر رکھا۔ حوالہ ملاحظہ کریں، نعمۃ اللہ جزائری صاحب لکھتے ہیں کہ:

" وامامن قتل مع الحسين عليه السلام من اهل بيته فقال شيخنا المفيد نور الله ضريحه هم ثمانية عشرا وهم العباس و عبد الله و جعفر و عثمان بنو امير المؤمنين امهم ام البنين بنت حزام الكلابية "(انوار النعمانیہ ج۳ص۲۶۳ نورنی بعض الحوالہ واقفیہ الطفوف)

حضرت امام حسین ﷺ کے ساتھ کربلا میں شہید ہونے والے خاندان اہل بیت میں سے (۱۸) افراد تھے ان میں سے عبداللہ جعفر اور عثمان حضرت علی ﷺ کے بیٹے اور ان کی والدہ ام البنین تھیں یعنی حضرت عباس ﷺ کے سگے بھائیوں میں سے ایک بھائی کا نام عثمان تھا۔ نعمۃ اللہ جزائری مزید لکھتا ہے:

"و عبد الله و ابو ابن امير المؤمنين عليه السلام امهما ليلى الثقفية "

(انوار النعمانیہ ج۳ص۲۶۳)

عبیداللہ اور ابوبکر حضرت علی ﷺ کے بیٹے تھے ان کی والدہ لیلیٰ ثقفیہ تھیں۔

یعنی کربلا میں شہید ہونے والے آپ کے ایک بیٹے کا نام ابوبکر تھا۔ اور پھر شیعہ

عالم مامقانی نے لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے کا نام عمر تھا۔ ملاحظہ کریں تنقیح المقال فی علم الرجال ج ۳ ص ۲۴۵۔ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اصحاب ثلثہ کے نام پر اپنے تین بیٹوں کا نام ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم رکھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ عمل ثابت کر رہا ہے کہ آپ اصحاب ثلثہ سے بے حد محبت کرتے تھے ان کی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے آپ نے اپنے صاحبزادوں کے نام رکھے۔ حضرت امام سیدنا حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے دو بیٹوں کے نام بھی ابوبکر و عمر تھے۔

نعمۃ اللہ جزائری شیعہ نے لکھا ہے کہ:

"والقاسم و ابو بکر و عبد الله بنو الحسن بن علی بن ابی طالب"

(انوار النعمانیہ ج ۳ ص ۳۶۳)

قاسم، ابوبکر اور عبداللہ رضی اللہ عنہم امام حسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے تھے۔

قارئین کرام! یاد رہے کہ حضرت حسن کے صاحبزادے ابوبکر حضرت قاسم کے بھائی ہیں، جی یہ وہی حضرت قاسم رضی اللہ عنہ ہیں جن کے نام کی مہندی نکالی جاتی ہے اور اس ضمن میں مختلف رسومات ادا کی جاتی ہیں حالانکہ خود شیعوں نے لکھا ہے کہ:

" اما قصة تزوجها من القاسم بن الحسن فی وقعة الطعن فلا مصحة لها من الواقع ولا یجوز نقلها فی المحافل والمنابر وما فی بعض الکتب من نقلها عن بعض الکتب المجهولة المؤلف "

(حاشیہ انوار نعمانیہ ج ۳ ص ۲۴۶)

کربلا میں حضرت قاسم کے ساتھ فاطمہ بنت حسین کی شادی کا واقعہ درست نہیں اس کا

حقیقت حال سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی اس کو محافل و منابر پر پڑھنا جائز ہے اور جو بعض کتب میں مرقوم ہے تو وہ بھی بعض مجہول کتب سے منقول ہے جن کے مؤلفین کا کچھ پتا نہیں۔

یعنی کربلا میں حضرت قاسم کی شادی کا واقعہ جھوٹا اور من گھڑت افسانہ ہے اس کا حقیقت حال سے دور کا بھی تعلق نہیں مگر شیعہ لوگوں کو رونے اور رلانے کے لئے اس جھوٹے واقعے کو بیان کرتے ہیں اور اس سلسلے میں مہندی کی رسومات ادا کی جاتی ہیں۔ اور اس موقع پر بدکردار عورتیں اپنے آشناؤں سے ملنے کی منتیں مانتی ہیں، انگوٹھی، لاکٹ، نقعری وغیرہ کے چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں اور لاکھوں سے لے کر کروڑوں تک کا کاروبار ہوتا ہے۔ خیر یہ باتیں تو جملہ معترضہ کے طور پر درمیان میں آئیں، بات یہ تھی کہ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کے ساتھ کربلا میں حضرت ابوبکر بن حسن بھی شہید ہوئے مگر شیعہ ان کا نام تک نہیں لیتے اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کے مذہب میں ان ناموں کا ذکر بھی گناہ ہے، مگر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے دو بیٹوں کا نام ابوبکر و عمر رکھا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے دل میں صحابہ کی محبت باگزیں تھی اور آپ نے ان کی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے اپنے بیٹوں کا نام ان کے نام پر رکھا۔ عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب ص ۶۴ پر امام حسن رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے کا نام عمر مرقوم ہے، پھر اسی طرح حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے دو بیٹوں کا نام ابوبکر و عمر تھا۔ ملاحظہ کریں: (الارشاد للشیخ المفید ص ۱۳۰ جلاء العیون ج ا

ص ۵۸۲) امام زین العابدین ﷺ کے ایک فرزند کا نام عمر تھا۔ (تنقیح المقال فی علم الرجال ج ۲ ص ۳۴۶) اور خود امام زین العابدین ﷺ کا لقب ابوبکر تھا (کشف الغمہ ج ۱ ص ۷۴) حضرت امام محمد باقر کے فرزند کا نام عمر تھا (عمدۃ الطالب ص ۶۴) امام موسیٰ کاظم کے ایک فرزند کا نام عمر تھا (کشف الغمہ ج ۲ ص ۲۱۶) حضرت علی ﷺ کے بھتیجے عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کے بیٹے کا نام معاویہ تھا (عمدۃ الطالب ص ۳۸)

ان تمام حوالوں سے ثابت ہوا کہ ائمہ اہل بیت خلفاء ثلثہ سے محبت کرتے تھے ان کے دلوں میں اصحاب ثلثہ کا ادب واحترام جاگزیں تھا ان کی یاد تازہ رکھنے کے لئے اپنے بیٹوں کے نام ان کے نام پر رکھے، شیعہ نہ تو ان حقائق کو بیان کرتے ہیں اور نہ ہی ائمہ اہل بیت کے ان ناموں پر وہ اپنی اولاد کا نام رکھتے ہیں وہ حضرت عباس بن علی کی نسبت سے غلام عباس نام رکھنا تو گوارا کر لیتے ہیں مگر حضرت عمر بن علی ﷺ کے اسم گرامی پر اپنا نام غلام عمر رکھنا گوارا نہیں کرتے۔ ائمہ اہل بیت کی صحابہ کرام سے محبت ثابت کر رہی ہے کہ ان کا تعلق اہل سنت وجماعت سے تھا شیعہ مذہب سے ان کا دور کا بھی تعلق نہ تھا شیعوں نے جھوٹ گھڑ گھڑ کر ان کے نام سے منسوب کئے ہیں، اور چونکہ شیعہ ائمہ اہل بیت کو انبیاء کی طرح معصوم اور مفترض الطاعۃ سمجھتے ہیں اس لئے ان کے نام پر مسائل اور مذہب کا قیام فقہی اجتہادی طور پر نہیں بلکہ علیحدہ شریعت کے طور پر رکھتے ہیں گویا شیعہ اصولوں کے مطابق ہر ایک امام سے علیحدہ شریعت مروی ہے اور وہ اس شریعت کا علیحدہ اور مستقل امام ہے ایسی صورت میں کوئی جاہل ہی ہوگا جو روافض

کو مسلمان سمجھے گا۔ الغرض ان مسائل کے علاوہ شیعوں کے بے شمار مسائل ایسے ہیں جو کہ قرآن وسنت کی واضح نصوص سے متصادم ہیں اور جن کے ماننے کی وجہ سے واضح نصوص قرآن وسنت کا انکار لازم آتا ہے مگر چونکہ یہ مختصر کتاب اس تفصیل کی متحمل نہیں لہٰذا ذکر کردہ امور پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

برصغیر میں شیعیت کی مختصر تاریخ

شیعہ مؤرخ امیر علی نے لکھا ہے کہ ہمایوں بادشاہ کے زمانے تک شیعہ مذہب دکن کی ریاست بیجاپور گول کندہ تک محدود تھا سلاطین بھیمنی و عادل شاہیہ شیعہ تھے، ہمایوں بادشاہ جب شاہ ایران سے مدد لے کر واپس لوٹے ان کے ساتھ جو شیعہ آئے انہوں نے اپنا رنگ جمایا اور مذہب شیعہ شائع ہونا شروع ہوا، ہمایوں سنی تھا یعنی ہمایوں کے دور میں شیعوں کی اکثریت ایران سے ہندوستان وارد ہوئی اور ان کی تعداد اس قدر کثرت سے تھی کہ شیخ حمید سنبھلی نے بادشاہ سے کہا تھا تمام لشکر شمارا رافض دیدم میں تمہارے تمام لشکر کو رافضی دیکھتا ہوں گو کہ اس سے پہلے بھی شیعہ مبلغین ہندوستان پہنچ چکے تھے، ملتان اور سندھ کے علاقوں تک اسماعیلی شیعہ نے اپنا اثر قائم کر لیا تھا، سندھ کے سومرا حکمرانوں کے لئے بھی کہا جاتا ہے کہ وہ اسماعیلی شیعہ مذہب سے تعلق رکھتے تھے حکمرانوں کے زیر سایہ شیعیت نے اپنے پر و بال نکالنا شروع کئے لیکن برصغیر میں شیعہ سنی مناظرہ بازی کا باقاعدہ آغاز تقیہ باز شیعہ نور اللہ شوستری کی احقاق الحق اور مجالس المؤمنین سے ہوا ان کتابوں میں نور اللہ شوستری نے صحابہ کرام پر

سب وشتم کا اظہار کیا، مرتضیٰ حسین شیعہ نے لکھا ہے کہ:

ہمایوں کی ایران سے واپسی ترکمان بیروخان خان خانان کی غیر معمولی سیاسی شخصیت نے مرکزی حکومت میں بھی شیعہ فکر ونظر سے اجنبیت کے پردے ہٹائے اکبر کے دربار میں جب تمام مذاہب کو آزادی ملی تو شیعہ گھر کے آدمی تھے، ان کے علماء نسبتاً زیادہ نمایاں تھے جیسے فتح اللہ شیرازی ملا احمد ٹھٹھوی ملا محمد یزدی اور نور اللہ شوستری۔ (مطلع انوار ص ۶۹۱)

یعنی دور اکبری میں شیعوں کو حکمرانوں کے درباروں تک رسائی حاصل ہوتی تھی اور اکبر کے دین اکبری کے دعویٰ نے جو الحاد اور بے دینی کی راہیں کھولیں ان میں سے ایک شیعہ مذہب کی نمود بھی تھی، حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس فتنہ کی خوب سرکوبی کی، نور اللہ شوستری کو اپنے آخری انجام تک پہنچانے کے لئے حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے معتقدین نے شوستری کا خوب تعاقب کیا، مطلع انوار کے مصنف نے لکھا ہے کہ ادھر شیخ احمد سرہندی کا گروہ خاص نصب العین لے کر اٹھا فضا مسموم ہوگئی (مطلع انوار ص ۶۹۴) جہانگیر نے فتوے مانگے بیالیس مہروں اور فتووں کے ذریعے فیصلہ سنا دیا گیا، (۱) سو خاردار درے لگائے جائیں (۲) سیسا پگھلا کر پلایا جائے (۳) گدی سے زبان کھینچی جائے (۴) سر قلم کیا جائے (مطلع انوار ص ۶۹۴، ۶۹۵) اس کے بعد بادشاہ کے حکم سے بدترین اذیتیں پہنچا کر جام شہادت پلایا گیا اور آپ کا جسم مقدس ایک ویران جگہ پر پھینک دیا گیا۔ (مطلع الانوار ص ۶۹۵)

ظاہر ہے کہ ایسے گستاخ و بے ادب کے لئے یہ سزا بھی کم تھی اگر اس سے بڑھ کر بھی کوئی سزا ہوتی تو نور اللہ شوستری اس کا بھی مستحق تھا الغرض حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے برصغیر میں شیعیت کے فتنہ کو بھانپتے ہوئے ان کے رد میں ایک رسالہ ردّ روافض کے نام سے تصنیف فرمایا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خلفاء اربعہ کی خلافت کے موضوع پر ازالۃ الخفاء کے نام سے کتاب تصنیف فرمائی حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ اثنا عشریہ کے نام سے ایک مبسوط کتاب تصنیف فرمائی جس میں شیعہ کے جملہ اعتراضات کو تار عنکبوت کی طرح اڑا دیا اور کتب شیعہ کی روشنی میں شیعہ مذہب کا بطلان ثابت کیا حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عظیم الشان تصنیف نے برصغیر کی تاریخ میں انقلاب برپا کر دیا اور شیعہ کا اصلی چہرہ عوام الناس کے سامنے آیا لکھنؤ کے نواب شیعہ مذہب سے تعلق رکھتے تھے وہ تحفہ اثنا عشریہ کے رد کے لئے تیار ہوئے اور شیعہ ذاکرین کو تحفہ اثنا عشریہ کا رد لکھنے کے لئے آمادہ کیا اور اس طرح تحفہ اثنا عشریہ کے بے شمار رد منظر عام پر آئے مگر کوئی تحفہ اثنا عشریہ کے دلائل و براہین کا مقابلہ نہ کر پایا اور آج تک تحفہ اثنا عشریہ رد شیعیت میں لاجواب تصنیف ہونے کی حیثیت رکھتی ہے۔ تحفہ اثنا عشریہ کے رد میں لکھی گئی کتابوں کا جواب مولانا حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا اس سلسلے میں بے شمار کتابیں لکھی گئیں۔ ازالۃ الغین وغیرہ مشہور ہیں اس کے بعد امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ردّ الرفضۃ کے نام سے روافض کے کفر وارتداد کے متعلق ایک عظیم

الشان مبسوط فتویٰ لکھا جس میں فقہاء اہل سنت کے حوالوں سے ثابت کیا گیا کہ روافض زمانہ دین اسلام سے خارج اوران کا ذبیحہ مردار ہے، سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا آب زر سے لکھنے کے لائق یہ فتویٰ علیحدہ رسالہ کی صورت میں شائع شدہ ہے حضرت مولانا کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ نے آفتاب ہدایت کے نام سے ایک مبسوط کتاب تحریر فرمائی جس میں شیعہ کتب کے حوالوں سے شیعہ مذہب کا بطلان ثابت کیا گیااوران کے جملہ اعتراضات کورفع کیا گیا حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ردشیعیت میں شیعہ مذہب کے نام سے ایک رسالہ تصنیف کیا، حضرت مولانا محمد علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں ردشیعیت پر کلیدی کردار کی حیثیت رکھتی ہیں آپ نے فقہ جعفریہ، عقائد جعفریہ، تحفہ جعفریہ، میزان الکتب، دشمنان امیر معاویہ کا علمی محاسبہ کے نام سے ضخیم کتابیں تصنیف فرمائیں شیعہ کے ہرایک مسئلے پر شیعہ کتب کے حوالوں کے انبار لگا دیئے، برصغیر کی تاریخ میں ردشیعیت میں اتنا تفصیلی کام نہیں ہوا، اور شاید ہی تقابل ادیان کی کوئی لائبریری ہوگی جس میں آپ کی یہ کتابیں موجود نہ ہوں آپ نے شیعہ مذہب کے ہرایک مسئلے کا بطلان شیعہ کتب سے ثابت کیا۔

اور شیعوں کی طرف سے کئے جانے والے اعتراضات کوشیعہ کتب کی روشنی میں بھی غلط اور نا قابل استدلال ثابت کیا۔ آج تک ہندو پاک کے کسی شیعہ میں جرأت نہ ہوئی کہ ان کتابوں کا تفصیلی جواب لکھے۔ شیعوں نے داغ رسوائی کو مٹانے کے لئے لاہور سے تعلق رکھنے والے ایک خبیث اور دریدہ دہن شیعہ غلام حسین نجفی کو آگے کر دیا

جس نے اپنی ملعون اور ناپاک زبان استعمال کرتے ہوئے صحابہ کرام اور ازواج مطہرات کے حق میں بے ہودہ زبان استعمال کی جس کی وجہ سے ہائی کورٹ نے ان مختصر کتابچوں کو ضبط کرنے کا حکم دے دیا مگر شیعہ کورٹ کی حکم عدولی کرتے ہوئے کتابچوں کو طبع کرا کے ملک کے طول وعرض میں تقسیم کر رہے تھے۔ (یادرہے کہ نجفی کی اکثر کتابوں کا رد حضرت مولانا محمد علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب میں موجود ہے) ان کتابچوں میں سے ایک کا نام تحفہ حنفیہ ہے، نجفی ملعون نے بے حیائی اور بے غیرتی کی انتہا کرتے ہوئے اس کتابچہ میں انتہائی غلیظ زبان استعمال کی کچھ احباب نے مشورہ دیا کہ شیعہ کتب کی روشنی میں نجفی کے اعتراضات کا جائزہ لیا جائے راقم الحروف نے بھی کمر ہمت باندھ لی، نجفی کی کتاب تحفہ حنفیہ کا جواب تحفہ سبائیہ کی صورت میں آپ کے سامنے موجود ہے اس کتاب میں راقم الحروف نے کوشش کی ہے کہ نجفی کے ہر اعتراض کا جواب با حوالہ لکھا جائے۔ امید واثق ہے کہ قارئین کو میری یہ کوشش پسند آئے گی، مولیٰ تعالیٰ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور جن احباب نے اس کتاب کی طباعت میں کوشش فرمائی ہے اسے اپنی بارگاہ میں مقبول فرمائے۔ آمین

محمد علی رضوی

اعتراض

نجفی شیعہ اعتراض کرتے ہوئے لکھتا ہے: اہل سنت کی معتبر کتاب الملل والنحل ص ۱۷ اور شرح مواقف ص ۷۴۹ میں لکھا ہے کہ "لعن الله من تخلف عن جيش اسامه" نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جو صحابہ اسامہ بن زید کے لشکر کے ساتھ نہ جائیں ان پر خدا کی لعنت ہے اور اہل سنت کی معتبر کتاب فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۷ ص ۸۷ میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر کو بھی لشکر اسامہ کے ساتھ جانے کا حکم تھا اور حضور پاک کے حکم کے بعد دونوں لشکرِ اسامہ کے ساتھ نہیں گئے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۲۹)

اہل سنت راویوں پر نبی پاک ﷺ نے لعنت فرمائی کا جواب

﴿۱﴾ لعن الله من تخلف عن جيش اسامة کے الفاظ کتب حدیث میں صحیح سند تو کجا ضعیف سند کے ساتھ بھی مروی نہیں۔ شیعہ عالم مرزا ابوالفضل الطبرانی نے بھی لکھا ہے کہ:

محمد بن عبدالکریم شہرستانی درکتاب ملل ونحل نقل کردہ کہ پیغمبر فرمود جهزوا جيش اسامه لعن الله من تخلف منها و صدر ایں حدیث اگر چہ متواتر است و لے ذیل آں کہ مشتمل برلعن است از طرف عامه من بندہ در غیر ملل ونحل ندیدہ ام (شفاء الصدور فی شرح زیارۃ العاشور ص ۳۶۲)

محمد بن عبدالکریم شہرستانی نے کتاب ملل ونحل میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جهزوا جيش اسامة لعن الله من تخلف منها اس حدیث کا ابتدائی حصہ اگرچہ

متواتر ہے لیکن اس کا آخری حصہ جو کہ لعنت پر مشتمل ہے میں نے ملل ونحل کے علاوہ اہل سنت کی کسی کتاب میں نہیں دیکھا۔

﴿۲﴾ الملل والنحل اور شرح مواقف میں بھی بلا سند مرقوم ہیں جو کہ حجت نہیں الاسناد من الدین لولا الاسناد لقال من شاء ماشاء۔

﴿۳﴾ الملل والنحل کو اہل سنت کی معتبر کتاب کہنا نجفی خبیث کی جہالت ہے کیونکہ الملل والنحل کا مصنف غالی شیعہ ہے۔

حوالہ ۱: علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

وفی تاریخ شیخنا الذهبی أن ابن السمعانی ذکر أنه کان متهما بالمیل إلی أهل القلاع یعنی الإسماعیلیة والدعوة إلیهم والنصرة لطاماتهم وأنه قال فی التبحیر إنه متهم بالإلحاد والمیل إلیهم غال فی التشیع

(طبقات الشافعیہ جلد ۴ ص ۷۹)

ہمارے استاد امام ذہبی کی تاریخ میں تحریر ہے کہ ابن سمعانی نے شہرستانی کے متعلق ذکر کیا کہ وہ فرقہ اسماعیلیہ کی طرف مائل تھا اور ان کے مذہب کی دعوت دیا کرتا تھا اور ان کا معاون اور مددگار بھی تھا اور تبحیر میں ہے کہ شہرستانی بے دینی کی وجہ سے بدنام تھا اور بے دینوں کی طرف اس کا میلان تھا اور غالی شیعہ تھا۔

یاد رہے کہ مشہور غالی شیعہ نوبختی پر شہرستانی نے اپنی کتب میں اعتماد کیا ہے۔

حوالہ ۲: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

اعتمد علیه الشهرستانی فی تصنیفه (لسان المیزان جلد ا ص ۱۷۷)
(اسماعیل بن علی بن اسحاق) نوبختی پر شہرستانی نے اپنی تصنیف میں اعتماد کیا ہے۔

قال ابن السمعانی فی معجم شیوخه و کان متهما بالمیل الی أهل البدع یعنی الإسماعیلیة والدعوة إلیهم لضلالاتهم وقال الخوارزمی صاحب الکافی لولا تخلیطه فی الاعتقاد ومیله الی أهل الزیغ والإلحاد کان هو الإمام فی الإسلام۔

(لسان المیزان جلد ۲ ص ۴۲۷) (محمد بن عبدالکریم بن احمد)

ابن سمعانی نے معجم شیوخ میں کہا ہے کہ شہرستانی اہل بدعت یعنی اسماعیلیوں کی طرف مائل ہونے اور ان کے مذہب کی گمراہیوں کی طرف داعی ہونے کی وجہ سے بدنام تھا خوارزمی نے کہا ہے اگر اس کے اعتقاد میں (بدعت) کی ملاوٹ نہ ہوتی اور یہ گمراہی اور الحاد کی طرف مائل نہ ہوتا تو وہ مسلمانوں کا امام بن سکتا تھا۔

حوالہ ۳: علامہ ابن سمعانی ارشاد فرماتے ہیں کہ:

وهو متهم بالحاد والمیل الیهم غال فی التشیع۔ (التحبیر فی المعجم الکبیر جلد ا ص ۱۱۵) (ابوالفتح الشہرستانی)

شہرستانی الحاد اور ملحدوں کی طرف مائل ہونے کی وجہ سے متہم تھا اور غالی شیعہ تھا۔

حوالہ ۴: امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

ثم قال غیر أنه کان متهما بالمیل إلی أهل القلاع والدعوة إلیهم،

والنصرة لطاماتهم ۔(سیر اعلام النبلاء جلد۲۰،ص۲۸۶)(اشہرستانی)

پھر امام ابن سمعانی نے کہا کہ شہرستانی اصل بدعت یعنی اسماعیلی فرقہ کی طرف مائل ہونے اوران کے مذہب کا داعی ہونے کی وجہ سے متہم تھا۔

شہرستانی کی ایک عبارت پر اعتراض کرتے ہوئے مشہور شیعہ مصنف شیخ عباس قمی لکھتا ہے:

حوالہ۵:وفيه من الخبط والجهل مالا يخفى، قال الحموى فى معجم البلدان فى حق هذا الرجل ما هذا لفظه ولولا تخبطه فى الاعتقاد وميله إلى هذا الالحاد لكان هو الامام و كثيرا ما كنا فتعجب من وفور فضله وكمال عقله كيف مال إلى شئ لا اصل له واختار أمرا لا دليل عليه لا معقولا ولا منقولا ونعوذ بالله من الخذلان والحرمان من نور الايمان وليس ذلك إلا لاعراضه عن نور الشريعة واشتغاله بظلمات الفلسفة. وقد كان بيننا محاورات ومفاوضات فكان يبالغ فى نصرة مذاهب الفلاسفة و الذب عنهم وقد حضرت عدة مجالس من وعظه فلم يكن فيها قال الله ولا قال رسول الله صلى الله عليه وآله ولا جواب من المسائل الشرعية (معجم البلدان جلد۳ص۷۰ذکر شہرستانی،الکنی والالقاب ص۳۷۴)

شہرستانی کی اس تحریر میں جو خبط اور بدحواسی ہے وہ بالکل ظاہر ہے۔معجم البلدان میں حموی کا کہنا ہے کہ اگر یہ شخص اعتقادیات میں خبطی نہ ہوتا اور بے دینی کی طرف اس کا

میلان نہ ہوتا تو امام وقت ہوتا ہمیں بہت مرتبہ تعجب ہوتا ہے کہ اس قدر صاحب فضل و عقل کس طرح بے اصل باتوں اور بے دلیل امور کی طرف مائل ہوگیا جن پر نہ کوئی عقلی دلیل اور نہ ہی کوئی نقلی دلیل موجود ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس ذلت اور محرومی کی پناہ چاہتے ہیں جو نورِ ایمان کے چھن جانے سے ہوتی ہے۔ شہرستانی کا یہ سب کچھ ایسا اس لئے ہوا کہ اس نے نورِ شریعت سے منہ موڑ لیا تھا اور فلسفیانہ ظلمتوں میں مشغول اور مصروف ہوگیا تھا۔

حوالہ ٦: ابن تیمیہ لکھتا ہے:

ما ينقله الشهرستاني وأمثاله من المصنفين في الملل والنحل عامته مما ينقله بعضهم عن بعض و كثير من ذلك لم يحرر فيه أقوال المنقول عنهم ولم يذكر الإسناد في عامة ما ينقله بل هو ينقل من كتب من صنف المقالات قبله مثل أبي عيسى الوراق وهو من المصنفين للرافضة المتهمين في كثر مما ينقلونه ومثل أبي يحيى وغيرهما من الشيعة وينقل أيضا من كتب بعض الزيدية والمعتزلة الطاعنين في كثير من الصحابة فالشهرستاني يظهر الميل إلى الشيعة إما بباطنه وإما مداهنة لهم فإن هذا الكتاب كتاب الملل والنحل صنفه لرئيس من رؤسائهم و كانت له ولاية ديوانية و كان للشهرستاني مقصود في استعطافه له و كذلك صنف له كتاب

المصارعة بينه وبين ابن سينا لميله إلى التشيع والفلسفة وأحسن أحواله أن يكون من الشيعة إن لم يكن من الإسماعيلية أعني المصنف له ولهذا تحامل فيه للشيعة تحاملا بينا وإذا كان في غير ذلك من كتبه يبطل مذهب الإمامية فهذا يدل على المداهنة لهم في هذا الكتاب لأجل من صنفه له ۔(منہاج السنۃ لابن تیمیہ ج ۳،ص ۲۵۷)

شہرستانی اور اس جیسے دوسرے مصنفین الملل والنحل میں جو ذکر کرتے ہیں اس میں سے عام باتیں جو نقل کرتے ہیں ان میں بہت سا حصہ ایسا بھی ہے جس میں منقول عنہم کے اقوال نہیں لکھے اور نقل کرنے میں عام طور پر اسناد کو چھوڑ رکھا ہے بلکہ وہ اپنے سے پہلے مصنفین کی کتابوں سے نقل کرتا ہے جیسا کہ ابوعیسیٰ وراق جو کہ شیعہ مصنفین میں سے تھا اور اپنی بہت سی تحریرات میں متہم تھا اور ابویحییٰ وغیرہ شیعہ مصنفین کے علاوہ زیدیہ کی کتابوں سے بھی نقل کرتا ہے اور کچھ معتزلہ کی باتیں بھی درج کرتا ہے جنہوں نے حضراتِ صحابہ کرام میں سے بہت سے صحابہ کرام پر طعن کئے ہیں مختصر یہ کہ شہرستانی کا شیعیت کی طرف میلان تھا اس کی وجہ یا تو یہ تھی کہ وہ حقیقۃً شیعہ تھا یا پھر خوشامد کی وجہ سے شیعہ بن گیا تھا اس نے الملل والنحل ایک رئیس کے حکم پر لکھی تھی جو شیعہ تھا اور حکومت کا آدمی تھا۔ شہرستانی کا مقصد یہ تھا کسی بہانے اس رئیس کا دل موہ لے۔ کتاب المصارعۃ بھی شہرستانی نے اس کے کہنے پر لکھی جو شہرستانی اور ابن سینا کی کچھ باتوں پر مشتمل ہے اس رئیس کا شیعیت اور فلسفہ کی طرف میلان تھا یہی وجہ ہے کہ

شہرستانی نے شیعیت کی طرفداری میں بہت کچھ برداشت کیا اگرچہ دوسری کتابوں میں شیعیت کی تردید بھی کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شہرستانی میں شیعیت بطور خوشامد تھی۔

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ ﴿۱﴾شہرستانی خوشامدی اور غالی شیعہ تھا۔ ﴿۲﴾اس کے مذہب میں الحاد اور گمراہی شامل تھی۔ ﴿۳﴾ بے اصل اور بلا دلیل باتوں سے استناد کرتا تھا۔ ﴿۴﴾ وہ قرآن وسنت سے بے بہرہ تھا اس لئے اس کی مجالس قال اللہ اور قال رسول اللہ ﷺ سے خالی رہتی تھیں۔

لہٰذا لعن الله من تخلف والا جملہ جھوٹا اور نا قابل اعتبار ہے۔ رہی شرح مواقف کی بات تو وہ علم کلام کی کتاب ہے علم حدیث کی نہیں اور اس میں بھی سند نہیں۔ لہٰذا اس سے استدلال کرنا درست نہیں، کیونکہ کتب علم کلام میں اکثر وبیشتر جھوٹی اور ضعیف روایتیں ہوتی ہیں ''توجیہ النظر الی اصول الاثر'' میں ہے:

ومن نظر فی کتب المؤلفة فی تخریج الاحادیث المذکورة فی کثیر من کتب الکلام او لفقه اوالاصول او التفسیر رای من کثرة الاحادیث الضعیفة الواهیة۔ (توجیہ النظر الی اصول الاثر جلد۲ص۶۶۱)

جو شخص گہری نگاہ سے اس معاملہ کو دیکھے گا کہ جو کتابیں مذکورہ احادیث کی تخریج کے بارے میں تالیف کی گئی ہیں ان میں کتب کلام، کتب فقہ، کتب اصول، کتب تفسیر کی اکثر واہی اور ضعیف روایتیں ملیں گی لہٰذا کسی بھی کتاب میں صحیح سند کے ساتھ روایت

مروی نہ ہو تب تک وہ قابلِ احتجاج نہیں بن سکتی۔

لعن اللہ من تخلف والا جملہ ہے تو بالکل جھوٹا اور من گھڑت بالفرض اگر اس کو مان لیں تو اس سے اعتراض صرف حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر نہیں ہوتا بلکہ اس اعتراض کی چنگاریاں معاذ اللہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے دامن پر بھی پڑتی ہیں کیونکہ وہ بھی جیش اسامہ میں شامل نہ تھے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

حوالہ: جملہ لعن اللہ من تخلف عنہا پس درکتب اہل سنت موجود نیست تامحتاج جواب او شوند و اگر بالفرض موجودہم باشد لفظ من عام ست نزد شیعہ کما صرحوا بہ فی کتب اصول پس درین صورت حضرت امیر ودیگر مسلمین ہمہ درین وعید شریک باشند لیس آنچہ از طرف ہمہ جواب خواہد بود از طرف ابوبکر ہم خواہد بود واگر گوہز وعید خاص ست بمتعینان اسامہ گویئم (جھزوا جیش اسامہ) خطاب بمتعینان نمیتوا ندشد چہ تجھیز وسامان کردن لشکر اسامہ بعینہ لشکر اسامہ رافرمودن کلام بمعنی ست پس خطاب عام ست بجمیع مسلمین وجملہ (لعن اللہ) نیز باہمین کلام مذکور ست پس تخصیص بمعتینان

ندارد۔(تحفہ اثناء عشریہ ص ۲۶۶، مطاعن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اب رہا لعنت والا جملہ تو اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ یہ جملہ ہماری کتابوں میں نہیں ہے اور جب جملہ ہی موجود نہیں تو جواب دینے کی بھی حاجت نہیں اگر بالفرض مان بھی لیں کہ موجود ہے لفظ ''من'' شیعہ کے نزدیک عام ہے جیسا کہ ان کی کتب اصول میں تصریح ہے اس صورت میں حضرت علی اور دیگر صحابہ بھی شامل وعید ہوں گے، تو ان کے متعلق جو تمہارا جواب ہوگا وہی جواب صدیق اکبر کی طرف سے ہمارا بھی ہوگا۔

پھر اگر وہ یہ کہیں کہ یہ وعید تو ان لوگوں کے لئے ہے جو متعین ہیں تو ہم کہیں گے کہ پھر ''جهزوا جيش اسامه'' کا خطاب ان متعین اور نامزد افراد کی طرف نہیں ہوسکتا کیونکہ جیش اسامہ ہی کو کہا جائے کہ جیش اسامہ کے لئے سامان اکھٹا کرو۔

یہ کیسی بے معنی بات ہوئی لامحالہ آپ کے اصول پر یہ کہنا پڑے گا کہ یہ خطاب عام تھا اور سب مسلمانوں کے لئے تھا اور یہ جملہ بھی اس کے ساتھ چسپاں ہے لہٰذا اس سے متعین افراد کی تخصیص نہیں ہوگی۔

ابن تیمیہ کی کتاب منہاج السنہ میں ہے کہ:

حوالہ: فالجواب أن هذا كذب موضوع باتفاق أهل المعرفة بالنقل فإن النبي ﷺ لم يقل لعن الله من تخلف عنه ولا نقل هذا بإسناد ثبت بل ليس له إسناد في كتب أهل الحديث أصلا ۔(منہاج السنۃ، جلد ۳، ص ۳۱۸)

اہل معرفت جانتے ہیں کہ ''لعن الله من تخلف عنه'' زبانِ رسالت سے نکلا ہوا

جملہ نہیں اور آپ سے صحیح سند سے بھی مروی نہیں بلکہ کتب محدثین میں اس کی سند بھی بالکل مروی نہیں۔ منہاج السنہ میں دوسری جگہ ہے:

حوالہ: والجواب أن هذا من الكذب المتفق على أنه كذب عند كل من يعرف السيرة ولم ينقل أحد من أهل العلم أن النبي ﷺ أرسل أبا بكر أو عثمان في جيش أسامة وإنما روى ذلك في عمر وكيف يرسل أبا بكر في جيش أسامة وقد استخلفه يصلي بالمسلمين مدة مرضه وكان ابتداء مرضه من يوم الخميس إلى الخميس إلى يوم الإثنين اثنى عشر يوما ولم يقدم في الصلاة بالمسلمين إلا أبا بكر بالنقل المتواتر ولم تكن الصلاة التي صلاها أبو بكر بالمسلمين في مرض النبي ﷺ صلاة ولا صلاتين ولا صلاة يوم او يومين ۔(منہاج السنہ جلد۳ ص۴۸۶)

جو شخص بھی کتب وسیرۃ وحدیث سے واقف ہے وہ جانتا ہے کہ اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ جملہ حضور اکرم ﷺ کی ذات بابرکات پر گھڑا ہوا ہے اور کسی بھی اہل علم سے یہ مروی نہیں کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان کو حضور اکرم ﷺ نے جیش اسامہ کے ساتھ بھیجا ہو البتہ حضرت عمر کے بارے میں یہ روایت کیا گیا ہے اور آپ ﷺ حضرت ابوبکر کو کیسے بھیج سکتے ہیں جبکہ آپ نے انہیں دورانِ ناسازیٔ طبع مسلمانوں کو نماز پڑھانے کے لئے اپنا خلیفہ مقرر فرمایا اور آپ کی ناسازیٔ طبع جمعرات سے لے کر

دوسری جمعرات اور پھر سوموار بارہ دنوں تک رہی اور متواتر روایتیں منقول ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ان بارہ دنوں میں حضرت ابوبکر کے علاوہ کسی اور کو مسلمانوں کو نماز پڑھانے کے لئے مقدم نہیں کیا اور وہ نمازیں جو حضرت ابوبکر صدیق دورانِ ناسازیٔ طبع جنابِ رسالت مآب ﷺ پڑھاتے رہے ایک یا دو نماز یا ایک یا دو دن کی بات نہیں (بلکہ دس سے بارہ دن تک یہ سلسلہ جاری رہا) پھر اس معاملہ میں اختلاف ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جھزوا جیش اسامہ کے مخاطب تھے بھی یا نہیں۔

شیعہ مؤرخ مسعودی لکھتا ہے:

حوالہ: و کان فی بعثه عمر بن الخطاب والزبیر و ابوعبیدة بن الجراح و تنوزع فی ابی بکر و کان فی هذا البعث ام لا۔ (التنبیه والاشراف ص ۲۴۱)

لشکر اسامہ میں حضرت عمر، حضرت زبیر، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح شامل تھے مگر اس معاملہ میں اختلاف ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضور اکرم ﷺ نے اس لشکر میں جانے کا حکم دیا یا نہیں۔

حوالہ: ابن تیمیہ لکھتا ہے کہ:

ولم ینقل أحد من أهل العلم أن النبی ﷺ أرسل أبا بکر أو عثمان فی جیش أسامة۔ (منہاج السنۃ جلد ۳ ص ۴۸۶)

کسی بھی اہل علم سے یہ منقول نہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر یا حضرت عثمان کو لشکر اسامہ میں روایت کیا ہو۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے:

وقد انتدب كثير من المهاجرين الاولين والانصار فى جيشه فكان من اكبرهم عمر بن الخطاب ومن قال: إن أبا بكر كان فيهم فقد غلط. فإن رسول الله ﷺ اشتد به المرض و جيش أسامة مخيم بالجرف وقد أمر النبي ﷺ أبا بكر أن يصلى بالناس كما سيأتى فكيف يكون فى الجيش وهو إمام المسلمين بإذن الرسول من رب العالمين، ولو فرض أنه قد انتدب معهم فقد استثناه الشارع من بينهم بالنص عليه للامامة فى الصلاة التى هى أكبر أركان الاسلام، ثم لما توفى عليه الصلاة والسلام استطلق الصديق من أسامة عمر بن الخطاب فأذن له ۔(البدایۃ والنھایہ جلد۵ص۲۴۲)

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے ساتھ بہت سے مہاجرین اولین اور انصار صحابہ بھی چل پڑے تھے اور ان کبار صحابہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے اور جس شخص نے بھی یہ کہا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں میں لشکر کے ساتھ شامل تھے اس نے غلط کہا ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض نے جب شدت اختیار کی اس وقت حضرت اسامہ کا لشکر مقامِ جرف پر خیمہ زن تھا اس دوران حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کے لئے مامور کیا (جیسا کہ عنقریب آئے گا) پھر آپ کیسے لشکر کے ساتھ شامل ہو سکتے ہیں جبکہ آپ رسول رب العالمین کے اذن کی

وجہ سے امام المسلمین بنے اگر ہم یہ فرض کریں کہ لشکر کے ساتھ جانے والوں کے ساتھ آپ بھی شامل تھے تو بھی (ہم یہ کہیں گے کہ) حضور اکرم ﷺ نے مصلیٰ امامت کے لئے آپ کو متعین کر کے اس حکم سے مستثنیٰ کر دیا تھا جب حضور اکرم ﷺ نے وصال فرمایا تو حضرت صدیق اکبر ؓ نے حضرت اسامہ سے حضرت عمر کو چھوڑ جانے کے بارے میں اجازت طلب کی تو انہوں نے اجازت دے دی۔

حوالہ: ویقال وأبو بکر الصدیق وهو ضعیف لان رسول الله ﷺ نصبه للامامة۔ (البدایۃ والنھایہ، جلد ۵ ص ۳۲۳)

اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو بھی لشکر کے ساتھ جانے کا حکم تھا یہ ضعیف قول ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت صدیق اکبر کو امامت نماز کے لئے مقرر فرمایا تھا۔

خلاصۂ کلام: لعن الله من تخلف والا جملہ بناوٹی اور جھوٹا ہے۔ اور سند کے ساتھ کتب اہل سنت میں کہیں بھی مروی نہیں۔ اگر اس جملہ کو صحیح سمجھیں تو پھر بہت سارے صحابہ اور خود حضرت علی ؓ، حضرت علی کے بھائی حضرت عقیل، حضرت عباس جو اس لشکر میں شامل نہ تھے ان کی ذات پر بھی اعتراض وارد ہوتا ہے کہ یہ افراد جیش اسامہ سے کیوں پیچھے رہے لہٰذا شیعوں کو چاہئے کہ سوچ سمجھ کر اعتراض کریں۔

شیعہ راوی ملعون ہیں

حقیقت یہ ہے کہ شیعہ رجال کی کتابیں شیعہ راویوں پر لعنت سے بھری پڑی ہیں اس نجفی جاہل نے اپنے عیب چھپانے کی خاطر صحابہ کرام پر یہ جاہلانہ اعتراض کیا ہے۔

آیئے ہم نجفی اور اس کی ذریت کو آئینہ دکھاتے ہیں۔ شیعہ مذہب کے چار ستون ہیں۔
﴿۱﴾ زرارہ ﴿۲﴾ ابوبصیر ﴿۳﴾ محمد بن مسلم ﴿۴﴾ برید بن معاویہ العجلی
انہی پر شیعہ مذہب کی چکی گھومتی ہے۔ شیعہ رجال میں ہے کہ:

لولا هؤلاء انقطعت آثار النبوة واندرست ۔(تنقیح المقال ج ا ص ۴۳۹، باب الزاء، رجال کشی ص ۱۵۲، ذکر ابوبصیر لیث بن البختری)

اگر یہ چار نہ ہوتے تو آثار نبوت مٹ چکے ہوتے۔

﴿۱﴾ موسوعۃ اصحاب الفقہا، ج ۲ ص ۲۲ ﴿۲﴾ الکنی والالقاب ج ۲ ص ۱۱ (الطحان) ﴿۳﴾ اصحاب الامام الصادق ج ا ص ۱۸۱ ﴿۴﴾ تاریخ آل زرارۃ (ابو غالب زراری ص ۴۵، جلد ا ﴿۵﴾ سماء المقال فی علم الرجال ج ا ص ۳۳۳ ﴿۶﴾ نقد الرجال للتفرشی ج ۴ ص ۲۶۶ ﴿۷﴾ تہذیب المقال ج ۷ ص ۱۱ ﴿۸﴾ التحریر الطاؤسی ج ا ص ۴۵۷ ﴿۹﴾ فائق المقال فی الحدیث والرجال ج ۵ ص ۲۳ ﴿۱۰﴾ معجم رجال الحدیث ج ۴ ص ۱۴۱۔

﴿۱﴾ زرارہ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت

امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ:

"لعن الله زرارة لعن الله زرارة، والله لعن الله زرارة"

(رجال کشی ص ۱۳۳، ذکر زرارۃ بن اعین، تنقیح المقال جلد ا ص ۴۴۳)

زرارہ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، زرارہ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اللہ کی قسم زرارہ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

﴿۲﴾ برید بن معاویہ العجلی پر اللہ تعالیٰ کی لعنت

عن مسمع کردین أبی سیار، قال سمعت أبا عبدالله علیه السلام یقول لعن الله بریدا ولعن الله زرارة۔ (رجال الکشی ص ۱۳۴، ۱۳۵)

مسمع کردین ابو سیار سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے سنا کہ وہ فرما رہے تھے کہ برید پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو زرارہ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

﴿۳﴾ شیعہ مذہب کے ستون محمد بن مسلم پر اللہ تعالیٰ کی لعنت

عن مفضل بن عمر، قال :سمعت ابا عبدالله علیه السلام یقول: لعن الله محمد بن مسلم یقول ان الله لایعلم الشئ حتی یکون ۔

(تنقیح المقال جلد۳ ص ۱۸۶، رجال کشی ص ۵۱ ذکر محمد بن مسلم)

مفضل بن عمر کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق کو کہتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کی محمد بن مسلم پر لعنت ہو یہ شخص کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی معاملہ کا علم اس وقت تک نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ ہو نہ جائے۔

﴿۴﴾ شیعہ کے ستون ابو بصیر پر کتے کا پیشاب

عن حماد النابه قال: جلس أبوبصیر علی باب أبی عبدالله علیه السلام لیطلب الاذن، فلم یؤذن له فقال: لو کان معناطبق لاذن له قال: فجاء کلب فشغر فی وجه أبی بصیر، قال: أف أف ما هذا ؟ قال جلیسه.هذا کلب شغر فی وجهك۔

(رجال کشی ص ۱۵۵، ذکر ابو بصیر، تنقیح المقال جلد۲ ص ۴۶)

حماد کہتا ہے کہ ابوبصیر حضرت جعفر صادق کے دروازے پر بیٹھا اور اندر جانے کی اجازت طلب کی جب اجازت نہ ملی تو اس نے کہا اگر ہمارے ساتھ پیسوں کا طبق ہوتا تو اجازت مل جاتی پھر ایک کتا آیا اور اس نے ابوبصیر کے منہ پر پیشاب کر دیا۔ ابوبصیر نے اف اف کر کے کہا یہ کیا ہے؟ تو اس کے ساتھی نے بتلایا کہ کتا تیرے منہ میں پیشاب کر کے چلا گیا۔

یہ شیعہ مذہب کے بنیادی راوی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور کتے تک ان کے منہ میں پیشاب کرتے ہیں۔

شیشہ کے گھر میں بیٹھ کہ پتھر ہیں پھینکتے
دیوار آہنی پہ حماقت تو دیکھئے

اعتراض

اہل سنت کی کتب احادیث کے کچھ راویوں میں کفر اور شرک اور نفاق پایا جاتا ہے۔

(۱) اہل سنت کی معتبر کتاب الادب المفرد ص ۳۳۴ کتاب الدعاء (۲) اہل سنت کی معتبر کتاب مقدمہ فتح الباری جلد ۱۴ ص ۴۰۴ حرف الزاء زید بن وہب (۳) اہل سنت کی معتبر کتاب کتاب میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۱۰۷ ذکر زید بن وہب (۴) اہل سنت کی معتبر کتاب سیرت حلبیہ جلد ۲ ص ۳۵۶ باب معجزات النبی ﷺ

ادب المفرد کی عبارت: ''یا أبا بکر الشرك فیکم أخفی من دبیب النمل'' نبی کریم نے ابوبکر سے فرمایا تھا کہ تم میں شرک چیونٹی کی چال سے زیادہ پوشیدہ ہے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۳۰)

شیعہ منافق ہیں

﴿۱﴾ یہ روایت صحیح نہیں ادب المفرد میں اس روایت کی سند اس طرح مروی ہے:

حدثنا عباس النرسی قال حدثنا عبد الواحد قال حدثنا لیث قال أخبرنی رجل من أهل البصرة قال سمعت معقل بن یسار

(الادب المفرد جلد ا صفحہ ۲۵۰)

اس روایت کا مرکزی راوی لیث ''رجل من اهل البصرہ'' سے روایت کر رہا ہے۔ یہ رجل من اهل البصرہ کون ہے کچھ پتا نہیں مطلب مبہم ہے جب اس بصری شخص کے نام اور دیگر کوائف کا کچھ پتہ نہیں تو اس سے استدلال کرنا کسی بھی طرح درست نہیں ہو سکتا۔

﴿۲﴾ اس روایت کی سند میں اضطراب بھی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

﴿۱﴾ ''أخبرنی لیث بن أبی سلیم عن أبی محمد عن حذیفة عن أبی بکر'' (مسند ابی یعلی جلد ا صفحہ ۳۵)

﴿۲﴾ ''وحدثنا موسی بن محمد بن حیان وحدثنا روح بن أسلم و فهد قالا: حدثنا عبد العزیز بن مسلم حدثنا لیث عن أبی محمد عن معقل بن یسار'' (مسند ابی یعلی جلد ا صفحہ ۳۶)

﴿۳﴾ حدثنا جعفر قال حدثنا محمد بن اسحاق قال حدثنا معاویة بن عمرو قال حدثنا ابواسحاق عن لیث عن رجل عن معقل قال سمعنا ابا بکر۔ (الابانۃ الکبریٰ جلد ۳ صفحہ ۵)

﴿۴﴾حدثنا ابن فضیل عن لیث عن مجاهد

(کتاب الزہد لھناد بن السری جلد ۲ صفحہ ۴۶)

﴿۵﴾حدثنا احمد بن علی قال حدثنا عثمان ابی شیبة قال حدثنا جریر عن لیث بن ابی سلیم عن شیخ من عنزہ عن معقل بن یسار قال (مسند ابی بکر الصدیق المروزی جلد ۱ صفحہ ۲۴)

﴿۶﴾أخبرنی لیث بن أبی سلیم ، عن أبی مجلز ، عن حذیفة

(عمل الیوم واللیلة ابن السنی جلد ۲ صفحہ ۴۳)

آپ دیکھ سکتے ہیں اس روایت کی سند میں کتنا اضطراب ہے کہیں اس روایت کا مرکزی راوی لیث رجل من اهل البصرہ سے روایت کر رہا ہے کہیں عن شیخ کہیں عن مجاهد کہیں ابومحمد عن معقل بن یسار ہے اور کہیں عن ابی محمد عن حذیفه عن ابی بکر ہے۔ معلوم ہوا کہ اس روایت کی سند میں بہت سخت اضطراب پایا جاتا ہے۔ علامہ ابن الجوزی ارشاد فرماتے ہیں کہ:

حوالہ: وذاك حدیث یرویه لیث بن ابی سلیم عن ابی محمد شیخ له عن حذیفة عن ابی بکر وتارة یقول عن ابی محمد عن معقل بن یسار عن ابی بکر وتارة یقول عن عثمان عن رفیع عن معقل بن یسار عن ابی بکر قال احمد لیث مضطرب الحدیث وقال ابو حاتم وابو زرعة لا نشتغل به قال المؤلف وقد روی هذا الحدیث شیبان

بن فروخ عن یحیی بن کثیر ابی النضر عن سفیان الثوری عن اسماعیل بن ابی خالد عن قیس عن ابی بکر عن النبی ﷺ قال ابو حاتم الرازی یحیی بن کثیر ذاهب الحدیث جدا وقال الدارقطنی لا یصح هذا الحدیث عن الثوری ولا عن اسماعیل ویحیی بن کثیر متروك الحدیث۔(العلل المتناهیۃ جلد۳ صفحہ۸۲۳)

اس روایت کو لیث بن ابی سلیم نے اپنے استاد ابو محمد عن حذیفہ عن ابی بکر کے واسطہ سے بیان کیا ہے کبھی لیث بن ابی سلیم اسے عن ابو محمد عن معقل بن یسار عن ابی بکر کے واسطہ سے بیان کرتا ہے اور کبھی عن عثمان عن رفیع عن معقل بن یسار عن ابی بکر کے واسطہ سے بیان کرتا ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ لیث بن ابی سلیم کی روایتوں میں اضطراب ہے ۔امام ابو حاتم اور امام ابو زرعہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم اس کی روایتوں کے ساتھ مشغول نہیں ہوتے ۔مؤلف کہتا ہے کہ یہ روایت شیبان بن فروخ عن یحیٰی بن کثیر ابی النضر عن سفیان الثوری عن اسماعیل بن ابی خالد عن قیس عن ابی بکر کی سند کے ساتھ بھی مروی ہے مگر اس سند میں یحیٰی بن کثیر ہے جس کے لئے ابو حاتم رازی ارشاد فرماتے ہیں سخت ذاہب الحدیث تھے اور امام دار قطنی ارشاد فرماتے ہیں اس کی یہ روایت حضرت سفیان ثوری اور اسماعیل سے صحیح نہیں اور یحیٰی بن کثیر متروک الحدیث ہے۔

حوالہ: علامہ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی اضطراب کی نشاندہی کی ہے آپ ارشاد فرماتے ہیں:

وسُئِل عَن حَدِيثِ حُذَيفَة بنِ اليَمانِ، عَن أَبِي بَكرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قال الشِّركُ فِيكُم أَخفَى مِن دَبِيبِ النَّملِ الحديث.فَقال: هُو حَدِيثٌ يَروِيهِ لَيثُ بن أَبِي سُلَيمٍ، واختُلِف عَنهُ فِيهِ، فَرَواهُ ابن جُرَيجٍ، عَن لَيثِ بنِ أَبِي سُلَيمٍ، عَن أَبِي مُحَمدٍ شَيخٍ لَهُ، عَن حُذَيفَة بنِ اليَمانِ، عَن أَبِي بَكرٍ الصِّدِّيقِ.خالَفَهُ عَبد العَزِيزِ بن مُسلِمٍ القَسَمَلِيُّ، فَرَواهُ عَن لَيثِ بنِ أَبِي سُلَيمٍ، عَن أَبِي مُحَمدٍ، عَن مَعقِلِ بنِ يَسارٍ، عَن أَبِي بَكرٍ.

وَقال عَبد الرَّحمَنِ بن سُلَيمان بنِ أَبِي الجَونِ، عَن لَيثِ بنِ أَبِي سُلَيمٍ، عَن عُثمان بنِ رَفِيعٍ، عَن مَعقِلِ بنِ يَسارٍ، عَن أَبِي بَكرٍ.

وَقال أَبُو إِسحاق الفَزارِيُّ، وأَبُو جَعفَرٍ الرّازِيُّ، عَن لَيثٍ، عَن رَجُلٍ غَيرِ مُسَمًّى، عَن مَعقِلٍ، عَن أَبِي بَكرٍ.

وَقال جَرِيرُ بن عَبدِ الحَمِيدِ، عَن لَيثٍ، عن من حَدَّثَهُ، عَن مَعقِلِ بنِ يَسارٍ، عَن أَبِي بَكرٍ.

وَقِيل: عَنهُ عَن لَيثٍ، عَن شَيخٍ مِن غنزة، عَن مَعقِلٍ، عَن أَبِي بَكرٍ.

وَقال عَبد الوارِثِ بن سَعِيدٍ، عَن لَيثٍ، قال: حَدَّثَنِي صاحِب لِي، عَن مَعقِلٍ، عَن أَبِي بَكرٍ.

وَرَوَى هَذا الحَدِيث شَيبانُ بن فَرُّوخٍ، عَن يَحيَى بنِ كَثِيرٍ أَبِي النَّضرِ، عَن سُفيان الثَّورِيِّ، عَن إِسماعِيل بنِ أَبِي خالِدٍ، عَن قَيسٍ، عَن

أَبِي بَكرٍ الصِّدِّيقِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى الله عَلَيه وسَلم
وَلا يَصِحُّ عَن إِسماعِيلَ، ولا عَنِ الثَّورِيِّ. وَيَحيَى بن كَثِيرٍ هَذا
مَتروكُ الحَدِيث ۔(العلل الدارقطنی ج۱ص۱۹۱)

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث حذیفہ بن یمان عن ابی بکر عن النبی ﷺ قال الشرك اخفی من دبیب النمل کے بارے میں سوال پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا اس روایت کو بیان کرنے والا لیث بن ابی سلیم ہے اور اس کی روایت میں اختلاف ہے۔ابن جریج اس کو لیث بن ابی سلیم عن ابی محمد (جو کہ لیث کا استاد ہے) عن حذیفة بن یمان عن ابی بکر الصدیق کی سند کے ساتھ بیان کر رہا ہے۔عبدالعزیز بن مسلم المستملی اسے لیث بن ابی سلیم عن ابی محمد عن معقل بن یسار عن ابی بکر کی سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔

عبدالرحمان بن سلیمان ابی الجون اسے لیث بن ابی سلیم عن عثمان بن رفیع عن معقل بن یسار کے واسطہ سے بیان کر رہا ہے۔

ابواسحاق الفزاری اور ابوجعفر الرازی اسے لیث عن رجل (نامعلوم) عن معقل بن یسار عن ابی بکر کے واسطہ سے بیان کر رہا ہے۔اور جریر بن عبدالحمید لیث سے اور لیث کو کسی نے روایت بیان کیا وروہ عن معقل بن یسار عن ابی بکر کی سند کے ساتھ روایت کر رہا ہے۔جریر بن عبدالحمید کی دوسری روایت میں لیث عن شیخ من غنزة عن معقل عن ابی بکر کا واسطہ مرقوم ہے عبدالوارث کی سند میں

عن لیث قال حدثنی صاحب لی عن معقل عن ابی بکر ہے (مطلب لیث بن ابی سلیم کی روایت میں اضطراب ہے)

یہ روایت شیبان بن فرخ نے یحییٰ بن کثیر ابوالنضر عن سفیان الثوری عن اسماعیل بن خالد عن قیس عن ابی بکر الصدیق عن النبی ﷺ کی سند کے ساتھ روایت کی ہے۔ اس روایت کو بیان کرنے والا یحییٰ بن کثیر متروک الحدیث ہے یہ روایت اسماعیل اور سفیان ثوری سے صحیح سند کے ساتھ مروی نہیں۔

اس روایت میں بہت سخت اضطراب پایا جاتا ہے ایسی ضعیف روایت کو میدانِ مناظرہ میں پیش کرنا نجفی کی جہالت ہے۔

ثانیاً: ''الشرك فیکم'' والی روایت میں ''فیکم'' سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی مراد نہیں بلکہ عام لوگ مراد ہیں جیسا کہ شیعہ روایات میں ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

عن أبی محمد علیه السلام قال :الشرك فی الناس أخفی من دبیب النمل ۔(بحارالانوار جلد ۶۹، صفحہ ۲۹۸، جلد ۷۰ صفحہ ۳۵۸)

لوگوں میں شرک چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے۔

اس شیعہ روایت میں الناس کا لفظ موجود ہے۔ ظاہر ہے کہ نجفی سمیت خمینی، خوئی، طوسی، شیخ مفید، شیخ صدوق، کلینی، نجاشی سارے الناس میں شامل ہیں، تو یہ سب مشرک ہوئے۔ اگر فیکم سے مراد حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات بابرکات ہوتی تو شیعہ روایات میں اس کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا مگر آپ نے دیکھا کہ مندرجہ بالا

روایت میں الناس کا لفظ موجود ہے جس سے مراد ہے کہ لوگوں میں شرک چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے۔ نجفی خبیث نے یہ الزام سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ذمہ لگا کر اپنی عاقبت خراب کی ہے۔ مزید یہ کہ

اس روایت میں شرک سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات سے شریک کرنا نہیں۔ شیعہ معتبر کتاب تفسیر قمی میں اس روایت کی وضاحت موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال انہ سئل عن قول النبی ﷺ ان الشرك اخفی من دبیب النمل علی صفاۃ سوداء فی لیلۃ ظلماء، فقال کان المؤمنون یسبون ما یعبد المشرکون من دون اللہ و کان المشرکون یسبون ما یعبد المؤمنون فنھی اللہ المؤمنین عن سب آلھتھم لکیلا سیب الکفار إلہ المؤمنین فیکونوا المؤمنون قد اشرکوا باللہ من حیث لا یعلمون. (تفسیر القمی جلد ا صفحہ ۲۲ سورۃ الانعام)

امام جعفر صادق سے حضور ﷺ کے فرمان عالیشان ''الشرك اخفی من دبیب النمل علی صفاۃ سوداء فی لیلۃ ظلماء'' بیشک شرک اندھیری رات میں سیاہ چٹان پر چلنے والی چیونٹی سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا مؤمن مشرکوں کے معبودان باطل کو سب وشتم کیا کرتے تھے اور مشرک مسلمانوں کے معبود برحق کی شان میں گستاخی کرتے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کو ایسا کرنے سے روک دیا تاکہ کفار اللہ تعالیٰ جل مجدہ کی شان میں گستاخی نہ کریں پھر (چونکہ

مسلمانوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گستاخی ہو رہی تھی) اس لئے گویا کہ وہ بے خبری میں مرتکب شرک ہو رہے تھے۔

شیعہ کی اس تفسیر سے نجفی اور اس کی ذریت پر واضح ہو کہ "الشرك فيكم" سے مراد حضرت ابوبکر صدیق نہیں بلکہ عندالشیعہ عام مومن مراد ہیں اور شرک سے مراد شرکِ حقیقی نہیں۔ لہٰذا کسی صورت میں بھی صحابہ کرام پر اعتراض وارد نہیں ہوتا۔

مقدمہ فتح الباری اور میزان الاعتدال والی روایت کا جواب

قرآن حکیم میں منافقوں والی آیتیں شیعوں پر صادق آتی ہیں۔

رجال کشی: امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ:

ما أنزل الله سبحانه آية في المنافقين، إلا وهي فيمن ينتحل التشيع۔

(رجال کشی جلد ا صفحہ ۱۳، معجم رجال الحدیث جلد ۱۵ صفحہ ۱۹۸)

قرآنِ حکیم میں جو بھی منافقین کے بارے میں آیتیں اتری ہیں وہ درحقیقت شیعوں کے بارے میں ہیں۔

"اقتلوا نعثلا" والی روایت کا جواب

اعتراض

حضرت عائشہ نے عثمان بن عفان کے حق میں فرمایا تھا کہ اس نعثل کو قتل کر دو اور خدا اس کو قتل کرے یہ کافر ہو گیا ہے۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۳۰)

الجواب

﴿۱﴾ یہ بھی جھوٹی روایت ہے اور شیعوں کی گھڑی ہوئی ہے۔ ویسے بھی شیعوں کا مرغوب مشغلہ ہے کہ وہ حضور ﷺ کے پیارے صحابہ کی شان میں بکواس کر کے اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں۔ ان کے محدث کبیر ابن عبدالصمد العاملی نے لکھا ہے کہ:

وهؤلاء نتقرب الى الله تعالٰى والى رسوله ببغضهم وسبهم وبغض من أحبهم. (وصول الاخیار الی اصول الاخبار ص ۱۶۴، مکتبۃ الخیار قم ایران سنہ ۱۴۰۱)

شیعہ صحابہ اور صحابہ کے چاہنے والوں سے بغض وسب وشتم کر کے بارگاہِ ربوبیت اور بارگاہ رسالت میں تقرب کے خواہاں ہوتے ہیں۔

جب شیعوں کی روحِ عبادت ہی صحابہ پر سب وشتم کرنا ہے تو وہ اس طرح کی جھوٹی اور من گھڑت روایت بنا کر پیش نہیں کریں گے تو اور کیا کریں گے۔

﴿۲﴾ سیرت حلبیہ میں اس روایت کی سند مذکور نہیں اور ایسی بے سند اور جھوٹی روایت سیرت حلبیہ میں ہو یا اور کسی کتاب میں بالکل بھی قابل اعتبار نہیں کیونکہ اصول ہے "الاسناد من الدین لولا الاسناد لقال من شاء ما شاء" سند دین میں سے ہے اگر سند نہ ہوتی تو جس کے جی میں آتا وہ کہہ دیتا۔

تفسیر روح المعانی: علامہ آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

كذب لا أصل له وهو من مفتريات إبن قتيبة وإبن أعثم الكوفى والسمساطى وكانوا مشهورين بالكذب والإفتراء (روح المعانی جلد ۲۲ ص ۱۱)

یہ روایت جھوٹی ہے جس کی کوئی اصل نہیں یہ ابن قتیبہ اور ابن اعثم الکوفی اور سمساطی کی گھڑی ہوئی ہے یہ لوگ جھوٹ اور افتراء میں مشہور ہیں۔

یہ روایت تاریخ طبری کے علاوہ کسی بھی کتاب میں باسند مروی نہیں اور جن مصنفین نے اس روایت کو اپنی کتاب میں درج کیا ہے سب نے طبری ہی کی تقلید میں اسے نقل کیا ہے۔

تاریخ طبری کی سند کی حقیقت: تاریخ طبری کی اس روایت میں مجروح اور شیعہ راوی موجود ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

كتب إلى على بن أحمد بن الحسن العجلى أن الحسين بن نصر العطار قال حدثنا أبى نصر بن مزاحم العطار قال حدثنا سيف بن عمر عن محمد بن نويرة وطلحة بن الأعلم الحنفى قال وحدثنا عمر بن سعد عن أسد بن عبدالله عمن أدرك من أهل العلم أن عائشة رضى الله عنها۔ (تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۲۷ تفریق على عماله على)

﴿۱﴾ سند کا پہلا راوی علی بن احمد بن الحسن العجلی مجہول ہے اس کا کتب الرجال میں کچھ پتہ نہیں طبری میں اس کی صرف یہ ایک ہی روایت ہے۔

﴿۲﴾ سند کا دوسرا راوی نصر بن مزاحم رافضی کا بیٹا حسین بن نصر العطار ہے اس کا بھی کتب الرجال میں کچھ ذکر نہیں یہ بھی مجہول ہے۔

﴿۳﴾ سند کا تیسرا راوی نصر بن مزاحم رافضی ہے رافضیوں کی مشہور کتاب الصفین اسی رافضی کی تصنیف ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت اسی رافضی کی ایجاد ہے۔

کتب الرجال سے نصر بن مزاحم کے متعلق جرح

﴿۱﴾ حافظ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

رافضی جلد ترکوہ۔(لسان المیزان جلد۳ صفحہ ۷۰) نصر بن مزاحم کٹر رافضی ہے محدثین نے اس سے روایت لینا ترک کر دیں تھیں۔

﴿۲﴾ امام عقیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

شیعی فی حدیثه اضطراب وخطأ کثیر۔(لسان المیزان ج۳ ص۷۰) یہ شیعہ ہے اس کی حدیث میں اضطراب اور بہت زیادہ غلطیاں پائی جاتیں ہیں۔

﴿۳﴾ امام ابوخیثمہ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

''کان کذابا'' یہ پرلے درجہ کا جھوٹا ہے۔(لسان المیزان جلد۳ صفحہ ۷۰)

﴿۴﴾ امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

''واهی الحدیث متروك'' اس کی روایتیں واھی ہوتی ہیں متروک الحدیث ہے۔

﴿۵﴾ امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

''کان رافضیا غالیاً'' غالی رافضی تھا۔(لسان المیزان جلد۳ صفحہ ۷۰)

﴿۶﴾ امام خلیلی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

''ضعفه الحافظ جدا'' حافظ نے اسے سخت ضعیف قرار دیا ہے۔

(لسان المیزان جلد۳ صفحہ ۷۰)

سند کے چوتھے راوی سیف بن عمر کے احوال:

سند کا چوتھا راوی سیف بن عمر ہے اور یہ بہت بڑا زندیق تھا۔ ملاحظہ فرمائیں:

امام ابن معین رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

''ضعیف الحدیث''(تہذیب التہذیب جلد۴ صفحہ۲۵۹)

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''متروك الحديث يشبه حديثه حديث الواقدی ''متروک الحدیث ہے اس کی روایتیں واقدی کی روایتوں کے مشابہ ہیں(مطلب جھوٹ کا پلندہ ہیں)(تہذیب التہذیب جلد۴ صفحہ۲۵۹)

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ضعیف ''(تہذیب التہذیب جلد۴ صفحہ۲۵۹)

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''يروی الموضوعات عن الاثبات''(تہذیب التہذیب جلد۴ صفحہ۲۵۹)

ثقہ راویوں سے موضوع روایتیں بیان کرتا ہے۔

''وقالوا أنه كان يضع الحديث''(تہذیب التہذیب جلد۴ صفحہ۲۵۹)

محدثین نے یہ بھی کہا ہے کہ خود روایتیں بنایا کرتا تھا۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''اتهم بالزندقة وهو فی الرواية ساقط''(تہذیب التہذیب جلد۴ صفحہ۲۵۹)

زندیق ہونے کی وجہ سے بدنام ہے اور روایت میں ساقط الاعتبار ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ليس بشئی ''کوئی چیز نہیں(تہذیب التہذیب جلد۱۲ صفحہ۳۲۴)

سند کا پانچواں راوی: محمد بن نویرہ بھی مجہول ہے۔

سند کا چھٹا راوی: عمر بن سعد بھی مجہول ہے پتہ نہیں یہ عمر بن سعد کون ہے۔ تاریخ طبری میں اس کی صرف ایک روایت ہے۔

سند کا ساتواں راوی: اسد بن عبداللہ بھی مجہول ہے پتہ نہیں یہ کون ہے۔

سند کا آٹھواں راوی: اس کی سند ہی میں وضاحت ہے کہ وہ مجہول ہے مطلب سند میں اس کا نام نہیں صرف یہ ہے اسد بن عبداللہ کو کوئی برائے نام اہل علم ملا تھا جس نے یہ روایت بیان کی اب اس کا کچھ پتہ نہیں وہ ایسی جہالت والی باتیں کرنے والا کون صاحب علم تھا۔

مطلب اس سند میں رافضی، زندیق اور مجہول راوی ہیں ایسی روایت سے استدلال کرنا نجفی کی زندیقی اور جہالت ہے۔

اعتراض

''وإنهم ليطلبون حقا تركوه ودما سفكوه'' (الاستیعاب، تحفہ حنفیہ صفحہ ۳۱)

حضرت طلحہ اور حضرت زبیر پر قاتلِ عثمان ﷺ ہونے کا الزام اور اس کا جواب

نجفی خبیث نے یہ اعتراض الاستیعاب اور دیگر چار کتابوں سے نقل کیا ہے اور اس میں اپنی خوب جہالت دکھائی ہے۔

جہالت نمبر ۱: الفصول المہمۃ کو جماعت اہل سنت کی معتبر کتاب لکھا ہے حالانکہ یہ شیعوں کی اپنی کتاب ہے۔ شیخ عباس القمی لکھتا ہے:

وقد يطلق ابن الصباغ على نور الدين على بن محمد بن الصباغ المكى المالكى صاحب كتاب الفصول المهمة فى معرفة الائمة قال الكاتب الجلبى وقد نسبه بعضهم إلى الترفض لما ذكر فى اول خطبته الحمد لله الذى جعل من صلاح هذه الامة نصب الامام العادل ۔(الکنی والالقاب، جلد ا صفحہ ۳۳۶)

الفصول المہمہ فی معرفۃ الائمہ کے مصنف نورالدین علی بن محمد بن الصباغ المکی المالکی کو ابن الصباغ کہا جاتا ہے کاتب چلبی نے لکھا ہے کہ اسے بعض علماء نے رافضی ہونے کی طرف منسوب کیا ہے کیونکہ اس نے مذکورہ کتاب کے شروع میں لکھا ہے کہ تمام تعریفیں اسی ذات کے لئے جس نے امت کی اصلاح کے لئے امام عادل نصب کیا۔

حوالہ: قرنِ عاشر کے مشہور شیعہ عالم یحییٰ بن حسین بن عشیرہ السلمابادی البحرانی نے بھی رسالہ مشائخ شیعہ میں ابن الصباغ کو شیعہ مشائخ میں شمار کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

ومنهم الشيخ ابن الصباغ المكى صاحب الفصول المهمة فى فضائل الائمة۔(رسالہ مشائخ الشیعہ صفحہ ۱۱)

الفصول المہمہ فی فضائل الائمہ کا مصنف شیخ ابن الصباغ المکی بھی شیعہ مشائخ میں سے ہے۔

نجفی خبیث نے البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۴۸ پر ذکر جمل ترجمہ طلحہ کا بھی حوالہ دیا ہے۔ یہ بھی البدایہ والنہایہ پر جھوٹ ہے۔ البدایہ والنہایہ میں ہرگز یہ روایت موجود نہیں۔ ذوق تحقیق رکھنے والے حضرات البدایہ والنہایہ میں خود دیکھ سکتے ہیں۔ نجفی نے

البدایہ والنہایہ پر اسی طرح جھوٹ بولا ہے جس طرح اس کا باپ دادا زرارہ اور یزید بن معاویہ ائمہ اہل بیت پر جھوٹ بولتے رہے ہیں اسی طرح نجفی نے جھوٹ بول کر اپنا شیعہ ہونے کا ثبوت دیا ہے۔

اور جہاں تک الاستیعاب کے حوالہ کی بات ہے تو یہ حوالہ بھی نجفی کے لئے مفید نہیں کیونکہ الاستیعاب کی یہ روایت منقطع سند کے ساتھ مروی ہے علامہ ابن عبدالبر نے اس روایت کو من حدیث صالح بن کیسان عن عبدالملك بن نوفل بن مساحق کے واسطے سے بیان کیا ہے۔ علامہ ابن عبدالبر کی حضرت صالح بن کیسان سے ملاقات اور سماع ثابت نہیں۔ علامہ ابن عبدالبر کی پیدائش ۳۶۵ھ (تذکرۃ الحفاظ ص ۱۳۳) اور صالح بن کیسان نے ۱۴۰ھ کے بعد داعی اجل کو لبیک کہا یعنی علامہ ابن عبدالبر کی پیدائش سے تقریباً دو سو سال پہلے صالح بن کیسان وفات کر چکے تھے۔ درمیان کے راویوں کا کچھ پتا نہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت نا قابل اعتبار ہے۔

ثانیاً: یہ شیعہ روایت ہے۔ نہج البلاغہ صفحہ ۱۳۲ خطبہ ۲۲ میں یہ روایت کم وبیش الفاظ کے ساتھ مروی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شیعہ کی کارستانی ہے۔

ثالثاً: شیعہ کتابوں میں لکھا ہے کہ، قاتلین عثمان کے بارے میں آپ عجیب وغریب کلام ارشاد فرماتے تھے۔ ملا باقر مجلسی بحار الانوار میں لکھتا ہے کہ:

روی أن أصحاب أمیر المؤمنین کانوا فرقتین احدهما اعتقدوا أن عثمان قتل مظلوما وتتولاه وتبر من أعدائه والاخری وهم جمهور

أهل الحرب وأهل الغناء والبأس اعتقدوا أن عثمان قتل لاحداث أو جبت عليه القتل، ومنهم من يصرح بتكفيره وكل من هاتين الفرقتين تزعم أن عليا عليه السلام موافق له على رأيه وكان يعلم أنه متى وافق احدى الطائفتين باينته الاخرىٰ واسلمته وتولت عنه وخذلته فكان يستعمله في كلامه مايوافق كل واحدة من الطائفتين ۔(بحارالانوار جلد۳۱،صفحہ۲۰۳،باب تبری امیر المؤمنین عن دم عثمان و عدم انکارہ ایضاً۔مناقب شہر ابن آشوب جلد۲صفحہ۱۴۴)

روایت کی گئی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھی دو فرقوں میں بٹے ہوئے تھے۔ایک فرقہ کا خیال یہ تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ظلماً شہید کیا گیا ہے اور یہ گروہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے محبت اور آپ کے دشمنوں سے بیزاری رکھتا جبکہ دوسرا گروہ (جو کہ جمہور اہل حرب تھے) کا خیال یہ تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایسے کاموں کی وجہ سے قتل کئے گئے ہیں جن کی وجہ سے قتل واجب ہو جاتا ہے اور اس گروہ میں ایسے بھی لوگ تھے جو صراحتاً آپ کی تکفیر کرتے تھے اور ان دونوں گروہوں کا یہ گمان تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کی اس رائے پر ان کے موافق ہیں اور آپ یہ خوب اچھی طرح سے جانتے تھے کہ اگر آپ نے ایک گروہ کے ساتھ موافقت اختیار کی تو دوسرا گروہ آپ سے علیحدگی اختیار کر لے گا، منہ موڑ لے گا اور آپ کی رسوائی کے درپے ہو جائیگا لہٰذا آپ ایسا کلام فرماتے جو دونوں گروہوں کے موافق ہوتا۔

یہاں پر ہم شیعہ کتب سے آپ کے کلام کا نمونہ بھی پیش کر دیتے ہیں۔

کلام اول:

لشکر کی طرف اشارہ کرنا کہ یہ قاتلین عثمان ہیں

بحارالانوار میں ہے کہ حضرت ابوامامہ باہلی اور حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور آپ سے کہا کہ "فعلام تقاتله" "کس معاملہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جھگڑا کر رہے ہو تو امیر معاویہ نے ارشاد فرمایا میں حضرت علی سے حضرت عثمان کے معاملہ میں جھگڑ رہا ہوں کیونکہ انہوں نے قاتلین عثمان کو پناہ دے رکھی ہے اگر مجھے قاتلین عثمان سے قصاص دلایا جائے تو میں اہل شام میں سے پہلا شخص ہوں جو ان کے ہاتھ پر بیعت کروں گا یہ بات سن کر حضرت ابوامامہ اور حضرت ابودرداء دونوں حضرت علی کے پاس چلے گئے اور یہ ساری بات آپ کے گوش گزار کی تو آپ نے اپنے لشکر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "إنما يطلب الذين ترون" "بیشک امیر معاویہ ان سارے آدمیوں کا مطالبہ کر رہا ہے جنہیں تم دیکھ رہے ہو آپ کا ابھی یہ کہنا تھا کہ لوہے کی زرھوں سے ملبوس بیس ہزار آدمی باہر نکل آئے اور سب نے کہا "كلنا قتله" "ہم سب نے حضرت عثمان کو قتل کیا ہے جس میں ہمت ہے تو وہ میدانِ جنگ میں آجائے۔ حضرت ابودرداء اور حضرت ابوامامہ باہلی نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تو انہوں نے ان لڑائیوں میں کسی طرح سے بھی شرکت نہیں کی۔

اصل حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

وخرج أبو أمامة الباهلي وأبو الدرداء فدخلا على معاوية فقالا: يا معاوية علام تقاتل هذا الرجل ؟ فو الله لهو أقدم منك سنا وأحق منك بهذا الامر وأقرب من رسول الله ﷺ فعلام تقاتله ؟ قال: أقاتله على دم عثمان فإنه آوى قتلته فقولوا له :فليقدنا من قتلته وأنا أول من بايعه من أهل الشام فانطلقوا إلى علي عليه السلام فأخبروه فقال: إنما يطلب الذين ترون فخرج عشرون ألفا وأكثر متسربلين في الحديد لا يرى منهم إلا الحدق فقالوا: كلنا قتله فإن شاؤا فليروموا ذلك منا. فرجع أبو أمامة وأبو الدرداء فلم يشهدا شيئا من القتال۔ (بحار الانوار، جلد ۳۲، صفحہ ۴۵۱، باب جمل ماوقع بصفین من الٰی ایات)

حضرت ابودرداء اور حضرت ابوامامہ باہلی دونوں حضرات امیر معاویہ کے پاس آئے اور آپ سے کہا حضرت علی سے تم کس بات پر جھگڑ رہے ہو؟ اللہ تعالیٰ کی قسم وہ عمر میں تم سے بڑا ہے اور اس امر کا تم سے زیادہ حق دار ہے اور حضور ﷺ سے رشتے میں بھی تم سے زیادہ قریب ہے تو امیر معاویہ نے جواب دیا میں دم عثمان کے معاملہ پر جھگڑ رہا ہوں کیونکہ آپ نے قاتلین عثمان کو پناہ دے رکھی ہے اگر مجھے قاتلین عثمان سے قصاص دلایا جائے تو اہل شام سے میں پہلا شخص ہوں گا جو آپ کے ہاتھ پر بیعت کروں گا۔ حضرت ابودرداء اور حضرت ابوامامہ یہ سنتے ہی حضرت علی کے پاس چل دیئے اور سارے معاملہ کی خبر دی تو حضرت علی ؓ نے ارشاد فرمایا بیشک امیر معاویہ

ان سب لوگوں کو طلب کر رہا ہے جنہیں تم دیکھ رہے ہو آپ کا اتنا کہنا تھا کہ [illegible] ہزار سے زائد زرہ پوش لوگ جن کی صرف آنکھیں ظاہر تھیں نکل پڑے اور کہنے لگے ہم سب نے حضرت عثمان کو قتل کیا ہے اگر وہ چاہیں تو ہم میں سے کسی کو بھی اس کا الزام دے سکتے ہیں۔ اس معاملہ کے بعد حضرت ابوامامہ اور حضرت ابودرداء لوٹ آئے اور کسی طرح بھی لڑائیوں میں شرکت نہیں کی۔

شیعہ کے اس حوالہ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ آپ کی نظر میں آپ کے لشکر میں شامل لوگ ہی قاتلین عثمان تھے۔

وإنه كان في أصحابه من يصرح بأنه قتل عثمان ومع ذلك لايقيدهم ولا ينكر عليهم۔ (بحارالانوار جلد ۳۱، صفحہ ۶۴)

آپ کے اصحاب میں سے ایسے لوگ بھی تھے جو صراحت سے یہ کہہ رہے تھے کہ ہم نے حضرت عثمان کو شہید کیا ہے مگر اس کے باوجود نہ تو آپ نے ان سے قصاص لیا اور نہ ان کے اس کام پر انکار کیا۔

نہ کہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو آپ قاتلین عثمان سمجھتے تھے اور لشکر کے ان لوگوں سے قصاص نہ لینے کی وجہ بھی ان کا مسلح ہونا تھا جیسا کہ نہج البلاغہ میں مرقوم ہے۔

نہج البلاغہ: آپ کی بیعت ہو چکنے کے بعد صحابہ کی ایک جماعت نے آپ سے کہا کہ بہتر ہے کہ آپ ان لوگوں کو جنہوں نے عثمان پر فوج کشی کی تھی سزا دیں تو حضرت نے

ارشاد فرمایا اے بھائیو! جو تم جانتے ہو میں اس سے بے خبر نہیں ہوں لیکن میرے پاس اس کی قوت و طاقت کہاں ہے جبکہ فوج کشی کرنے والے اپنے انتہائی زوروں پر ہیں وہ اس وقت ہم پر مسلط ہیں ہم ان پر مسلط نہیں اور عالم یہ ہے کہ تمہارے غلام بھی ان کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور صحرائے عرب بھی ان سے مل جل گئے ہیں اور وہ اس وقت بھی تمہارے درمیان اس حالت میں ہیں جیسا چاہیں تمہیں گزند پہنچا سکتے ہیں کیا تم جو چاہتے ہو اس پر قابو پانے کی کوئی صورت تمہیں نظر آتی ہے بلاشبہ یہ جہالت و نادانی کا مطالبہ ہے۔ ان لوگوں کی پشت پر مدد کا ایک ذخیرہ ہے جب یہ قصہ چھڑے گا تو اس معاملہ میں لوگوں کے مختلف خیالات ہوں گے کچھ لوگوں کی رائے تو وہی ہوگی جو تمہاری ہے اور کچھ لوگوں کی رائے تمہاری رائے کے خلاف ہوگی اور کچھ لوگوں کی رائے نہ ادھر ہوگی اور نہ ادھر، اتنا صبر کرو کہ لوگ سکون سے بیٹھ لیں اور دل اپنی جگہ پر ٹھہر جائیں اور آسانی سے حقوق حاصل کئے جاسکیں تم میری طرف سے مطمئن رہو اور دیکھتے رہو میرا فرمان تم تک کیا آتا ہے کوئی ایسی حرکت نہ کرو جو طاقت کو متزلزل اور قوت کو پامال کردے اور کمزوری اور ذلت کا باعث بن جائے میں اس جنگ کو جہاں رک سکے گی روکوں گا اور جب کوئی چارہ نہ پاؤں گا تو پھر آخری علاج اغنا تو ہے ہی۔ (نہج البلاغہ صفحہ ۳۹۲، خطبہ ۱۶۶، مفتی جعفر حسین)

شیعوں کے ان دونوں حوالوں سے ثابت ہو رہا ہے کہ عند الشیعہ آپ کی نظر میں قاتلین عثمان ﷺ آپ کے لشکر کے افراد ہی تھے نہ کہ حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ تعالیٰ

عنہما ورنہ یہ تو بہت اچھا موقع تھا کہ قصاص دم عثمان کے طالبین سے آپ یہ کہہ دیتے کہ حضرت طلحہ وزبیر سے قصاص لے لو وہی حضرت سیدنا عثمان ﷺ کے قاتل ہیں مگر آپ نے اپنی حکومت کی کمزوری اور اپنے لشکر میں شامل افراد کی قوت کا عذر بیان کیا کہ ان پر میری حکومت نہیں ان کی میرے اوپر حکومت ہے جس سے عند الشیعہ واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قتل عثمان سے بری ہیں۔

کلام ثانی :

قتل عثمان ﷺ کے بارے میں سوال اور اس کا جواب

عن علی علیه السلام، أنه قال من کان سائلا عن دم عثمان فإن الله قتله وأنا معه ۔(کتاب الاربعین ج ۲،ص ۱۰۴، بحار الانوار ج ۳۱،ص ۳۰)

جو شخص دم عثمان (ﷺ) کے بارے میں سوال کرتا ہے وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قتل کیا اور میں اس کے ساتھ ہوں۔

جبکہ دوسری روایت میں آپ ارشاد فرماتے ہیں:

اللهم لکذب علی لم أقتله .فرجعوا إلی معاویة فأخبروه فقال : إن لم یکن قتله بیده فقد أمر ومالا . فرجعوا إلیه علیه السلام وقالوا: یزعم أنك إن لم تکن قتلت بیدك فقد أمرت ومالأت علی قتل عثمان فقال اللهم لکذب فیما۔(بحار الانوار جلد ۳۲،صفحہ ۴۵۰)

حضرت ابو درداء اور ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت علی ﷺ سے کہا کہ حضرت

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ گمان کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا میرا رب جانتا ہے کہ یہ میرے اوپر جھوٹ ہے میں نے اسے قتل نہیں کیا پھر وہ دونوں لوٹے اور حضرت امیر معاویہ کو اطلاع دی تو حضرت امیر معاویہ نے کہا اگر انہوں نے اپنے ہاتھ سے قتل نہیں کیا تو قتل کا حکم دیا اور حضرت عثمان کے قتل میں مدد کی ہے پھر دونوں صحابہ نے واپس آ کر اس امر کی اطلاع حضرت علی کی خدمت میں عرض کی تو آپ نے ارشاد فرمایا میرا رب جانتا ہے یہ جو کہا جا رہا ہے یہ جھوٹ ہے۔

تیسرا کلام:

میں نے حکم دیا بھی نہیں اور روکا بھی نہیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ:

''ما أمرت ولا نهيت عنه'' نہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کا حکم دیا اور نہ ہی میں نے لوگوں کو قتل کرنے سے روکا۔ (المسترشد جلد ا، صفحہ ۳۶۰، بحار الانوار، جلد ۳۰، صفحہ ۱۶، کشف الحجۃ لثمرۃ المحجۃ ابن طاؤس جلد ا صفحہ ۱۷۸)

میں نے حکم نہیں دیا بلکہ روکا تھا

آپ ملاحظہ کر چکے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے لوگوں کو قتل عثمان سے نہیں روکا تھا اب آپ ملاحظہ فرمائیں کہ جس میں آپ رضی اللہ عنہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ میں نے لوگوں کو روکا تھا۔ شیعہ مذہب کا سب سے بڑا محدث طوسی رقم طراز ہے کہ:

عن عبد الله بن عباس عن علي بن أبي طالب عليه السلام قال إن

شاء الناس قمت لهم خلف مقام إبراهيم عليه السلام (فحلفت لهم بالله ما قتلت عثمان و لا أمرت بقتله و لقد نهيتهم فعصوني۔

(امالی طوسی جلد ا صفحہ ۳۰۴، بحار الانوار جلد ۳۱، صفحہ ۵۰۵)

اگر لوگ حلف لینا چاہیں تو میں مقامِ ابراہیمی کے پیچھے کھڑے ہو کر حلفیہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید نہیں کیا اور نہ ہی میں نے ایسا کوئی حکم دیا بلکہ میں نے لوگوں کو روکا تھا لیکن انہوں نے میری نافرمانی کی۔

اس حوالہ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ آپ نے لوگوں کو منع کیا تھا مگر لوگ سرکشی پر اتر آئے اور انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر ڈالا۔ اس سلسلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف جو منسوب قول ہیں وہ دراصل شیعہ راویوں کی اپنا افترا ہے اتنی تضاد بیانی تو ایک عام شریف آدمی کے کلام میں بھی نہیں ہو سکتی چہ جائیکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ جیسے پاکباز ہستی کے بارے میں ایسا سوچا جائے۔ دراصل شیعوں نے اصل حقیقت پر پردے ڈالنے کے لئے جھوٹ گھڑ گھڑ کر ائمہ اہل بیت کے ذمہ لگائے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نصرت کی: شیعہ روایت

شیعہ کی سب سے بڑی اور مستند کتاب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ موجود ہے، جس میں آپ نے ارشاد فرمایا:

لو أمرت به لكنت قاتلا أو نهيت عنه لكنت ناصرا۔ (نہج البلاغہ، خطبہ ۳۰)

اگر میں ان کے قتل کا حکم دیتا تو البتہ ان کا قاتل ٹھہرتا اور اگر ان کے قتل سے دوسروں کو

روکتا تو ان کا معاون اور مددگار ہوتا۔ (بحار الانوار، جلد ۳۱ صفحہ ۴۹۹، نہج البلاغہ ترجمہ مفتی جعفر حسین شیعہ صفحہ ۱۴۶)

اس حوالہ سے یہ اصول صاف ظاہر ہے کہ جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا حکم دیا وہ قاتلِ عثمان ہے اور جس نے لوگوں کو ایسے بُرے اقدام سے روکا وہ ناصر عثمان رضی اللہ عنہ ہے اور آپ امالی طوسی اور بحار الانوار کے حوالے سے پڑھ چکے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حلفیہ ارشاد فرمایا کہ میں نے لوگوں کو قتلِ عثمان سے روکا تھا جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے معاون و مددگار تھے۔ اور یہ حوالہ باہمی محبت کا بین ثبوت ہے۔

شیعوں کا اصحاب علی رضی اللہ عنہ پر گستاخانہ حملہ

شیعہ کتاب بحار الانوار میں ہے کہ:

إن من لقى الله مؤمنا بأن عثمان قتل مظلوما لقى الله عزوجل ساخطا عليه ۔ (بحار الانوار جلد ۵۳، صفحہ ۹۰)

جو مؤمن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملا ہو کہ اس کا عقیدہ تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ظلماً شہید کیا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر سخت ناراض ہوگا۔

قارئین کرام! آپ بحار الانوار کے حوالہ سے پڑھ آئے ہیں کہ جس میں یہ صراحت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے ایک گروہ کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ظلماً شہید کیا گیا ہے۔ شیعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ان ساتھیوں سے بھی راضی

نہ ہوئے اور ان پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا وبال ڈال دیا۔

آخر میں اس بحث کو ختم کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا واشگاف الفاظ میں فیصلہ نقل کرتے ہیں جس میں صراحت ہے کہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ اہل مصر ہیں۔

قول سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

''وقتلہ اھل مصر'' حضرت عثمان کو اہل مصر نے شہید کیا۔ (کشف الحجج ص ۱۸۷، بحار الانوار ج ۳۰ ص ۱۶، دلائل الامامۃ ج ۱ صفحہ ۸۵، المسترشد ج ۱ ص ۳۶۵)

شیعہ کے اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ اہل مصر ہیں نہ کہ حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما۔ ان جلیل القدر صحابہ کے ذمہ قتل عثمان کا الزام لگانا نجفی کا جھوٹ اور بہتان ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ جاہل نجفی اپنی کتب سے بھی ناواقف ہے۔

ہوسکتا ہے کہ کسی تقیہ پرست سبائی کے ذہن میں یہ بات آئے کہ مولا امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تقیہ سے کام لیا ہو، لہٰذا ہم اس شک کو بھی رفع کر دیتے ہیں۔

ملا باقر مجلسی لکھتا ہے کہ:

وکان علیہ السلام یتکلم فی الاحتجاج علی الخصوم علی وجہ لا یخالف الواقع ولا یکون للجھال وأھل الضلال أیضاعلیہ حجۃ ۔

(بحار الانوار، جلد ۳۱، صفحہ ۵۰۶)

حضرت علی رضی اللہ عنہ مخالفین سے کلام کرتے ہوئے مقامِ احتجاج میں ایسا کلام فرماتے جو خلاف واقع بھی نہ ہوتا اور جاہل اور گمراہ لوگ اس سے آپ کے اوپر حجت بھی قائم نہ کرسکیں۔

مطلب کہ آپ کا کلام خلافِ واقع نہیں اور نہ ہی تقیہ کا لباس اوڑھ کر صادر ہوا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ قتل عثمان ﷺ کا الزام حضرت طلحہ اور حضرت زبیر پر لگانا نجفی کی بے حیائی ہے اور کتب شیعہ اور روایات ائمہ اہل بیت کے بھی خلاف ہے۔

حضرت ابو ہریرہ ﷺ پر اعتراضات کا جائزہ

اعتراض

کتاب اہل سنت روضۃ العلماء، علامہ زندویستی اور کتاب اہل سنت اعلام الاخیار من فقہا مذہب نعمان المختار باب ۹۷ سے منقول ہے کہ امام اعظم صاحب نے فرمایا ہے کہ تین صحابہ کے قول کا کوئی اعتبار نہیں ہے (۱) ابو ہریرہ (۲) سمرہ بن جندب (۳) انس بن مالک۔

الجواب بعون الوہاب

نجفی خبیث نے اعتراض نقل کرنے میں خیانت کا ارتکاب کیا ہے آیئے ہم آپ کے سامنے اصل حقیقت پیش کرتے ہیں۔ علامہ کفوی نے لکھا ہے کہ تقلید صحابہ کے بارے میں حضرت امام ابوحنیفہ سے تین روایتیں ہیں۔

قال الصدر الشهيد ايضاً عن ابى حنيفة روايتان الاولى انه قال اقلد من كان من القضاة المفتيين من الصحابة۔ (اعلام الاخیار مخطوطہ ص ۸۱)

صدر الشہید ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت ابوحنیفہ سے یہ دو روایتیں بھی ہیں ایک یہ کہ میں قاضی مفتی صحابہ کی تقلید کرتا ہوں۔

دوسری روایت:

الثانى قال اقلد جميع الصحابه ولا استجيز خلا فهم براى الا ثلاثة

نعز ۔(اعلام الاخیار مخطوطہ ص ۸۱)

دوسری روایت یہ ہے کہ میں جمیع صحابہ کی تقلید کرتا ہوں اور ان سے رائے میں مخالفت کرنے کو جائز نہیں سمجھتا سوائے تین صحابہ کے۔

تیسری روایت:

قال الصدر الشهيد فی شرح الخصاف وعن ابی حنيفة بمعنی من الصحابة وافتی به فاقلده ولااستجيز خلافه يعنی اقلد جميع الصحابة وهو الظاهر من المذهب ۔(اعلام الاخیار قلمی ۸۱)

حضرت صدر الشہید شرح خصاف میں ارشاد فرماتے ہیں حضرت ابوحنیفہ سے اسی معنی میں روایت ہے صحابہ میں سے جنہوں نے فتویٰ دیا ہے میں ان کی تقلید کرتا ہوں اور ان کی مخالفت کو جائز نہیں سمجھتا یعنی میں جمیع صحابہ کی تقلید کرتا ہوں یہی آپ کا ظاہر مذہب ہے۔ مطلب یہ روایت الظاهر من المذهب آپ کا ظاہر مذہب ہے اور باقی دو روایتیں درست نہیں۔

قارئین کرام! آپ ملاحظہ فرمائیں نجفی سبائی شیعہ نے عوام الناس کو مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے جب مصنف اعلام الاخیار نے ہی یہ صراحت کردی کہ جمیع صحابہ کی تقلید کرنا آپ کا ظاہر مذہب ہے تو معلوم ہوا کہ وہ تین صحابہ والی روایت درست نہیں لیکن نجفی جاہل نے اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے خواہ مخواہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر تہمت باندھی ہے جبکہ امام صاحب کا مذہب بھی تعظیم صحابہ ہے۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

قال الشیخ عبدالحق الدھلوی فی فتح المنان فی تائید مذھب النعمان قال ابن المبارك قال ابوحنیفة ماجاء عن رسول الله ﷺ فبالرأس والعین وماجاء عن اصحابه فلا اترکه فھذا نص صریح علی انه یقلد الصحابة۔

(فواتح الرحموت، ص ۲۳۴، کتاب الرفع والتکمیل ج ا ص ۸۶ فصل فی التعارض سے تھوڑا پہلے)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فتح المنان فی تائید مذہب النعمان میں حضرت عبداللہ بن مبارک کی روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ نے ارشاد فرمایا جو چیز حضور اکرم ﷺ سے مروی ہو وہ تو سر آنکھوں پر ہے ہی میں تو حضور اکرم ﷺ کے صحابہ سے مروی اشیا کو بھی ترک نہیں کرتا۔ یہ تصریح ہے کہ آپ صحابہ کی تقلید کرتے ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی بھی پیروی کی ہے

وَاحْتَجَّ أبو حَنِيفَةَ فی مَوَاضِعَ كَثِيرَةٍ على تَقْدِيرِ الْحَيْضِ وَغَيْرِهِ بِمَذْهَبِ أَنَسِ بن مَالِكٍ مُقَلِّدًا له فما ظَنُّك بِأَبِي هُرَيْرَةَ مع أَنَّهُ أَفْقَهُ من أَنَسٍ ۔(البحر المحیط، جلد ۵ صفحہ ۳۶۷)

حضرت امام ابوحنیفہ نے بہت ساری جگہوں پر حیض کے مسئلہ وغیرہ پر حضرت انس بن مالک کی تقلید کرتے ہوئے ان کے مذہب سے صحت پکڑی ہے تو پھر آپ لوگوں کا حضرت ابوہریرہ کے متعلق کیا خیال ہے جبکہ وہ حضرت انس بن مالک سے زیادہ فقیہ ہیں۔

معلوم ہوا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کوئی بھی صحابی ساقط الاعتبار نہیں بلکہ آپ نے تو صحابہ کرام کی پیروی کو اپنے گلے کا ہار بنایا ہوا تھا۔

اعتراض

الاصابہ جلد۴ صفحہ ۳۰۰ میں لکھا ہے کہ آج تک صحیح طور پر ابوہریرہ کی ماں اور باپ کا پتہ نہیں چل سکا۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۳۲)

الجواب

یہ اعتراض کر کے نجفی نے اپنی جہالت دکھائی ہے کیونکہ الاصابہ ج۴ ص ۳۱۶ پر ہے کہ:

عبد الرحمن بن صخر الدوسی أبو هريرة هو مشهور بكنيته وهذا أشهر ما قيل فی اسمه واسم أبيه إذ قال النووی إنه أصح وسيأتی ترجمته فی الكنی إن شاء الله تعالی۔ (الاصابہ جلد۴ صفحہ ۳۱۴)

عبدالرحمٰن بن صخر الدوسی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی کنیت کے ساتھ تو مشہور ہیں ہی، آپ کے اور آپ کے والد کے نام کے بارے میں بھی یہ مشہور قول ہے۔ امام نووی نے بھی اسے اصح قرار دیا ہے آپ کا ذکر باب الکنی میں کرے گا۔ (یعنی آپ کا نام عبدالرحمٰن اور آپ کے والد کا نام صخر ہے)

اعتراض

البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۰۴ میں لکھا ہے کہ یہ ابوہریرہ صرف پیٹ بھرنے کی خاطر نبی کریم کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۳۲)

الجواب

یہ اعتراض بھی مبنی بر جہالت ہے حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ انتہائی غریب آدمی تھے آپ خود ارشاد فرماتے ہیں:

حوالہ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ نَشَأْتُ يَتِيمًا وَهَاجَرْتُ مِسْكِينًا وَكُنْتُ أَجِيرًا لِابْنَةِ غَزْوَانَ بِطَعَامِ بَطْنِي

(ابن ماجہ جلد۲ صفحہ ۷۶، باب اجارۃ الاجیر علی طعام بطنہ، معرفۃ الصحابہ لابی نعیم صفحہ ۳۲۳، تذکرۃ الحفاظ جلد۱، صفحہ ۳۴، تاریخ دمشق جلد ۶۷ صفحہ ۳۶۵، سیر اعلام النبلاء جلد۲ صفحہ ۶۱۲)

حیان کہتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں یتیمی کی حالت میں پلا اور مسکینی کی حالت میں ہجرت کی اور میں غزوان کی بیٹی کا صرف اتنے کھانے پر مزدور تھا جس سے میرا پیٹ بھر سکے۔

حوالہ: حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

وكان من أصحاب الصفة فقيرا ذاق جوعا وفاقة۔ (تذکرۃ الحفاظ ج۱ ص۳۴)

آپ کا شمار تنگدست اصحابِ صفہ میں ہوتا تھا اس دور میں فقر و فاقہ کی آزمائش سے بھی دوچار ہوئے۔

حوالہ: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

محمد بن سیرین بحوالہ حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا مجھے اچھی طرح یاد ہے میں منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حجرۂ عائشہ کے درمیان بے ہوش پڑا رہتا

تھا لوگ مجھے مجنون سمجھتے تھے حالانکہ مجھے کوئی جنون نہ تھا۔ یزید بن ابراہیم نے یہ اضافہ نقل کیا ہے یہ صرف بھوک کی کیفیت تھی۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ اردو جلد ۷ صفحہ ۳۵۹)

حوالہ: آپ سے دوسری روایت مروی ہے کہ:

امام بخاری کی روایت ہے حضرت ابو ہریرہ فرمایا کرتے تھے بھوک کی وجہ سے میں اپنا جگر زمین سے لگا لیتا اور اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا۔

(الاصابہ ج ۷ ص ۳۵۹ اردو)

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ انتہائی غریب آدمی تھے پہلے پیٹ کر کھانے کے عوض بنت غزوان کے مزدور تھے پھر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت و غلامی اختیار کی آپ درحقیقت مہمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی گواہی

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

أَنَّهُ كَانَ مِسْكِينًا لَا شَيْءَ لَهُ ضَيْفًا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُهُ مَعَ يَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسکین تھے ان کے پاس کچھ نہ تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان تھے ان کا ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ (ترمذی شریف صفحہ ۷۵۳، ابواب المناقب ذکر ابو ہریرہ، جامع الاصول لابن اثیر)

ظاہر ہے کہ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان تھے تو آپ کے طعام وغذا کا بندوبست حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی وابستہ ہوگا تو پھر آپ لوگوں کو کیوں تکلیف ہوتی ہے اگر مہمان میزبان سے نہیں چمٹے گا تو پھر کسی امام باڑہ میں کھانا کھانے جائے گا۔ لہٰذا کسی صورت بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض قائم نہیں ہوتا۔

اہم بات: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان تھے آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آدابِ مہمان نوازی اس طرح سیکھی کہ اس کی مثال مشکل ہے۔

تذکرۃ الحفاظ: حافظ ذہبی ارشاد فرماتے ہیں کہ طغاوی کا بیان ہے کہ میں حضرت ابو ہریرہ کے پاس مدینہ میں چھ ماہ تک رہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں ان سے زیادہ مستعد اور مہمان نواز کسی کو نہیں پایا۔ (تذکرۃ الحفاظ جلد ا صفحہ ۵۰)

قربان جائیے! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی عظمت پر آپ نے بھوکا رہنا منظور کرلیا مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑا مگر کتب شیعہ میں موجود ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سگے بھائی حضرت عقیل چند سکوں کی خاطر حضرت علی کو چھوڑ کر حضرت معاویہ کی طرف چلے گئے۔ مشہور شیعہ مؤرخ جمال الدین احمد بن علی الحسینی المعروف ابن عنبہ نے لکھا ہے کہ چند سکوں کے عوض حضرت عقیل نے اپنے سگے بھائی حضرت علی کو چھوڑ دیا،

وفارق اخاہ علیاً امیر المؤمنین فی ایام خلافۃ وھرب الی معاویۃ و شھد صفین (عمدۃ الطالب صفحہ ۳۱ ذکر عقیل بن ابی طالب)

حضرت علی کی خلافت کے ایام میں ان کے بھائی عقیل نے ان کو چھوڑ دیا تھا اور حضرت

معاویہ کی طرف بھاگ گئے یہ جنگ صفین میں حضرت امیر معاویہ کے ساتھ شامل رہے۔
علامہ مامقانی نے ان کی مفارقت کی وجہ بھی لکھی ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

ومما ورد فی ذمه ما نطق بمضییه الی معاویة لاجل حطام الدنیا وترکه اخاه علیا وتعبیره عن باالجلف الجاف ونحن اکراما له لاجل اخیه علی وابن عمه رسول الله وابنه مسلم نسکت عنه لکنا لا نثق بخبره ۔(تنقیح المقال جلد۲ صفحہ ۲۵۵، ذکر عقیل بن ابی طالب)

حضرت عقیل کی مذمت میں جو باتیں منقول ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ چند کھوٹے سکوں کی خاطر حضرت امیر معاویہ کی طرف چلے گئے اور اپنے بھائی حضرت علی کو چھوڑ دیا اور حضرت علی نے ان کو جلف (احمق) سے تعبیر سے فرمایا ہے چونکہ آپ حضرت علی کے بھائی حضور ﷺ کے چچا کے بیٹے اور حضرت مسلم بن عقیل کے والد ہیں اس لئے ہم آپ کا اکرام کرتے ہیں اور آپ کے بارے میں خاموش ہیں (ورنہ تبرا کی گولہ باری شروع کر دیتے) لیکن پھر بھی آپ کی روایات پر کوئی اعتبار نہیں۔

اہم سوال: حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کے بارے میں کتب شیعہ میں اتنی وارد شدہ روایات کے باوجود آپ حضرت عقیل کی تعظیم واکرام کرتے ہیں اور ان کی بُرائی سے سکوت اختیار کرتے ہیں تو پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی شان میں کس منہ سے گستاخی کرتے ہیں جنہوں نے بھوک پیاس کی حالت میں بھی رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ حضرت عقیل کے لئے تو آپ لوگوں نے لکھا ہے کہ دنیا کے چند سکوں کی خاطر حضرت علی جیسے

سگے بھائی کو چھوڑ دیا۔اب بتائیں کہ باصول شیعہ اعتراض کس پر بنتا ہے؟

اعتراض

کتاب طبقات ابن سعد جلد۲ صفحہ ۳۶۴ ذکر ابو ہریرہ میں لکھا ہے کہ اس نے بی بی عائشہ کی شان میں ان الفاظ سے گستاخی کی تھی کہ اماں جی زیادہ احادیث یاد کرنے سے آپ کو سرمہ اور شیشہ کی کاروائی نے روکا ہے۔(تحفہ حنفیہ صفحہ ۳۲)

شیشہ اور سرمہ والی روایت کا جواب

نجفی کا یہ اعتراض بھی جہالت پر مبنی ہے۔طبقات ابن سعد میں ہرگز یہ الفاظ نہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں ان الفاظ سے گستاخی کی تھی، یہ سفید جھوٹ ہے۔اب ہم اصل حقیقت آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طبیعت مبارکہ میں مزاح کا عنصر موجود تھا۔حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں ارشاد فرماتے ہیں:

تذکرۃ الحفاظ: وکان فیه دعابة رضی الله عنه ۔(تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۴۹، فی ذکر ابی ھریرۃ) کچھ مزاح کا عنصر بھی آپ کی طبیعت میں پایا جاتا تھا۔

آپ کے مزاح کا ایک واقعہ: امام ابن سعد نقل کرتے ہیں کہ:

ایک روز حضرت ابو ہریرہ نے ناک چھینکی اور کہا واہ واہ ابو ہریرہ کیا کہنے ہیں کتان کے کپڑے میں ناک چھینکتا ہے۔

(طبقات ابن سعد ج ۴ ص ۳۶۰ نفیس اکیڈمی ذکر ابو ہریرہ)

آپ کے مزاح کا دوسرا واقعہ: حافظ ابن حجر عسقلانی نقل کرتے ہیں کہ:

کتاب المزاح میں ابن ابی الدنیا اور زبیر بن بکار نے بطریق ابن عجلان سعید سے بحوالہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ:

ایک شخص نے ان سے پوچھا میں روزے سے تھا اپنے والد کے گھر آیا جہاں روٹی اور گوشت پکا ہوا تھا اور بھولے سے پیٹ بھر کر کھالیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اللہ تعالیٰ نے تجھے کھلایا ہے وہ صاحب کہتے ہیں میں وہاں سے نکل کر کسی اور کے پاس گیا وہاں اونٹنی دوھی جارہی تھی میں نے سیراب ہو کر اس کا دودھ پی لیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اللہ تعالیٰ نے تمہیں سیراب کیا پھر وہ صاحب کہتے ہیں میں اپنے گھر گیا قیلولہ (دوپہر کا آرام کیا) بیدار ہوا تو پانی مانگا جسے پی گیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے بھتیجے تم روزے کی طرف کیوں آتے ہو؟ (الاصابہ جلد ۷ صفحہ ۳۶۴، اردو مکتبہ رحمانیہ ذکر ابو ہریرہ)

آپ کے مزاح کا تیسرا واقعہ:

ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو گورنر مقرر کرنا چاہا تو آپ نے انکار کر دیا تو حضرت عمر نے ان سے فرمایا یہ عہدہ تو تم سے زیادہ بہتر شخص نے بھی طلب کیا ہے؟ پوچھا وہ کون ہے؟ فرمایا یوسف علیہ السلام۔ فرمایا یوسف علیہ السلام نبی اور نبی کے بیٹے تھے اور میں ابو ہریرہ ہوں اور امیمہ کا بیٹا ہوں۔ (الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۷ صفحہ ۳۶۴)

حضرت ابو ہریرہ کے مزاح کے مزید واقعات البدایہ والنہایہ اور دیگر کتب تاریخ میں مرقوم ہیں۔

ان حوالوں کی روشنی میں ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طبیعت مبارکہ میں مزاح کا عنصر موجود تھا۔ اور آپ کبھی کبھی مزاحاً بھی جواب دیتے تھے۔ جس طرح آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جواب دیا کہ یوسف علیہ السلام نبی اور نبی اللہ کے بیٹے تھے میں ابو ہریرہ امیمہ کا بیٹا ہوں۔ اس طرح آپ کا ایک مکالمہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی ہوا۔

ایک بار ام المؤمنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے ارشاد فرمایا:

''اکثرت الحدیث عن رسول اللہ ﷺ یا ابا ھریرۃ'' اے ابو ہریرہ! کیا تم کثرت سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہو (اتنی روایتیں یاد رکھنے کا سبب کیا ہے) حضرت ابو ہریرہ نے عرض کیا اللہ تعالیٰ کی قسم مجھے سرمہ وغیرہ نے مشغول نہیں رکھا اور آپ کو ان چیزوں نے کثرت احادیث سے مشغول رکھا اور مستدرک حاکم کی روایت میں ہے ''یا أماہ إنہ کان یشغلك عن رسول اللہ ﷺ المرآۃ و المکحلۃ و التصنع لرسول اللہ ﷺ'' (البدایہ والنہایہ، طبقات الکبریٰ جلد۲ صفحہ۳۶۴) امی! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر شیشہ، سرمہ اور دیگر سنگھار نے آپ کو کثرت احادیث روایت کرنے سے مشغول رکھا۔ (المستدرك علی الصحیحین جلد۳ صفحہ۲۳۹ ذکر ابی ھریرۃ)

اس روایت سے کہاں ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان الفاظ سے گالی دی جیسا کہ نجفی نے بحوالہ طبقات ابن سعد لکھا ہے۔ چونکہ

نجفی کی نسل میں متعہ اور ذہن میں رفض وخروج بھرا ہوا ہے اس لئے اسے ہر جگہ ایسی گمراہ باتیں سوجھتی ہیں آیئے ہم آپ کو شیعہ کتاب سے غلیظ ترین عبارت دکھاتے ہیں۔ شیعہ کا عقیدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت علی ؓ کو غلیظ گالیاں دیں۔ نعوذباللہ شیعہ عالم ملا باقر مجلسی حق الیقین میں لکھتا ہے کہ:

ازروی مصلحت خطا بھائے شجاعانہ درشت باسید او صیاء نمود کہ مانند جنین دررحم پردہ نیشن شدہ و مثل خائناں در خانہ گریختہ۔ (حق الیقین صفحہ ۲۰۳، مطبوعہ ایران ذکر در بیان مطاعن ابوبکر)

حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مصلحتاً دلیرانہ سخت خطاب حضرت علی ؓ سے کہے کہ آپ اس جنین کے مانند جو رحم میں ہوتا ہے پردہ نشین ہو گئے اور خائنوں کی طرح گھر میں بھاگ آئے۔

آپ ملاحظہ کر سکتے ہیں ان الفاظ میں حضرت علی ؓ کی کتنی سخت توہین و بے ادبی پائی جاتی ہے شاید نجفی اندھا ہو چکا ہے اس لئے اسے اپنے گھر کا گند نظر نہیں آ رہا اور خواہ مخواہ اہل سنت کے خلاف تبرا وتنقید کو اپنی جہالت کا ہار بنایا ہوا ہے۔ دوسری شیعہ روایت میں حضرت علی ؓ کی طرف سے جنابِ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں انتہائی شرمناک وغلیظ الفاظ مروی ہیں جنہیں لکھنے سے میرا قلم لرز رہا ہے۔ کتاب الاربعین میں محمد طاہر قمی شیرازی نے روایت بیان کی ہے کہ حضرت علی ؓ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے کہا:

یا أبا بکر أرأیت ان شهد عندك شهود من المسلمین المعدلین عندك علی فاطمة بفاحشة ما کنت صانعا ؟ فقال : کنت والله العظیم اقیم علیها حدود الله ولا یأخذنی فی الله لومة

حضرت علی نے کہا: اے ابوبکر! اگر مسلمان عادل شاہد تمہارے پاس آ کر گواہی دیں کہ حضرت سیدہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے زنا کیا ہے تو آپ کیا کریں گے۔ حضرت ابوبکر نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم میں ان پر حد جاری کروں گا اور اس بارے میں مجھے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ ہوگی۔

(بحار الانوار جلد۲ صفحہ ۱۳، بحار الانوار جلد ۲۹ صفحہ ۱۲۹، حق الیقین صفحہ ۱۹۲ فارسی مطبوعہ ایران، حق الیقین اردو ترجمہ سید بشارت حسین صفحہ ۲۱۷، مجلس علمی پاکستان، علل الشرائع جلد ۱ صفحہ ۲۷۱ بب العلة التی من اجلها امر خالد بن الولید بقتل امیر المؤمنین، کتاب الاربعین جلد۲ صفحہ ۱۳)

آپ بتائیے! کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ مقامِ احتجاج میں اتنی گری ہوئی بات کر سکتے ہیں ؟ ہرگز نہیں، یہ شیعوں کا مذہب ہے جس میں اہل بیت کے لئے اس طرح گندے الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔ نجفی نے اپنا یہ سارا گند چھپانے کے لئے اہل سنت و جماعت پر کیچڑ اچھالا ہے جس کا مزا وہ قبر میں چکھ رہا ہوگا۔

اعتراض

کتاب البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۱۳، ذکر ابو ہریرہ میں لکھا کہ یہ ابو بلی عمر بن خطاب کی نگاہ میں دشمن خدا اور دشمن قرآن تھا۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۳۲)

الجواب

﴿۱﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کنیت کا تمسخر اُڑا کر نجفی نے اپنی گندی نسل کا مظاہرہ کیا ہے ویسے بھی ایسی سوچ اور فکر کے آدمی صحیح النسب کہاں ہوتے ہیں جیسی نسل ویسی زبان لیکن افسوس تو ان لوگوں پر ہے جن کے مذہب کا یہ وکیل ہے جب وکیل کی اخلاقی پستی اور نسب کا یہ عالم ہے تو باقی ایروں غیروں نتھو خیروں کا کیا کہنا۔

﴿۲﴾ شیعہ کتب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے خاصف النعل یعنی (جوتی گانٹھنے والا) کا لقب، ملاحظہ فرمائیں: بحار الانوار۔ ایک بار بقولِ شیعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ثم قال لتنتهن يا معاشر قريش أو ليبعثن الله عليكم رجلا امتحن الله قلبه بالايمان يضرب رقابكم على الدين "فقال بعض من حضر : يا رسول الله أبو بكر ذلك الرجل ؟ قال لا، قال فعمر ؟ قال لا، ولكنه خاصف النعل في الحجرة "فتبادر الناس إلى الحجرة ينظرون من الرجل، فإذا هو أمير المؤمنين على بن أبى طالب عليه السلام ۔

(بحار الانوار جلد ۲۰ صفحہ ۳۶۰)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے گروہ قریش! یا تو اپنی حرکتوں سے باز آ جاؤ ورنہ تم میں رب تعالیٰ ایسے شخص کو مبعوث کرے گا جس کا دل تقویٰ و ایمان سے لبریز ہے دین خداوندی کی خاطر تمہاری گردنیں اُڑائے گا۔ حاضرین نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ شخص ابو بکر ہے آپ نے فرمایا نہیں کیا وہ شخص عمر ہے آپ نے فرمایا نہیں وہ شخص حجرہ میں جوتیاں

گانٹھنے والا ہے لوگوں نے جلدی میں حجرہ کی طرف دیکھا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

یہ خاصف النعل کا لقب کتب شیعہ میں کثرت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے مروی ہے جس طرح اس خبیث نجفی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کنیت کا تمسخر اڑایا ہے اس طرح اگر کوئی شخص خاصف النعل یعنی جوتیاں گانٹھنے والا کہہ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تمسخر اُڑائے تو اسے یقیناً بے ادبی سمجھا جائے گا۔

علاوہ ازیں جاہل نجفی اپنی کتب شیعہ سے بھی واقف نہیں شیعہ مذہب کے ماہر رجال علامہ ابن داؤد الحلی نے کتاب الرجال المعروف بہ رجال الحلی ص ۱۱۶، ص ۸۳۳ (عبداللہ ابو ہریرہ معروف) پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو قسم اول کے راویوں میں شمار کیا ہے جس کا مطلب ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عند الشیعہ بھی ثقہ اور معتمد راوی ہیں کیونکہ علامہ حلی کا کتاب الرجال میں اسلوب یہ ہے کہ اس نے کتاب الرجال کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے قسم اول میں ثقہ راویوں کو ذکر کیا ہے اور قسم ثانی میں مجروح راویوں کو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو قسم اول میں ذکر کر کے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر تنقید کرنے والے نجفی جیسی گندی سبائی ذہنیت رکھنے والوں کے منہ پر وہ طمانچہ مارا ہے جس کی صدائے بازگشت صدیوں تک شیعہ ایوانوں سے سنائی دے گی اور نجفی کا بحوالہ البدایہ والنہایہ یہ کہنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دشمنِ خدا اور دشمنِ کتاب اللہ سمجھتے تھے تو یہ بھی نجفی کا جھوٹ ہے ہم آپ کے سامنے البدایہ والنہایہ کی پوری روایت پیش کرتے ہیں جس کی طرف نجفی نے اشارہ کیا ہے۔

أن عمر استعمل أبا هريرة على البحرين فقدم بعشرة آلاف فقال له عمر : استأثرت بهذا الاموال أى عدو الله وعدو كتابه ؟ ۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۲۱، ذکر ابو ہریرہ)

بیشک حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بحرین پر گورنر مقرر کیا پھر حضرت ابو ہریرہ دس ہزار اپنے ساتھ لائے تو حضرت عمر نے حضرت ابو ہریرہ سے کہا اے اللہ! اور اس کی کتاب کے دشمن یہ مال کہاں سے آیا ہے تو حضرت ابو ہریرہ نے کہا میں اللہ اور اس کی کتاب کا دشمن نہیں بلکہ اس کا دشمن ہوں جو ان دونوں کا دشمن ہے پھر حضرت عمر فاروق نے فرمایا تو یہ مال کہاں سے آیا، آپ نے ارشاد فرمایا جب میرے گھوڑوں کی نسل بڑھی اور اناج اور غلاموں کے پیسے اور کچھ عطیے جو مجھے ملے تھے ان کی یہ رقم ہے۔ ''فنظروا فوجدوه كما قال'' جب حساب کا جائزہ لیا گیا تو اس کو اسی طرح پایا جس طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا تھا۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دوبارہ بحرین کا گورنر ہونے کی پیش کش کی تھی،

''فلما كان بعد ذلك دعاه عمر يستعمله'' (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۲۱)

اس کے بعد حضرت عمر نے حضرت ابو ہریرہ کو دوبارہ بلایا تا کہ آپ کو بحرین کا گورنر مقرر کریں۔

اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حقیقتاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں دشمنِ کتاب اللہ نہ تھے ورنہ آپ دوبارہ حضرت ابو ہریرہ کو بحرین کا گورنر مقرر ہونے کی

پیشکش نہ کرتے بلکہ یہ ایک غصہ کی حالت کا معاملہ تھا جس کو فی الواقع امور پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ اس طرح کے خطابات خود کتب شیعہ میں بھی ملتے ہیں۔

حضرت عقیل حضرت علی کو جہنم کی طرف کھینچ رہے تھے (معاذ اللہ) از: کتب شیعہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

فقلت له ثكلتك الثواكل يا عقيل أتئن من حديدة أحماها إنسانها للعبه وتجرني إلى نار سجرها جبارها لغضبه. (نہج البلاغہ ص ۵۱۸ مفتی جعفر حسین خطبہ ۲۲۱)

پھر میں نے ان سے کہا اے عقیل! رونے والیاں تم پر روئیں کیا تم اس لوہے کے ٹکڑے سے چیخ اُٹھے ہو جسے ایک انسان نے ہنسی مذاق میں (بغیر جلانے کی نیت سے) تپایا ہے اور تم مجھے اس آگ کی طرف کھینچ رہے ہو جسے خدائے قہار نے اپنے غضب سے بھڑکایا ہے۔

دیکھیں! اس حوالہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کے لئے سخت لہجہ اختیار کیا ہے۔ حضرت عقیل کو کہا تم پر رونے والیاں روئیں تم مجھے جہنم کی آگ کی طرف کھینچ رہے ہو اور اسی خطبہ میں ہے کہ "فظن انی ابیعه دینی" پھر عقیل نے یہ گمان کیا کہ میں اس کے ہاتھ اپنا دین بیچ ڈالوں گا۔

ان حوالوں کو نجفی خبیث اگر پڑھے گا تو وہ یہ نتیجہ نکالے گا۔

﴿۱﴾ حضرت عقیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دین فروش سمجھتے تھے یعنی نگاہ عقیل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ دین فروش تھے۔ معاذ اللہ

﴿۲﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں حضرت عقیل جہنم کے داعی تھے۔معاذ اللہ

نجفی اور اس کی ذریت ان حوالوں کو غور سے پڑھے پھر البدایہ والنہایہ والے حوالہ کو محل اعتراض میں پیش کرے جس طرح نجفی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جملہ کو اعتراض بنا کر پیش کیا ہے اس طرح قرآن حکیم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کا بھی واقعہ موجود ہے جس میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کو سر اور داڑھی کے بالوں سے پکڑ کر کھینچا تھا۔اگر کوئی بیوقوف اس سے یہ کشید کرے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظر میں حضرت ہارون علیہ السلام اس قابل تھے کہ ان کی داڑھی اور سر کے بال پکڑ کر کھینچا جائے تو یہ اس کی بیوقوفی اور بدبختی سمجھی جائے گی۔اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے فرمایا تو نے ایک جان پاکیزہ کو بغیر علم کے قتل کیا اگر کوئی اس سے کشید کرے کہ نگاہِ موسیٰ علیہ السلام میں حضرت خضر علیہ السلام بے گناہوں کو قتل کرنے والے تھے تو یہ اس کی شومئی قسمت سمجھی جائے گی۔افسوس ہے نجفی کی ذہنیت پر

اُلٹی سمجھ خدا کسی کو نہ دے　　دے موت پر یہ بدادا نہ دے

اعتراض

ابن عباس جو متعہ کو بقول اہل سنت زنا کو جائز سمجھتا تھا۔(تحفہ حنفیہ صفحہ ۳۳)

الجواب

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس موقف سے رجوع کر لیا تھا۔حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

حوالہ: وَإِنَّمَا رُوِيَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ شَيْءٌ مِنَ الرُّخْصَةِ فِي الْمُتْعَةِ ثُمَّ

رَجَعَ عَنْ قَوْلِهِ حَيْثُ أُخْبِرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمْرُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى تَحْرِيمِ الْمُتْعَةِ وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَقَ۔ (ترمذی شریف جلد ا صفحہ ۴۳۱ مطبوعہ بیروت)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جوازِ متعہ کے بارے میں رخصت مروی ہے مگر پھر آپ نے رجوع کر لیا تھا جب آپ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی "نهى عن المتعه" والی حدیث سنائی گئی اور اکثر اہل علم کا بھی یہی مذہب ہے کہ متعہ حرام ہے۔ یہ قول حضرت سفیان ثوری، ابن مبارک، امام شافعی، امام احمد اور اسحاق سے مروی ہے۔

حوالہ ۲: المنتقى شرح المؤطا

وَقَدْ رَوَى ابْنُ حَبِيبٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَعَطَاءً كَانَا يُجِيزَانِ الْمُتْعَةَ ثُمَّ رَجَعَا عَنْ ذٰلِكَ۔ (المنتقى شرح المؤطا باب نكاح المتعة، ج ۳ ص ۲۲۱)

ابن حبیب نے روایت کی ہے ابن عباس اور عطاء پہلے متعہ کو جائز سمجھتے تھے پھر ان دونوں نے رجوع کر لیا تھا۔

حوالہ ۳: تفسیر روح المعانی: علامہ آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

"فكل فرج سواهما فهو حرام، ويحمل هذا على أنه اطلع على أن الأمر إنما كان على هذا الوجه فرجع إليه وحكاه" (روح المعانی ج ۴ ص ۱۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا باندی اور بیوی کے سوا ہر عورت کی شرمگاہ حرام ہے یہ اس بات پر محمول ہے کہ آپ اس امر پر مطلع ہوئے کہ صحیح معاملہ اسی طرح ہے پھر آپ نے رجوع کر لیا۔

حوالہ۴: علامہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فتح القدیر میں بھی یہ بات لکھی ہے۔(فتح القدیر فصل فی بیان المحرمات جلد۶ صفحہ۴۴۱)

حوالہ۵: **المجموع شرح المهذب**: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

وروی الرجوع ایضاً البیهقی وابوعوانة فی صحیحه۔(المہذب ج۱۶،ص۲۰)

حضرت ابن عباس کا رجوع امام بیہقی اور ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حوالہ۶: **الشرح الکبیر لابن قدامه**: امام ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

''أما قول ابن عباس فقد حکی عنه الرجوع''

(الشرح الکبیر لابن قدامہ، ج۷ص۵۳۸)

بہرحال رہا حضرت ابن عباس کا قول تو اس کے بارے میں عرض یہ ہے کہ آپ سے رجوع کی روایت مروی ہے۔

حوالہ۷: **تفسیر کبیر**: علامہ فخر الدین الرازی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

''وَرُوِیَ أَیْضًا أَنَّهُ قَالَ عِنْدَ مَوْتِهِ: اللّٰهُمَّ إِنِّی أَتُوبُ إِلَیْكَ مِنْ قَوْلِی فِی الْمُتْعَةِ''(تفسیر کبیر پارہ۵، ج۱۰،ص۴۹)

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ آپ نے اپنی وفات کے قریب کہا اے اللہ! متعہ کے بارے میں جو میرا خیال تھا میں اس سے تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

وَمَا نُقِلَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مِنْ إِبَاحَتِهَا فَقَدْ صَحَّ رُجُوعُهُ۔(البحر الرائق، ج۸ص۸۴)

متعہ کی اباحت کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا جو قول نقل کیا گیا ہے پس بے

شک صحیح سند سے اس قول سے آپ کو رجوع ثابت ہے۔

جس مسئلہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رجوع کرلیا اس مسئلہ کو اعتراض بنا کر عوام الناس کو گمراہ کرنا نجفی کی بے حیائی نہیں تو اور کیا ہے۔

بے حیا باش وہر چہ خواہی کن

حضرت زید بن ثابت ﷺ پر اعتراض اور اس کا جواب

نجفی نے بحوالہ الاستیعاب اور الاصابہ اعتراض کیا ہے کہ زید بن ثابت نے صحابی رسول ابوالحسن مازنی کو عثمان کی مدد کرنے کی دعوت دی تو اس نے زید کو یہ آیت سنائی کہ ہم تیری اطاعت نہیں کریں گے ورنہ ہم ان لوگوں میں شامل ہوں گے جو قیامت کے دن یہ کہیں گے ہم نے اپنے بڑوں کی اطاعت کی اور انہوں نے گمراہ کر دیا تھا۔

الجواب

جس وقت حضرت عثمان ﷺ کا محاصرہ ہوا اُس وقت انصار آپ کے پاس آئے اور کہا:

جاءت الانصار فقالوا یا أمیر المؤمنین دعنا نکن أنصار الله مرتین فأمرهم أن یرجعوا۔ (تاریخ المدینۃ، جلد۴ صفحہ۲۱۴)

انصار آپ کے پاس آئے اور کہا اے امیر المؤمنین! ہمیں اجازت دیجئے تو ہم دوبارہ اللہ عزوجل کے دین کے مددگار بن جائیں آپ نے ان لوگوں کو واپس لوٹ جانے کا حکم دیا۔

جب حضرت ابوہریرہ ﷺ نے اپنی تلوار نکالی

حوالہ: فانتضی أبو هریرة سیفه وقال: الآن طاب أمر ضراب فقال عثمان: أما علمت أن لی علیك حقا؟ قال بلی یا أمیر المؤمنین

فقال فأقسمت عليك بحقي لما أغمدت سيفك و كففت يدك۔

(تاریخ المدینہ، جلد۴ صفحہ ۲۱۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار نکالی اور کہا اب جنگ جائز ہو چکی ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کیا تم یہ جانتے ہو کہ میرا تم پر کوئی حق ہے ابو ہریرہ نے عرض کی جی ہاں تو آپ نے ارشاد فرمایا تو میں تمہیں اسی حق کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم اپنی تلوار میان میں ڈال لو اور اپنے ہاتھوں کو جنگ سے روک لو۔

جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے

قال: فقام الحسن ابن علي رضي الله عنهما فقال : يا أمير المؤمنين علام تمنع الناس من قتالهم ؟ فقال : أقسمت عليك يا ابن أخي لما كففت يديك ولحقت بأهلك فلا حاجة لي في هراقة الدماء۔

(تاریخ المدینہ جلد۴ صفحہ ۲۱۵)

پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا اے امیر المؤمنین! آپ کیوں لوگوں کو باغیوں سے جنگ کرنے سے روک رہے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا اے میرے بھتیجے! میں تمہیں قسم دیتا ہوں اپنے ہاتھ لڑائی سے روک لو اور واپس گھر چلے جاؤ میں خون بہانا نہیں چاہتا۔

ان حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں لڑائی کے خلاف تھے بلکہ آپ تو خود کہہ رہے تھے۔

حدثني عبد الله بن عامر ابن ربيعة قال : كنت مع عثمان رضي الله عنه وهو

محصور فی الدار فقال: أعزم علی من کان لنا علیہ سمع وطاعة لما کف یدہ وسلاحہ فإن أعظمکم عندی غناء الیوم من کف یدہ وسلاحہ۔ (تاریخ المدینہ جلد۴ صفحہ ۴۱۶، طبقات ابن سعد اردو، جلد۳ صفحہ ۱۳۹)

حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں حضرت عثمان ﷺ کے ساتھ تھا جبکہ آپ مکان میں محصور تھے آپ نے ارشاد فرمایا جو شخص جس پر میری اطاعت اور فرمانبرداری کا حق ہے میں اسے قسم دیتا ہوں اپنے ہاتھ اور ہتھیار کو لڑائی سے روک لے آج میرے نزدیک تمہاری سب سے بڑی لڑائی ہاتھ اور ہتھیار کو لڑائی سے روکنا ہے۔

اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ آپ نے سختی سے لوگوں کو مدینہ طیبہ میں خونریزی سے منع کر رکھا تھا مگر حضرت زید بن ثابت ﷺ "کونوا انصار اللہ مرتین" کی صدائیں بلند کر رہے تھے جس کا نتیجہ یہی نکلتا کہ مدینہ منورہ میں خونریزی ہوتی اس لئے ہوسکتا ہے کہ حضرت ابوحبہ مازنی نے آپ سے یہ کہا ہو۔ حضرت ابوحبہ مازنی کو پتا تھا کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی ﷺ باغیوں کی سرکوبی سے منع کر چکے ہیں اور آپ مدینہ طیبہ میں قتل وخونریزی کے خواہاں نہیں لیکن چونکہ حضرت زید بن ثابت ﷺ کو حضرت عثمان غنی ﷺ کی "نھی عن القتال" کا پتہ نہ تھا وہ اپنی دانست میں لوگوں کو جمع کر رہے تھے اور آخر کار وہ انصار کو در عثمان غنی ﷺ پر لے آئے۔ تاریخ خلیفہ بن خیاط میں ہے کہ ارشاد فرماتے ہیں:

أن زید بن ثابت قال لعثمان: ھؤلاء الأنصار بالباب یقولون: إن شئت کنا أنصار اللہ مرتین. فقال: لا حاجة لی فی ذلک۔ (تاریخ خلیفہ ج ۱ ص ۱۲۹)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ انصار دروازے پر کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اگر امیر المؤمنین چاہیں تو دوبارہ ہم اللہ تعالیٰ کے دین کے مددگار بن جائیں آپ نے ارشاد فرمایا مجھے اس معاملہ میں ان کی حاجت نہیں۔

بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نہی کا پتا نہ تھا اس لئے وہ لوگوں کو جمع کر رہے تھے۔ جبکہ حضرت ابوحبہ مازنی کو پتا تھا کہ امیر المؤمنین سختی سے منع کر چکے ہیں۔ اب حضرت زید بن ثابت کی پیروی کرنے میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ (جو کہ امیر المؤمنین تھے ان کی اطاعت لازمی وواجب تھی) کی نافرمانی ہوتی اس لئے حضرت ابوحبہ نے اس طرح کا خطاب کیا ہو یہ بات باصحت روایت کے ساتھ مشروط ہے ''اذلیس فلیس'' کیونکہ اس روایت کی سند مطعون ہے۔ صاحب استیعاب علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ اور صاحب اسد الغابہ نے اس کو بغیر سند کے بیان کیا ہے۔ جبکہ تاریخ المدینۃ المنورۃ میں یہ روایت دو سندوں کے ساتھ مروی ہے۔

عن أبی مخنفة عن مصعب بن قیس الحارثی، عن رجل من ولد جبیر بن مطعم، عن أبیه۔ (تاریخ المدینہ جلد ۴ صفحہ ۲۱۳)

اس سند کا پہلا راوی ابومخنف لوط بن یحییٰ مشہور کذاب ''کما لایخفی علی امن طالع کتب الرجال'' سند کا دوسرا راوی رجل من ولد جبیر بھی مجہول ہے جس کا کوئی پتہ نہیں یہ کون ہے ثقہ ہے یا ضعیف جب نام کا ہی پتہ نہیں تو حالات کا پتہ کہاں سے ہوگا۔

حدثنا محمد بن صالح، عن الاعمش، عن أبی صالح۔ (تاریخ المدینہ،

ج ۴ ص ۲۱۳) اس سند میں محدث اعمش کا استاد ابوصالح باذام مطعون ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ابوصالح مولیٰ ام هانی ضعیف۔

(تقریب التہذیب جلد ا صفحہ ۱۲۰)

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: باذام ابو صالح صاحب الکلبی کوفی ضعیف۔

(الکامل فی ضعفاء الرجال جلد ۲ صفحہ ۶۹)

ابوصالح باذام کلبی کا ساتھی ضعیف ہے۔ (کتاب الضعفاء والمتروکین جلد ا صفحہ ۲۳)

روایتی اعتبار سے تو یہ روایت انتہائی ناقابل اعتبار ہے درایتی اعتبار سے اس کا مقصد وہی ہوسکتا ہے جو ہم نے بیان کیا ورنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مدد ہرگز گمراہی نہیں ہوسکتی کیونکہ خود شیعوں نے تسلیم کیا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سب سے زیادہ مدد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کی۔ ملاحظہ فرمائیں:

آنحضرت نے ہنگام محاصرہ میں عثمان کی وہ امداد کی کہ اگر جعفر بن ابوطالب بھی محصور ہوتے تو ان کی بھی اس قدر امداد کرتے۔

(تہذیب التہذیب صفحہ ۸۱۸، ذکر ابوہریرہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس و عقیل کی شان میں گستاخی کی (معاذ اللہ)

از: کتب شیعہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ:

''انه قال کان أمیر المؤمنین دائما یقول والله لو کان حمزة وجعفر

حبين ما طمع فيها أبو بكر ولكن ابتليت بجلفين عقيل و العباس "

(الدرجات الرفیعہ جلد ا صفحہ ۸۳)

حضرت امیر المؤمنین ہمیشہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم اگر حمزہ اور جعفر زندہ ہوتے تو حضرت ابوبکر معاملہ خلافت میں ہرگز طمع نہ کرتے لیکن میں دو بیوقوفوں عباس وعقیل سے آزمایا گیا ہوں۔

حضرت عباس حضور اکرم ﷺ کے چچا اور حضرت عقیل حضور ﷺ کے چچازاد بھائی اور حضرت علی کے سگے بھائی ہیں دونوں جلیل القدر صحابی ہیں ان دونوں کے حق میں شیعہ کی اس طرح کی بکواس۔ اللہ کی پناہ

اسی طرح امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ:

فقال أبوجعفر (عليه السلام)ومن كان بقي من بني هاشم ؟ إنما كان جعفر وحمزة فمضيا ،وبقي معه رجلان ضعيفان ذليلان حديثا عهد بالاسلام ، عباس وعقيل و كانا من الطلقاء (معجم رجال الحدیث ج ۱۰ ص ۱۸۳)

حضرت امام محمد باقر نے ارشاد فرمایا، بنو ہاشم میں بچا ہی کون تھا حضرت حمزہ و جعفر تو شہید ہو گئے باقی رہ گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو کمزور ذلیل اور نو مسلم افراد عباس اور عقیل اور یہ دونوں طلقاء میں سے تھے۔

نجفی صاحب پہلے ان روایتوں کا مطالعہ کرو پھر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرو۔

ع گھر میں نہیں دانے اور اماں گئی بھنانے

صاحب لسان العرب نے لکھا ہے کہ:

الجلف ای الاحمق جلف احمق کو کہتے ہیں۔(لسان العرب جلد۹ صفحہ ۳۰)

حدیث طیر اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ پر اعتراض کا جواب

اعتراض

ریاض النضرۃ جلد۳ صفحہ ۱۴۶ میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھنا ہوا پرندہ پیش کیا تھا اور نبی کریم نے اس کے سامنے رکھ کر دعا مانگی اے خدایا! اس شخص کو بھیج جو تجھ کو سب سے زیادہ پیارا ہو وہ میرے ساتھ اس پرندہ کے کھانے میں شرکت کرے۔اس دعا کے بعد حضرت علی تین مرتبہ آئے چونکہ انس دروازے پر بیٹھا تھا اندر آنے کی اجازت نہیں دیتا تھا اور حضرت علی کو واپس لوٹا دیتا تھا تیسری بار حضرت علی بلند آواز سے بولے اور نبی کریم نے آواز سن کر اندر بلایا اور انس کا نوٹس لیا۔(تحفہ حنفیہ ص ۳۴)

الجواب

نجفی کا یہ اعتراض بھی درست نہیں کیونکہ جس روایت کو بنیاد بنا کر نجفی نے اعتراض کیا ہے محدثین نے ان سب پر کلام کیا ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

حوالہ:تذکرۃ الموضوعات فی المختصر "اللهم ائتنی بأحب الخلق إليك يأكل معي هذه الطير "له طرق كثيرة كلها ضعيفة قلت ذكره أبو الفرج في الموضوعات۔(تذکرۃ،جلد۱ صفحہ ۴۲)

مختصر میں ہے کہ حدیث الطیر کثیر طرق کے ساتھ تو مروی ہے مگر وہ سب کے سب ضعیف ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ابوالفرج نے کتاب الموضوعات میں اس کو ذکر کیا ہے۔

حوالہ۲: قال ابو بکر الخطیب غریب بإسنادہ لم نکتبہ الا من حدیث ابی العیناء محمد بن القاسم عن ابی عاصم وابو الھندی مجھول و اسمہ لا یعرف ۔ (العلل المتناہیہ، جلد ا صفحہ ۲۲۵)

ابوبکر خطیب ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ ضعیف سند کے ساتھ مروی ہے ہم اسے ابی العیناء محمد بن قاسم عن ابی عاصم کے واسطے سے لکھتے ہیں ابو ہندی مجہول ہے اس کا تو نام بھی معلوم نہیں یہ ابو ہندی کون ہے۔

العلل المتناہیہ میں اس روایت کے جتنے بھی طرق مروی ہیں سب پر کلام موجود ہے۔

حوالہ۳: علامہ زیلعی حنفی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

وَكَمْ مِنْ حَدِيثٍ كَثُرَتْ رُوَاتُهُ وَتَعَدَّدَتْ طُرُقُهُ وَهُوَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ؟ كَحَدِيثِ الطَّيْرِ (نصب الرایہ جلد ا صفحہ ۳۶۱)

بہت ساری روایتیں کثرتِ طرق اور کثرت روایات کے باوجود بھی ضعیف ہوتی ہیں جیسے حدیث الطیر۔

حوالہ: ابن کثیر ارشاد فرماتے ہیں:

"فھذہ طرق متعددۃ عن أنس بن مالك وكل منھا فیہ ضعف ومقال" (البدایۃ والنہایۃ، جلد ۷ صفحہ ۳۸۷)

یہ روایت متعدد طرق کے ساتھ حضرت انس بن مالک سے مروی ہے، مگر سب میں ضعف اور کلام ہے۔

حوالہ: مزید یہ فرماتے ہیں:

ثم وقفت علی مجلد کبیر فی ردہ وتضعیفه سندا ومتنا للقاضی أبی بکر الباقلانی المتکلم ۔(البدایہ جلد ۷ صفحہ ۳۸۷)

پھر میں مشہور متکلم ابوبکر باقلانی کی ایک ضخیم کتاب پر مطلع ہوا جس میں انہوں نے اس روایت کا سنداً اور متناً رد لکھا ہے اور اس کو ضعیف ثابت کیا ہے۔(یہ کتاب خاص طور پر اس روایت کے رد میں لکھی گئی ہے)

حوالہ: مزید فرماتے ہیں کہ:

وبالجملة ففی القلب من صحة الحدیث هذا نظر وإن کثرت طرقه

(البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۳۸۷)

حاصلِ کلام یہ ہے کہ میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ اس روایت کی صحت محلِ نظر ہے اگرچہ کثرت طرق سے مروی ہے۔

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ جس روایت کو نجفی نے بنیاد بنا کر اعتراض کیا تھا وہ روایت سخت مجروح اور نا قابل اعتبار ہے۔

خشت اول چوں نهد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

اعتراض

استقصاء الافحام صفحہ ۱۸۷ میں صاحب روضۃ الاحباب کی کتاب اربعین سے منقول ہے کہ انس بن مالک نے امام علی مرتضیٰ کے حق میں حدیث غدیر کی بابت گواہی نہیں دی تھی اور علی المرتضیٰ نے اس کے حق میں بددعا فرمائی تھی اور یہ برص کے مرض میں داخل ہوا تھا۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۳۴)

الجواب

یہ اعتراض کر کے نجفی نے اپنی پوری کمینگی کا مظاہرہ کیا ہے بلکہ متعہ والی نسل کا اظہار کیا ہے ویسے بھی مقولہ مشہور ہے ''اذاعجز الانسان طال لسانہ'' جب انسان عاجز آجاتا ہے تو اس کی زبان دراز ہو جاتی ہے جب انسان کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے تو پھر نجفی جیسے کتے اور سور کا کیا کہنا۔ بہر حال ہر آدمی کو اپنی مادری زبان میں گفتگو کا حق ہے ویسے میں نہیں سمجھتا کہ بازارِ حسن میں بھی ایسی اوچھی اور گندی زبان بولی جاتی ہو یا نجفی اور اس کی ذریت کو شیطان سے کوئی خاص سبق ملا ہے کہ پاکباز ہستیوں کے بارے میں اس طرح بکواس کرو گے تو تم میرے زیادہ قریب ہو جاؤ گے بہر حال ہم اس کے ناپاک اعتراض کا جائزہ لیتے ہیں۔

﴿۱﴾ نجفی نے یہ اعتراض بحوالہ استقصاء الافحام لکھا ہے۔ استقصاء الافحام خود شیعوں کی کتاب ہے اور نجفی کی یہ کتاب بھی اسی کتاب کا چربہ ہے مطلب نجفی نے چبے ہوئے نوالے چبائے ہیں جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نجفی کو کتاب کبھی دیکھنی نصیب نہیں

ہوئی ہے۔

﴿۲﴾ روضۃ الاحباب اور کتاب اربعین کا مصنف جمال الدین عطا شیرازی پکا تقیہ باز شیعہ ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

وحکی فی الریاض سماعا عن الفاضل الهندی أنه کان شیعیاوعنده کتبه علی طریقة الشیعة و کان یتقی فی هراة و کذا القاضی نور الله التستری، ولذا عمل فیه التقیة۔ (الذریعہ الی تصانیف الشیعہ جلد ۱۱ صفحہ ۲۸۵)

کتاب ریاض العلما میں فاضل ہندی سے سماعی حکایت مذکور ہے کہ صاحب روضۃ الاحباب شیعہ تھا اور مسلک شیعہ پر اس کی کتابیں اس کے پاس موجود تھیں ھراۃ میں نور اللہ شوستری کی طرح یہ بھی تقیہ کی زندگی بسر کرتا تھا اس لئے روضۃ الاحباب میں اس نے تقیہ کو نہیں چھوڑا۔

بزرگ تہرانی دوسری جگہ لکھتا ہے کہ:

وجزم بتشیعه فی المجالس و کذا الفاضل الهندی۔

(الذریعہ الی تصانیف الشیعۃ، جلد ۵ صفحہ ۳۹۲)

صاحب روضۃ الاحباب کو نور اللہ شوستری نے مجالس المؤمنین میں ڈنکے کی چوٹ پر شیعہ بیان کیا ہے اور اسی طرح فاضل ہندی بھی صاحب روضۃ الاحباب کے شیعہ ہونے کا قائل ہے۔

ان دونوں حوالوں کی روشنی میں ثابت ہوتا ہے کہ صاحب روضۃ الاحباب و کتاب الاربعین تقیہ باز شیعہ تھا اس نے اپنی شیعیت کی ترویج کی خاطر صحابہ پر سب و شتم کیا

ہے ایسا تقیہ باز شیعہ اور اس کی کتاب ہم اہل سنت و جماعت کے لئے ہرگز حجت نہیں ۔ یہ شیعوں کی اپنی کتابیں ہیں اپنے پاس رکھیں تو زیادہ بہتر ہے۔ علاوہ ازیں یہ برص والا واقعہ بھی جھوٹا ہے۔ شیعوں کا معتمد مؤرخ ابن قتیبہ لکھتا ہے:

''قال أبو محمد : ليس لهذا أصل'' (کتاب المعارف جلد ا صفحہ ۱۳، ذکر البر)

ابو محمد ابن قتیبہ لکھتا ہے کہ اس واقعہ کی کوئی حقیقت نہیں۔

منہاج السنۃ:

أن هذه القصص المذكورة عن عليّ لم يذكر لها إسنادًا، فتتوقف على معرفة الصحة مع أن فيها ما هو كذب لا ريب فيه، كدعائه على أنس بالبَرَص ، ودعائه على زيد بن أرقم بالعمى۔ (منہاج السنۃ جلد ۸ صفحہ ۱۵۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق مذکورہ قصوں کی کوئی اسناد رافضی نے ذکر نہیں کیا اس لئے یہ قصے صحت کی معرفت تک موقوف رہیں گے، اس کے باوجود اس میں ایسی چیزیں ذکر کی گئیں جن کے جھوٹ ہونے میں کوئی شک نہیں جیسے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو برص کی یا حضرت زید بن ارقم کے بصارت ختم ہونے کی بددعا وغیرہ۔ مطلب یہ جھوٹا واقعہ ہے۔ ایسا ہی ایک جھوٹا واقعہ کلبی کذاب کی سند کے ساتھ انساب الاشراف میں مروی ہے۔ چونکہ سند میں کلبی کذاب موجود ہے، لہٰذا اس کا من گھڑت ہونا آفتاب نیمروز کی طرح عیاں ہے ویسے بھی جس روایت کی سند میں کلبی کذاب ہو اس کے جھوٹے ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

جیسا نجفی جھوٹا ویسا کلبی

کتاب اہل سنت عمدۃ القاری شرح بخاری میں لکھا ہے کہ جب امام حسین کا سر ابن زیاد کے سامنے پیش ہوا تو وہ کمینہ ایک بیت کے ساتھ امام مظلوم کے لبوں کو زخمی کرنے لگا اور یہ انس دیکھ رہا تھا اور ابن زیاد کو ملامت نہ کی ابن جوزی سنی کہتا ہے کہ انس نے خاموش رہ کر حق اور احسانِ رسول کو فراموش کیا ہے۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۳۴)

الجواب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ابن زیاد کو سختی سے ایسی حرکت سے روکا تھا۔ ملاحظہ فرمائیں:

وعنده أنس بن مالك جالس، فقال له: يا هذا، ارفع قضيبك قد طال ما رأيت رسول الله يقبل هذه الثنايا۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۶ صفحہ ۲۳۲)

اس وقت ابن زیاد کے پاس حضرت انس رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے آپ نے ابن زیاد سے کہا اور اپنی بید کو دور ہٹاؤ میں نے اکثر اوقات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا کہ آپ اس جگہ کو چومتے تھے۔

خود شیعہ کی کتاب بحار الانوار میں بھی ہے:

فقلت: أمر والله لاسؤنك لقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وآله يقبل موضع قضيبك ۔ (بحار الانوار، ج ۴۵، ص ۱۱۸، مجمع الزوائد، ج ۹ ص ۱۲۹)

حضرت انس بن مالک ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے ابن زیاد سے کہا اللہ جل شانہ تیرا برا کرے جس جگہ پر تم بید مار رہے ہو میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ کو چوما کرتے تھے۔

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ابن زیاد کو ملامت کی تھی جس عمدۃ القاری کو بنیاد بنا کر اعتراض کیا ہے اسی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ موجود ہیں کہ:

فقلت له إني رأيت رسول الله يلثم حيث يقع قضيبك قال فانقبض

حضرت انس فرماتے ہیں میں نے ابن زیاد سے کہا بیشک میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جگہ کو چومتے ہوئے دیکھا جہاں تمہاری بید پڑ رہی ہے۔ پھر ابن زیاد نے اپنا منہ خراب کرلیا۔

ان حوالوں کے باوجود بھی اگر کوئی شیعہ یہ کہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ابن زیاد کو ملامت نہیں کی تو وہ اس کی اپنی مرضی ہے۔

سبط ابن الجوزی شیعہ ہے

نجفی نے لکھا ہے کہ ''سبط ابن جوزی سنی کہتا ہے'' یہ نجفی کا حسب عادت بہت بڑا جھوٹ ہے۔ سبط ابن جوزی سنی نہیں بلکہ نجفی کی برادری کا ہے۔ یعنی نجفی کی طرح رافضی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ حافظ ذہبی میزان الاعتدال میں ارشاد فرماتے ہیں:

وما أظنه ثقة فيما ينقله بل يجنف ويجازفه ثم إنه ترفض۔

(میزان الاعتدال جلد ۴ صفحہ ۴۷۱، لسان المیزان جلد ۶ صفحہ ۳۲۸)

جو باتیں یہ نقل کرتا ہے میں اس میں اسے ثقہ نہیں سمجھتا بلکہ یہ باتونی ہے (اٹکل پچو سے کام لیتا ہے) پھر یہ رافضی ہو گیا تھا۔

خلاصۂ کلام: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ابن زیاد کو بھری مجلس میں ٹوکا تھا سبط ابن

الجوزی شیعہ کا یہ کہنا کہ حضرت انس بن مالک نے ابن زیاد کو کچھ نہیں کہا درست نہیں اس کے علاوہ نجفی کا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو نا قابل اعتبار قرار دینا خود کتب شیعہ سے جہالت کی دلیل ہے۔ شیعہ مذہب کا مشہور ذاکر ملا باقر مجلسی ۱۱۱۰ھ لکھتا ہے کہ:

هذا الخبر وإن كان من أخبار الآحاد على ما ذكرت من أن أنس بن مالك رواه وحده فإن الامة بأجمعها قد تلقته بالقبول ولم يروا أن أحدا رده على أنس ولا أنكر صحته عند روايته۔

(بحار الانوار جلد ۱۰ ص ۴۳۲، بحار الانوار جلد ۳۴، صفحہ ۳۵۸، جلد ۳۸ صفحہ ۳۵۸)

یہ خبر اگر چہ خبر واحد ہے جیسا کہ میں نے ذکر کیا کہ اس کو تنہا حضرت انس بن مالک نے روایت کیا ہے مگر امت نے اجماعی طور پر اسے قبول کیا ہے اور نہ ہی ایسی روایت ہے کہ کسی ایک نے بھی حضرت انس بن مالک کا رد کیا ہو اور اس کی صحت کا انکار کیا ہو جبکہ وہ روایت بیان کرتے ہیں۔

شیعہ کے اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ کوئی ایک شخص بھی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایتوں کا منکر نہیں مگر ملا باقر مجلسی کو پتا نہ تھا کچھ اس کے اپنے مذہب کے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو اس کی کتاب بحار الانوار کو بھی ٹھوکر مار دیں گے۔

اعتراض

کتاب اہل سنت ریاض النضرۃ ذکر قتل عثمان میں لکھا ہے اس عبداللہ پر امیر المؤمنین علیہ السلام نے لعنت فرمائی ہے۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۳۵)

حضرت عبداللہ بن زبیر پر اعتراض اور اس کا جواب

یہ روایت صاحب ریاض النضرۃ نے ابن سمعان کی کتاب الموافقہ سے نقل کی ہے جیسا کہ وہ خود ارشاد فرماتے ہیں:

حوالہ: خرجه ابن السمان فی کتاب الموافقة ۔(الریاض النضرۃ جلد ا صفحہ ۲۲۵) اس روایت کو ابن السمان نے کتاب الموافقہ میں نقل کیا ہے۔

کتاب الموافقہ کا مصنف ابن سمان معتزلی تھا حافظ ذہبی ارشاد فرماتے ہیں کہ:

حوالہ: مطہر بن علی علوی مرتضیٰ کہتے ہیں کہ: سمعت أبا سعد السمان إمام المعتزلة ۔(تذکرۃ الحفاظ جلد ۳ صفحہ ۷۵۰ ذکر سمان رازی)

میں نے امام المعتزلہ ابوسعید سمان سے ایک بات سنی۔

حوالہ: وکان عدلی المذهب یعنی معتزلیًا۔(تذکرۃ الحفاظ، جلد ۳ صفحہ ۷۵۰) ابن سمان مذہباً معتزلی تھا۔

حوالہ: قال عمر العلیمی: وجدت علی ظهر جزء: مات الزاهد أبو سعد السمان شیخ العدلیة وعالمهم ومحدثهم

(تذکرۃ الحفاظ جلد ۳، صفحہ ۷۵۰)

عمر علیمی کہتے ہیں میں نے ایک کتاب کی پشت پر یوں لکھا دیکھا معتزلہ کے شیخ، ان کے عالم اور ان کے محدث زاہد ابوسعد سمان نے وفات فرمائی۔

حوالہ: وکان یذهب مذهب أبی هاشم الجبائی ۔(تذکرۃ الحفاظ جلد ۳، ص

۷۵۰)ابی ہاشم جبائی کے مذہب کا پیرو تھا۔

کسی نے ابن سمان کو شیخ الاسلام کہا تو حافظ ذہبی نے یوں جواب دیا:

حوالہ:قلت : بل شيخ الاعتزال ومثل هذا عبرة فإنه مع براعته في علوم الدين ما تخلص بذلك من البدعة۔(تذکرۃ الحفاظ جلد۳،صفحہ۷۵۰)

میں کہتا ہوں کہ وہ شیخ الاعتزال تھا اور اس کا وجود باعث عبرت ہے کہ علومِ دینیہ میں کمال کے باوجود بدعت سے خلاصی نہ پاسکا۔

محمد بن جعفر الکتانی نے بھی اسے معتزلہ لکھا ہے:

حوالہ:شيخ العدلية اى المعتزلة وعالمهم ومحدثهم ۔(الرسالۃ المستطرفہ ص۵۱)ابن سمان شیخ المعتزلہ اور ان کا عالم اور محدث تھا۔

ان حوالوں سے صاف ظاہر ہے کہ یہ معتزلہ کی روایت ہے لہٰذا قابلِ احتجاج نہیں۔

اعتراض

ابن زبیر نے جب اپنے خلیفہ ہونے کا دعویٰ کیا تھا تو ابن عباس اور محمد بن حنفیہ کو قید کرلیا اور زندان کے دروازے پر لکڑیاں جمع کرلیں اور ان کو ڈرایا کہ میری بیعت کرلو ورنہ میں تم کو جلادوں گا۔(تحفہ حنفیہ صفحہ۳۵)

الجواب

نجفی نے یہ اعتراض تاریخ ابن خلکان جلد۱ صفحہ۵۶۹ اور عقد الفرید جلد۲ صفحہ۲۹۸ کے حوالہ سے کیا ہے۔

عقد الفرید شیعوں کی کتاب ہے۔ اس سے احتجاج قائم کرنا نجفی کی جہالت ہے۔
ملاحظہ فرمائیں، علامہ تہرانی لکھتا ہے کہ:

حوالہ: وحکی ابن کثیر ایضا انه یدل کلامه علی تشیع منه۔

(الذریعہ الی تصانیف الشیعۃ، جلد ۱۵، صفحہ ۲۸۶)

ابن کثیر سے یہ بات بھی مروی ہے کہ صاحب عقد الفرید کا کلام اس کی شیعیت پر دلالت کرتا ہے۔

تاریخ ابن خلکان کی روایت کی تحقیق

حوالہ: ابن کثیر فرماتے ہیں:

وفی صحتها نظر۔ (البدایہ والنھایہ جلد ۸ صفحہ ۳۰۶) یہ روایت درست نہیں۔

جس روایت کو محدثین نے پہلے ہی جھٹلا دیا ہے اس روایت کو میدان مناظرہ میں پیش کرنا نجفی کی مخبوط الحواسی کی دلیل ہے۔

نوٹ: اس طرح کی روایات جہاں بھی آئی ہیں اس میں واقدی، مدائنی، عطیہ عوفی جیسے مطعون راوی موجود ہیں جس سے احتجاج کرنا انتہائی مضحکہ خیز ہے۔

اعتراض

کتاب اہل السنۃ، اسد الغابہ، جلد ۳ صفحہ ۲۴۲ اور الاستیعاب جلد ۲ صفحہ ۲۹۳ ذکر ابن زبیر میں لکھا ہے کہ علی مرتضیٰ نے فرمایا ہے کہ زبیر ہم میں شمار ہوتا تھا حتیٰ کہ اس کا بیٹا عبداللہ پیدا ہوا اور اس نے زبیر کو ہم سے منحرف کر لیا۔

الجواب

اسد الغابہ مختلف تاریخی کتابوں سے نقل کی گئی کتاب ہے صاحب اسد الغابہ نے مقدمہ میں خود وضاحت کی ہے کہ میں نے فلاں فلاں کی کتابوں سے تراجم نقل کئے ہیں۔

صاحب اسد الغابہ ارشاد فرماتے ہیں:

حوالہ: بل أذكر الجميع حتى إنني أخرج الغلط كما ذكره المخرج له ۔

(مقدمہ اسد الغابہ صفحہ ۲)

میں نے ان کتابوں سے ساری باتیں نقل کی ہیں حتی کہ غلط باتیں بھی نقل کی ہیں جیسا کہ اصل مخرج میں ذکر تھا۔

مزید آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

حوالہ: وما يشاهده الناظر في كتابي هذا من خطأ ووهم فليعلم أني لم أقله من نفسي وإنما نقلته من كلام العلماء وأهل الحفظ والإتقان ۔ (مقدمہ اسد الغابہ)

اگر کوئی کتاب پڑھنے والا میری اس کتاب میں خطا اور وہم پر مطلع ہو تو وہ جان لے کہ یہ باتیں میں نے اپنی طرف سے نہیں کی بلکہ میں نے علما اور اہل الحفظ والاتقان کا کلام نقل کیا ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ علامہ ابن اثیر صرف ناقل ہیں آپ کو یہ بھی اندازہ تھا کہ اس کتاب میں بعض غلط باتیں بھی شامل ہو گئی ہیں۔ لہٰذا آپ نے اپنی ذمہ داری

ادا کرتے ہوئے اس چیز کی وضاحت کردی ہے کہ جیسے اصل مخرج میں لکھا تھا ویسے میں نے لکھ دیا ہے آگے تحقیق کرنے والا اصل مخرج سے تحقیق کرلے۔

علامہ ابن اثیر نے یہ روایت الاستیعاب سے نقل کی ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر کے ترجمہ میں صاحبِ اسد الغابہ نے اس کا اشارہ کیا ہے۔ اور نجفی نے بھی دوسرا حوالہ الاستیعاب کا دیا ہے۔ علامہ ابن عبدالبر مالکی صاحبِ الاستیعاب نے یہ روایت علی بن زید الجدعانی سے نقل کی ہے جیسے آپ ارشاد فرماتے ہیں:

حوالہ: قال علی بن زید الجدعانی : کان عبد الله بن الزبیر کثیر الصلاة کثیر الصیام شدید البأس کریم الجدات والأمهات والخالات إلا أنه کانت فیه خلال لا تصلح معها الخلافة لأنه کان بخیلاً ضیق العطاء سیء الخلق حسوداً کثیر الخلاف أحرج محمد بن الحنفیة ونفی عبد الله بن عباس إلی الطائف. قال علی بن أبی طالب ﷺ : ما زال الزبیر یعد منا أهل البیت حتی نشأ عبد الله ۔

(الاستیعاب جلد ا صفحہ ۲۷۴)

علی بن زید الجدعانی کہتا ہے کہ عبداللہ بن زبیر بہت نمازیں پڑھنے والے، روزہ رکھنے والے، بڑے جری و بہادر، دادیوں، ماؤں اور خالاؤں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے والے تھے مگر اس کے باوجود ان میں ایسی عادتیں تھیں جو خلافت کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتیں کیونکہ آپ بخیل اور کنجوس تھے۔ بُرے اخلاق والے اور حاسد تھے اکثر

اختلاف کرتے تھے محمد بن حنفیہ کو بے گھر کیا اور حضرت عبداللہ بن عباس کو طائف کی طرف جلاوطن کیا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ زبیر ہمارے اہل بیت میں شمار ہوتا تھا یہاں تک کہ اس کا بیٹا عبداللہ پیدا ہوا۔

اس روایت کا راوی علی بن زید الجد عانی رافضی ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

علی بن زید الجد عانی محدثین کی نظر میں

﴿۱﴾ حضرت یزید بن زریع ارشاد فرماتے ہیں:

رأيته ولم احمل عنه لانه كان رافضيا۔(تہذیب التہذیب جلد ۵ صفحہ ۶۸۷، میزان الاعتدال، جلد ۵ صفحہ ۱۵۶)

میں نے اسے دیکھا لیکن میں نے اس سے روایت نہیں لی کیونکہ یہ رافضی تھا۔

﴿۲﴾ امام ابوحاتم فرماتے ہیں:

ليس بقوى يكتب حديثه ولا يحتج به وهو أحب إلى من يزيد بن زياد وكان ضريرا وكان يتشيع۔(تہذیب جلد ۵ صفحہ ۶۸۷)

یہ قوی نہیں (نمونے کی خاطر) اس کی حدیث لکھی جائے گی لیکن اس سے احتجاج جائز نہیں یہ مجھے یزید بن ابی زیاد سے پسندیدہ ہے علی بن زید الجد عانی شیعہ تھا اور آنکھوں سے معذور تھا۔

﴿۳﴾ وقال أحمد العجلي : كان يتشيع، وليس بالقوى۔(میزان الاعتدال، ج ۵ صفحہ ۱۵۶) امام عجلی فرماتے ہیں اس میں شیعیت تھی اور یہ قوی بھی نہیں۔

﴿۴﴾ابن سعد فرماتے ہیں کہ:فیہ ضعف ولا یحتج بہ۔(تہذیب ج۵،ص ۷۸۶)اس میں ضعف ہے اس سے احتجاج جائز نہیں۔

﴿۵﴾وقال احمد ضعیف۔(میزان الاعتدال،جلد۵صفحہ۱۵۶)امام احمد فرماتے ہیں یہ ضعیف ہے۔

﴿۶﴾امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ:

ضعیف فی کل شیٔ۔(تہذیب جلد۵صفحہ۶۸۶)یہ ہر چیز میں ضعیف ہے۔

لیس بحجۃ۔(تہذیب جلد۵صفحہ۶۸۶)اور یہ حجت بھی نہیں۔

﴿۷﴾علامہ جوزجانی کہتے ہیں کہ:

واھی الحدیث ضعیف وفیہ میل عن القصد لا یحتج بحدیثہ۔

(تہذیب ج۵ص۶۸۶)

اس کی روایتیں واہی ہوتی ہیں یہ ضعیف ہے اور حق سے پھرا ہوا ہے اس کی روایت سے حجت پکڑنا جائز نہیں۔

﴿۸﴾امام ابوزرعہ فرماتے ہیں:''لیس بقوی''یہ قوی نہیں۔(تہذیب ج۵ص۶۸۶)

﴿۹﴾امام نسائی فرماتے ہیں:''ضعیف''یہ ضعیف ہے۔(تہذیب ج۵ص۶۸۷)

﴿۱۰﴾حماد بن زید کہتا ہے کہ:''وکان یقلب الاحادیث''یہ روایتیں کو پھراتا رہتا تھا۔

کان یحدثنا الیوم بالحدیث ثم یحدثنا غدا فکأنہ لیس ذلک۔

آج اگر ہمیں کوئی روایت سناتا تو کل اس کے برعکس اس طرح بتاتا کہ جیسے کل والی

روایت تھی ہی نہیں۔

ثابت ہوا کہ یہ علی بن زید الجدعانی شیعہ کا قول ہے اور ابن جدعانی باوجود شیعیت کے ضعیف بھی ہے۔ صاحب الاستیعاب علامہ ابن عبدالبر نے اپنی کتاب میں اس شیعہ کا نظریہ نقل کیا ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن زبیر کے لئے اس طرح کے بُرے خیالات رکھتا تھا۔ نجفی نے اپنی جہالت کی وجہ سے اسے محل استدلال میں پیش کیا ہے۔

نجفی اور اس کی ذریت کے لئے عرض ہے کہ:

ابھی وہ ناداں ہیں کمسن ہیں بے خبر
کہ ناز کیا ہوتا ہے اور کیا ہوتی ہے

مناظرہ غلام حسین نجفی کا فن نہیں بلکہ کسی بھی شیعہ کا فن نہیں شیعوں کی طرف سے جو بھی کتابیں اختلافی اور مناظرانہ مسائل پر لکھی گئی ہیں وہ اسی طرح جہالت سے بھرپور بلکہ معمور ہیں ان لوگوں کو کس عقل کے اندھے نے مشورہ دیا ہے کہ وہ میدانِ مناظرہ میں آئیں۔

شہر نیستاں دگر است و شہر قالیں دگر

اور خود نجفی کی زبان میں:

گھر میں نہیں ڈھیلے اور اماں جی کردی میلے میلے

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

اعتراض

کتاب اصابہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۲ میں ابن زبیر کے لئے نبی کریم کی بددعا بھی لکھی ہے۔

(تحفہ حنفیہ، ص ۳۵)

الجواب

نجفی کے دماغ میں حضور اکرم ﷺ کے پیارے صحابہ کا بغض اتنا جاگزیں ہو چکا ہے کہ اسے دعا بھی بددعا نظر آنے لگی ہے یا شاید مذہب شیعہ میں دعا کا مطلب بددعا ہو، اس گتھی کو کوئی آیۃ اللہ، مجتہد العصر والزمان ہی سلجھا سکتا ہے کسی عقلمند آدمی کی عقل اس معمہ کو حل کرنے سے عاجز ہے۔ کتاب الاصابہ میں تو لکھا ہوا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے حق میں خیر و برکت کی دعا فرمائی تھی۔ ملاحظہ فرمائیں:

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مکہ میں عبداللہ بن زبیر کی ولادت کے آثار شروع ہوئے اور جب میں مدینہ میں آئی ان کے ایام پورے ہو چکے تھے قباء میں ٹھہری جہاں انہیں جنم دیا پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس لائی آپ ﷺ کی گود میں رکھا آپ ﷺ نے کھجور منگوا کر چبائی اور ان کے منہ میں ڈال دی ان کے پیٹ میں سب سے پہلی چیز نبی کریم ﷺ کا لعابِ دہن تھا پھر کھجور کی گھٹی دی اور ان کے لئے خیر و برکت کی دعا دی۔ (الاصابہ جلد۲ صفحہ ۲۹۳)

یہ ہے وہ روایت جس سے نجفی نے اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے دعا سے بددعا بنا دیا ہے۔

اہم نکتہ: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ انتہائی بہادر اور جرأت مند تھے اس کا سبب کتابوں میں اس طرح مروی ہے ایک بار حضور ﷺ سینگی لگوا کر خون نکلوا رہے تھے وہ خون مبارک حضرت عبداللہ بن زبیر نے پی لیا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ابو عاصم کا قول ہے لوگوں کا خیال ہے کہ ان کی طاقت و قوت اسی خون

کی وجہ سے تھی۔ (الاصابہ جلد۲، صفحہ۲۹۴)

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ پر انکار معوذتین کا اعتراض اور اس کا جواب

نجفی نے بحوالہ تفسیر اتقان جلد ا صفحہ ۹۹ اعتراض کیا ہے: ابن مسعود صحابی سورۃ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کو اپنے قرآنوں سے مٹاتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ یہ دونوں سورتیں قرآن نہیں ہیں۔ (تحفہ صفحہ ۳۶)

الجواب

نجفی نے اس اعتراض میں انتہائی چالاکی اور فنکاری کا مظاہرہ کیا ہے کیونکہ تفسیر اتقان جس صفحہ سے یہ حوالہ نقل کیا ہے تفسیر اتقان کے اسی صفحہ پر یہ الفاظ بھی موجود ہیں۔

حوالہ: وما نقل عن ابن مسعود باطل ليس بصحيح۔

(تفسیر اتقان، جلد ا صفحہ ۹۹)

اس بارے میں حضرت ابن مسعود ؓ سے جو روایت منقول ہے وہ بالکل باطل ہے قطعاً درست نہیں۔

حوالہ: علامہ ابن حزم نے لکھا ہے کہ:

وكل ما روى عن ابن مسعود من أن المعوذتين وأم القرآن لم تكن في مصحفه فكذب موضوع لا يصح وإنما صحت عنه قراءة عاصم عن زر بن حبيش۔ (المحلی لابن حزم، جلد ا، صفحہ ۱۳)

اور وہ تمام روایات جو حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے منسوب ہیں کہ آپ کے مصحف

میں معوذتین اور ام القران نہیں تھیں من گھڑت جھوٹ ہے قطعاً درست نہیں۔ ہاں البتہ آپ سے قراۃ عاصم عن زر بن حبیش صحیح طور پر ثابت ہے، جس میں یہ تینوں سورتیں مذکور ہیں۔

حوالہ: امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الاغلب علی الظن ان هذا النقل عن ابن مسعود كذب باطل ۔

(تفسیر کبیر ج ا ص ۱۸۶)

غالب گمان یہی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منسوب اس طرح کی روایتیں جھوٹ اور بطلان پر مبنی ہیں۔

حوالہ: علامہ باقلانی رحمۃ اللہ علیہ اسی طرح کے ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

هذا من تخليط الملحدين لأن عندنا من الصحابة لم يخف عليهم ما هو من القرآن (اعجاز القرآن جلد ا صفحہ ۲۹۱)

یہ ملحدوں کی ملاوٹی باتیں ہیں کیونکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ کسی بھی صحابی پر قرآنِ حکیم کا کوئی بھی حصہ مخفی نہ تھا۔

حوالہ: مزید آپ فرماتے ہیں کہ:

هذه الحكايات الشاذة۔ (اعجاز القرآن صفحہ ۲۹۱) یہ شاذ حکایتیں ہیں۔

حوالہ: علامہ زرکشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

وقال النووی فی شرح المهذب : أجمع المسلمون علی أن المعوذتین والفاتحة من القرآن وأن من جحد منها شیئا کفر وما نقل عن ابن مسعود باطل ولیس بصحیح ۔(البرہان فی علوم القرآن، جلد۲ صفحہ ۱۲۸)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح المہذب میں ارشاد فرماتے ہیں مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ بیشک معوذتین اور فاتحہ قرآن حکیم کی سورتیں ہیں اور جو ان کا انکار کرتا ہے وہ کافر ہے اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو انکار کی روایت منقول ہے وہ جھوٹی اور غیر صحیح ہے۔

حوالہ: علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

وما نقل عن ابن مسعود فی الفاتحة والمعوذتین باطل لیس بصحیح عنه ۔(شرح المہذب جلد۳، صفحہ ۲۹۶)

فاتحہ اور معوذتین کے بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول روایت باطل اور غیر صحیح ہے۔

ان حوالوں سے ثابت ہوا کہ نجفی کا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر انکارِ معوذتین کا اعتراض کرنا درست نہیں ۔ اس طرح کی جتنی روایات مروی ہیں اس کے لئے علما اسلام کا وہی فیصلہ ہے جو ہم نے ماقبل میں ذکر کر دیا ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ پر اعتراض

اعتراض

نجفی نے بحوالہ استیعاب حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا ہے کہ (معاذ اللہ) آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منحرف تھے۔(تحفہ ۳۷)

الجواب

صاحب الاستیعاب علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ الفاظ بغیر سند کے نقل کئے ہیں اور قائل کا بھی کوئی ذکر نہیں۔ لہٰذا یہ بات حجت بھی نہیں۔ ''الاسناد من الدین لولا الاسناد لقال من شاء ما شاء''

ثانیاً: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو تو خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مسئلہ تحکیم میں اپنا حکم نامزد فرمایا اگر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ معاذ اللہ آپ سے منحرف ہوتے تو آپ انہیں اپنا منصف وامین کیوں چنتے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے معتمد اور وفادار ساتھیوں میں سے تھے آپ پر انحراف کا الزام واقعہ تحکیم کے بعد شیعوں کا ایجاد کردہ ہے ورنہ وہ آدمی جو آپ سے منحرف ہے آپ اسے حکم کیسے تسلیم کرتے جبکہ قرآن حکیم میں یہ ارشاد صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ اگر کوئی حرم کے جانور کو جان بوجھ کر مار ڈالے تو اس کی جزا کے فیصلے کے بارے میں دو عادل حکم ہونے چاہئیں۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ط وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ط عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُوانْتِقَامٍ ○ (پارہ ۷، سورۃ المائدہ، آیت ۹۵)

اے ایمان والو! حالتِ احرام میں شکار کو قتل نہ کرو اور تم میں جو اسے قصداً قتل کرے تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ مویشیوں میں سے اسی طرح کا وہ جانور دیدے جس کے شکار کی مثل ہونے کا

تم میں سے دو معتبر آدمی فیصلہ کریں، یہ کعبہ کو پہنچتی ہوئی قربانی ہو یا چند مسکینوں کا کھانا کفارے میں دے یا اس کے برابر روزے تا کہ وہ اپنے کام کا وبال چکھے۔ اللہ نے پہلے جو کچھ گزرا اسے معاف فرما دیا اور جو دوبارہ کرے گا تو اللہ اس سے انتقام لے گا اور اللہ غالب ہے، بدلہ لینے والا ہے۔

جب صرف ایک جانور کے قتل کے بارے میں دو عادل حکموں کا ہونا ضروری ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے عالم قرآن واقعہ صفین جیسے اہم مسئلہ میں معاذ اللہ غیر عادل اور غیر معتمد کو اپنا حکم کیسے بنا سکتے ہیں جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انحراف والی باتیں جھوٹی ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو حکم نامزد کرنے کے متعلق کتب شیعہ کا حوالہ

مظہر حسین سہارنپوری نے لکھا ہے کہ:

علی و شیعان علی کی طرف سے عبداللہ بن قیس (ابو موسی)، معاویہ و اہل شام کی طرف سے عمرو بن عاص حکم ہیں یہ دونوں عہد استوار کرتے ہیں کہ ٹھیک کتاب اللہ کے موافق مسلمانوں میں حکم کریں گے اور جو کسی امر کی تصریح کتاب اللہ میں نہ پائیں تو اس میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کاربند ہوں گے اور ہوائے نفسانی وسواسات شیطانی کو اصلاً اس مقدمہ میں دخل نہ دیں گے اور فریقین کا ان کے ساتھ یہ عہد و میثاق ہے کہ ان کے حکم سے جو بموجب کتاب و سنت ہو تجاوز نہ کریں اور جبکہ وہ امر حکومت میں شرائط و دیانت کو ملحوظ رکھیں گے ان کے جان و مال و اہل عیال کی بخوبی حفاظت کی جائے گی اور

مدت حکم ایک سال ہے اور محل حکم موضع دومۃ الجندل اگر بالفرض قبل اصدار احد الحکمین فوت ہو جائے تو اس فریق کا امیر بجائے اس کے دوسرے کو نصب کرے اور جو مدت متعینہ منقضی ہو جائے اور حکمین اس اثناء میں فیصلہ نہ کر سکیں تو پھر جانبین جنگ و صلح میں اختیار رکھتے ہیں جس طرح چاہیں عمل میں لائیں پس یہ عہد و مواثیق ہیں جو باہم قرار پائے جو ان میں خلاف و نزاع کرے تمام امت کا لازم ہے کہ اس کے شر سے مسلمانوں کو دفع کرے جب یہ صحیفہ تمام ہوا تو امام حسن اور امام حسین، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن جعفر و اشعری وغیرہ نے اپنی اپنی گواہی اس میں درج کی۔ (تہذیب التہذیب ص ۷۵۸)

اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اور اپنے تمام شیعوں کی طرف سے حکم نامزد کیا۔ اس حکمیت سے حضرت حسن اور حضرت حسین، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم راضی تھے انہوں نے اس معاہدے پر دستخط بھی کئے۔

چونکہ معاہدے میں یہ مذکور ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ شیعانِ علی کی طرف سے بھی حکم ہیں۔ اب نجفی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نامزد شدہ حکم پر تبرا کرتا ہے تو وہ درحقیقت شیعانِ علی میں سے نہیں بلکہ منافق شیعہ ہے۔ اور منافق شیعہ پر خود ائمہ اہل بیت نے لعنت کی ہے۔ لہٰذا حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی ذات بابرکات کے بارے میں شیعوں کو سوچ سمجھ کر لب کشائی کرنی چاہیے ورنہ طوق لعنت تو در پیش ہے ہی۔

اعتراض

تاریخ کامل میں لکھا ہے کہ علی مرتضیٰ نے ابوموسیٰ کے بارے میں فرمایا تھا کہ "فانہ لیس بثقة" کہ وہ میرے نزدیک بدآدمی ہے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۳۸)

الجواب

نجفی نے یہ اعتراض اور بکواس کر کے حضرت علی ؓ کے نامزد حکم کو مجروح کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ آیئے ہم آپ کو اس روایت کی اصل حقیقت بتاتے ہیں۔ کتاب الکامل فی التاریخ ایک تاریخی روایات کا ذخیرہ ہے کوئی حدیث کی کتاب نہیں ہے۔ صاحبِ الکامل نے دیگر تاریخی کتابوں سے روایات کو جمع کر کے یہ کتاب ترتیب دی ہے۔ مطلب کہ انہوں نے اپنی سند کے ساتھ روایات بیان نہیں کیں، بلکہ ان کی حیثیت اس کتاب میں صرف ناقل کی ہے اس کتاب میں ان کی تاریخی روایات کا سب سے بڑا ماٴخذ تاریخ طبری ہے جیسا کہ وہ خود مقدمہ میں وضاحت کرتے ہیں:

فابتدأت بالتاریخ الکبیر الذی صنّفه الإمام أبو جعفر الطبری -

(مقدمہ الکامل فی التاریخ صفحہ ۱)

میں نے اپنی اس کتاب کی ابتدا کتاب کبیر یعنی تاریخ طبری سے کی ہے جس کے مصنف ابوجعفر طبری ہیں۔

حوالہ: پھر آپ مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ:

فابتدی لم أعاود مطالعة مسوّدته ولم أصلح ما أصلح فیها من غلط و

سهو، ولا اسقطت منها ما يحتاج إلى إسقاط ومحو (مقدمہ الکامل ص۲)

میں کثرت مشاغل کی وجہ سے اپنے اس کتابی مسودہ کا دوبارہ مطالعہ نہیں کر سکا اور وہ باتیں جو غلطی اور سہو پر مبنی تھیں ان کی اصلاح بھی نہ کر سکا اور جو روایات اس لائق تھیں کہ انہیں ساقط و محو کر دیا جاتا ساقط نہ کر سکا۔

اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ علامہ ابن اثیر عجلت کی وجہ سے کتاب کی اصلاح نہ کر سکے بعض وہ باتیں جو محو و اسقاط کے لائق تھیں (جس طرح کہ "لیس بثقة" والی روایات) آپ بوجہ عجلت ساقط نہ کر سکے لہٰذا اس کتاب میں آپ کی حیثیت صرف ناقل جیسی ہے اب اگر کوئی روایت الکامل میں پائی جاتی ہے تو اسے اصل مأخذ میں ہی دیکھا جائے گا ویسے بھی کتب شیعہ میں روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

حوالہ: إذا حدثتم بحديث فاسندوه الى الذى حدثكم، فإن كان حقا فلكم، وإن كان كذبا فعليه۔

(سماء المقال فی علم الرجال ج ا ص ۱۹، نہایۃ الدرایۃ جلد ا، صفحہ ۱۶۴، وصول الاخیار الی اصول الاخبار جلد ا، صفحہ ۹۵)

یعنی جب تم کوئی بات نقل کرو تو نسبت اس شخص کی طرف کر دو جس نے تمہیں یہ بات بتائی ہے پھر اگر وہ حق ہوگی تو تمہیں اس کا ثواب ملے گا اور اگر جھوٹ ہوگی تو اس کا وبال اسی پر ہوگا۔

چونکہ علامہ ابن اثیر نے یہ وضاحت کر دی ہے کہ ان کا مأخذ تاریخ طبری اور دوسری

تاریخی کتابیں ہیں لہٰذا اس روایت کو تاریخ طبری میں تلاش کرتے ہیں۔ علامہ ابن جریر نے تاریخ طبری جلد۳ صفحہ۱۰۲ باب موادعة الحرب بين علی میں اس روایت کو کذاب زمانہ ابومخنف لوط بن یحییٰ کی سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔ سند ملاحظہ ہو:

قال أبو مخنف حدثني فضيل بن خديج الكندي عن رجل من النخع أنه رأى إبراهيم بن الأشتر۔ (تاریخ طبری جلد۳، صفحہ۱۰۲)

سند کا پہلا راوی: ابومخنف کذاب ہونے کے ساتھ شیعہ بھی ہے لہٰذا یہ شیعوں کی روایت ہے۔

سند کا دوسرا راوی: فضیل بن خدیج الکندی بھی مجہول ہے جس کا کتب الرجال میں کچھ پتا نہیں۔

سند کا تیسرا راوی: رجل من النخع بھی مجہول ہے پتا نہیں کہ یہ نخعی شخص کون ہے۔

جس روایت کا ایسا حال ہے اس سے نجفی کا استدلال کرنا انتہائی مضحکہ خیز ہے جیسا کہ ہم پہلے وضاحت کر چکے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور تمام شیعوں کی طرف سے حَکَم تھے۔ (مزید حوالہ ملاحظہ فرمائیں)

حوالہ: هذا ما تقاضى عليه علي بن أبي طالب ومعاوية بن أبي سفيان قاضى علي بن أبي طالب على أهل العراق ومن كان معه من شيعته من المؤمنين والمسلمين وقاضى معاوية بن أبي سفيان على أهل الشام ومن كان معه من شيعته من المؤمنين والمسلمين أنا ننزل

عند حكم الله و كتابه ولا يجمع بيننا إلا إياه وأن كتاب الله سبحانه بيننا من فاتحته إلى خاتمته نحيي ما أحيا القرآن ونميت ما أمات القرآن فإن وجد الحكمان أن ذلك في كتاب الله اتبعناه وإن لم يجداه أخذا بالسنة العادلة غير المفرقة والحكمان عبد الله بن قيس وعمرو بن العاص ۔ (بحار الانوار، جلد ۳۲، صفحہ ۵۴۳)

یہ معاہدہ حضرت علی ؓ اہل عراق اور آپ کے ساتھ جو شیعہ مومن مسلمان ہیں اور حضرت امیر معاویہ، اہل شام اور حضرت امیر معاویہ ؓ کے ساتھ جو شیعہ مومن مسلمان ہیں کے درمیان طے پا رہا ہے کہ ہم اللہ اور اس کی کتاب کے حکم پر پورا اتریں گے ہمیں کتاب اللہ ہی باہم شیر و شکر کر سکتی ہے اور بیشک اللہ کی کتاب فاتحہ سے لے کر اختتام تک ہمارے درمیان حجت ہے۔ جن احکام کو قرآن حکیم زندہ کرنے کا حکم دے گا ہم انہیں زندہ کریں گے اور جن احکام کو قرآنِ حکیم مردہ کرنے کا حکم دے گا ہم انہیں مردہ کریں گے پھر اگر دونوں حَکَم اگر کوئی مسئلہ کتاب اللہ میں پائیں تو اس پر عمل پیرا ہوں اگر وہ مسئلہ انہیں کتاب اللہ میں نہ ملے تو یہ دونوں حضور ﷺ کی سنت کی پیروی کریں اور حَکَم حضرت عبداللہ بن قیس (ابوموسیٰ اشعری) اور حضرت عمرو بن عاص ہوں گے۔

اور کتاب اللہ کے فرمان کی روشنی میں حَکَم کا عادل وثقہ ہونا ضروری ہے تو پھر حضرت علی ؓ نے ایسے شخص کو اپنا حَکَم کیوں تسلیم کیا جس کے لئے بقول شیعہ آپ غیر ثقہ ہونے کی گواہی دے رہے ہیں تو معلوم ہوا کہ یہ ابومخنف جیسے جھوٹے شیعوں کی روایتیں ہیں جو قطعاً حجت نہیں۔

اعتراض

نجفی نے بحوالہ تاریخ ابن عساکر لکھا ہے کہ: راوی ابو یحییٰ حکیم کہتا ہے کہ میں عمار کے پاس بیٹھا تھا کہ ابو موسیٰ اشعری آیا اور عمار سے کہا میرے اور آپ میں یہ کیا ہے، کیا میں آپ کا بھائی نہیں ہوں عمار نے کہا مجھے معلوم نہیں ہے لیکن میں نے رسول خدا سے سنا ہے آنجناب تم پر ایک رات لعنت فرما رہے تھے۔ ابو موسیٰ نے کہا پھر انہوں نے میرے لئے طلب مغفرت بھی فرمائی ہے عمار نے کہا کہ میں تجھ پر لعنت کا گواہ ہوں نہ استغفار کا۔ (ص ۳۸)

الجواب

امام ابن عساکر نے یہ روایت نقل کرنے کے بعد ساتھ ہی اس کی تردید بھی کی ہے جسے نجفی شیعہ نے حامد حسین لکھنوی کی جوشِ تقلید میں شیر مادر سمجھ کر ہضم کر لیا ہے۔

حوالہ: امام ابن عساکر ارشاد فرماتے ہیں کہ:

قال ابن عدی وهذا الحديث يروى من هذا الطريق ويرويه هذا الشيخ محمد بن علی بن خلف ومحمد بن علی هذا عنده من هذا الضرب بعجائب وهو منكر الحديث والبلاء فيه عندی من محمد بن علی بن خلف. (تاریخ ابن عساکر جلد ۳۲، صفحہ ۹۳ ذکر عبداللہ بن قیس بن سلیم)

امام ابن عدی نے ارشاد فرمایا کہ یہ روایت اس سند کے ساتھ بیان کی جاتی ہے اس کو روایت کرنے والا محمد بن علی بن خلف ہے اور یہ محمد بن علی کے پاس اس طرح کی عجیب چیزیں ہوتی ہیں یہ منکر الحدیث ہے اور میرے نزدیک اس روایت کی آفت بھی محمد بن

علی بن خلف ہے۔

الکامل ابن عدی میں امام ابن عدی نے بھی اسی طرح ارشاد فرمایا ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

حوالہ: الکامل جلد۲ صفحہ۳۶۲ ''ذکر حسین بن الحسن الاشقر کوفی''

حوالہ: علامہ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ: یہ راویت موضوع ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

هذا حديث موضوع ۔(کتاب الموضوعات جلد۲ صفحہ۲۹) یہ روایت موضوع ہے۔

اس روایت کے راوی محمد بن علی بن خلف پر قاضی شوکانی نے رافضیت کی جرح کی ہے ۔ملاحظہ فرمائیں:

حوالہ: ومحمد بن علی بن خلف هذا رافضی۔

(الفوائد المجموعۃ جلد۱ صفحہ۳۹۷، نمبر۶۵۹) یہ محمد بن علی بن خلف رافضی ہے۔

حاصل کلام: یہ روایت جس کو نجفی نے اپنے قلت مطالعہ اور جہالت اور حامد حسین لکھنوی کی تقلید میں اپنی مضبوط دلیل سمجھی تھی اس کی حقیقت آپ کے سامنے ہے محدثین نے اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔

حضرت عمرو بن عاص اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما پر اعتراض کا جواب

اعتراض

(۱) اہل سنت کی معتبر کتاب تطہیر الجنان صفحہ۱۲ بر حاشیہ صواعق ابن حجر مکی (۲) اہل سنت کی معتبر کتاب النصائح الکافیہ صفحہ۹۴ (۳) اہل سنت کی معتبر کتاب البدایہ والنہایہ جلد۷ صفحہ۳۰۵ ذکر خوارج (۴) اہل سنت کی معتبر کتاب النہایہ لابن اثیر جلد۲ صفحہ ۲۵۹ (۵) اہل سنت کی معتبر کتاب لسان العرب جلد۶ صفحہ۲۱۰۵

ابو بردہ صحابی راوی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آنجناب نے غنا کی آواز سنی نبی کریم ﷺ نے فرمایا دیکھو۔ کون ہے پس بلندی پر گیا تو اچانک میں نے دیکھا کہ معاویہ اور عمرو بن عاص گا رہے تھے میں واپس آیا اور حضور ﷺ کو خبر دی آنجناب نے ان دونوں کے حق میں یوں بددعا کی اے خدا معاویہ اور عمرو عاص کو لوٹا دے کفر اور شرک میں اور ان کو آگ میں داخل کر۔ (ص ۳۹)

الجواب

النصائح الکافیہ اہل سنت کی معتبر کتاب نہیں اور پھر یہ روایت جھوٹی اور من گھڑت ہے۔ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

غریب منکر۔ (میزان الاعتدال، جلد ۴ صفحہ ۴۲۴، ذکر یزید بن ابی زیاد)

غریب اور منکر روایت ہے۔

حوالہ: امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

وشعیب بن ابراهیم هذا له احادیث واخبار وهو لیس بذالك المعروف ومقداد ما یروی من الحدیث والاخبار لیست بکثیرة وفیه بعض النکرة لان فی اخباره و احادیثه مافیه تحامل علی السلف۔

(الکامل جلد ۴ صفحہ ۴ ذکر شعیب)

اس شعیب بن ابراہیم سے احادیث واخبار مروی ہیں اور یہ اس فن میں اتنا مشہور نہیں اس کی روایات واخبار کی مقدار بھی کچھ زیادہ نہیں اس کی روایتوں میں نکارت اور سلف

صالحین پر حملہ موجود ہے۔

حوالہ: علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ سیر اعلام النبلاء میں ارشاد فرماتے ہیں:

وھذا ایضاً منکر۔ (سیر اعلام النبلاء، جلد ۶ صفحہ ۱۳، ذکر یزید بن ابی زیاد)

یہ روایت بھی منکر ہے۔

حوالہ: ابن قیم نے اسے من گھڑت قرار دیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

"کذب مختلق" یہ گھڑا ہوا جھوٹ ہے۔

(والمنقول والمحك المميز بين المردود والمقبول، المنار المنيف ج ا ص ۱۱)

ان حوالوں سے صاف ظاہر ہے کہ یہ جھوٹی روایت ہے اسے بنیاد بنا کر اعتراض کرنا درست نہیں ویسے بھی قرآن حکیم کے خلاف ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت قرآنِ حکیم نے یہ بیان کی ہے کہ آپ لوگوں کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لے جاتے ہیں انہیں پاک کرتے ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام ہی لوگوں کو مسلمان کرنا ہے تو آپ کسی کو کفر وارتداد کی بددعا کیسے دے سکتے ہیں۔

حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر اعتراض اور اس کا جواب

اعتراض

نجفی نے بحوالہ سیرت حلبیہ، نہایہ ابن اثیر اور تاریخ کامل پر اعتراض کیا ہے کہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ اس نعثل کو قتل کر دو خدا اس نعثل کو قتل کرے یہ نعثل کافر ہو گیا ہے۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۴۵)

الجواب

یہ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہتان ہے۔

حوالہ: أين النقل الثابت عن عائشة بذلك؟ ويقال ثانيا: المنقول الثابت عنها يكذب ذلك ويبين أنها أنكرت قتله وذمت من قتله۔

(منہاج السنۃ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ منقول شدہ روایت ثابت ہی کہاں ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ آپ سے اس کے برخلاف دوسری روایات ثابت ہیں جن سے اس روایت کی تکذیب ہوتی ہے اور دوسری روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے حضرت عثمان ﷺ کے قتل کا انکار کیا تھا اور آپ نے قاتلین عثمان ﷺ کی انتہائی مذمت فرمائی تھی۔

نجفی نے بحوالہ نہایہ و تاریخ کامل و سیرت حلبیہ یہ عبارت لکھی ہے نہایہ لغت کی کتاب ہے حدیث کی کتاب نہیں۔ جیسا کہ علامہ ابن اثیر نے مقدمہ میں وضاحت کی ہے:

والمقصد من هذاالتصنيف معرفة الكلمة الغريبه لغة واعراباً ومعناً لامعرفة متون الاحاديث والاحاديث والآثار وطرق اسانيدها واسماء رواتها۔ (مقدمہ جلد ا صفحہ ۴)

میرا اس کتاب کو تصنیف کرنے کا مقصد یہ ہے کہ نئے الفاظ کی معرفت اعراب ولغت و معنی کے لحاظ سے حاصل ہو جائے یہ مقصد نہیں کہ متن حدیث، احادیث و آثار اور ان

کی اسانید یا راویوں کے ناموں کی بھی معرفت ہو۔

لہٰذا آپ نے ماہر لغت کی حیثیت سے الفاظ کے اعراب ولغت کو بیان کیا ہے نہ کہ راویوں کے قیل وقال کو۔ اب اگر ان کی کتاب میں کوئی روایت آتی ہے تو اسے تو ہم محدثانہ اصولوں پر ہی پرکھا جائے گا۔ اگر روایت صحیح ہوگی تو قبول ہے ورنہ جھوٹی اور من گھڑت روایت کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں اور ایسی روایتیں ہم پر حجت بھی نہیں۔ کما تقرر فی الاصول۔

علاوہ ازیں الکامل فی التاریخ کے بارے میں ہم وضاحت کر آئے ہیں کہ الکامل کا مأخذ تاریخ طبری ہے لہٰذا الکامل کی روایتوں کی سند تاریخ طبری میں ہی دیکھی جائے گی اگر روایات صحیح ہوں تو سر بچشم، ورنہ جھوٹی روایتوں کے لئے تو ہمارا موقف صاف ظاہر ہے۔ آیئے الکامل کی اس روایت کو طبری میں تلاش کرتے ہیں۔ علامہ ابن جریر طبری نے مذکورہ روایت کو تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۲۷ باب تفریق علی اعمالہ پر مندرجہ ذیل سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

كتب إلى علي بن أحمد بن الحسن العجلي أن الحسين بن نصر العطار قال حدثنا أبي نصر بن مزاحم العطار قال حدثنا سيف بن عمر عن محمد بن نويرة وطلحة بن الأعلم الحنفي قال وحدثنا عمر بن سعد عن أسد بن عبدالله عمن أدرك من أهل العلم ۔

(تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۲۷)

اس سند میں نصر بن مزاحم واقع ہے جو کہ مشہور رافضی ہے علامہ عجلی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

''کان رافضیاً غالیاً'' (لسان المیز ان ج۳ص۷۰) یہ غالی رافضی تھا

اس کے ساتھ ساتھ سخت ضعیف بھی ہے:

ضعفه الحافظ جداً (لسان المیز ان ج۳ص۷۰) حافظ نے اسے سخت ضعیف قرار دیا ہے۔

شیعہ کتاب الصفین کا مصنف بھی شیعہ راوی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر اعتراض کا جواب

اعتراض

ثبوت ملاحظہ ہو کہ کتاب اہل سنت تذکرۃ الخواص الامہ صفحہ ۳۴ باب ۴ میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن عمر نے حضرت علی کی بیعت سے انکار کیا تھا۔ (تحفہ ۴۱)

الجواب

﴿۱﴾ تذکرۃ خواص کو اہل سنت کی معتبر کتاب کہنا بہت بڑا جھوٹ ہے۔ یہ شیعوں کی اپنی کتاب ہے جس کی وضاحت ہو چکی ہے۔ لہٰذا غیر مستند کتاب کو بنیاد بنا کر اعتراض کرنا ہرگز درست نہیں۔

﴿۲﴾ اگر بقول شیعہ امام برحق کے ہاتھ پر بیعت نہ کرنا جرم ہے تو امام معصوم کا بیعت نہ لینا شیعہ اصول کے مطابق کتنا بڑا جرم ہوگا۔ شیعہ کتاب نہج البلاغہ میں ہے کہ:

جب قتل عثمان کے بعد حضرت علی کے ہاتھ پر بیعت کا ارادہ کیا گیا تو آپ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو اور (اس خلافت کے لئے) میرے علاوہ کوئی اور ڈھونڈ لو

ہمارے سامنے ایک ایسا معاملہ ہے جس کے کئی رُخ اور کئی رنگ ہیں جسے نہ دل برداشت کر سکتے ہیں اور نہ عقلیں اسے مان سکتی ہیں۔ دیکھو (افق عالم پر) گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں راستہ پہچاننے میں نہیں آتا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اگر میں تمہاری اس خواہش کو مان لوں تو تمہیں اس راستہ پر لے چلوں گا جو میرے علم میں ہے اور اس کے متعلق کسی کہنے والے کی بات اور کسی ملامت کرنے والے کی سرزنش پر کان نہیں دھروں گا اور اگر تم میرا پیچھا چھوڑ دو تو پھر جیسے تم ہو ویسا میں ہوں اور ہو سکتا ہے کہ تم جسے اپنا امیر بناؤ اس کی میں تم سے زیادہ سنوں اور مانوں اور میرا (تمہارے دنیوی مفاد کے لئے) امیر ہونے سے وزیر ہونا بہتر ہے۔ (نہج البلاغہ صفحہ ۲۴۶، خطبہ ۹۰، اردو مفتی جعفر حسین)

حالانکہ یہ وہی خلافت ہے جسے آپ ٹھوکر مار رہے ہیں جس کے لئے بقول شیعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور ﷺ کو مسلسل وحی کی گئی اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت وامامت کے متعلق لوگوں کو نہیں بتایا تو معاذ اللہ دین کا ایک حکم بھی نہیں پہنچایا۔ رسالت کا کوئی کام بھی سرانجام نہیں دیا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت وامامت اتنی اہم تھی تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اس خلافت سے گریزاں کیوں نظر آرہے ہیں؟

﴿۳﴾ کتب شیعہ میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر زبردستی بیعت کی گئی تھی آپ اس بیعت سے گریزاں تھے۔ ملاحظہ فرمائیں:

"بسطتم یدی فکففتها ومددتها فقبضتها"

تم میرے ہاتھ کو کھولتے تھے میں بند کرتا تھا تم انہیں دراز کرنا چاہتے تھے میں سمیٹتا تھا۔

جس بیعت سے آپ خود گریزاں تھے اس بیعت کے نہ کرنے کا اعتراض حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر کرنا کس طرح مناسب ہے۔

﴿٤﴾ شیعہ کتب میں لکھا ہے کہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیعت کے متعلق یہ بات عرض رکھی کہ جب تک تمام مسلمان اتفاق نہ کرلیں تب تک میں بیعت نہیں کرونگا تو مالک اشتر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا امیر المؤمنین حکم دیں تو میں انہیں قتل کردوں آپ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو میں اس کا ضامن ہوں۔

(تہذیب التہذیب صفحہ ۵۳۸)

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ضامن کیوں بنے۔

﴿٥﴾ شیعہ اصول کے مطابق امام برحق کی بیعت واجب ہے اور کتب شیعہ کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ بیعت سے گریزاں رہے مطلب لوگوں کو واجب کی تکمیل سے منع کرتے رہے یعنی بقول شیعہ جس طرح ترک واجب کا اعتراض حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر ہوتا ہے۔ اسی طرح ترک واجب کا اعتراض اصول شیعہ کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بھی وارد ہوتا ہے۔

اعتراض

یزید کمینہ کی تمام اہل مدینہ نے بیعت توڑ دی مگر ابن عمر نے یزید کی بیعت کو خدا اور رسول کی مانند سمجھا۔

الجواب

﴿۱﴾ شیعہ کتابوں میں تصریح ہے کہ حضرت ابن عمر نے یزید کی بیعت نہیں کی تھی۔ ملاحظہ فرمائیں:

اور جناب امام حسین علیہ السلام، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور حضرت عبداللہ بن جعفر علیہ السلام نے مکہ یا مدینہ میں کہیں بھی یزید کی بیعت نہ کی اور یہ ہرگز ان لوگوں کی غلطی نہ تھی۔

(ذبح عظیم صفحہ ۵۷۳، سید آل حیدر فوق بلگرامی، ولی العصر ٹرسٹ جھنگ)

﴿۲﴾ شیعہ کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے بھی یزید کے لئے اقرارِ بیعت کیا تھا۔ ملاحظہ فرمائیں:

ثم ارسل الی علی بن الحسین (علیهما السلام)، فقال له مثل مقالته للقرشی، فقال له علی بن الحسین (علیهما السلام) ارأیت إن لم اقر لك أليس تقتلنی كما قتلت الرجل بالامس ؟ فقال له یزید لعنه الله: بلی، فقال له علی بن الحسین (علیهما السلام) قد اقررت لك بما سألت۔ (الروضہ من الکافی جلد ۸ صفحہ ۲۳۵، خاتمۃ المستدرک صفحہ ۱۹۳)

ایک قریشی کو یزید نے بلا کر اپنی بیعت کا کہا اس نے انکار کر دیا اور اس انکار پر ڈٹے رہنے کی وجہ سے یزید نے اسے قتل کروا دیا۔ اس واقعہ کے بعد یزید نے ایک آدمی حضرت

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور انہیں وہی کچھ کہا جو اس قریشی نوجوان کو کہا گیا تھا حضرت امام زین العابدین نے یہ سن کر پوچھا اگر میں تیری بیعت کا اقرار نہ کروں تو کیا تم مجھے اس قریشی کی طرح قتل نہیں کرو گے؟ یزید علیہ اللعنۃ نے کہا ہاں تمہارے ساتھ بھی وہی سلوک ہوگا اور انکار پر تمہیں قتل بھی کر دیا جائے گا تو امام زین العابدین نے فرمایا جس چیز کا تو نے مجھ سے مطالبہ کیا ہے میں اس کا تیرے لئے اقرار کرتا ہوں۔

شیعوں کے اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے یزید کے لئے اقرار بیعت کر لیا تھا اگر کوئی شیعہ یہ اعتراض کرے امام زین العابدین نے قتل کی دھمکی کی وجہ سے یہ اقرار کیا تھا تو اس کا یہ اعتراض بھی شیعہ حوالوں کی روشنی میں انتہائی کمزور نظر آتا ہے کیونکہ پھر تو اس قریشی نوجوان کی ہمت کی داد دینی چاہیے جس نے موت کو قبول کر لیا مگر یزید کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی یعنی کتب شیعہ کی روشنی میں وہ قریشی نوجوان امام زین العابدین کے مقابلہ میں زیادہ جرأت مند اور بہادر نظر آتا ہے جس نے جام اجل کو لبیک کہا مگر یزید کے ہاتھ پر بیعت نہ کی اور امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے دھمکی سے ڈر کر اقرار بیعت کر لیا۔

(یہ گفتگو شیعہ اصول و حوالہ کے مطابق ہے ورنہ امام زین العابدین کی جرأت و بہادری کا ایک زمانہ گواہ ہے)

خلاصۂ کلام: اگر یزید کی بیعت کے سلسلے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر اعتراض وارد ہوتا ہے اگرچہ شیعہ کتب میں تصریح ہے کہ آپ نے بیعت نہیں کی

تھی تو پھر یہی اعتراض امام زین العابدین ؓ پر بھی وارد ہوتا ہے کہ آپ نے یزید کے لئے اقرار بیعت کیوں کیا۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

اعتراض

اور سیوطی نے اتقان میں لکھا ہے کہ ابن عمر وطی فی الدبر کا بھی قائل تھا۔ (تحفہ صفحہ ۴۱)

الجواب

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہرگز وطی فی الدبر کے قائل نہ تھے۔

حوالہ ۱: علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

وقد اختلف عن عبد الله بن عمر بن الخطاب والأصح عنه المنع۔

(عمدۃ القاری ج ۲۶، ص ۴۶۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اقوال میں راویوں کا اختلاف ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ آپ وطی فی الدبر سے منع کرتے تھے۔

حوالہ ۲: علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ:

عن سعيد بن يسار أبي الحباب قال: قلت لابن عمر: ما تقول في الجواري، أحمض لهن؟ قال: وما التحميض؟ فذكر الدُّبر. فقال: وهل يفعل ذلك أحد من المسلمين؟ ۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۵۸۹)

سعید بن یسار ابی الحباب کہتا ہے کہ میں نے ابن عمر سے کہا آپ کا اس بارے میں کیا

خیال ہے کہ ایک شخص تحمیض کے لئے باندی خریدتا ہے آپ نے پوچھا کہ تحمیض کیا ہے تو آپ کو بتایا گیا کہ وطی فی الدبر کرنا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مسلمان بھلا اس طرح بھی کرسکتا ہے۔

ابن کثیر مزید فرماتے ہیں:

وهذا إسناد صحيح ونص صريح منه بتحريم ذلك۔

(تفسیر ابن کثیر جلد ا صفحہ ۵۸۹)

اس روایت کی اسناد صحیح ہیں اور یہ اس معاملہ میں نص صریح ہے کہ آپ وطی فی الدبر کو حرام سمجھتے تھے۔

حوالہ ۳: وهو الثابت بلا شك عن عبد الله بن عمر، رضى الله عنهما، أنه يحرمه ۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ا صفحہ ۵۸۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ بلاشک ثابت ہے کہ آپ وطی فی الدبر کو حرام سمجھتے تھے۔

حوالہ ۴: قرطبی ارشاد فرماتے ہیں:

وقد روى عن ابن عمر خلاف هذا، وتكفير من فعله وهذا هو اللائق به رضى الله عنه ۔ (تفسیر قرطبی جلد ۳ صفحہ ۹۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کے خلاف قول مروی ہے اور یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے اس کی تکفیر کی ہے جو اس طرح کا فعل کرتا ہے اور یہ ہی قول آپ کے

مقام ومرتبہ کے لائق ہے۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مزید آپ فرماتے ہیں کہ:

وكذلك كذب نافع من أخبر عنه بذلك۔(تفسیر قرطبی جلد۳ صفحہ۹۱)

اسی طرح امام نافع نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے جو ان سے وطی فی الدبر کی روایت کرتا ہے۔

حوالہ۵: تفسیر بغوی میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت سالم بن عبداللہ سے پوچھا کہ نافع حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتا ہے کہ آپ منکوحہ عورتوں سے وطی فی الدبر کو جائز سمجھتے تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا:

كذب العبد وأخطأ، إنما قال عبد الله : يؤتون في فروجهن من أدبارهن ۔(تفسیر البغوی جلد۱ صفحہ۲۵۹)

غلام نے جھوٹ بولا اور خطا کی میرے والد بزرگوار حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو فرمایا کرتے تھے کہ پیچھے کی جانب سے عورت کی اگلی شرمگاہ میں وطی کرنا جائز ہے۔

اس حوالہ سے بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مسلک ثابت وظاہر ہوجاتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بیٹے خود اپنے والد کے مسلک کی وضاحت کررہے ہیں۔اس سلسلہ میں حضرت نافع سے جو روایت منسوب تھی اس کی حضرت نافع نے خود تردید کردی ہے۔

حوالہ: تفسیر قرطبی میں ہے کہ:

قال لنافع مولى ابن عمر :قد أكثر عليك القول. إنك تقول عن ابن

عمر:"أنه أفتى بأن يؤتى النساء في أدبارهن. "قال نافع: لقد كذبوا علي۔(تفسیر قرطبی جلد۳ صفحہ۹۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے غلام حضرت نافع سے کہا گیا کہ آپ کے متعلق کثرت سے یہ کہا جارہا ہے کہ آپ نے کہا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وطی فی الدبر کا فتویٰ دیا کرتے تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے اوپر جھوٹ بولا گیا ہے۔

ان حوالوں سے ثابت ہوا کہ وطی فی الدبر کے جواز کے بارے میں جو روایات منقول ہیں وہ درست نہیں۔ان سے استدلال کرنا قطعاً درست نہیں۔ہاں البتہ شیعہ مذہب میں یہ ان کا پسندیدہ عمل ہے۔اس کے متعلق حوالے اسی کتاب میں موجود ہیں اسی مقام کو آپ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت مجاہد تابعی رضی اللہ عنہ پر اعتراض کا جواب

نجفی نے بحوالہ تفسیر کبیر اعتراض کیا ہے کہ مجاہد کہتا ہے کہ یوسف نبی کے سامنے ان کے باپ یعقوب کی تصویر آگئی اور اس سے آواز آئی ''اتعمل عمل الفجار'' کہ تو بدکاروں والا عمل کرتا ہے حالانکہ تو گروہ انبیا میں شمار ہوتا ہے۔(تحفہ حنفیہ صفحہ۴۲)

الجواب

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تو تفسیر کبیر میں ان اقوال کی سختی سے تردید کی۔نجفی نے ماقبل و مابعد پڑھے بغیر ہی اعتراض کرنا شروع کر دیا ہے۔امام رازی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

إِذَا عَرَفْتَ هَذَا الْأَصْلَ فَنَقُولُ لِلْوَاحِدِيِّ :وَمَنِ الَّذِي يَضْمَنُ لَنَا أَنَّ الَّذِينَ نَقَلُوا هَذَا الْقَوْلَ عَنْ هَؤُلَاءِ الْمُفَسِّرِينَ كَانُوا صَادِقِينَ أَمْ كَاذِبِين ۔(تفسیر کبیر جلد۹ صفحہ۲۶)

جب آپ لوگوں نے یہ اصول جان لیا کہ اب ہم علامہ واحدی سے کہتے ہیں کہ کون ہے جو ہمیں اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ یہ اقوال جو ان مفسرین سے جن لوگوں نے نقل کئے ہیں سچے ہیں یا جھوٹے۔

مزید آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

ثُمَّ إِنَّ الْوَاحِدِيَّ طَوَّلَ فِي كَلِمَاتٍ عَدِيمَةِ الْفَائِدَةِ فِي هَذَا الْبَابِ وَمَا ذَكَرَ آيَةً يَحْتَجُّ بِهَا وَلَا حَدِيثًا صَحِيحًا يُعَوِّلُ عَلَيْهِ فِي تَصْحِيحِ هَذِهِ الْمَقَالَةِ۔(تفسیر کبیر جلد۹ صفحہ۲۶)

پھر علامہ واحدی نے اس باب میں بے فائدہ کلمات کو طول دیا ہے کوئی آیت پیش نہیں کی جس سے احتجاج کیا جاسکے اور نہ ہی کوئی صحیح حدیث بیان کی ہے جس سے اس مقالہ کی تصحیح میں اعتماد کیا جاسکے۔

یہ روایات دراصل تفسیر واحدی کی ہیں۔علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ان روایات کی سختی سے تردید کی ہے۔اور تفسیر واحدی بھی عند المحدثین قابل اعتبار نہیں۔

حوالہ ا: علامہ کتانی نے الرسالۃ المستطرفۃ میں لکھا ہے کہ:

وقال الكتانى فى الرسالة المستطرفة عند الكلام عن الواحدى

المفسّر ولم یکن لہ ولا لشیخة الثعلبی کبیر بضاعة فی الحدیث، بل فی تفسیرهما وخصوصاً الثعلبی أحادیث موضوعة وقصص باطلة ۔

(التفسیر والمفسر ون، صفحہ ۳۳)

علامہ کتانی نے رسالہ مستطرفۃ عند الکلام میں مفسر واحدی کے لئے لکھا ہے کہ واحدی اور اس کے استاد ثعلبی کو فن حدیث میں مہارت نہ تھی بلکہ ان دونوں کی تفسیر میں خاص طور پر ثعلبی کی تفسیر میں موضوع احادیث اور باطل قصے مروی ہیں۔

حوالہ ۲: ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ:

وقد اجمع أهل العلم بالحدیث إلی أنه لا یجوز الاستدلال بمجرد خبر یرویه الواحد من جنس الثعلبی و النقاش و الواحدی و أمثال هؤلاء المفسرین لکثرة ما یروونه من الحدیث و یکون ضعیفا بل موضوعا فنحن لو لم نعلم کذب هؤلاء من وجوه أخری لم یجز أن نعتمد علیه لکون الثعلبی و أمثاله رووه فکیف إذا کنا عالمین بأنه کذب ۔ (منہاج السنۃ، صفحہ ۲۸۴)

محدثین کا اس پر اجماع ہے کہ ثعلبی نقاش اور واحدی اور ان جیسے دیگر مفسرین کے مجرد نقل کرنے سے کسی خبر سے استدلال نہیں کیا جائے، کیونکہ یہ لوگ کثرت سے ایسی احادیث نقل کرتے ہیں جو ضعیف ہوتی ہیں۔ بلکہ موضوع پھر جب تک ہمیں دوسرے ذرائع سے ان روایات کا جھوٹا ہونا معلوم نہ ہو جائے ہم ان پر اعتماد نہیں کریں گے

(کیونکہ اسے ثعلبی اور اس جیسوں نے روایت کیا ہے) تو پھر جب ہمیں یہ معلوم ہو کہ یہ روایت ہی جھوٹی ہے تو پھر ہم کیسے اعتماد کر سکتے ہیں۔

خلاصۂ کلام: یہ کہ واحدی کی کتب میں اکثر ضعیف و موضوع روایات موجود ہیں جب تک ان روایات کی تحقیق نہ ہو جائے ان سے استدلال کرنا درست نہیں۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب قول بھی واحدی کی کتاب سے مروی ہے۔ امام رازی نے تفسیر کبیر میں نقل کر کے اس کی سختی سے تردید کی ہے۔ لہٰذا اس قول کو حجت بنا کر امام مجاہد پر اعتراض کرنا درست نہیں ویسے خود کتب شیعہ میں اس طرح کی روایات مروی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

شیعہ مذہب کی مشہور و معروف و معتمد تفسیر قمی میں ہے کہ:

حوالہ ا: فقامت امرأة العزيز وغلقت الابواب فلما هما رأى يوسف صورة يعقوب في ناحية البيت عاضا على اصبعيه يقول يا يوسف ! انت في السماء مكتوب في النبيين وتريد ان تكتب في الارض من الزناة؟ فعلم انه قد اخطأ۔ (تفسیر القمی، جلد ا صفحہ ۳۴۱)

عزیز مصر کی بیوی کھڑی ہوئی اور اس نے دروازے بند کر دیئے جب ان دونوں نے ارادہ کیا تو یوسف علیہ السلام نے یعقوب علیہ السلام کی انگشت بدنداں تصویر گھر کے ایک طرف ملاحظہ کی آپ نے ارشاد فرمایا اے یوسف تم آسمانوں پر انبیا کے دفتر میں لکھے ہوئے ہو اور اب کیا تم یہ چاہتے ہو کہ زمین پر تمہیں بدکاروں میں لکھا جائے پھر آپ نے اپنی خطا معلوم کر لی۔

حوالہ۲: اسی طرح کا حوالہ تفسیر البرہان صفحہ ۱۳۴ طبع بیروت پر بھی منقول ہے۔

حوالہ۳: شیعہ مذہب کے سب سے بڑے مجتہد ملا باقر مجلسی نے بھی بحار الانوار صفحہ ۲۲۵ پر بھی نقل کیا ہے۔

نجفی اپنے شکنجے میں

نجفی نے تحفہ حنفیہ صفحہ ۴۲ پر لکھا تھا کہ انبیا ہر گناہ سے پاک ہیں اور ان پر زنا کے ارادہ کی تہمت لگانے والا یقیناً کافر ہے پس مجاہد بھی ایک کافر تھا۔

حضرت امام مجاہد بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو کافر کہنے والوں سے میں پوچھتا ہوں کہ یہ بات تو ان کے تین مفسرین علی ابن ابراہیم قمی، ہاشم بحرانی، ملا باقر مجلسی نے بھی لکھی ہے۔ اب ان پر بھی فتویٰ لگاؤ کہ علی بن ابراہیم قمی کافر ہے، صاحب البرہان ہاشم بحرانی کافر ہے، ملا باقر مجلسی کافر ہے۔ اب تمہارے قلم کی سیاہی کیوں خشک ہوگئی ہے؟ اور خبیث منہ سے بکواس کرنے والی زبان کیوں گنگ ہوگئی ہے؟ اب اپنے شیعہ مذہب کے سپوتوں پر کفر کا فتویٰ کیوں نہیں لگاتے؟

گھر میں نہیں ڈھیلے اور اماں جی کردی میلے میلے

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کا جواب

اعتراض

کتاب اہل سنت بخاری شریف جلد ۹ صفحہ ۱۹ میں لکھا ہے "قَالَ الْحَسَنُ التَّقِيَّةُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" کہ تقیہ کا جواز قیامت تک ہے۔

الجواب

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول معلق ذکر کیا ہے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کی تخریج کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

أما قَول الْحسن فِي التقية فَقَالَ عبد بن حميد فِي تَفْسِيره ثَنَا روح عَن عَوْف عَن الْحسن قَالَ التقية جَائِزَة إِلَى يَوْم الْقِيَامَة إِلَّا من قتل النَّفس الَّتِي حرم الله ۔(تغلیق التعلیق، صفحہ ۴۲۶)

بہر حال حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا تقیہ کے بارے میں قول عبد بن حمید نے روح عن عوف عن الحسن کی سند کے ساتھ اپنی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ تقیہ قیامت تک جائز ہے۔ مگر اس جان کے علاوہ جس کا خون بہانا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔

اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ:

وصله عبد بن حميد وابن أبي شيبة من رواية عوف الأعرابي عن الحسن البصري قال التقية جائزة للمؤمن۔(فتح الباری جلد ۱۹ صفحہ ۳۹۸)

عبد بن حمید اور ابن ابی شیبہ نے عوف الاعرابی کی سند سے حسن بصری کا قول ''التقية جائزة للمؤمن'' موصولاً روایت کیا ہے۔

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول عوف بن ابی جمیلہ الاعرابی کی سند سے مروی ہے۔ محدثین نے لکھا ہے کہ عوف بن ابی جمیلہ اعرابی شیعہ و رافضی تھا۔ ملاحظہ فرمائیں: ابن بندار فرماتے ہیں کہ:

''کان عوف قدریا رافضیا شیطانا'' عوف رافضی قدری شیطان تھا۔

(میزان الاعتدال جلد۳ صفحہ ۳۰۵، ضعفاء العقیلی صفحہ ۴۲۹)

محمد بن عبداللہ الانصاری فرماتے ہیں کہ:

میں نے داؤد بن ابی ہند کو دیکھا تو وہ الاعرابی کی پٹائی کر رہے تھے اور اس سے کہہ رہے تھے ''ویلك یا قدری'' اے قدری تیرا برا ہو۔

(میزان الاعتدال جلد۳ صفحہ ۳۰۵، ضعفاء عقیلی، جلد۳ صفحہ ۴۲۹)

حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ:

عوف الاعرابی میں دو بدعتیں تھیں ''کان قدریا، وکان شیعیا'' یہ قدری بھی تھا اور شیعہ بھی تھا۔ (میزان الاعتدال جلد۳ صفحہ ۳۰۵، ضعفاء عقیلی، جلد۳ صفحہ ۴۲۹)

خلاصۂ کلام: یہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب قول عوف بن ابی جمیلہ شیعہ سے مروی ہے۔ لہٰذا نجفی کا اس سے استدلال کرنا درست نہیں۔

اعتراض

میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ ''کان الحسن کثیر التدلیس'' کہ یہ بڑا بے ایمان تھا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس کے متعلق اعتراض کا جواب

تدلیس ایک محدثانہ اصطلاح ہے اس کا ترجمہ بے ایمان کرنا فن رجال الحدیث سے بے خبری کی دلیل ہے۔ ان الفاظ کا مطلب ہے کہ آپ بہت زیادہ تدلیس کرتے تھے خود شیعہ اصول ہے کہ تدلیس کی وجہ سے آدمی ساقط العدالت نہیں ہوتا۔ ملاحظہ فرمائیں:

''ان التدلیس غیر قادح فی العدالۃ'' (مقباس الہدایہ علامہ مامقانی صفحہ ۵۱)

تدلیس کی وجہ سے عدالت پر حرف نہیں آتا۔

جب تدلیس کی وجہ سے عدالت ساقط نہیں ہوتی اور آدمی عادل ہی رہتا ہے تو پھر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں بکواس کر کے نجفی نے اپنی عاقبت کیوں خراب کی ہے؟ اب نجفی تو آنجہانی ہو گیا ہے مگر اس کا جواب اس کی ذریت پر قرض ہے جو نجفی کو اپنا پیشوا اور رہبر مانتے ہیں۔

اعتراض

امام شافعی فرماتے ہیں کہ ''حدیث الریاحی ریاح'' اس ریاحی کی حدیث ریاح ہے۔

حدیث ابوالعالیہ پر اعتراض کا جواب

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ان کی صرف ایک مرسل روایت کے بارے میں ہے:

حوالہ: فأما قول الشافعي رحمه الله حديث أبي العالية الرياحي رياح فإنما أراد به حديثه الذي أرسله في القهقهة فقط ومذهب الشافعي أن المراسيل ليست بحجة فأما إذا أسند أبو العالية فحجة۔

(میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۵۴)

بہر حال امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا حدیث ابی العالیہ کے متعلق یہ قول کہ آپ کی روایت ریاح ہے تو اس سے مراد فقط وہ قہقہہ والی مرسل روایت ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ مرسل روایات حجت نہیں۔ بہر حال جب ابوالعالیہ مسند روایت بیان کرے تو حجت ہے۔

حوالہ۲: اسی طرح تاریخ دمشق تذکرہ رفیع بن مہران میں بھی یہ بات مذکور ہے۔
(تاریخ دمشق جلد ۱۸ صفحہ ۱۸۸)

حوالہ۳: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''وقال الشافعي حديث الرياحي رياح يعني في القهقهة''

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول حدیث الریاحی ریاح قہقہہ والی روایت کے متعلق ہے۔

مقدمہ فتح الباری میں آپ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

حوالہ: حديث أبي العالية الرياحي رياح قال بن عدي وعني الشافعي بذلك حديثه في الضحك في الصلاة۔ (مقدمہ فتح الباری جلد ۱ صفحہ ۴۰۰)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول حدیث الریاحی ریاح کے متعلق ابن عدی فرماتے ہیں کہ اس سے امام شافعی نے ''الضحك في الصلاة'' والی روایت مراد لی ہے۔

حوالہ: علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

''ولم يقل الشافعي إلا بإرساله'' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ان کی مرسل روایت کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔

اس بحث سے معلوم ہوا کہ امام ابوالعالیہ کی مسند روایات حجت ہیں۔ امام شافعی کا صرف ان کی ایک روایت پر اعتراض ہے۔

اعتراض

اور عنایہ شرح ہدایہ میں اس حدیث ''لَا وُضُوءَ عَلَى مَنْ نَامَ قَائِمًا'' لکھا ہے کہ ابوالعالیہ ابن سیرین کے نزدیک ضعیف ہے۔

الجواب

ساتھ ہی عنایہ میں جواب بھی لکھا ہے اس کو نہ جانے کیوں نجفی شیر مادر کی طرح ہضم کر گیا ہے۔ صاحب عنایہ ارشاد فرماتے ہیں:

أُجِيبَ بِأَنَّ أَبَا الْعَالِيَةِ ثِقَةٌ نَقَلَ عَنْهُ الثِّقَاتُ كَالْحَسَنِ وَإِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ وَالشَّعْبِيِّ رَحِمَهُمُ اللَّهُ، وَكَوْنُهُ لَا يُبَالِي عَمَّنْ أَخَذَ يُؤَثِّرُ فِي مَرَاسِيلِهِ دُونَ مَسَانِيدِهِ۔ (العنایہ شرح الھدایہ جلد ا صفحہ ۵۷، فصل فی نواقض الوضوء)

ہمارا جواب یہ ہے کہ ابوالعالیہ ثقہ ہے اور اس سے حضرت حسن، ابراہیم نخعی و شعبی رحمہم اللہ جیسے ثقات نے روایات نقل کی ہیں۔ آپ کا ایسا ہونا کہ آپ یہ پرواہ نہیں کرتے کہ کس سے روایت لے رہے ہیں صرف مرسل روایات پر اثر انداز ہو سکتا ہے مسند روایات پر نہیں۔

یعنی امام ابن سیرین کا ابوالعالیہ کے متعلق قول صرف مرسل روایات کے متعلق ہے مسند روایات کے لئے نہیں۔

اعتراض

حرام بن عثمان کی حدیث ''کاسمہ حرام'' اس کے نام کی طرح حرام ہے۔ (تحفہ حنفیہ)

جواب

یہ حرام بن عثمان غالی شیعہ تھا۔ ملاحظہ فرمائیں:

وقال ابن حبان: كان غاليا فى التشيع يقلب الاسانيد، ويرفع المراسيل۔

(میزان الاعتدال، جلد ا صفحہ ۴۶۸، لسان المیزان جلد ا صفحہ ۲۷۸، ذکر حرام بن عثمان)

ابن حبان فرماتے ہیں کہ یہ غالی شیعہ تھا اسانید کو تبدیل کرتا رہتا تھا اور ساتھ مرسل روایات کو مرفوع بنا دیتا تھا۔

اگر ایسے راوی کے لئے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اس کی روایات اس کے نام کی طرح حرام ہیں تو آپ نے بالکل بجا ارشاد فرمایا ہے۔ حرام بن عثمان کے مطعون و مجروح ہونے سے جماعت اہل سنت پر کوئی اثر نہیں پڑتا ویسے یہ صحاح ستہ کا بھی راوی نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

ولم يخرج له مسلم ولا غيره من أصحاب الكتب الستة۔

(تہذیب التہذیب، جلد۲ صفحہ۱۹۶)

اس حرام بن عثمان کی روایت نہ ہی صحیح مسلم میں ہے اور نہ دیگر صحاح ستہ کی کتابوں میں۔

ضحاک بن مزاحم اور عطیہ بن سعد

نجفی نے تحفہ حنفیہ صفحہ۴۴ پر ضحاک بن مزاحم اور عطیہ بن سعد کے بارے میں قیل وقال کی ہے ان دونوں راویوں کے ضعیف و مطعون ہونے کی وجہ سے اہل سنت و جماعت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ نجفی نے ان پر اعتراض کر کے خواہ مخواہ کاغذ سیاہ کئے ہیں ان کے ضعف کی وجہ سے صحت مذہب اہل سنت پر کون سا فرق پڑتا ہے۔

قتادہ پر اعتراض کا جواب

اعتراض

کتاب اہل سنت میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ قتادہ بن دعامہ مدلس اور قدری تھا۔

الجواب

نجفی کو یہ اعتراض زیب نہیں دیتا کیونکہ خود شیعہ اصول ہے کہ عقیدہ کے فساد کی وجہ سے ثقہ راوی کی روایت ساقط الحجت نہیں ہوتی جیسا کہ ابوالقاسم الخوئی ایک راوی کے بارے میں بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے:

حوالہ ۱: فالمتحصل أن الظاهر أن أحمد بن هلال ثقة، غاية الامر أنه كان فاسد العقيدة، وفساد العقيدة لا يضر بصحة رواياته، على ما نراه من حجية خبر الثقة مطلقا۔ (معجم رجال الحدیث جلد ۲، صفحہ ۳۵۹، ذکر احمد بن ھلال)

حاصل کلام یہ ہے کہ احمد بن ہلال ثقہ راوی ہے اس کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جرح یہی ہے کہ یہ فاسد العقیدہ ہے اور عقیدہ کا فساد صحت روایت کے لئے مضر نہیں جیسا کہ ہم سمجھتے ہیں ثقہ کی روایت مطلقاً حجت ہے۔

حوالہ ۲: اسی طرح ابوالقاسم خوئی ایک راوی کے بارے میں بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

فاسد العقيدة، فلا مانع من العمل برواياته، بناء على كفاية الوثاقة في حجية الرواية، كما هو الصحيح۔

(معجم رجال الحدیث جلد ۱۷، صفحہ ۲۴۹، راوی نمبر ۱۱۳۰۵)

راوی اگر ثقہ فاسد العقیدہ ہو تو اس کی روایات پر عمل کرنے سے کوئی مانع موجود نہیں کیونکہ صحیح قول یہی ہے کہ راوی ثقہ کا ہونا روایت کے حجت ہونے کے لئے کافی ہے۔

فاسد العقیدہ لوگوں کے لئے امام حسن عسکری کا قول

بنوفضال فطحی عقیدہ کے لوگ تھے امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ سے جب ان سے روایات کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

أن الحسن العسكري سئل عن كتب بني فضّال فقال خذوا بما رووا وذروا ما رأوا مع أنهم من الفطحية ۔ (قواعد الحدیث صفحہ ۳۸، محی الدین موسوی الغریفی)

امام حسن عسکری سے بنوفضال کی کتابوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان کی روایتیں لے لو اور ان کے عقید کو چھوڑ دو باوجودیکہ یہ فطحیہ تھے۔

نوٹ: فطحیہ شیعوں کا ایک فرقہ ہے جو امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ کی امامت کے قائل ہیں۔

الفطحية هم القائلون بإمامة عبد الله بن جعفر بن محمد ۔

(بحار الانوار جلد ۴۷، صفحہ ۲۶۱)

فطحیہ حضرت عبداللہ بن جعفر بن امام محمد باقر کی امامت کے قائل ہیں۔

ان حوالوں سے ثابت ہوا کہ عند الشیعہ فاسد المذہب راوی کی روایت حجت ہے نجفی کا قتادہ کے قدری ہونے کی وجہ سے مذہب اہل سنت پر طعن کرنا خود کتب شیعہ سے ناواقفیت کی دلیل ہے اور تدلیس کے متعلق ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ:

ان التدليس غير قادح في العدالة ۔ (مقباس الہدایہ صفحہ ۵۱)

تدلیس قادح عدالت نہیں۔

لہٰذا حضرت قتادہ کے مدلس ہونے کی وجہ تدلیس ہے، باعتبار شیعہ اصول حدیث

اعتراض سرے سے وارد ہی نہیں ہوتا۔

مرۃ بن شراحیل پر اعتراض

اعتراض

مرۃ بن شراحیل نے امام حق حضرت علی سے جنگ کر کے اپنے نفاق کا حوالہ دیا ہے۔ (تحفہ صفحہ ۴۴)

الجواب

نجفی نے یہ بات بلاثبوت اور بلاحوالہ لکھ کر پکا بے ایمان ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ نجفی نے مرۃ بن شراحیل کے متعلق کوئی حوالہ پیش نہیں کیا۔ نجفی جن باتوں کے حوالے پیش کرتا ہے ان میں قطع و برید ہوتی ہے۔ پھر یہ تو بلاحوالہ بات لکھی ہے اس میں نجفی نے کتنا جھوٹ ملایا ہوگا ویسے عجیب بات ہے اس مرۃ کو شیخ طوسی نے حضرت علی ؓ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: (رجال شیخ طوسی صفحہ ۳۳ باب میم مرۃ)
شیعہ مذہب کا مجتہد تو اسے حضرت علی ؓ کے اصحاب میں شمار کر رہا ہے جبکہ شیعہ مذہب کا لونڈا نجفی اس کی حضرت علی ؓ سے جنگ کروا رہا ہے اب کس کی بات سچی مانی جائے۔ نجفی کی یا نجفی کے باپ طوسی کی۔

حضرت سفیان بن عیینہ اور وکیع بن جراح پر اعتراض کا جواب

اعتراض

شرح الشرح نخبۃ الفکر کما نقل استقصاء صفحہ ۲۵ میں لکھا ہے کہ سفیان بن عیینہ مدلس تھا اور

میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ وکیع بن جراح رافضی تھا اور عثمان بن عفان سے منحرف تھا۔

الجواب

﴿۱﴾ تدلیس کے متعلق ہم پچھلے صفحات میں جواب دے چکے ہیں کہ عند الشیعہ تدلیس قادح عدالت نہیں۔ لہٰذا نجفی کا اعتراض مبنی بر جہالت ہے۔

﴿۲﴾ حضرت وکیع بن جراح پر بحوالہ میزان الاعتدال رفض کا الزام بھی درست نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ نجفی نے میزان الاعتدال کو پڑھا ہی نہیں آیئے ہم آپ کے سامنے میزان الاعتدال کی عبارت پیش کرتے ہیں جس سے اصل حقیقت معلوم ہو جائے گی۔

قال ابن حنبل سمعت یحیی بن معین یقول رأیت عند مروان بن معاویة لوحا فیه فلان کذا، فلان رافضی فقلت له وکیع خیر منك قال منی ؟ قلت نعم فما قال لی شیئا ولو قال شیئا لوثب علیه أصحاب الحدیث ۔ (میزان الاعتدال جلد۴، صفحہ۳۳۶، ذکر وکیع بن الجراح)

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت یحییٰ بن معین کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے مروان بن معاویہ کے پاس ایک تختی دیکھی جس پر لکھا ہوا تھا فلاں اس طرح ہے اور فلاں رافضی ہے پھر میں نے اس سے کہا وکیع تو تم سے بہتر ہے مروان بن معاویہ نے کہا مجھ سے ؟ میں نے کہا ہاں پھر اس نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا اگر وہ کچھ کہتا تو محدثین اس پر ٹوٹ پڑتے۔

قارئین کرام! اس حوالہ کو آپ غور سے پڑھیں اس میں کہاں لکھا ہے کہ وکیع پر

رفض کی جرح ثابت وواقع ہے صرف ایک واقعہ مذکور ہے کہ ابن معین نے مروان بن معاویہ کے پاس ایک تختی پر دیکھا کہ فلاں رافضی ہے آپ نے اس کی بھی تردید کردی اور مروان بن معاویہ بھی خاموش ہوگیا۔

فن علم حدیث سے تعلق رکھنے والے اشخاص پر مخفی نہیں کہ کتب رجال میں رواۃ پر جرحیں مذکور ہوتی ہیں لیکن جرح جب تک ثابت نہ ہو جائے تب تک مؤثر نہیں ہوتی۔

محدث عبدالرزاق بن ہمام پر اعتراض کا جائزہ

اعتراض

اسی میزان میں لکھا ہے کہ یہ عبدالرزاق پہلے درجہ کا جھوٹا ہے۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۴۵)

الجواب

محدث عبدالرزاق پر یہ جرح عباس بن عبدالعظیم نے کی تھی حافظ ذہبی نے اسی میزان میں اس جرح کا جواب بھی دیا ہے نجفی کو نہ جانے کیوں وہ جواب نظر نہیں آیا ویسے بھی یہ سارے اعتراضات حامد لکھنوی کی تقلید میں استقصاء الافحام سے سرقہ کر کے لکھے گئے ہیں اسی لئے تو شیعہ کتب میں لکھا ہے کہ مردہ کی تقلید جائز نہیں، کیونکہ انہیں پتا ہے کہ شیعہ شیخ الاسلام جب زندہ ہوتے ہیں تو بہت جھوٹ بولتے ہیں اور مرتے وقت بے شمار جھوٹ پیچھے چھوڑ جاتے ہیں پھر کون ان جھوٹی باتوں کا جواب دے گا اس لئے مردہ کی تقلید کو ہی ناجائز قرار دے دو لیکن نجفی نے اپنے مذہب کی ایک نہ مانی اور مردہ حامد لکھنوی کی تقلید میں اس طرح کی غلط اور لایعنی باتیں لکھ ماری ہیں۔ حافظ ذہبی اپنی دوسری کتاب سیر الاعلام النبلاء میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

وہشس ما قال۔ (سیر اعلام النبلاء جلد ۹ صفحہ ۵۷۱) عباس بن عبد العظیم نے محدث عبد الرزاق کے بارے میں بارے میں یہ بری بات کہی ہے۔

نجفی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق محدث عبد الرزاق کی ایک حکایت بھی لکھی ہے ہم پہلے شیعہ اصول بیان کر چکے ہیں کہ فساد عقیدہ کی وجہ سے راوی ساقط الاعتبار نہیں ہوتا جو چیز خود تمہارے مذہب میں قابل اعتراض نہیں اس پر اعتراض کر کے اپنے مذہب کا جنازہ کیوں نکال رہے ہو۔

حضرت اسحاق بن راہویہ پر اعتراض کا جواب

اعتراض

کتاب اہل سنت میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ اہل سنت کا یہ امام موت سے پانچ ماہ پہلے مرتد ہو گیا تھا۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۴۶)

الجواب

شیعہ مذہب میں عالم تو ہوتے نہیں جو جتنا بڑا جاہل وہ اتنا بڑا حجۃ الاسلام، میزان الاعتدال میں تو لکھا ہوا ہے کہ امام اسحٰق بن راہویہ کا وصال سے پانچ ماہ پہلے حافظہ متغیر ہو گیا تھا۔ نجفی نے اپنی جہالت کی وجہ سے یہ مطلب اخذ کیا کہ معاذ اللہ آپ مرتد ہو گئے تھے، یعنی شیعہ مذہب میں بڑھاپے کی وجہ سے اگر نسیان کا مرض لاحق ہو جائے تو وہ شیعہ حجۃ الاسلام کے نزدیک مرتد ہو جاتا ہے۔ اس طرح تو نہ جانے کتنے شیعہ مجتہدین و ذاکرین اس فتویٰ کی چھری سے ذبح ہو جائیں گے۔ میزان الاعتدال کی

اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں:

إسحاق بن راهويه تغير قبل أن يموت بخمسة أشهر۔(میزان الاعتدال ج ا ص ۱۸۳) اسحاق بن راہویہ کا وصال سے پانچ ماہ قبل حافظہ متغیر ہو گیا تھا۔

علاوہ ازیں حافظ ذہبی نے اپنی دوسری کتاب سیر اعلام النبلاء میں اس قول کی تردید بھی کی ہے آپ فرماتے ہیں کہ:

قلت فهذه حكاية منكرة۔(سیر اعلام النبلاء، ج ۱۱ ص ۳۷۷)

میں کہتا ہوں کہ یہ منکر حکایت ہے۔

عبد بن حمید اور ابن تیمیہ

اعتراض

ثبوت ملاحظہ ہو منہاج السنۃ ذکر فضائل علی میں "كما نقل في استقصاء الافحام" ابن تیمیہ لکھتا ہے کہ عبد بن حمید کی کوئی وقعت نہیں اس کے باوجود اس نے بھی آیت ولایت کو علی کی شان میں نہیں لکھا۔(تحفہ حنفیہ صفحہ ۴۶)

الجواب

منہاج السنۃ کی اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں:

و أما أهل العلم الكبار أهل التفسير مثل تفسير محمد بن جرير الطبري و بقي بن مخلد و ابن أبي حاتم و ابن المنذر و عبد الرحمن بن إبراهيم دحيم و أمثالهم فلم يذكروا فيها مثل هذه

الموضوعات دع من هو اعلم منهم مثل تفسير احمد بن حنبل و اسحق بن راهويه بل و لا يذكر مثل هذا عند ابن حميد و لا عبد الرزاق ۔(منہاج السنۃ صفحہ ۲۸۵)

کبار اہل علم کی تفسیریں جیسے تفسیر ابن جریر، تفسیر بقی بن مخلد، تفسیر ابن ابی حاتم، تفسیر ابن المنذر اور تفسیر عبدالرحمٰن بن ابراہیم دحیم اور ان جیسی دوسری تفاسیر انہوں نے اس جیسی موضوع روایات ذکر نہیں کیں ان کو تو چھوڑیئے جو ان سے بڑھ کر اہل علم کی تفسیریں ہیں جیسے تفسیر احمد بن حنبل اور تفسیر اسحٰق بن راہویہ بلکہ اس جیسی چیزیں تو ابن حمید اور عبد الرزاق کے نزدیک بھی ذکر نہیں کی جاتیں۔

محدث زہری پر اعتراض

اعتراض

امام اہل سنت محمد بن مسلم الزہری میں دیانت کم تھی۔(تحفہ حنفیہ صفحہ ۴۳)

الجواب

﴿۱﴾ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ تو شیعوں کے نزدیک ان کی کتب حدیث کا راوی ہے۔ ابوالقاسم خوئی نے لکھا ہے کہ:

''وللزهری عدة روايات مذكورة فی الكافی، والفقيه، والتهذيب''
(معجم رجال الحدیث جلد ۱۷ صفحہ ۱۳۹)

زہری کی بہت ساری روایات کافی، الفقیہ اور تہذیب میں منقول ہیں۔

﴿۲﴾ یہ زہری عند الشیعہ شیخ صدوق کے اساتذہ میں شمار ہوتا ہے۔

وذکرہ الصدوق فی المشیخة فی طریقه إلی الزهری۔

(معجم رجال الحدیث جلد ۱۸، صفحہ ۲۱۲)

شیعہ مذہب کے مجتہد صدوق نے اپنے اساتذہ کی ایک سند زہری تک لکھی ہے۔ پھر تو نجفی کے اصول کے مطابق کلینی، طوسی اور شیخ صدوق سب ہی بددیانت قرار پائیں گے جنہوں نے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کی روایات اپنی کتب میں ذکر کی ہیں۔

لہٰذا نجفی کو حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرنا زیب ہی نہیں دیتا لگتا ہے کہ اس جاہل حجۃ الاسلام نے اپنی گھر کی کتابیں بھی نہیں پڑھیں۔

مقاتل بن حیان پر اعتراض

ثبوت ملاحظہ ہو کہ کتاب اہل السنۃ میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ "ینسب الی الکذب" وکیع کہتا ہے کہ ابن حیان کے سر پر بھی جھوٹ بولنے کا تاج رکھا گیا ہے۔ (تحفہ ص ۴۷)

الجواب

نجفی نے حسب معمول عبارت نقل کرنے میں خیانت سے کام لیا ہے کیونکہ میزان الاعتدال میں آگے اس کی وضاحت موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

ثم ذکر أبو الفتح عن وکیع أنه قال ینسب إلی الکذب کذا قال أبو الفتح وأحسبه التبس علیه مقاتل بن حیان بمقاتل بن سلیمان فابن حیان صدوق قوی الحدیث والذی کذبه وکیع فابن سلیمان۔

(میزان الاعتدال جلد ۴ صفحہ ۱۷۲)

پھر ابوالفتح ازدی نے حضرت وکیع کا قول ذکر کیا کہ آپ اس کو جھوٹ بولنے کی طرف منسوب کرتے تھے۔ اسی طرح ازدی نے کہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ازدی پر مقاتل بن حیان، مقاتل بن سلیمان سے ملتبس ہوگیا ہے ابن حیان صدوق قوی الحدیث ہے جبکہ جس کی امام وکیع نے تکذیب کی ہے وہ مقاتل بن سلیمان ہے۔

حوالہ: حافظ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

أخطأ الأزدي في زعمه أن وكيعا كذبه وانما كذب الذي بعده ۔

(تقریب التہذیب جلد۲ صفحہ۵۴۴، ذکر مقاتل بن حیان)

ازدی نے اپنے گمان میں خطا کی ہے کہ وکیع نے مقاتل بن حیان کی تکذیب کی ہے جبکہ حضرت وکیع نے جس کی تکذیب کی ہے وہ مقاتل بن سلیمان ہے۔

مقاتل بن سلیمان کے جھوٹا ہونے کی وجہ سے مذہب اہل سنت کی حقانیت پر کوئی فرق نہیں پڑتا نجفی نے خواہ مخواہ اعتراض کر کے کتاب کے صفحات سیاہ کئے ہیں۔

اس کے علاوہ نجفی نے سدی کبیر اور کلبی پر بھی جرح نقل کی ہے ان دونوں پر جرح کی وجہ سے مسلک اہل سنت و جماعت پر کوئی حرف نہیں آتا بلکہ ان پر تو ہمارے ائمہ محدثین نے خود جرح کی ہے یہ دونوں مجروح ہونے کے ساتھ ساتھ شیعہ بھی تھے۔ جن راویوں کو ہم نے خود مطعون قرار دے کر نا قابل احتجاج قرار دیا ہے ان راویوں کو بنیاد بنا کر اعتراض کرنا چہ معنی دارد؟ معلوم ہوا کہ نجفی آدابِ مناظرہ سے بالکل جاہل ہے۔

امام فریابی پر اعتراض کا جائزہ

اعتراض

میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ ''أخطأ الفریابی فی مائة وخمسین حدیثا'' کہ محمد بن اسمٰعیل بخاری کے استاد محمد بن یوسف فریابی نے ایک سو پچاس حدیث میں خطا کی ہے اور جھوٹ بولا ہے۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۴۹)

الجواب

نجفی نے یہ اعتراض کر کے اپنی جہالت کا پورا پورا نمونہ دکھایا ہے۔ میزان الاعتدال میں یہ ہرگز نہیں کہ فریابی نے جھوٹ بولا ہے یہ نجفی خبیث کا واضح جھوٹ ہے ہاں البتہ میزان الاعتدال میں ایک قول منقول ہے کہ فریابی نے ڈیڑھ سو احادیث میں خطا کی ہے اگر شیعہ مذہب میں خطا کا مطلب جھوٹ ہوتا ہے تو آیئے پھر ہم شیعوں کو آئینہ دکھاتے ہیں ابوالقاسم الخوئی اپنے مذہب کے سب سے بڑا پیشوا جس کو شیعہ ملنگ شیخ الطائفہ اور رئیس المجتہدین کا لقب دیتے ہیں، اس کے لئے لکھتا ہے کہ:

فإن الشیخ لکثرة اشتغاله بالتألیف والتدریس کان یکثر علیه الخطأ۔ (معجم رجال الحدیث جلد ا صفحہ ۷۸)

شیخ الطوسی چونکہ کثرت تالیف وتدریس کے ساتھ مشغول تھا اس لئے اس کی خطائیں بہت زیادہ ہیں۔

اسی طرح مزید آگے لکھتا ہے کہ:

وأما خطأه فی کتابیه التهذیب والاستبصار فکثیر۔ (معجم رجال الحدیث ج ا

ص ۷۸) شیخ طوسی کی تہذیب الاحکام اور استبصار میں خطائیں بہت زیادہ ہیں۔
اگر نجفی کے اصول کے مطابق خطا کا ترجمہ جھوٹ کیا جائے تو پھر ترجمہ ہوگا کہ شیخ طوسی کثرت تالیف وتدریس کی وجہ سے بہت زیادہ جھوٹ بولتا تھا اور شیعہ مذہب کی مایہ ناز کتابوں تہذیب الاحکام اور الاستبصار میں اس کے جھوٹ بہت زیادہ ہیں۔ اگر خطا کی وجہ سے شیعوں کے نزدیک محدث فریابی لائق اعتراض ہے تو پھر کثرتِ خطا کی وجہ سے شیخ طوسی بطریقِ اولیٰ لائقِ اعتراض ہونا چاہیے۔

عثمان بن ابی شیبہ پر قرآن پاک سے مذاق کرنے کا اعتراض

عثمان بن ابی شیبہ سے اس طرح مروی روایات کے بارے میں ابن کثیر فرماتے ہیں کہ:

قال ابن کثیر وما ینقله کثیر من الناس عن عثمان بن ابی شیبه انه کان یصحف فی قراة القرآن فغریب جدا لان له کتابا فی کتاب التفسیر وقد نقل عنه اشیاء ولا تصدر عن صبیان المکاتب -

(اشد ایضاح جلد۲ صفحہ ۴۷۰)

ابن کثیر نے کہا ہے کہ عثمان بن ابی شیبہ سے اکثر لوگوں نے تصحیف قرأت قرآن کے بارے میں جو روایتیں منقول کی ہیں وہ انتہائی کمزور ہیں کیونکہ عثمان بن ابی شیبہ کی پوری کتاب تفسیر پر لکھی ہوئی ہے آپ سے ایسی اشیا منقول کی گئی ہیں جو مدرسہ کے ایک بچے سے بھی صادر نہیں ہوسکتیں۔
اسی طرح نجفی نے علامہ طبری وحاکم پر فساد عقیدہ کا اظہار کیا ہے جس کے ہم پہلے بارہا

جواب دے چکے ہیں کہ شیعہ مذہب میں فساد عقیدہ مانع اخذ روایت نہیں۔ لہٰذا حنفی و اس طرح کا اعتراض کرنا زیب نہیں دیتا۔

ابوبکر نیشاپوری پر اعتراض کا جواب

اعتراض

میزان الاعتدال میں ذہبی نے نقل کیا ہے کہ یہ ابوبکر امام اہل سنت جھوٹا ہے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۵۱)

الجواب

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تو سختی سے اس اعتراض کی تردید کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: ابوبکر نیشاپوری پر جرح کرنے والے امام عقیلی تھے۔ حافظ ذہبی ان کو جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

وأما العقيلي فكلامه من قبيل كلام الاقران بعضهم في بعض، مع أنه لم يذكر في كتاب الضعفاء وقال أبو الحسن القطان لا يلتفت إلى كلام العقيلي فيه ۔ (میزان الاعتدال، جلد ۳ صفحہ ۴۵۰)

بہرحال امام عقیلی کا کلام حافظ نیشاپوری کے بارے میں کلام الاقران کے قبیل ہے جس طرح ساتھی ایک دوسرے کے متعلق کلام کرتے ہیں اس کے باوجود علامہ عقیلی نے ابوبکر نیشاپوری کو اپنی کتاب الضعفاء میں درج نہیں کیا۔ حضرت ابوالحسن القطان کہتے ہیں کہ عقیلی کے کلام کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا۔

ابوبکر نام پر اعتراض کا جواب

اعتراض

اربابِ انصاف اور ابوبکر نام ہی ایسا ہے کہ اس نام کے علما زیادہ تر جھوٹے ہیں۔ (تحفہ حنفیہ ۵۱)

الجواب

نجفی نے نام ابوبکر پر اس طرح اعتراض کر کے اپنے کمینہ نسل ہونے کا ثبوت دیا ہے ویسے اولاد لف حریر سے ایسی ہی امید کی جاسکتی ہے یہ صرف نجفی کا قصور نہیں بلکہ یہ مذہب ہی ایسا ہے ظاہر ہے کہ جس مذہب میں لف حریر کی اجازت ہوگی اس مذہب کے سپوت ایسے بکواس کرنے والے زبان دراز تو ہوں گے پھر اس کمینے رافضی نے اس طرح بکواس کرتے ہوئے اخلاق وآداب کا تو خیال نہیں رکھا کم از کم حضرت علی ؓ کا ہی خیال رکھ لیتا کیونکہ حضرت علی ؓ کے فرزند ارجمند کا نام بھی ابوبکر ہے۔

حوالہ ۱: ابوبکر بن علی بن ابی طالب اخوہ قتل معہ۔ (رجال ابن داؤد جلد ۱ صفحہ ۲۰۹) ابوبکر بن علی بن ابی طالب آپ کربلا میں شہید ہوئے۔

حوالہ ۲: ابوبکر بن علی اخوہ قتل معہ۔ (رجال الشیخ للطوسی جلد ۱ صفحہ ۳۵)

حوالہ ۳: ابوبکر بن علیہ السلام۔ (معجم رجال الحدیث جلد ۱۲ صفحہ ۵۶)

حوالہ ۴: ابوبکر بن علی بن ابی طالب علیہ السلام قتل مع اخیہ الحسن علیہ السلام۔ (طرائف المقال جلد ۲ صفحہ ۴۱) ابوبکر بن علی بن ابی طالب اپنے بھائی

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے۔

حوالہ۵: ابوبکر بن علی بن ابی طالب علیہ السلام قتل معہ اخیہ الحسین علیہ السلام بکر بلاء۔ (نقد الرجال جلد۵ صفحہ۱۰۸، للتفرشی)

امام رازی پر اعتراضات کا جائزہ

اعتراض

ابوحیان کہتا ہے کہ فخر الدین کی تفسیر کے بارے میں علمانے فرمایا ہے کہ "فیہ کل شئی الا التفسیر" کہ تفسیر قرآن کے علاوہ اس کی تفسیر میں ہر شے موجود ہے۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ۵۲)

الجواب

یہاں پر ہم تفسیر بحر المحیط سے حضرت ابوحیان کا مکمل قول نقل کرتے ہیں۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ: یہاں پر مفسرین نے نسخ شرعی کی حقیقت اس کی اقسام اور پھر جن باتوں پر اتفاق ہے یا اختلاف، اس کے جواز کے بارے میں عقلی اور وقوع کے بارے میں شرعی دلائل اور ناسخ اور منسوخ کے احکام اور ان کے دلائل کے بارے میں طویل کلام کیا ہے۔ حالانکہ یہ علم اصول فقہ کا موضوع ہے اور اس طرح کی بحث وہیں کرنی چاہیے اور یہی ہماری عادت ہے کہ جس علم کا جو قاعدہ ہے کہ اس کے بارے میں تفصیلی گفتگو اسی علم میں کرتے ہیں اور علم تفسیر میں اس علم کی مسلمہ باتیں بیان کی جاتی ہیں اور علم تفسیر میں ان باتوں کو طول نہیں دیا جاتا ورنہ ہم تفسیر کے طریقے سے نکل جائیں گے جس طرح ابوعبداللہ محمد بن عمر الرازی (المعروف ابن خطیب الری) نے کیا ہے۔

فإنه جمع في كتابه التفسير أشياء كثيرة طويلة، لا حاجة بها في علم التفسير ولذلك حكي عن بعض المتطرفين من العلما أنه قال: فيه كل شيء إلا التفسير ۔(تفسیر البحر المحیط، جلد ا صفحہ ۴۵۵، سورۂ البقرہ آیت ۱۱۳)

انہوں نے اپنی تفسیر میں بہت سی طویل اشیا کو جمع کیا ہے جن کی علم تفسیر میں ضرورت نہ تھی اس لئے بعض ظریف الطبع علما سے منقول ہے کہ اس میں تفسیر کے علاوہ ہر چیز موجود ہے۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صاحب البحر المحیط کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ امام رازی اپنی تفسیر میں طول بہت زیادہ کرتے ہیں جن باتوں کو اختصار سے بیان کرنا چاہیے ان پر آپ تفصیلی گفتگو کرتے اس وجہ سے عموماً قاری کا ذہن اصل مقصد سے ہٹ جاتا ہے اس لئے بعض علما نے مزاح پر مبنی یہ جملہ کہا ہے۔ اسی طرح یہ قول بحوالہ ابن تیمیہ، علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ نے فرمایا:

وقلت يوماً للشيخ الإمام العلامة قاضي القضاة أبي الحسن علي السبكي: قال الشيخ تقي الدين ابن تيمية وقد ذكر تفسير الإمام: فيه كل شيء إلا التفسير، فقال قاضي القضاة: ما الأمر كذا إنما فيه مع التفسير كل شيء۔(الوافی بالوفیات، جلد ۲ صفحہ ۴۱، ذکر امام فخر الدین رازی)

راوی کہتا ہے کہ میں نے ایک بار شیخ علامہ امام قاضی القضاۃ ابی الحسن علی السبکی کی خدمت میں عرض کی کہ تقی الدین ابن تیمیہ، امام رازی کی تفسیر کے متعلق کہتا ہے کہ اس میں تفسیر کے علاوہ ہر چیز موجود ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا معاملہ اس طرح نہیں ہے

بلکہ بات یہ ہے کہ اس میں تفسیر کے ساتھ ساتھ ہر چیز موجود ہے۔

امام رازی اور جادو کی کتاب

اعتراض

میزان میں ذہبی نے بڑی بے ادبی سے اس کا نام لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس نے جادو میں بھی کتاب لکھی ہے۔ (تحفہ صفحہ ۵۳)

الجواب

﴿۱﴾ لگتا ہے کہ نجفی کا دماغ ٹھیک نہیں اسے ہر چیز الٹی نظر آتی ہے۔ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تو امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا یوں ذکر کیا ہے کہ:

''الفخر بن الخطیب صاحب التصانیف'' (میزان الاعتدال ص ۳۴۰)

بتایئے نام لکھنے میں علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کون سی بے ادبی کی ہے۔ بلکہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تو تاریخ میں ان کا نام تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ کریں:

''محمد بن عمر بن الحسین بن الحسن بن علی العلامه فخرالدین ابوعبدالله القرشی البکری التیمی الطبرستانی الا صل الرازی ابن خطیب الری الشافعی المفسر المتکلم صاحب التصانیف''

(جلد ۹ صفحہ ۳۵۴، باب میم، تاریخ الاسلام)

﴿۲﴾ اور جہاں تک بات ہے جادو کے متعلق لکھنے کی تو امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ خود یہ تصریح کر رہے ہیں کہ:

فلعله تاب من تالیفه ان شاء الله۔ (میزان الاعتدال جلد ۳ صفحہ ۳۴۰)

شاید آپ نے اس تالیف سے رجوع فرمالیا ان شاء اللہ۔

یہ الفاظ نجفی کو کیوں نظر نہیں آئے ویسے حقیقت یہ ہے یہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہی نہیں بلکہ کسی نے گھڑ کر امام رازی کی طرف منسوب کردی ہے۔

علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

وأما كتاب السر المكتوم في مخاطبة النجوم فلم يصح أنه له بل قيل إنه مختلق عليه۔

(الطبقات الشافعیۃ الکبریٰ، جلد۴ صفحہ۴۵ ذکر محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین التیمی)

صحیح بات یہ ہے کہ کتاب سر المکتوم فی مخاطبۃ النجوم امام رازی کی تصنیف نہیں بلکہ کہا گیا ہے کہ کسی نے گھڑ کر امام رازی کے ذمہ لگادی ہے۔

اسی طرح کشف الظنون میں ہے کہ:

قيل إنه مختلق عليه فلم يصح أنه له۔ (کشف الظنون جلد۲ صفحہ۷۵)

یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ امام رازی کی تصنیف نہیں بلکہ کسی نے گھڑ کر امام رازی کے ذمہ لگادی ہے۔

ایک اصولی جواب

اعتراض

نیز یہ بھی لکھا ہے کہ دین کے مسائل میں حضرت عمر کی طرح اس کی تشکیکات زیادہ ہیں۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ۵۳)

الجواب

نجفی چونکہ رافضی ہے اور رافضی سے سچائی کی توقع رکھنا فضول ہے جن لوگوں کے مذہب میں ''التقیة من دین ابی وابائی'' افضل عبادت سمجھا جاتا ہو وہ اس طرح کے جھوٹ نہ بولیں گے تو اور کیا کریں گے۔

اگر نجفی اور اس کی ذریت میزان الاعتدال سے یہ دکھادے کہ دین کے مسائل میں حضرت عمر کی طرح اس کی تشکیکات زیادہ ہیں تو ایسے رافضی کو ایک لاکھ روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔

میزان الاعتدال میں صرف یہ لکھا ہوا ہے کہ:

''وله تشكيكات على مسائل من دعائم الدين تورث حيرة''

(میزان الاعتدال جلد۳ صفحہ ۳۴۰)

دین کے اہم مسائل میں امام رازی کی تشکیکات موجود ہیں جن سے حیرت ہوتی ہے۔

اس عبارت میں حضرت عمر کا لفظ کہاں لکھا ہوا ہے۔

علامہ رازی اپنے وقت کے ایک عالم تھے ہم ان کو امام معصوم تصور نہیں کرتے ہیں ان کی وجہ سے حقانیت اہل سنت پر حرف نہیں آتا۔ علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے متعلق کیا خوب ارشاد فرمایا ہے:

''وله ما يقبل ومايرد'' (لسان المیزان جلد۲ صفحہ ۲۸۷) ان کی باتوں کو قبول بھی کیا جاسکتا ہے اور رد بھی کیا جاسکتا ہے۔ اور یہی ہمارا اصولی جواب ہے۔

صحیح بخاری اور ائمہ اہل بیت

اعتراض

اگر تسلی نہیں ہوئی اور سنیں مذہب اہل سنت نے دشمنانِ علی راویوں کو قبول کیا ہے ائمہ اہل بیت کو نظر انداز کیا ہے۔ عمران بن حطان پلید سے بخاری نے روایت لی ہے۔ (ص ۵۳)

الجواب

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ائمہ اہل بیت سے روایتیں لی ہیں اگر آپ کو نظر نہیں آتی تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے کسی ماہر سرجن سے نظر چیک کروائیں۔ آنکھوں سے رافضیت کا منحوس دوپٹہ ہٹائیں تو کچھ نظر بھی آئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں پورا باب باندھا ہے۔

حوالہ ۱: باب مناقب علی بن ابی طالب القرشی الهاشمی ابی الحسن رضی اللہ عنہ

(بخاری شریف جلد ۳ صفحہ ۱۸۵، بیروت، کتاب المناقب)

حوالہ ۲: مناقب الحسن والحسین رضی الله عنهما۔

(کتاب المناقب بخاری شریف)

حوالہ ۳: حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مناقب کا باب۔

(کتاب المناقب، بخاری شریف)

حوالہ ۴: باب ذکر ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما۔

(کتاب المناقب، بخاری شریف)

حوالہ۵: ذکر العباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ۔ (کتاب المناقب)

حوالہ۶: مناقب جعفر بن ابی طالب۔ (کتاب المناقب، بخاری شریف)

دیکھئے جب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پورے ابواب اہل بیت کے مناقب میں قائم کر رہے ہیں تو کہاں انہوں نے ائمہ اہل بیت کو نظر انداز کیا ہے یہ امام بخاری پر جھوٹ ہے۔ نمونہ کے طور پر بخاری شریف سے ایک روایت پیش کر رہا ہوں جس میں تین ائمہ اہل بیت موجود ہیں:

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ :أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ :أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ، أَخْبَرَهُ :عن عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ

(بخاری شریف "بَابُ تَحْرِيضِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى صَلاَةِ اللَّيْلِ وَالنَّوَافِلِ مِنْ غَيْرِ إِيجَابٍ"

قارئین کرام! آپ نے دیکھا کہ اس بخاری شریف کی روایت میں تین ائمہ اہل بیت ایک ساتھ موجود ہیں۔ پھر یہ الزام کہ ائمہ اہل بیت کو نظر انداز کیا گیا ہے کتنا بڑا جھوٹ ہے۔ اہل بیت کے چوٹی کے عالم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایتوں سے تو بخاری شریف بھری پڑی ہے اگر کسی کو یہ روایتیں نظر نہیں آتیں تو اس میں اہل سنت و جماعت کا کیا قصور ہے۔

مزید ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو:

حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَالْحَسَنِ، ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِمَا، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۔ (بخاری شریف باب غزوہ خیبر)

اس سند میں امام محمد باقر کے دو صاحبزادے عبداللہ اور حسن، امام محمد باقر، امام زین العابدین، حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین موجود ہیں۔

پھر بھی یہ گلہ کہ کتب اہل سنت میں ائمہ اہل بیت کی روایتیں نہیں ہیں۔

شیعوں کا حضرت عقیل رضی اللہ عنہ برادر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت لینے سے انکار

آیۃ اللہ مامقانی درکتاب تنقیح المقال میںنویسد ما ازجہت گرامی داشتن عقیل چوں برادرش علی علیہ السلام وپسر عمویش رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وفرزندش حضرت مسلم است درباره اوسخن نمیگویم ولکن بخبر او اعتماد واطمینان نداریم۔

(شرح نہج البلاغہ، فیض الاسلام کاشانی صفحہ ۹۴۸، مکتوب نمبر ۳۶ ومن کتاب لہ الی اخیہ عقیل بن ابی طالب فی ذکر جیش انفذہ)

چونکہ عقیل حضرت علی کے بھائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور حضرت مسلم کے والد ہیں اس لئے ہم ان کے بارے میں زبان دراز نہیں کرتے مگر ہم اتنی بات ضرور کہتے ہیں کہ ہم ان کی روایات پر اعتماد اور اطمینان نہیں کرتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی کو غیر معتبر آپ لوگوں نے قرار دیا ہے۔ اس کے باوجود بھی ہم پر اعتراض کہ ہم اہل سنت وجماعت ائمہ اہل بیت کو نظر انداز کرتے ہیں۔ ارباب انصاف سے داد طلب ہے۔

عمران بن حطان کے متعلق بحث

اعتراض

کوئی ہے جو کہتا ہے کہ عمران بن حطان تو صحابی اور صحابی پر لعنت جائز نہیں۔ (تحفہ حنفیہ ص ۵۹)

الجواب

اُسی اصابہ میں اس کی تردید موجود ہے جہاں سے نجفی نے یہ عبارت نقل کی ہے۔

حوالہ: ''ولیس عمران صحابیا'' (الاصابہ، جلد ۲ صفحہ ۴۲۰، ذکر عمران بن حطان)

یہ عمران بن حطان صحابی نہیں۔

حوالہ: علامہ سبکی ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''ولیس عمران بن حطان صحابی'' (طبقات الشافعیۃ الکبریٰ، جلد ۱ ص ۲۰۶)

یہ عمران بن حطان صحابی نہیں۔

فاسد العقیدہ راویوں کے متعلق اہل سنت کا قانون

حوالہ: التفصیل بین أن یکون داعیة أو غیر داعیة فیقبل غیر الداعیه ویرد حدیث الداعیه وهذا المذهب هو الأعدل۔

(مقدمہ فتح الباری، ج ۱ ص ۳۸۲)

تفصیل یہ ہے کہ بدعتی راوی اپنے مذہب کی طرف داعی ہوگا یا داعی نہ ہوگا (یہ دو صورتیں ہیں) پھر اگر غیر داعی ہے تو اس کی روایت قبول کی جائے گی اور اگر داعی ہے تو اس کی روایت رد کر دی جائے گی یہی مذہب زیادہ عدل پر مبنی ہے۔

فاسد العقیدہ راویوں کے متعلق روافض کا قانون

امام محمد باقر رضی اللہ عنہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

لا تکذبوا بحدیث أتاکم به مرجی ولا قدری ولا خارجی نسبه الینا، فانکم لا تدرون لعله شئ من الحق فتکذبوا الله عزوجل فوق عرشه

(علل الشرائع، جلد۲ صفحہ ۱۴۸، علت ۱۳۱، العلۃ التی من اجلها حرم اللہ تعالیٰ الکبائر)

اگر کوئی مرجیہ قدریہ خارجیہ ہماری طرف منسوب کر کے روایت بیان کرے تو اس کی تکذیب مت کرو کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس میں کچھ حق ہو اور تم عرش والے رب کی تکذیب کر بیٹھو۔

(مختصر بصائر الدرجات ج ۱ ص ۸۲، بحار الانوار ج ۲ ص ۱۸۸، علل الشرائع اردو ۳۱۳ مطبوعہ الکساء پبلشرز)

جب شیعہ مذہب میں قدری، خارجی، مرجئی راوی سے بھی روایت لینے سے انکار نہیں تو پھر کس منہ سے شیعہ عمران بن حطان کی وجہ سے صحیح بخاری شریف پر طعن کرتے ہیں (جبکہ عمران بن حطان کی بخاری شریف میں صرف ایک روایت ہے) اس کے علاوہ فاسد العقیدہ راویوں سے خود کتب شیعہ بھری پڑی ہیں۔

ناصبی راوی اور شیعہ مذہب

شیعہ مذہب کا ایک راوی احمد بن ھلال ابو جعفر العبر تائی ہے یہ اتنا بڑا ناصبی ہے کہ اس کے اوپر لعن طعن بھی موجود ہے۔ اس کے لئے شیعہ کہتے ہیں،

ما رأینا ولا سمعنا بمتشیع رجع عن تشیعه إلی النصب، إلا أحمد بن هلال۔ (معجم رجال الحدیث جلد۲، صفحہ ۳۵۸، ذکر احمد بن ھلال)

ہم نے نہ کبھی دیکھا اور نہ سنا کہ کوئی شیعہ مذہب سے پھر کر ناصبی بن گیا سوائے احمد بن ہلال کے۔

اس ناصبی سے کتب شیعہ میں ۶۰ روایتیں مروی ہیں۔

وقع بعنوان أحمد بن هلال في إسناد كثير من الروايات، تبلغ ستين موردا ۔(معجم رجال الحدیث جلد۲، صفحہ ۳۵۹) احمد بن ہلال ساٹھ راویتوں میں موجود ہے۔

اس احمد بن ہلال کی روایات تہذیب الاحکام ج ۳، ص ۱۳۲، ۱۳۱، باب احکام الجماعۃ واقل الجماعۃ اور الاستبصار جلد ا صفحہ ۲۹۲ حدیث ۱۶۶۴، ۱۶۶۵ پر موجود ہیں۔

اس ناصبی اور دشمن اہل بیت راوی کی وکالت کرتے ہوئے ابوالقاسم الخوئی نے لکھا ہے کہ:

أقول: لا ينبغي الاشكال في فساد الرجل من جهة عقيدته۔

(معجم رجال جلد۲ صفحہ ۳۵۸)

راوی کے فاسد العقیدہ ہونے کی وجہ سے اشکال وارد کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں۔

مزید لکھتا ہے کہ:

إذ لا أثر لفساد العقيدة، أو العمل، في سقوط الرواية عن الحجية، بعد وثاقة الراوي۔(معجم رجال الحدیث صفحہ ۳۵۸)

فساد عقیدہ اور فساد عمل کا روایت کو درجہ صحت سے ساقط کرنے میں کوئی دخل نہیں جبکہ راوی کی وثاقت ثابت ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ:

''خذوا الحكمة ولو من المشركين'' (بحارالانوار، جلد ا صفحہ ۲۶۹)

حکمت حاصل کرو اگر چہ وہ تمہیں مشرکوں سے حاصل ہو۔

قال المسيح عليه السلام: معشر الحواريين لم يضركم من نتن القطران إذا أصابتكم سراجه، خذوا العلم ممن عنده ولا تنظروا إلى عمله ۔ (بحارالانوار، جلد ا صفحہ ۲۶۹)

اے میرے حواریوں تمہیں قطران کی بدبو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی جبکہ تمہیں اس کی روشنی حاصل ہو رہی ہو جس کے پاس بھی علم ہے حاصل کرو اس کے عمل کو نہ دیکھو۔

ان حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ شیعہ مذہب میں فاسد العقیدہ راویوں کی روایت حجت ہے اور کتب شیعہ خارجی ناصبی راویوں سے بھری پڑی ہیں اگر عمران بن حطان کی ایک روایت کی وجہ سے صحیح بخاری شریف قابل اعتراض ہے تو پھر احمد بن ہلال کی ساٹھ روایتوں کی وجہ سے ساٹھ مرتبہ بطریق اولیٰ تہذیب الاحکام اور الاستبصار لائق مذمت اور قابل ملامت ہونی چاہیے۔ اس وقت نجفی کی حالت یہ ہے کہ،

گھر میں نہیں دانے اماں جی گئی بھنانے

دشمن آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم شیعہ مذہب کا راوی ہے

اعتراض

دشمن علی، حریز بن عثمان بھی احادیث اہل سنت کا راوی ہے۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۶۵)

الجواب

حریز بن عثمان سے بخاری شریف میں صرف دو روایتیں مروی ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

لیس به عند البخاری سوی حدیثین۔ (مقدمہ فتح الباری جلد ا صفحہ ۳۹۳)

بخاری شریف میں حریز بن عثمان کی صرف دو حدیثیں ہیں۔

حریز بن عثمان کی وجہ سے بخاری شریف پر طعن کرنا شیعوں کو زیب دیتا ہی نہیں کیونکہ خود ان کے راوی دشمنانِ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

شیعہ مذہب کا راوی اور شیعہ محدث شیخ صدوق کا ارشاد

ابونصر احمد بن الحسین بن احمد بن عبید النیشاپوری المروانی مشہور ناصبی تھا اس کی روایات شیعہ کتب میں موجود ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

﴿۱﴾ علل الشرائع جلد ا صفحہ ۲۰۰ باب ۱۱۶، العلة التی من اجلها سمی الاکرمون علی الله تعالیٰ محمداً

﴿۲﴾ عیون اخبار رضا جلد ا صفحہ ۳۱۷ باب ذکر ما ظهر للناس فی وقتنا من برکة هذا المشهد۔

﴿۳﴾ معانی الاخبار جلد ا صفحہ ۷۵ باب معانی اسماء محمد وعلی وفاطمة والحسن والحسین۔

یہ ناصبی درود میں آل محمد کا ذکر کرنا ناپسند کرتا تھا۔ ملاحظہ فرمائیں:

شیخ عباس قمی نے لکھا ہے کہ:

احمد بن الحسين بن احمد الضبي النيسابوري الناصبي الذي ذكر اسمه في اسانيد كتاب عيون اخبار الرضا عليه السلام ونقل عن الصدوق انه قال في حقه : ما رأيت انصب منه وبلغ من نصبه انه كان يقول اللهم صلي علي محمد فردا ويمتنع من الصلاة علي آله

(الکنی والالقاب، جلد۲ صفحہ ۱۷۵، ذکر ابن الخباز الموصلی، معجم رجال الحدیث جلد ۱۷، صفحہ ۲۱۷، راوی ۱۱۲۲۱)

احمد بن حسین الضبی النیشاپوری ناصبی ہے اس کا نام عیون اخبار رضا کی اسانید میں واقع ہے اس کے لئے شیخ صدوق نے کہا ہے کہ اس سے بڑھ کر ناصبی میری آنکھوں نے نہیں دیکھا اس کی ناصبیت یہاں تک بڑھی ہوئی تھی کہ درود بھی صرف ''اللھم صلی علی محمد'' تک پڑھتا اور آل کا ذکر کرنے سے اسے سانپ سونگھتا تھا۔

جو آدمی درود میں بھی بغض اہل بیت کی وجہ سے آل کا ذکر نہ کرے وہ شیعہ مذہب کا راوی ہے ایسا ناصبی شیعہ مذہب کو مبارک ہو۔

راوی کے لئے کون سی عدالت معتبر ہے

ابوالقاسم الخوئی نے لکھا ہے کہ:

أن العدالة المعتبرة في الراوي أن يكون ثقة متحرزا في روايته عن الكذب، وإن كان مخالفا في الاعتقاد، فاسقا في العمل۔

(معجم رجال الحدیث ج ۷ ص ۱۰۹، ذکر حفص بن غیاث)

راوی میں یہ عدالت معتبر ہے کہ وہ ثقہ ہو روایت میں جھوٹ سے دور ہو اگرچہ اعتقادی طور پر وہ مخالف حق ہو یا عملی طور پر فاسق ہو، یعنی شیعہ کے نزدیک بدعقیدہ و فاسق کی

روایت مقبول ہے تو پھر کس طرح حریز بن عثمان کی وجہ سے بخاری شریف پر طعن کرنا روافض کو زیب دیتا ہے، بلکہ ذیشان حیدر جوادی یہاں تک لکھتا ہے کہ:

احادیث کے مشہور و معروف مجموعوں میں ایسے راویوں کا وجود پایا جاتا ہے جن کا مذہب مسلک اہل بیت سے الگ تھا اور وہ کسی نہ کسی بنیاد پر ان کتابوں میں شامل ہو گئے ہیں ممکن ہے کہ اس کا سبب یہ رہا ہو کہ یہ افراد فسادِ عقیدہ کے باوجود مؤلفین کی نظر میں معتبر ہو چکے ہوں کہ دنیا میں بے شمار ایسے افراد پائے جاتے ہیں جن کا عقیدہ فاسد ہوتا ہے لیکن صداقت بیان میں کسی بھی صاحب ایمان سے کم نہیں ہوتے بلکہ بعض اوقات اہل ایمان سے بھی آگے بڑھ جاتے ہیں۔

(علم رجال صفحہ ۱۸)

عبداللہ بن سالم کے متعلق بحث

عبداللہ بن سالم کے مجروح اور مطعون ہونے کی وجہ سے مذہب اہل سنت و جماعت پر کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ اس راوی پر اہل سنت و جماعت کی روایات کا مدار نہیں اور نہ ہم راویانِ حدیث کو معصوم تصور کرتے ہیں جو راوی مجروح و مطعون ہے تو اس کی روایت رد کر دی جائے گی اور جو راوی ثقہ و عادل ہے مع شرائط اس کی روایت قبول کر لی جائے گی یہی ہمارا اصولی مؤقف ہے نجفی کو چاہیے تھا کہ وہ اصولی مسائل پر بحث کرتا اس نے اصولی بحث کو چھوڑ کر غیر اصولی بحث شروع کر دی ہے ہم اس کو شیعہ مذہب کے راویوں کا آئینہ دکھاتے ہیں۔

کتاب الرجال میں ابن داؤد حلی نے ایسے شیعہ راویوں کا ذکر کیا ہے کہ جو باوجود فاسد العقیدہ ہونے کے عند الشیعہ ثقہ ہیں وہ لکھتا ہے کہ:

فصل فی ذکر جماعة قال النجاشی إنهم ثقات فی روایتهم مع أن مذاهبهم مضطربة غیر صحیحة ۔ (رجال حلی جلد ا صفحہ ۲۰۹)

اس جماعت کا ذکر جن کے لئے نجاشی نے کہا ہے کہ یہ روایت میں ثقہ ہیں باوجودیکہ ان کا مذہب مضطرب اور غیر صحیح ہے۔

پھر حلی نے ان راویوں کا ذکر کیا ہے:

(۱)احمد بن ابی بشیر ثقه واقفی (۲)أحمد بن الحسن بن إسماعیل ثقة واقفی (۳)أحمد بن محمد بن علی بن رباح السواق أبو الحسن ثقة واقفی (۴) أحمد بن محمد بن سعید بن عبدالرحمن الهمدانی جلیل ثقة زیدی جارودی (۵)إسحاق بن بشیر أبو حذیفة الکاهلی الخراسانی ثقة عامی (۶) الحسین بن أحمد بن المغیرة أبو عبد الله البوشنجی عراقی مضطرب المذهب ثقة فی روایته (۷)الحسن بن محمد بن سماعة أبو محمد الکندی الصیرفی فقیه من فقهاء الواقفة ثقة (۸)حمید بن زیاد بن حمادبن زیاد الدهقان واقفی ثقة (۹) عباد بن صهیب قال الکشی کان مرجئا وقال النجاشی کان ثقة (۱۰) علی بن محمد بن علی بن قیس بن سالم أبو الحسن الوساق کان ثقة فی الحدیث واقفیا (۱۱)محمد بن عبدالله بن غالب أبو عبد

الله الانصاری البزاز ثقة فی روایته علی مذهب الواقفة (۱۲)هارون بن مسلم بن سعدان الکاتب قال النجاشی ثقة وجه و کان له مذهب فی الجبر والتشبیه (۱۳)یحییٰ بن سالم الفراء قال النجاشی کوفی زیدی ثقة (۱۴) یحیی بن سعید القطان أبو زکریا قال النجاشی عامی ثقة (رجال ابن داؤد، صفحہ ۲۱۰)

یہ چودہ عدد شیعہ حدیث کے راوی ہیں، جن میں سے کسی پر واقفی کسی پر زیدی کسی پر جارودی وغیرہ کی جرح ہے، اس کے باوجود بھی یہ راوی عند الشیعہ ثقہ اور معتبر ہیں۔

واقفی شیعوں کا ایک فرقہ ہے جو امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کو امام مہدی تصور کرتا ہے ان کا خیال یہ ہے کہ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ ہی آخری امام ہیں۔

الواقفیه وهم الذین وقفوا علی مولینا الکاظم۔(مقباس الہدایہ صفحہ ۸۳)

جو ائمہ کو تسلیم کرتے ہوئے امام موسیٰ کاظم پر آ کر رک گئے وہ واقفی ہیں۔

امام رضا رضی اللہ عنہ سے واقفیوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

فانهم کفار مشرکون زنادقه۔(مقباس الہدایہ صفحہ ۸۳)

یہ لوگ کافر مشرک اور زندیق ہیں۔

مزید آپ نے فرمایا:

ویموتون زنادقه (مقباس الہدایہ صفحہ ۸۳) یہ زندیق کی موت مرتے ہیں۔

ان مات بها کانت جهنم ماواه وبئس المصیر۔(مقباس الہدایہ صفحہ ۸۳)

اگر یہ عقیدہ وقف کے ساتھ مر جائیں تو جہنم ان کا ٹھکانہ ہے۔

عن محمد بن علی الرضا ان الزیدیہ والواقفہ والنصاب عندہ بمنزلہ واحدہ ۔(مقباس الہدایہ صفحہ ۸۴)

امام محمد تقی نے فرمایا زیدی واقفی ناصبی ایک ہی تھالی کے بینگن ہیں۔

شیعہ مذہب کے یہ واقفی راوی زندیق، کافر، مشرک ہونے کے باوجود بھی عند الشیعہ ثقہ ہیں۔ نجفی نے اپنے مذہب کے کالے کرتوت چھپانے کے لئے مذہب اہل سنت پر اعتراض کیا ہے۔

عبداللہ بن سالم نے بقول نجفی ایک امام پر اعتراض کیا ہے جبکہ واقفیوں نے تو پانچ ائمہ کا انکار کیا ہے اگر ایک امام پر اعتراض کرنے کی وجہ سے راوی لائق گرفت ہے تو پانچ ائمہ کی امامت کو ٹھکرانے والے راوی تو بطریق اولیٰ لائق گرفت ہونے چاہئیں، پھر کیوں شیعہ علما نے ان راویوں کی وکالت کے پل باندھے ہیں اور انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ لگتا ہے کہ نجفی نے اپنے مذہب کی کتابیں نہیں پڑھیں اور شاید نجف کے مدارس میں علم کی باتیں کم اور جہالت کی باتیں زیادہ بتائی جاتی ہیں اس لئے تو ایسے جاہل نجفی وہاں سے فارغ ہو کر آتے ہیں جنہیں خود شیعہ مذہب کے اصول وعقائد کا کچھ نہیں پتا ہوتا۔

عمر بن سعد کے متعلق بحث

اعتراض

امام حسین کا قاتل عمر بن سعد بھی احادیث اہل سنت کا راوی ہے۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۶۱)

الجواب

یہ خود شیعہ مذہب کا راوی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: "معجم رجال الحدیث جلد ۱۳ صفحہ ۳۸،

راوی ۸۷۴۴ ذکر عمر بن سعد"

شیعہ مذہب کے مشہور محدث ابن بابویہ کی کتاب عیون الجواھر کی ایک سند میں عمر بن سعد واقع ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

حدثنی محمد بن علی بن ماجیلویه قال حدثنی محمد بن ابی القاسم عن محمد بن علی القرشی عن نصر بن مزاحم المنقری عن عمر بن سعد عن یوسف بن یزید الخ۔

اس کی وضاحت کرتے ہوئے ابن طاؤس نے لکھا ہے کہ:

اس عمر سے مراد "عمر بن سعد بن ابی وقاص ہے" (الفرج المھموم جلد ا صفحہ ۴۸)

کتب اہل سنت میں عمر بن سعد پر جرح

حضرت یحییٰ بن معین ارشاد فرماتے ہیں کہ:

ابن زهیر: سألت ابن معین أعمر بن سعد ثقة ؟ فقال : کیف یکون من قتل الحسین ثقة۔ (میزان الاعتدال، صفحہ ۱۹۹، تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۳۹۶، تاریخ ابن عساکر ج ۴۵، ص ۳۵۵، تہذیب الکمال ص ۳۵۷، ج ۲۱)

ابن زہیر کہتا ہے کہ میں نے حضرت یحییٰ بن معین سے عمر ابن سعد کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا جس نے امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا ہو وہ کیسے ثقہ ہو سکتا ہے۔

اعتراض

میرک نے کہا ہے امام اہل سنت امام نسائی نے اپنی کسی کتاب میں عمر بن سعد کے طریق سے روایت کی ہے۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۶۲)

الجواب

یہ عمر بن سعد نہیں بلکہ عمرو بن سعد ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

قال میرك ورواه النسائی فی الیوم واللیلة من طریق عمرو بن سعد بن أبی وقاص یرفعه۔ (مرقات جلد ۵ صفحہ ۴۸۹)

میرک نے کہا کہ امام نسائی نے یہ روایت اپنی کتاب عمل الیوم واللیلۃ میں عمرو بن سعد بن ابی وقاص کی سند کے ساتھ مرفوعاً بیان کی ہے۔

یعنی امام نسائی کی سند میں واقع ہونے والا راوی عمرو بن سعد ہے نہ کہ عمر بن سعد۔ جیسا کہ نجفی نے غلط گمان کیا ہے۔ آگے ابن معین کا مروی قول عمر بن سعد کے بارے میں ہے نہ کہ عمرو بن سعد کے بارے میں یہ صاحب مرقات سے یا علامہ میرک سے سہو ہوا ہے۔

شمر اس قابل نہیں کہ اس سے روایت لی جائے

اعتراض

میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۲۸ میں شمر کمینہ بھی اہل سنت کے راویوں کی فہرست میں آیا ہے۔

الجواب

ہمارے محدثین نے تو شمر کی تردید کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

لیس باھل للروایه۔ (میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۲۸۰) شمر روایت کا اہل نہیں۔

نجفی نے عوام کو دھوکا دینے کے لئے اصل حقیقت کو دبیز پردوں میں چھپانے کی

ناکام کوشش کی ہے۔ میزان الاعتدال میں تو صاف مرقوم ہے کہ یہ اِس لائق نہیں کہ اس سے روایت کی جائے۔ اس کے باوجود نجفی کا لوگوں کو اس طرح دھوکہ دینا کہ شاید اہل سنت و جماعت کے نزدیک شمر معتمد و معتبر راوی ہے بے حیائی نہیں تو اور کیا ہے۔

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

لیس باھل للروایہ۔ (لسان المیزان، ج ا ص ۴۸۱) شمر روایت کا اہل نہیں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے خواب پر اعتراض

اعتراض

اہل سنت کی معتبر کتاب فتاویٰ عزیزی صفحہ ۸۸ مؤلف شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے خواب میں امیر المؤمنین علی کی زیارت کی اور عرض کی کہ مذہب فقہا میں سے شافعی، مالکی اور حنبلی میں کون سا مذہب جنابِ عالی کو پسند ہے ارشاد فرمایا کہ کوئی مذہب ہم کو پسند نہیں ہے یا یہ فرمایا کہ ہمارے طریقہ پر نہیں ہے لوگوں نے افراط و تفریط کو راہ دی ہے۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۶۲)

الجواب

اس خواب کو سمجھنے میں نجفی نے جہالت سے کام لیا ہے ورنہ شاہ صاحب نے خود اپنے خواب کی وضاحت کر دی ہے۔ جسے نجفی شیر مادر کی طرح ہضم کر گیا ہے۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

اس خواب میں کوئی ایسی بات نہیں جو شیعوں کے لئے خوشی کا باعث ہو بلکہ ظاہر ہے کہ اس خواب میں حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی توجہ اور نوازش میرے حال پر

ہوئی اور شرف خطاب سے خاص صرف مجھ کو مشرف فرمایا اور بیعت سے سرفراز فرمایا اور شغل نماز و تلاوت قرآن حکیم کی مجھ کو تعلیم دی تو مناسب ہے کہ شیعہ یہ سن کر غم میں اپنا جامہ پھاڑیں اور اگر شیعہ بعض الفاظ کو مجملہ عبارت خواب کے اپنے گمان باطل میں موافق اپنے مطلب کے سمجھیں اور باقی امور سے روگردانی اور چشم پوشی کریں تو عقلاء کے نزدیک اس کی مثال یہ ہوگی کہ کوئی شخص یایھا الذین امنوا لاتقربوا الصلوۃ سے ثابت کردے کہ نماز نہ پڑھنی چاہیے اور وانتم سکری سے روگردانی اور چشم پوشی کرے۔

مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ: اس خواب سے یہ کہاں لازم آتا ہے مذاہب ائمہ اربعہ باطل ہیں۔ (فتاویٰ عزیزی صفحہ ۱۱۷،۱۱۶ اردو)

شاہ صاحب نے خود وضاحت کردی کہ جو میرے خواب سے یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے جس طرح نجفی نے کیا ہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی قرآنِ حکیم کی آیت سے استدلال کرکے کہے نماز کے قریب نہ جاؤ اور دوسرے حصے کو چھوڑ دے جس میں وضاحت ہے کہ درآں حالیکہ تم نشے میں ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ نجفی نے ادھورا حوالہ پیش کیا ہے جس کا حقیقت حال سے کوئی تعلق نہیں۔

خواب کا علماء اہل سنت کے نزدیک حکم

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

لا یجوز اثبات حکم شرعی به لأن حالة النوم لیست حالة ضبط۔

(نووی شرح مسلم، جلد ۱ صفحہ ۱۱۵)

خواب سے شرعی حکم ثابت کرنا جائز نہیں کیونکہ حالت نیند حالت ضبط نہیں۔

حوالہ: فنقلوا الاتفاق علی أنه لا یغیر بسبب ما یراه النائم ما تقرر فی الشرع۔ (نووی شرح صحیح مسلم، جلد ا صفحہ ۱۱۵)

اس پر ہمارے علما کا اتفاق منقول ہے کہ نیند میں خواب دیکھنے والے کے خواب کی وجہ سے شرع میں ثابت شدہ حکم متغیر نہ ہوگا۔

خواب کا شیعہ مذہب میں حکم

حوالہ: اعلم أن النائم غیر کامل العقل، لان النوم ضرب من السهو، و السهو ینفی العلوم، ولهذا یعتقد النائم الاعتقادات الباطلة لنقصان عقله وفقدان علومه ۔ (بحار الانوار جلد ۵۸، صفحہ ۲۱۱)

نائم غیر کامل العقل ہوتا ہے کیونکہ نیند ایک طرح سہو کی قسم ہے اور سہو علوم کی نفی کرتی ہے اس لئے خواب دیکھنے والا نقصانِ عقل اور فقدانِ علم کی وجہ سے اعتقاداتِ باطلہ کا معتقد ہو جاتا ہے۔

اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ شیعوں کے نزدیک بھی خواب شرعی حجت نہیں لہٰذا نجفی نے خواب کا ذکر کر کے کتب شیعہ سے عدم واقفیت کا ثبوت دیا ہے۔

رافضیوں کا خواب

حوالہ: روضات الجنات کے حوالہ سے لکھا ہے کہ:

علامہ حسن بن یوسف حلی کے انتقال کے بعد بعض صالح لوگوں نے خواب میں

دیکھا اگر میں نے کتاب الفین اور زیارت حسین نہ لکھی ہوتی تو میرے فتوے نے مجھے تباہ کر دیا ہوتا۔ اس خواب کو محمد بن حسن کے علاوہ علامہ حلی کے فرزند کے حال میں بھی لکھا ہے، اور اس میں ہے کہ: اے فرزند اگر کتاب الفین اور زیارت حسین نہ ہوتی تو ہلاک کرتے فتاویٰ مجھ کو بس وائے ہے قاضیوں اور فتویٰ دینے والوں پر۔ (روضات الجنات ج ۶ ص ۳۳۳ ذکر محمد بن حسن)

اس خواب سے ظاہر ہے کہ شیعہ مذہب کے فتاویٰ باعث ہلاکت ہیں۔

علامہ زمخشری معتزلی کے اشعار

اعتراض

اہل سنت کے چاروں فقہ کی مذمت امام اہل سنت محمود بن عمر الزمخشری کی زبانی ملاحظہ ہو۔ (تحفہ حنفیہ، صفحہ ۶۵)

الجواب

یہ علامہ زمخشری معتزلی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

حوالہ: علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

ومحمود الزمخشری المعتزلی ۔ (سیر اعلام النبلاء، جلد ۱۹ صفحہ ۱۴۷ ابن البطر)

حوالہ: حافظ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

داعیۃ الی الاعتزال۔ (لسان المیزان جلد ۶ صفحہ ۴) زمخشری اعتزال کا داعی تھا۔

حوالہ: وكان الزمخشري المذكور معتزلي الاعتقاد متظاهراً به حتى نقل عنه أنه كان إذا قصد صاحباً له واستأذن عليه في الدخول يقول لمن يأخذ له الإذن: قل له أبو القاسم المعتزلي بالباب. وأول ما صنف كتاب "الكشاف" كتب استفتاح الخطبة "الحمد لله الذي خلق القرآن" فيقال إنه قيل له: متى تركته على هذه الهيئة هجره الناس ولا يرغب أحد فيه فغيره بقوله "الحمد لله الذي جعل القرآن" وجعل عندهم بمعنى خلق، والبحث في ذلك يطول ورأيت في كثير من النسخ "الحمد لله الذي أنزل القرآن" و هذا إصلاح الناس لا إصلاح المصنف۔

(وفیات الاعیان، جلد ۵ صفحہ ۱۶۸، تذکرۃ ۷۱۱، الزمخشری صاحب الکشاف)

یہ زمخشری معتزلی تھا اور وہ اس کا سرعام اظہار کرتا تھا یہاں تک اس کے بارے میں منقول ہے کہ جب یہ اپنے کسی دوست سے ملنے جاتا اور اس سے اندر جانے کا اذن طلب کرتا اور جب اس کے بارے میں پوچھا جاتا کہ اذن لینے والا کون ہے تو یہ دربان سے کہتا کہ کہو ابوالقاسم المعتزلی دروازے پر کھڑا ہے۔ اس کی پہلی تصنیف کتاب الکشاف ہے اس نے استفتاحیہ خطبہ میں لکھا تھا کہ حمد ہے اس پروردگار کے لئے جس نے قرآن حکیم کو خلق فرمایا۔ زمخشری کو کہا گیا کہ اگر تو نے خطبہ کو اسی حال میں چھوڑا تو لوگ تیری تفسیر کو چھوڑ دیں گے اور کوئی بھی اس کے پڑھنے کی طرف راغب نہ

ہوگا پھر اس نے خطبہ کو اس طرح تبدیل کیا ''الحمد لله الذی جعل القرآن '' اور ''جعل'' بھی معتزلہ کے نزدیک خلق کے معنی میں ہے۔ اس بارے میں بحث طول طلب ہے۔ میں نے اکثر نسخوں میں دیکھا ہے کہ ''الحمد لله الذی انزل القران'' لکھا ہوا ہے یہ لوگوں کی اصلاح ہے مصنف کی نہیں۔

حوالہ: حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

شیخ العربیہ والاعتزال ۔ (تذکرۃ الحفاظ جلد۴، صفحہ ۱۸۸، تذکرۃ الانماطی حافظ العالم ابوالبرکات عبدالوہاب)

علما و محدثین اہل سنت نے زمخشری کا سخت تعاقب کیا ہے۔ زمخشری کے تعاقب میں کچھ اشعار بھی کہے گئے ہیں۔ علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ان اشعار کو طبقات الشافعیہ میں نقل کیا ہے۔ ان اشعار میں سے ایک شعر یہ ہے کہ:

لم تعرف الفقه الجلي فيكف بالتوحيد　　في تدقيقه أن تعرفه

تم فقہ کے مشہور و معروف مسائل سے بھی آگاہ نہیں پھر توحید کے نازک مسائل کی تحقیق و تدقیق میں تمہارا کیا حال ہوگا۔ (طبقات الشافعیہ جلد۴ صفحہ ۵۱)

علامہ سبکی، زمخشری کے اشعار پر تنقید کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ:

حوالہ: هم أمة تركوا الهداية وامتطوا مطرق الضلالة والهوى متعسفه ، ركبوا بحار عماية وغواية ، غرقت مراكبهم بريح معصفه

یہ معتزلہ کا گروہ ایسا ہے کہ جنہوں نے ہدایت کی راہ کو چھوڑ دیا اور گمراہی کے راستے پر

چل پڑے ہیں۔ سخت گمراہی اور اندھیرے کے سمندر میں سوار ہوئے، تیز آندھی اور طوفانوں کی وجہ سے ان کے سفینے غرق ہو گئے۔

مزید آپ فرماتے ہیں:

أقولهم ألفاظ زور مالها معنى وصوت كالطبول مجوفه۔

(طبقات الشافعیہ جلد ۴ صفحہ ۵۲، تذکرۃ احمد بن الحسن ابی بردی)

ان کے الفاظ جھوٹے ہیں جن کے کوئی معنی نہیں اور اس طبل کے مانند ہیں جو اندر سے خالی ہو۔

خلاصۂ کلام: زمخشری معتزلی تھا اس کے اشعار سے حجت قائم کرنا درست نہیں ہمارے علما اہل سنت نے خود زمخشری کا زبردست تعاقب کیا ہے جس طرح نجفی نے معتزلی کا حوالہ بطورِ حجت پیش کیا ہے تو پھر اس طرح ہمیں بھی حق ہوگا کہ ہم کتب شیعہ سے واقفی، کیسانی، نصیری، اسماعیلی شیعوں کے حوالے پیش کر کے حجت قائم کریں۔

اگر یہ بات نجفی اور اس کی ذریت کو قبول ہے تو ملاحظہ فرمائیں:

نوبختی نے فرق الشیعہ میں شیعوں کے ایک فرقہ کا ذکر کیا ہے وہ ماں، بہن بیٹی سے نکاح کو جائز سمجھتے ہیں۔

وكان حمزة بن عمارة نكح ابنته وأحل جميع المحارم وقال من عرف الإمام فليصنع ما شاء فلا إثم عليه ۔ (فرق الشیعہ صفحہ ۲۸)

حمزہ بن عمارہ نے اپنی بیٹی سے نکاح کر لیا تھا اور جمیع محارم سے نکاح کے جواز کا قائل

تھا اس کا کہنا تھا کہ جس نے امام کی معرفت حاصل کر لی اب وہ جو چاہے کرے اس پر کوئی گناہ نہیں۔

اس طرح کا گندا عقیدہ رکھنے والا حمزہ بن عمارہ، نجفی کو مبارک ہو۔ نوبختی نے فرق الشیعہ میں شیعہ فرقوں پر تفصیلی گفتگو کی ہے، جس میں شیعیت کی خوب مٹی پلید کی گئی ہے۔

اعتراض

نجفی نے بحوالہ ابن تیمیہ حضرت امام احمد بن حنبل کا قول نقل کیا ہے کہ تین چیزوں کی کوئی اصل نہیں، تفسیر، ملاحم اور مغازی۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۶۷)

الجواب

نجفی نے حسب عادت یہاں مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے۔ تذکرۃ الموضوعات میں اسی صفحہ پر اس عبارت کی وضاحت موجود ہے ملاحظہ فرمائیں:

حوالہ: قال الخطیب هذا محمول علی کتب مخصوصة فی هذه المعانی الثلاثة غیر معتمد علیها لعدم عدالة ناقلها۔

(تذکرۃ الموضوعات، جلد ا صفحہ ۵۹۸)

(المقاصد الحسنہ جلد ا، الدرر المنتثرہ فی الاحادیث المشتہرہ جلد ا ص ۲۴، اسنی المطالب فی احادیث مختلف المراتب جلد ا صفحہ ۳۳۱، اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث المشہورۃ للزرکشی، جلد ا صفحہ ۲۴)

خطیب نے کہا ہے کہ امام احمد بن حنبل کا یہ قول ان تین علوم پر لکھی گئی مخصوص کتابوں کے بارے میں ہے کہ یہ کتابیں غیر معتمد ہیں، کیونکہ ان کے ناقلین عادل نہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہ ہے تفسیر و مغازی کے بارے میں لکھی گئی بعض کتابوں کی اصل نہیں کیونکہ کافی روایات جھوٹی اور من گھڑت ہیں۔

تفسیر و مغازی کی روایات ہوں یا حدیث و تاریخ کی ان سب کے بارے میں ہمارا موقف یہی ہے کہ جو روایت ائمہ و محدثین کے اصول کے مطابق صحیح ہوگی اسے قبول کرلیا جائے گا اور جو جھوٹی ہوگی اسے رد کردیا جائے گا لیکن اگر شیعوں کو اپنی تفاسیر پر ناز ہے تو ہم ان کو ابھی نمونہ دکھاتے ہیں۔ قرآن حکیم میں سورۂ البقرہ میں مچھر کا لفظ آیا ہے۔ شیعہ مفسرین نے لکھا ہے کہ (معاذ اللہ) اس سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ذات مراد ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

عن ابی عبداللہ علیہ السلام ان ھذا المثل ضربہ اللہ لامیر المؤمنین علیہ السلام فالبعوضۃ امیر المؤمنین علیہ السلام۔

(تفسیر القمی، جلد ا صفحہ ۲۵، تفسیر البرہان، جلد ا صفحہ ۲۱۹)

امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ مثال حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے بیان فرمائی ہے یہاں پر مچھر سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی ہے۔

شیعہ جھوٹ بولنے میں حریص ہیں

شیعہ مذہب کی مشہور و معروف کتاب مجاہد اعظم صفحہ ۱۰ پر مرقوم ہے کہ:

"ہندوستان سے تعلق رکھنے والے ایک عالم دین مولوی سید محمد مرتضیٰ جونپوری نے محدث نوری سے بارہا وہاں (برصغیر) کے ذاکروں اور خطیبوں کی شکایت کی تھی کہ وہ جھوٹ بولنے میں حریص ہیں اور سے ہاکہ ہر جھوٹ

اور جعلی روایات نشر کرنے پر مصر ہیں بلکہ اسے جائز اور مباح سمجھتے ہیں۔"

(مجاہد اعظم صفحہ ۱۰، تالیف محقق شاکر حسین امروہوی)

تاریخ کے متعلق شیعوں کا نظریہ

لہٰذا تاریخ سے متعلق کتب ضد و نقیض سے بھری ہوئی نظر آتی ہیں۔ (مجاہد اعظم صفحہ ۲۱)

نجفی نے اعتراض کیا ہے کہ سنی ایک صحیح تفسیر بھی نہ لکھ سکے۔ قرآن حکیم کی تفسیر لکھنا انتہائی مشکل کام ہے اس کے بعد یہ دعویٰ کرنا یہ اول تا آخر صحیح ہے یہ اس سے بڑھ کر مشکل ہے شیعوں نے جو صحیح تفسیر لکھی تھی اس کا نمونہ تو آپ لوگوں کے سامنے ہے ویسے شیعہ تو کربلا کا بھی صحیح واقعہ رقم نہیں کر سکتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

لیکن اس قدر افسوس اور تعجب کا مقام ہے، اس عدیم المثال سلسلہ مصائب اور تمام شہادتوں کے سرتاج شہادت کے سارے واقعات ابتدا سے انتہا تک اس قدر مختلف و متضاد ہیں اور ان میں رطب و یابس کا اس قدر ہجوم نظر آتا ہے کہ ایک جویائے تحقیق کا دماغ اس کے تصور سے ہی چکرانے لگتا ہے۔ (مجاہد اعظم صفحہ ۴۱)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراضات اور ان کا جواب

اعتراض

اہل سنت کی معتبر کتاب احیاء العلوم لغزالی، استقصاء ص ۱۰۳۰، ان احمد بن حنبل ینکر علی مالك تصنیفه الموطا ویقول لا تبدء مالم یفعله الصحابه۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۶۹)

الجواب

﴿۱﴾ یہ قول احیاء العلوم میں سند کے ساتھ مرقوم نہیں یعنی بلا سند لکھا ہوا ہے علاوہ ازیں احیاء العلوم کے علاوہ کسی کتاب میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول مروی نہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سہو پر مبنی ہے۔

﴿۲﴾ ہم امام احمد بن حنبل کو امام معصوم تصور نہیں کرتے وہ مجتہد تھے اور قولِ مجتہد میں بہر حال خطا وصواب کا امکان موجود ہے۔

﴿۳﴾ اگر لاتبدع والے قول سے امام مالک رضی اللہ عنہ پر اعتراض وارد ہوتا ہے تو پھر کتب شیعہ میں اس طرح کا قول شیعہ کے ان روایوں کے لئے موجود ہے جن پر شیعیت کی چکی گھومتی ہے اور وہ بھی شیعوں کے امام معصوم کی طرف سے جس میں عند الشیعہ خطا کا بھی امکان نہیں۔

قال، قال لی أبوعبدالله علیه السلام: ایت زرارة وبریدا فقل لهما ماهذه البدعة التی ابتدعتماها ؟ اما علمتما أن رسول الله صلی الله علیه وآله قال: کل بدعة ضلالة۔ (رجال الکشی ص۱۱۲، برید بن معاویہ)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ زرارہ اور برید کو بلا کر لاؤ اور ان سے کہو کہ تم نے یہ کیا بدعت اختیار کر رکھی ہے کیا تم نہیں جانتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

یہ دونوں شیعہ مذہب کے وہ سپوت ہیں جن پر شیعیت کی چکی گھومتی ہے۔ یہ بدعتی تھے

۔ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے کہ، یہ دونوں القول بالا ستطاعۃ کی بدعت میں مبتلا تھے۔
حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

کان بدعتهما فی القول بالاستطاعة۔(بحار الانوار، جلد۲ صفحہ ۳۱۰) ان دونوں کی بدعت القول بالا ستطاعۃ والی تھی۔

بقول شیعہ القول بالا ستطاعۃ معتزلہ کا مذہب ہے جس کا مطلب ہے کہ:

وهو استناد الفعل الی قدرة العبد واستطاعة من غیر ان یکون سبحانه تعالٰی فیه صنع،

بندے کی استطاعت اور قدرت کی طرف فعل کا انتساب کرنا جس میں کسی طرح قدرت حق تعالیٰ کا کوئی دخل نہیں۔

بہر حال یہ تو ایک اصولی مسئلہ ہے ہمارا کیا زرارہ اور برید کسی بھی بدعت میں مبتلا ہوں یہ تو شیعہ جانیں اور ان کا مذہب بہر حال ہمیں تو یہ ثابت کرنا ہے کہ امام جعفر صادق ؓ نے ان دونوں راویوں کو جن پر شیعہ احادیث کا معیار ہے بدعتی کہا ہے۔ اور ملا باقر مجلسی نے ان کی بدعت پر مہر ثبت کی ہے، اگر نجفی میں تھوڑی بھی علمی قابلیت ہوتی تو وہ ہرگز اس طرح کے لایعنی اعتراض کرنے کی جرأت نہ کرتا۔

اعتراض

ابن تیمیہ ناصبی نقل کرتا ہے کہ یہ مالک ناصبی امیر المؤمنین علی بن ابی طالب سے عثمان کو افضل جانتا تھا اور کہتا تھا کہ جس کی حکومت میں مسلمانوں میں خانہ جنگی ہوئی میں اس کو مانند اس

شخص کے نہیں سمجھتا جس کی حکومت میں یہ جنگیں نہیں ہوئی اور امام شافعی وغیرہ نے کہا کہ اس فتویٰ کی وجہ سے ایک ہاشمی والیٔ مدینہ نے امام مالک کی خوب پٹائی کی تھی۔ (تحفہ حنفیہ ص ۶۹)

الجواب

امام مالک رحمہ اللہ کو زدوکوب کئے جانے کے متعلق ابن تیمیہ کی نقل شدہ حکایت درست نہیں بلکہ اصل وجہ یہ تھی کہ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے حضرت محمد بن عبداللہ بن حسن المثنی بن الحسن بن علی رضی اللہ عنہم کے حقوق کے لئے کوشش کر رہے تھے۔ حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

حوالہ: "كان مالك وأبو حنيفة رحمهما الله يحتجان إليه"۔

(تاریخ ابن خلدون، جلد ۳ صفحہ ۱۹۰)

امام مالک اور ابوحنیفہ رحمہما اللہ ان کے حقوق کے لئے کوششیں کر رہے تھے۔

حوالہ: مزید آپ ارشاد فرماتے ہیں:

وكان أبو حنيفة يقول بفضله ويحتج إلى حقه فتأدت اليهما المحنة بسبب ذلك ايام أبي جعفر المنصور حتى ضرب مالك على الفتيا في طلاق المكرة وحبس أبو حنيفة على القضاء۔ (تاریخ ابن خلدون جلد ۳ صفحہ ۱۹۰)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان کی فضیلت کے قائل اور ان کے حق کے لئے کوشش کر رہے تھے یہی وجہ ہے امام مالک اور امام ابوحنیفہ کو ان کی وجہ سے ابوجعفر منصور کے ایام میں مشقتیں برداشت کرنا پڑیں یہاں تک طلاق المکرہ کے فتویٰ کا بہانہ بنا کر آپ کو زدوکوب کیا گیا اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو عہدہ قضاء کی وجہ سے قید و بند میں محبوس کیا گیا۔

حوالہ:أن الامامين مالكا وأبا حنيفة كانا يريان إمامة النفس الزكية أصح من إمامة المنصور، وعرف المنصور ذلك عنهما فأذاهما :ضرب مالكا على الفتيا فى طلاق المكره وحبس أبا حنيفة على القضاء۔

(حاشیہ کتاب الاعلام للزرکلی، جلد ۶ صفحہ ۲۲۰، تذکرۃ ابن السفاح)

امام مالک اور امام ابوحنیفہ نفس زکیہ کی امامت منصور کی امامت کے بنسبت زیادہ صحیح سمجھتے تھے منصور عباسی کو اس معاملہ کا پتا چل گیا تو اس نے ان دونوں اماموں کو اذیتیں دیں امام مالک کو طلاق المکرہ کے فتویٰ کا بہانہ بنا کر زدوکوب کیا گیا اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو عہدہ قضا کی وجہ سے محبوس کیا گیا۔

مراۃ الجنان جلد ا صفحہ ۱۷۱ میں بھی امام مالک کے زدوکوب کئے جانے کی وجہ ابوجعفر عباسی کی مخالفت ہے۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی گواہی

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

یامالك انی احبك۔ اے مالک میں تم سے محبت کرتا ہوں۔

(بحار الانوار ج ۴۷، ص ۱۶)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ طوسی نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: (رجال الطوسی صفحہ ۳۰۸، تذکرۃ اصحاب صادق)

بقول شیعہ امام مالک سے امام جعفر صادق محبت کرتے تھے اور شیخ طوسی نے ان کو

اصحاب جعفر صادق میں شمار کیا ہے ان کے حق میں نجفی کا طعن کرنا خود مذہب شیعہ سے بغاوت کی دلیل ہے۔

اعتراض

ابن تیمیہ ناصبی اپنے خرافات میں نقل کرتا ہے کہ عائشہ اور معاویہ کی بغاوت کے بعد ان سے امام علی مرتضیٰ کا جنگ کرنا ایک فتنہ تھا اور جس نے اس جنگ میں شرکت نہیں کی شرکت کرنے والے سے بہتر تھا۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۷۰)

الجواب

نجفی نے یہاں بھی حسب دستور مغالطہ دینے کی ناکام کوشش کی ہے اس عبارت کا مقصد یہ نہیں کہ حضرت علی ؓ کا جنگ کرنا فتنہ تھا بلکہ اس عبارت کا مقصد ہے کہ دور صحابہ میں مسلمانوں کی آپس میں لڑائیاں ایک ابتلا و آزمائش تھیں عربی زبان میں فتنہ، ابتلا و آزمائش کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جس طرح قرآن حکیم میں ہے۔ ورنہ تو یہ لفظ خود کتب شیعہ میں بھی مرقوم ہے۔

ملا باقر مجلسی لکھتا ہے: ''فتنه النهروان'' (بحار الانوار، جلد ۱۰ صفحہ ۳۹۰)

اسی طرح شیخ صدوق نے کتاب الاختصاص میں لکھا ہے کہ: ''فتنه النهروان'' (کتاب الاختصاص صفحہ ۳۵)

کیا یہاں بھی نجفی فتنہ نہروان سے یہ مراد لے گا کہ خارجیوں کی بغاوت کے بعد حضرت علی ؓ کا ان سے جنگ کرنا ایک فتنہ تھا؟

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

اعتراض

بقول امام اہل سنت خطیب کے بعض علما نے مالک صاحب موطا کی اس کے خوب مذمت کی کہ مالک نے کچھ دیانتدار لوگوں کے بارے میں زبان درازی کی تھی۔ (تحفہ ۷۲)

الجواب

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس اعتراض کا جواب دیا ہے کہ:

حوالہ: قلت كلا ما عنيهم الا وهم عنده بخلاف ذلك وهو مثاب على ذلك وان اخطاء اجتهاده رحمة الله عليه (سیر اعلام النبلاء ج ۷ ص ۳۸)

میں کہتا ہوں کہ امام مالک نے کسی کو یونہی مطعون نہیں کیا، بلکہ وہ راوی ان کے نزدیک ایسے ہی تھے جیسا انہوں نے گمان کیا اگر رواۃ پر کلام کرنے کے سلسلے میں ان سے کوئی خطا اجتہادی ہوئی ہے تو بھی وہ ماجور ہیں۔ (کیونکہ آپ مجتہد تھے)

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بعض راویان حدیث پر کلام کیا وہ راویان حدیث کچھ محدثین کے نزدیک صدق و دیانت کے ساتھ موصوف تھے اس وجہ سے انہوں نے امام مالک پر تنقید کی۔ یہ علم الرجال کا معاملہ ہے ہر محدث اپنی تحقیق کے مطابق راویان حدیث کے لئے اپنا ایک نکتہ نظر رکھتا ہے۔ اسی طرح خود شیعہ رجال میں بھی ہے کوئی شیعہ محدث کسی شیعہ راوی کو ثقہ کہہ رہا ہے تو کوئی انہیں ملحد اور زندیق قرار دے رہا ہے۔ پھر کیا انہیں بھی شیعہ مورد الزام قرار دیں گے؟

اعتراض

امام شافعی فرماتے ہیں کہ صاحب مؤطا امام مالک کی دوغلی پالیسی تھی جب ان کو عکرمہ کے قول کی ضرورت ہوتی تو عکرمہ کو ذکر کرتے تھے اور عدم ضرورت کے وقت اس کو ترک کرتے تھے اور مالک کی طرف اگر یہ نسبت درست ہے تو یہ بات مالک کی اپنی روایت اور دیانت میں بہت بڑا عیب ہے اور جب مالک کا یہ حال تھا تو امام شافعی کس طرح ان کی روایات کو لے سکتے تھے اور ان کے بارے میں یہ بات کس طرح کہہ سکتے تھے کہ جب اماموں کا ذکر آئے تو امام مالک ایک ستارہ ہے۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۷۳)

الجواب

نجفی نے اس عبارت میں انتہائی بددیانتی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اور حقیقت کو الٹ کر کے پیش کیا ہے۔ امام رازی نے پہلے اعتراض نقل کیا ہے اس کے بعد اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

حوالہ: واما الاعتراض الثانی وان مالکا اذا احتاج الی التمسك بقول عکرمة ذکرہ واذا لم یحتج الیه ترکه فهذا ان صح من مالك اورث ذلك طعنا فی روایة وفی دیانة ولو کان الامر کذلك فکیف جاز للشافعی ان یتمسك بروایات مالك و کیف یجوز ان یقول اذا ذکر الاثر لمالك کالنجم فهذا جملة ما یتعلق بهذا البحث۔

(رسالہ ترجیح مذہب شافعی قلمی صفحہ ۵)

بہر حال دوسرا اعتراض کہ امام مالک کو جب احتیاج ہوتی تو قول عکرمہ کے ساتھ تمسک کرتے تھے اور جب ضرورت نہ ہوتی تو اس کے قول کو ترک کر دیتے۔ یہ بات اگر امام مالک کے متعلق صحیح ہوتی تو ان کی روایت اور دیانت میں طعن بن سکتی تھی اگر معاملہ اسی طرح ہوتا تو خود امام شافعی کے لئے کہاں جائز تھا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی روایات سے تمسک کرتے اور ان کے لئے یہ کہتے کہ جب اثر کا ذکر آئے تو امام مالک ستارے کی طرح ہیں۔

اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اس اعتراض کی تردید کی ہے نجفی نے صاحب استقصاء الافحام کی تقلید میں سخت بددیانتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ الزام امام رازی کے ذمہ لگا دیا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے

الٹی سمجھ کسی کو نہ دے　　دے موت پر یہ بدادا نہ دے

عدم حاضری مسجد کا اعتراض

اعتراض

امام مالک آخری عمر میں نماز باجماعت ادا نہیں کرتے تھے اور نماز جمعہ میں حاضر نہ ہوتے تھے اور نہ کسی فوتگی میں تعزیت کرتے تھے اور نہ کسی کا کوئی حق ادا کرتے تھے۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۷۴)

الجواب

وفیات الاعیان کے حاشیہ میں اس کا عذر بھی موجود ہے:

وإنما كان تخلف عن المسجد لأنه سلس بهوله فقال عند ذلك لا

يجوز أن أجلس في مسجد الرسول وأنا على غير طهارة فيكون ذلك استخفافاً كذا وجد في نسخة بخط المصنف۔

(وفیات الاعیان جلد۴ صفحہ ۱۳۶، حاشیہ سیر اعلام النبلاء)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو سلسل البول کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا اس لئے آپ مسجد نبوی میں حاضر نہ ہوتے تھے جب آپ سے اس سلسلے میں گفتگو کی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا مسجد نبوی میں بغیر طہارت حاضر ہونے کو میں جائز نہیں سمجھتا اور اسے خلافِ ادب جانتا ہوں۔ ایک نسخہ میں مصنف کے ہاتھ سے اسی طرح لکھا ہوا دیکھا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی مروی ہے کہ:

وكان ربما قيل له في ذلك فيقول: ليس كل الناس يقدر أن يتكلم بعذره۔ (تاریخ الاسلام للذھبی جلد۳ صفحہ ۳۲۸، الدیباج المذہب فی معرفۃ اعیان المذہب جلد۱ صفحہ ۱۱، وفیات الاعیان جلد۴ صفحہ ۱۳۶)

اس معاملے میں جب لوگ آپ سے بات کرتے تو آپ ارشاد فرماتے کہ ہر آدمی اس بات پر قادر نہیں کہ اپنے عذر کے متعلق کلام کر سکے۔

ان حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو عذر لاحق تھا اس بناء پر آپ نے مسجد میں آنا چھوڑ دیا تھا ویسے عند الشیعہ ان باتوں سے کوئی بھی فرق نہیں پڑتا کیونکہ خود شیعوں نے لکھا ہے کہ:

"أن المخالفة في غير الاصول الخمسة لا يوجب الفسق"

(رجال الخاقانی، جلد۱ صفحہ ۱۷۷، کلیات فی علم الرجال، جلد۱ صفحہ ۲۲۵، تنقیح المقال ج۱ ص ۲۰۸)

اصول خمسہ کے علاوہ دیگر مسائل میں مخالفت کی وجہ سے فاسق نہیں ہوتا۔

یعنی عند الشیعہ جب تک پانچ اصول دین کی مخالفت نہ کرے تب تک وہ فاسق نہیں۔

شیعوں کے پانچ اصول دین: توحید، نبوت، امامت، قیامت، عدالت۔

برائیوں کے باوجود جنت

حوالہ: عن صفوان الجمال أنه قال :دخلت على الصادق سلام الله عليه فقلت :جعلت فداك سمعتك تقول :شيعتنا في الجنة وفي الشيعة يذنبون ويرتكبون القبائح، ويشربون الخمور، ويتمتعون في دنياهم .فقال عليه السلام نعم أهل الجنة۔

(کتاب الاربعین، ج ا ص ۱۵۷ شیخ الماحوزی، عوالی اللآلی ج ا ص ۱۰۹، بحار الانوار، ج ۶۵، ص ۱۱۴)

صفوان جمال کہتا ہے کہ میں امام جعفر صادق کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے کہا میں قربان جاؤں! آپ کہتے ہیں شیعہ جنتی ہیں جبکہ شیعہ تو بہت گناہ کرتے ہیں، گندے کام کرتے ہیں، شراب پیتے ہیں اور دنیا میں عیاشیاں کرتے ہیں۔ امام نے فرمایا کہ پھر بھی جنتی ہیں۔

عزیزانِ من! شیعہ شراب پئیں، گندے کاموں کے مرتکب ہوں، گناہ کریں پھر بھی جنتی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا بوجہ عذر مسجد میں حاضر نہ ہونا بھی باعث طعن ہے یہ کہاں کا انصاف ہے؟ جب شراب پینا، گندے کاموں کا ارتکاب اور گناہ کرنا شیعہ مذہب میں باعث طعن نہیں تو پھر عدم حاضری مسجد امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے لئے کیسے طعن ہو سکتی ہے۔

لگتا ہے کہ جاہل نجفی نے کبھی اپنے شیعہ مذہب کی کتابیں اُٹھا کر بھی نہیں دیکھیں۔

اعتراض

مالک صاحب مؤطا امام جعفر صادق سے روایت نہیں کرتے تھے۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۷۴)

الجواب

نجفی نے یہ بھی بہت بڑا جھوٹ بولا ہے۔ مؤطا امام مالک میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے بہت روایات مروی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

حوالہ: عن مالك عن جعفر بن محمد عن ابيه۔

(مؤطا امام مالک صفحہ ۱۱۹، باب القراۃ فی صلوۃ الجمعۃ)

حوالہ: حدثنی یحیٰی عن مالك عن جعفر بن محمد عن ابيه۔

(مؤطا امام مالک صفحہ ۲۰۵، باب غسل المیت)

حوالہ: عن مالك عن جعفر بن محمد بن علی عن ابيه۔

(مؤطا امام مالک جلد ا صفحہ ۲۷۸، باب جزیہ اھل الکتاب)

حوالہ: حدثنی یحیٰی عن مالك عن جعفر بن محمد عن ابيه۔

(مؤطا امام مالک جلد ا صفحہ ۳۳۶، باب القرآن فی الحج)

حوالہ: وحدثنی عن مالك عن جعفر بن محمد عن ابيه۔

(باب قطع التلبیہ مؤطا جلد ا صفحہ ۳۳۸)

ان حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ نجفی کا اعتراض جھوٹ پر مبنی ہے۔

اعتراض

کتاب اہل سنت مؤطا میں لکھا ہے کہ: عن علی بن ابی طالب ان النبی ﷺ نھی عن متعة النساء یوم خیبر کہ حضرت علی نے روایت کی ہے کہ نبی پاک نے روز خیبر عورتوں سے متعہ کرنا منع کیا تھا۔

نوٹ: اس روایت کو علما اہل سنت نے جھٹلایا ہے تفسیر کبیر آیت متعہ میں امام فخر الدین نے لکھا ہے کہ حضرت علی فرمایا کرتے تھے کہ اگر عمر متعہ منع نہ کرتا تو پھر زنا وہی کرتا جو شقی ہوتا۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۷۵)

الجواب

حضرت علی ؓ سے تحریم متعہ والی روایت بالکل صحیح سند کے ساتھ منقول ہے کسی بھی عالم نے اس روایت کا انکار نہیں کیا یہ محدثین اہل سنت پر بہتان ہے کہ انہوں نے اس روایت کو جھٹلایا ہے البتہ جس روایت کو نجفی نے بحوالہ تفسیر کبیر نقل کیا ہے محدثین نے اس کی خوب تردید کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

علامہ ماوردی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

قال علیؓ: لولا أن عمر نھی عن المتعة ما زنی إلا شقی، وھذا لا یثبت۔ (النکت والعیون جلد ا صفحہ ۲۸۷)

حضرت علی ؓ سے مروی قول کہ اگر حضرت عمر متعہ سے منع نہ کرتے تو سوائے شقی کے کوئی زنا نہ کرتا یہ قول ثابت نہیں ہے۔

اعتراض

امام مالک بقولِ اہل سنت زنا کو یعنی متعہ کو جائز جانتا تھا اس فتویٰ نے فقہ اہل سنت کو خوب رسوا کیا ہے۔(تحفہ حنفیہ صفحہ ۷۶)

الجواب

کتب اہل سنت میں یہ تصریح موجود ہے کہ امام مالک کی طرف جوازِ متعہ کی نسبت غلط ہے۔علامہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

نِسْبَتُهُ إِلَى مَالِكٍ غَلَطٌ۔(فتح القدیر جلد ۶ صفحہ ۴۳۹) امام مالک کی طرف جوازِ متعہ کی نسبت غلط ہے۔

وَمَا فِي الْهِدَايَةِ مِنْ نِسْبَتِهِ إِلَى مَالِكٍ فَغَلَطٌ۔(البحر الرائق، جلد ۸ صفحہ ۸۴) اور کتاب ہدایہ میں امام مالک کی طرف جوازِ متعہ کی غلط نسبت منقول ہے۔

ما حكاه بعض الحنفية عن مالك من الجواز خطأ۔(فتح الباری ج ۱۴، ص ۳۲۹) بعض احناف نے جوازِ متعہ کی امام مالک سے جو حکایت کی ہے وہ خطا پر مبنی ہے۔

وما حكاه بعض الحنفية عن مالك من الجواز فهو خطأ قطعاً۔(احکام الاحکام شرح عمدۃ الاحکام، جلد ۲ صفحہ ۴۸۱) بعض احناف نے امام مالک کی طرف جوازِ متعہ کی نسبت کی ہے وہ قطعی طور پر غلط ہے۔

ان حوالوں کی روشنی میں ثابت ہوتا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف جوازِ متعہ کی نسبت غلط ہے آپ بھی دیگر ائمہ کی طرح متعہ کے عدم جواز کے قائل تھے۔

اصول کافی میں دو حصہ جھوٹ شامل ہے

اعتراض

صحیح بخاری و مسلم میں دو سو دس حدیثیں ضعیف ہیں۔ (تحفہ مذہب صفحہ ۷۹)

الجواب

اگر صحیح بخاری و مسلم میں دو سو دس احادیث ضعیف ہیں تو اس سے ہمارے اصولی مسائل میں سے کون سے اصولی مسئلہ پر اعتراض وارد ہوتا ہے۔ نجفی کی عقل ماری گئی ہے اس لئے ایسے بچگانہ اعتراضات شروع کر دیئے ہیں اگر یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ بخاری شریف میں دو سو دس احادیث ضعیف ہیں تو بخاری شریف اس وجہ سے ناقابل اعتبار ہے۔

عزیزان من! نجفی کا یہ خیال بھی جہالت پر مبنی ہے کیونکہ بخاری شریف میں کل روایات کی تعداد ۷۳۹۷ ہے اگر اس میں سے دو سو دس روایات ضعیف ہو جائیں تو یہ مقدار آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں مگر اس کے برعکس شیعہ مذہب کی بنیادی کتاب جس کو امام غار یعنی امام مہدی کے حضور پیش کیا گیا تو امام مہدی نے "ھذا کاف لشیعتنا" کی مہر ثبت کی اس کافی میں دو حصہ جھوٹی روایات موجود ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں: جعفر سبحانی نے لکھا ہے کہ:

ثم إن صاحب لؤلؤة البحرين نقل عن بعض مشايخه المتأخرين أما الكافي فجميع أحاديثه حصرت في ستة عشر ألف حديث و مائة وتسعة وتسعين حديثا، الصحيح منها باصطلاح من تأخر خمسة آلاف والثمان وسبعون حديثا۔ (کلیات فی علم الرجال صفحہ ۳۵۷)

ذیشان حیدر جوادی لکھتا ہے کہ صاحب لولوۃ البحرین محدث بحرانی نے اپنے بعض مشائخ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ کتاب کافی میں کُل ۱۶۱۹۹ حدیثیں ہیں جن میں سے ۵۰۷۲ حدیثیں صحیح، ۱۴۴ حدیثیں حسن، ۱۰۱۸ حدیثیں موقوف اور ۹۴۸۵ حدیثیں ضعیف ہیں اور اس کے علاوہ ۳۰۲ حدیثیں قوی ہیں جن کا مفہوم غالباً یہ ہے کہ ان کے راوی غیر شیعہ اور ممدوح ہیں اور ان کے ضعف کے بارے میں کوئی بیان وارد نہیں ہوا۔ (علم الرجال صفحہ ۱۴۳)

اگر کافی کی کُل روایات کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے تو ۹۴۸۵ روایات کے ضعیف ہونے کی وجہ سے دو حصہ کافی جھوٹ کی بھینٹ چڑھ جاتی ہے۔ یعنی نجفی کے اصول کے مطابق کافی دو حصہ جھوٹ سے بھری پڑی ہے۔ اس پر طرہ یہ ہے کہ کلینی نے بیس سال کی محنت کے بعد اس کو جمع و تالیف کیا ہے۔

صنف الکتاب الکبیر المعروف بالکلینی یسمی الکافی فی عشرین سنة ۔ (رجال النجاشی، صفحہ ۸۶، کلیات فی علم الرجال صفحہ ۳۵۷)

کلینی نے بیس سال میں ایک کتاب ترتیب دی جو کافی کے نام سے مشہور ہے۔

یعنی کلینی بیس سال کی محنت کے بعد دو حصہ جھوٹ شیعہ مذہب کے حوالے کر کے چلا گیا۔ یہ تو شکر ہے کہ کلینی نے بیس سال محنت کر لی اور دو حصہ جھوٹ شیعہ مذہب کی خدمت میں پیش کیا اگر بیس سے ایک سال بھی اگر کم محنت کرتا تو نہ جانے کتنے جھوٹ بول کر جاتا۔ آج کل کے شیعہ عوام کے لئے بھی لمحۂ فکریہ ہے ان کے سب سے بڑے مجتہد نے بیس سال کی محنت کے بعد بھی دو حصہ جھوٹ مذہب جعفریہ کو تحفہ میں دیا ہے تو

آج کل کے شیعہ حجۃ الاسلام، مجتہد العصر والزمان جو چھ ماہ بھی محنت نہیں کرتے اور تحفۂ حنفیہ جیسی جھوٹی کتابیں لکھتے ہیں ان کے جھوٹ کا عالم کیا ہوگا۔ یہ نہ صرف کافی کی حالت ہے، بلکہ شیعہ مذہب کی حدیث کی ہر کتاب جھوٹ سے معمور ہے۔

شیعہ مذہب کی بنیادی کتاب تہذیب الاحکام اور استبصار کی محدثانہ حیثیت

وإن الشيخ قد ضعف كثيرا من رجال "التهذيب والاستبصار" في رجاله وفهرسه فكيف يمكن أن يعتمد على ذلك التصحيح۔

(کلیات علم رجال، صفحہ ۴۹، جعفر سبحانی)

شیخ طوسی نے خود تہذیب اور استبصار کے بہت سارے راویوں کو رجال الطوسی اور فہرست طوسی میں ضعیف لکھا ہے تو پھر کس طرح ان کی تصحیح پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ شیعوں کا دوسو دس احادیث کی وجہ سے بخاری شریف پر طعن کرنا حسب ذیل وجوہ کی بناء پر بالکل بھی درست نہیں۔

﴿۱﴾ بخاری شریف میں اگر دوسو دس احادیث ضعیف ہیں تو ان کی وجہ سے ہمارے کسی بھی اصولی مؤقف پر زد نہیں پڑتی۔

﴿۲﴾ اگر دوسو دس احادیث کا ضعف ثابت ہو جائے تو زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ وہ احادیث غیر معمول بہا ہوں گی۔ ان کے غیر معمول بہا ہونے کی وجہ سے بھی اہل سنت وجماعت کے کسی اصولی مسئلہ پر حرف نہیں آتا۔

﴿۳﴾ دوسو دس احادیث کا ضعف بخاری شریف میں مروی دیگر صحیح روایات کے

مقابلے میں بالکل قلیل ہے بلکہ بخاری شریف میں مروی جملہ روایات کے مقابلہ میں پانچ فیصد بھی نہیں۔

﴿۴﴾ خود شیعہ کتب جھوٹی روایات سے بھری پڑی ہیں شیعہ مذہب کی بنیادی کتاب کافی دو حصہ ضعیف روایات سے بھری پڑی ہے۔

﴿۵﴾ شیعہ مذہب کی بنیادی کتاب تہذیب الاحکام اور الاستبصار اکثر ضعیف راویوں سے آباد ہے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض

سبکی نے طبقات میں تقی الدین بن دقیق العید سے نقل کیا ہے کہ ترکہ ابو زرعة و ابو احاتم من اجل مسألة اللفظ کہ ابن اسماعیل کو ابوزرعہ رازی اور ابوحاتم رازی نے مجروح قرار دے کر ترک کیا ہے۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۸۰)

الجواب

علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قاعدہ بیان کیا ہے کہ:

قلت ما عرفناك أولا من أن الجارح لا يقبل منه الجرح وإن فسره فى حق من غلبت طاعاته على معاصيه ومادحوه على ذاميه ومزكوه على جارحيه إذا كانت هناك قرينة يشهد العقل بأن مثلها حامل على الوقيعة فى الذى جرحه من تعصب مذهبى أو منافسة دنيوية -

(طبقات الشافعیۃ جلد ۲ صفحہ ۶)

میں کہتا ہوں کہ آپ لوگ پہلے ہی جان چکے ہیں کہ جارح کی جرح مفسر بھی اس کے حق میں مقبول نہیں جس کی طاعات اس کی معاصی سے اور مدح کرنے والے برائی کرنے والوں سے اور صفائی پیش کرنے والے جرح کرنے والوں پر غالب آجائیں اور پھر قرینہ موجود ہو اور عقل بھی گواہی دیتی ہو کہ جس معاملہ کی وجہ سے جرح کی جاری ہے وہاں تعصب مذہبی یا دنیاوی جھگڑے کا عنصر کارفرما ہے۔

آپ مزید مثال دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

قلت ومن أمثلة ما قدمنا قول بعضهم في البخاري تركه أبو زرعة وأبو حاتم من أجل مسألة اللفظ فيالله والمسلمين أيجوز لأحد أن يقول البخاري متروك وهو حامل لواء الصناعة ومقدم أهل السنة والجماعة ۔(طبقات الشافعیہ جلد۲،صفحہ۶)

میں کہتا ہوں کہ جو بات میں نے کہی ہے اس کی مثالوں میں ایک مثال یہ ہے کہ بعض لوگوں نے کہا ہے امام ابوزرعہ اور امام ابوحاتم نے مسئلہ لفظ کی وجہ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو ترک کر دیا تھا اب مسلمانوں سے فریاد ہے کہ کسی کو یہ کہنا جائز ہوگا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ متروک تھے حالانکہ آپ فن حدیث کا علم بلند کرنے والے اور اہل سنت وجماعت کے پیشوا ہیں۔

امام ابوزرعہ اور امام ابوحاتم علیہما الرحمۃ کی جرح کی وجہ سے اہل سنت پر اعتراض کرنا خود شیعہ اصول کے مطابق بھی درست نہیں، سید محمد مرتضیٰ جونپوری نے لکھا ہے کہ:

ایسا تو ہوتا ہی رہا ہے کہ ہمارے علما آپس میں ایک دوسرے کو غلط کار کہتے اور لکھتے رہے ہیں۔ اور جب ان میں سے کوئی شخص کوئی مذہب اختیار کرتا تھا تو اس کے مخالف علما اس پر اس لئے حماقت و جہالت وخبط اور گمراہی کا طنز کرتے تھے کہ کوئی شخص اس کی پیروی نہ کرے اور اس قسم کی مذمت کو اپنے اوپر واجب جانتے تھے یعنی اگر مذمت نہ کی تو گناہ کبیرہ ہوگا۔ یعنی اس مذمت سے خدا خوش ہوتا ہے علما نے اس مذمت کو جائز غیبت میں شمار کیا ہے حالانکہ مسئلہ غیبت اصولی مسئلہ ہے، شیخ مفید بھی علامہ صدوق کی مذمت میں سید مرتضیٰ کے شریک ہیں اور صدوق کو دین سے خارج قرار دینے کے بعد بھی ان کی روایات پر یقین کرتے ہیں۔ لہٰذا وہی وجہ صحیح ہے جو ہم نے شروع میں لکھی ہے۔ (مفتاح الشفاعۃ ص ۱۷۷، ۱۷۸۔ اسلام اور علمائے اسلام ص ۲۱۷)

شیعہ مذہب کے بہت بڑے عالم شیخ صدوق کو بے دین قرار دینے کے باوجود بھی شیعہ علما انہیں ثقہ اور معتبر مانتے ہیں۔ اور ان کی روایات پر کسی قسم کا اعتراض نہیں کرتے تو اگر امام بخاری کو امام ابوزرعہ اور امام ابوحاتم نے ترک کر دیا تو اس سے امام بخاری کی روایات پر کون سا حرف آتا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے متعلق اعتراضات

اعتراض

فرزند نبی امام جعفر صادق کی عظمت میں شک کر کے امام بخاری نے اپنے ناصبی اور متعصب اور بے ایمان ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ اہل سنت کی معتبر کتاب منہاج السنہ

از استقصاء، اہل سنت کی معتبر کتاب کاشف ذہبی از استقصاء، اہل سنت کی معتبر کتاب تہذیب التہذیب ذکر جعفر، اہل سنت کی معتبر کتاب مغنی لذہبی از استقصاء۔

ابن تیمیہ منہاج میں لکھتا ہے کہ "و بالجملة فهؤلاء اللائمة الأربعة ليس فيهم من اخذ عن جعفر شيئا من قواعد الفقه" اور یہ سنیوں کے چار امام ہیں ان میں سے کسی نے بھی امام جعفر صادق سے علم فقہ کے قانون نہیں لئے۔

الجواب

نجفی نے ابن تیمیہ کی کتاب منہاج السنہ کی مکمل عبارت نہیں لکھی۔ ابن تیمیہ نے لکھا ہے:

"و كان أبو حنيفة يفتي في حياة أبي جعفر والد الصادق"۔

(منہاج السنۃ جلد ۷ صفحہ ۵۳۲)

امام جعفر صادق کے والد امام محمد باقر کی زندگی میں ہی امام ابوحنیفہ فتویٰ دیا کرتے تھے۔ یعنی شیعہ اصول کے مطابق امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ابھی درجہ امامت پر فائز نہیں ہوئے تھے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقہ میں درجہ امامت پر فائز ہو چکے تھے چونکہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے منصب امامت پر فائز ہونے سے پہلے فقہ کے امام بن چکے تھے وہ کون سے فقہی قواعد تھے جن کی تعلیم امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے اخذ کرتے۔ لہٰذا اعتراض ہی سرے سے وارد نہیں ہوتا۔ شیعہ روایات کے مطابق امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے حدیث کا علم حاصل نہیں کیا ائمہ اربعہ کا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے علم فقہ حاصل نہ کرنا اگر طعن ہے تو پھر شیعہ روایات گواہ ہیں کہ امام

جعفر صادق رحمہ اللہ نے بھی اپنے والد محمد باقر رحمہ اللہ سے علم حدیث حاصل نہیں کیا آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"لولا زرارة لظننت أن أحاديث أبي ستذهب"۔

(معجم رجال الحدیث جلد ۸ صفحہ ۱۵۹، رجال ابن داؤد جلد ۱، صفحہ ۹۱)

اگر زرارہ نہ ہوتا میرے والد امام محمد باقر کی احادیث ختم ہو جاتیں۔

اس حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے پاس اپنے والد کی روایات نہ تھیں ورنہ ان کے مٹ جانے کا سوال بھی پیدا نہ ہوتا۔ کیونکہ آپ کہہ سکتے تھے کہ امام محمد باقر رحمہ اللہ کی روایات میرے پاس موجود ہیں۔ علاوہ ازیں امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے چار ہزار اصحاب تھے جیسا کہ ذیشان حیدر جوادی نے لکھا ہے کہ:

اصحاب حدیث نے آپ سے نقل کرنے والے ثقہ افراد کی تعداد چار ہزار بتائی ہے۔ (ارشاد صفحہ ۲۸۹، علم رجال ۱۲۶)

آپ ان چار ہزار اصحاب کو امام محمد باقر رحمہ اللہ کی احادیث سناتے تو وہ کیسے مٹ جاتیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کے پاس امام محمد باقر رحمہ اللہ کی احادیث نہ تھیں جب خود امام جعفر صادق رحمہ اللہ کا ان سے حدیث نہ لینا باعث طعن نہیں پھر ائمہ اربعہ پر یہ طعن کیسے وارد ہوتا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے روایات لی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

وقال لنا سعيد بن سليمان عن حفص بن غياث عن جعفر بن محمد۔

(التاریخ الکبیر جلد ۲ صفحہ ۲۸۶، باب الحسن بن علی بن ابی طالب)

وقال عبد الله بن محمد ومحمد بن الصلت قالا حدثنا سفيان ابن عيينة عن جعفر بن محمد عن ابيه -

(التاریخ الکبیر جلد۲، صفحہ۳۸۱، باب حسین بن علی بن ابی طالب)

معبد بن راشد أبو عبد الرحمن سمع معاوية بن عمار عن جعفر بن محمد -

(التاریخ الکبیر جلد۷ صفحہ۴۰۰، معبد بن راشد)

شیعوں کا ائمہ اہل بیت سے روایات لینے سے انکار

دیکھئے نجفی نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر یہ طعن تو کیا ہے کہ انہوں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایات نہیں لی ہیں۔ (حالانکہ امام بخاری کی التاریخ الکبیر میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی روایات موجود ہیں) لیکن خود شیعوں نے ائمہ اہل بیت کے حق میں جو بکواسات کی ہیں وہ ملاحظہ فرمائیں:

حوالہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی روایات کے متعلق شیعہ محدثین نے لکھا ہے کہ:

وغاية ما يلزمنا اكراماً للنبي السكوت في حقه واما الوثوق باخباره فلا - (تنقیح المقال جلد۲ صفحہ۱۲۶، ذکر عباس بن عبد المطلب)

زیادہ سے زیادہ ہم پر بھی لازم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر ہم عباس کے حق میں سکوت اختیار کریں جہاں تک ان کی روایات کا تعلق ہے تو ہمیں ان کی روایات پر کوئی بھروسہ نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی روایات عند الشیعہ

غیر معتبر شیعوں نے حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی روایات کو غیر معتبر قرار دیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

وما وررفی ذمه ما نطق بمضیه الی معویه لاجل حطام الذین و ترکه اخاه علیا وتعبیره عنه باالجلف الجاف ونحن اکراما له لاجل اخیه وابن عمه رسول الله وابنه مسلم نسکت عنه لکن لانثق بخبره ۔

(تنقیح المقال، جلد۲ صفحہ ۲۵۵، ذکر عقیل بن ابی طالب)

حضرت عقیل کی مذمت میں جو باتیں مذکور ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ دنیا کے چند ٹکوں کی خاطر اپنے بھائی حضرت علی کو چھوڑ کر حضرت امیر معاویہ کے پاس چلے گئے اور حضرت علی نے خود ان کو گنوار اور احمق سے تعبیر فرمایا ہے ہماری ان کے اکرام کی وجہ یہ ہے کہ وہ حضرت علی کے بھائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور حضرت مسلم کے والد ہیں اس لئے ہم خاموش ہیں لیکن ان کی روایات پر بھروسہ نہیں۔

درباره اوسخن نمیگویم ولکن بخبر اواعتماد نداریم ۔

(شرح فیض الاسلام کاشانی صفحہ ۹۴۸، مکتوب ۳۶)

ہم حضرت عقیل کے حق میں بکواس نہیں کرتے مگر ان کی روایات پر بھی ہمارا اعتماد نہیں۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے پوتے کے لئے لکھا ہے کہ:

جَعْفَرُ بنُ عبداللّٰه بن الحُسَیْن بن علیّ بن الحُسَیْن بن علیّ بن أبی

طالب صاحب یَضَعُ الاحادیثَ۔ (رجال ابن الغضائری جلد ۸ صفحہ ۵)

امام زین العابدین کا یہ پوتا حدیثیں گھڑتا تھا۔

الحسن بن محمد بن یحییٰ بن الحسن بن جعفر بن عبیداللہ بن الحسین بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب انہ کان کذابا یضع الاحادیث مجاھرۃ ۔ (خلاصۃ الاقوال جلد ا صفحہ ۳۱۶، علامہ حلی، طرائف المقال جلد ا صفحہ ۱۵۱) یہ کذاب تھا اور سر عام احادیث گھڑتا تھا۔

صحیح مسلم شریف پر اعتراضات کا جائزہ

اعتراض

ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں امام مسلم بن الحجاج نے جب اپنی کتاب صحیح مسلم تالیف فرمائی تو اس کو امام اہل سنت ابوزرعہ کی خدمت میں پیش کیا ابوزرعہ اس کو دیکھ کر غیظ و غضب میں آ گیا اور سخت نفرت کا اظہار کیا اور فرمایا کہ تو نے کس کتاب کا نام صحیح رکھا ہے اور حالانکہ تو نے اس کتاب کو اہل بدعت کے لئے سیڑھی بنایا ہے۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۹۱)

الجواب

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے شروع میں جب صحیح مسلم شریف تصنیف کی اور اسے اپنے استاد امام ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چیک کروانے کے لئے پیش کیا تو امام ابوزرعہ ناراض ہوئے کیونکہ اس میں بعض مطعون راویوں سے روایتیں مرقوم تھیں اس لئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ اہل بدعت کے لئے سیڑھی بن جائے گی۔ اس کتاب کو دلیل بنا کر وہ

اعتراض کریں گے کہ فلاں فلاں راوی صحیح مسلم میں موجود ہے لہٰذا ان راویوں سے مروی جملہ روایات حجت ہے۔ یہ صحیح مسلم شریف کی تالیف کے ابتدائی مرحلہ کی بات ہے ابھی تو شاگرد اسے استاد کے سامنے پیش کر رہا ہے اور استاد بعض غلطیوں کی بناء پر اپنے شاگرد کو ڈانٹ رہا ہے اس میں اعتراض کی کون سی بات ہے۔ امام مسلم خود ارشاد فرماتے ہیں کہ:

عرضت كتابي هذاالمسند على أبي زرعة فكل ما أشار علي في هذا الكتاب أن له علة و سببا تركته و كل ما قال إنه صحيح وليس له علة فهو الذي أخرجه۔

(سیر الاعلام النبلاء، ج ۱۲، ص ۵۶۳، صحیح مسلم، ج ۱، ص ۵۳، تدریب الراوی ج ۱، ص ۸۷)

یہ مسند میں نے امام ابوزرعہ کی خدمت میں پیش کی پھر آپ نے جس روایت کے لئے فرمایا کہ یہ معلول ہے میں نے اسے چھوڑ دیا اور جس روایت کے لئے آپ نے فرمایا کہ یہ صحیح ہے اس میں کوئی علت نہیں تو اسے میں نے رہنے دیا۔

امام ابوزرعہ اور امام ابوحاتم نے امام مسلم کی تعریف کی ہے

قال سمعت أحمد بن سلمة يقول رأيت أبا زرعة وأبا حاتم يقدمان مسلم بن الحجاج في معرفة الصحيح على مشائخ عصرهما ۔

(تہذیب الکمال، ج ۱ ص ۱۶۸، سیر اعلام النبلاء، ج ۱۲ ص ۵۷۹، تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۱۰۱، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۵۸۹)

احمد بن سلمہ نیشاپوری ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حاتم اور امام ابو زرعہ کو دیکھا کہ وہ اپنے دور کے مشائخ پر صحیح حدیث کی معرفت میں امام مسلم بن الحجاج کو مقدم سمجھتے تھے۔

زرارہ پر بدعتی ہونے کی جرح

شیعہ مذہب کے ستون جس پر شیعہ مذہب کی چکی گھومتی ہے اس پر بدعتی ہونے کی امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے جرح کی ہے اور اسے لعنتی بھی قرار دیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

ما أحدث أحد فی الاسلام ما أحدث زرارة من البدع لعنه الله هذا قول ابی عبدالله ۔ (رجال الکشی، جلد ا صفحہ ۲۶۹)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جتنی زرارہ نے اسلام میں بدعتیں پیدا کی ہیں اتنی کسی نے نہیں کیں اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہو۔

یعنی زرارہ اہل بدعت کا گرو گھنٹال ہے اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے لعنت کا طوق بھی اس کے گلے میں ڈالا ہے۔

اعتراض

استقصاء صفحہ ۹۸۶ میں منقول ہے کہ مسلم نے عدم ایمان ابوطالب ودخوله فی النار کی حدیثیں نقل کر کے اپنی صحیح کو برباد کیا ہے۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۹۲)

الجواب

نجفی کی عقل سٹھیا گئی ہے یہ اتنا حواس باختہ ہو گیا کہ اس نے شیعہ کتب کے حوالے دینے

شروع کر دیئے ہیں یہ استقصاء الافحام شیعہ کی کتاب ہے اس کے علاوہ تذکرۃ الخواص کا مصنف سبط ابن جوزی بھی رافضی تھا جس کی بحث گزشتہ صفحات میں مرقوم ہے۔

عدم ایمان ابوطالب کی روایات

عدم ایمان ابوطالب کی روایات تو خود کتب شیعہ میں بھی مروی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

(انك لا تهدی من أحببت) قال نزلت فی ابی طالب اس آیت کا نزول ابوطالب کے حق میں ہوا۔ (تفسیر نور الثقلین ج ۷ ص ۱۴۲، تفسیر قمی سورہ قصص)

خود شیعہ بھی ایمان ابوطالب کے بارے میں تذبذب کا شکار ہیں۔ اور مختلف جھوٹ گھڑے ہیں ایک روایت میں ہے کہ:

إن مثل أبی طالب مثل أصحاب الكهف أسروا الإيمان و أظهروا الشرك فآتاهم الله أجرهم مرتين۔ (تفسیر البرھان، صفحہ ۲۱۱)

ابوطالب کی مثال اصحابِ کہف کی طرح ہے جنہوں نے ایمان کو چھپایا اور شرک کو ظاہر کیا اللہ تعالیٰ نے ان کو دو مرتبہ اجر عطا کیا۔

شیعہ کی اس روایت میں تصریح ہے کہ ابوطالب شرک کو ظاہر کرتے تھے اب حیرت کی بات ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ جیسے لوگ جو اس وقت غلامانہ زندگی بسر کر رہے تھے وہ تو اپنے ایمان کا سرعام اظہار کریں اور ابوطالب جن کا تعلق عرب کے ایک معزز قبیلہ و خاندان سے تھا شرک کو ظاہر کریں۔

پھر مزید حیرت یہ ہے کہ روایت میں دو مرتبہ اجر کا ذکر ہے ایمان کو چھپانے پر اجر تو سمجھ

میں آتا ہے شرک کو ظاہر کرنے پر اجر کیسے؟ پھر دوسری روایت میں ہے:

عن أبی عبد الله (علیه السلام) قال: أسلم أبو طالب بحساب الجمل و عقد بیده ثلاثة و ستین ۔(تفسیر البرھان ج ۷، ص ۲۱۲)

امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ ابو طالب باعتبار حساب جمل ۶۳ سال کی عمر میں اسلام لائے۔

اس روایت سے مذکورہ بالا روایت کی تردید ہوتی جس میں ہے کہ ایمان کو چھپاتے رہے جبکہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ اسلام ہی ۶۳ سال کی عمر میں لائے تو ایمان چھپانا چہ معنی دارد اور پھر آیت کا نزول چہ معنی دارد۔

ان حوالوں سے صاف ظاہر ہے کہ خود کتب شیعہ میں عدم ایمان ابو طالب کی روایات مروی ہیں۔ لوگوں کو مغالطہ دینے کے لئے شیعہ ایمان ابو طالب کی بحث چھیڑ دیتے ہیں ورنہ ان کی کتب تو ایسی روایات سے بھری پڑی ہیں جن سے عدم ایمان ابو طالب کی تصریح ہوتی ہے۔

اعتراض

مسلم نے یہ حدیث لکھی ہے کہ نبی کریم نے وقت وفات عائشہ سے کہا کہ تم اپنے ابو بکر کو بلاؤ تا کہ میں تحریر لکھوں تا کہ کوئی تمنا نہ کرے اور یہ نہ کہے کہ میں اولیٰ ہوں اور اللہ اور مومن ابو بکر کے علاوہ کسی کو نہیں پسند کرتے۔ اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ابو بکر کی خلافت منصوص ہے مگر علامہ نووی نے شرح مسلم میں اور عبد العزیز نے تحفہ میں اور ابو السعادات ابن اثیر نے جامع الاصول میں تصریح فرمائی ہے کہ ابو بکر کی خلافت

منصوص نہیں ہے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۹۳)

الجواب

نجفی نے حدیث شریف کو سمجھنے میں غلطی کی ہے یہ حدیث شریف دو امور پر مشتمل ہے۔

امر اول حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر خلافت لکھنے کا ارادہ فرمایا۔

امر دوم تحریر خلافت کے ارادہ کو ترک فرمادیا اس وعدہ پر کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کوئی خلیفہ نہیں ہوگا۔

شرح ابن بطال میں ہے کہ:

وهذا مما وعد النبي (صلى الله عليه وسلم) به، فكان كما وعد

(شرح ابن بطال، جلد ۱۵ صفحہ ۳۱۰)

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدہ کے مطابق معاملہ رونما ہوا۔

علامہ عینی ارشاد فرماتے ہیں:

"وهذا مما وعد به لأبي بكر رضی اللہ عنہ فكان كما وعد وذلك من أعلام نبوته" (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، جلد ۱۵ صفحہ ۳۱۹)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وعدہ تھا اور آپ کے وعدہ کے مطابق معاملہ خلافت واقع ہوا۔ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا معجزہ ہے۔

اس روایت کا علامہ نووی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور علامہ ابن اثیر کی آراء سے کوئی معارضہ نہیں کیونکہ نص دو قسم پر منقسم ہے۔

ان النص علی ضربین : موسوم بالجلی ، وموصوف بالخفی. (رسائل شریف المرتضیٰ، ج۶ ص ۲۴۸) نص کی دو قسمیں ہیں ایک نص جلی دوسری نص خفی۔

اسی طرح شیعوں کا مشہور مصنف ملا باقر مجلسی لکھتا ہے کہ:

طریق اول طریق نص است وآں دونحواست یکی مجمل و دیگری مفصل۔ (حق الیقین، جلد ا صفحہ ۲۸۰)

ہمارے استدلال کا پہلا طریقہ نص ہے اور نص دو قسم پر مشتمل ہے ایک مجمل اور دوسری مفصل۔ اب جن ائمہ اہل سنت نے حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کی خلافت کو غیر منصوص کہا ہے ان کی مراد غیر منصوص بنص جلی ہے یعنی آپ کی خلافت نص جلی اور نص مفصل سے نہیں۔ لہٰذا حدیث صحیح مسلم اور آراء علامہ نووی وشاہ عبدالعزیز محدث دہلوی میں کوئی تناقض نہیں۔

فضیلت حضرت ابوسفیان ﷺ

اعتراض

فضائل ابوسفیان میں مسلم کے تین جھوٹ استقصاء صفحہ ۹۹۴ میں منقول ہے کہ مسلم نے روایت کی ہے ابوسفیان نے نبی کریم سے کہا کہ آپ مجھے تین چیزیں عطا کریں۔ میری بیٹی ام حبیبہ نہایت خوبصورت ہے آپ اس سے شادی کریں، معاویہ کو کاتب وحی بنادیں، مجھے کفار سے جہاد کی اجازت دیں۔

نوٹ: زادالمعاد میں ابن جوزیہ نے لکھا ہے حدیث مذکور جھوٹ ہے۔ (ص ۹۴)

الجواب

نجفی بالکل جاہل ہے اس نے اپنے مذہب کی کتابیں نہیں پڑھیں یہ روایت خود کتب

شیعہ میں موجود ہیں۔ ملاحظہ ہو:

وعن ابن عباس قال: كان المسلمون لا ينظرون إلى أبي سفيان و لا يقاعدونه، فقال: يا رسول الله ثلاث أعطيهن، قال: نعم، قال: عندي أحسن العرب وأجمله ام حبيبة ازوجكها، قال: نعم، قال: و معاوية تجعله كاتبا بين يديك، قال: نعم، قال مرني حتى اقاتل الكفار كما قاتلت المسلمين، قال: نعم۔

(بحار الانوار، جلد ۱۶ صفحہ ۳۸۲، باب مکارم الخلاقہ وسیرہ وسننہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ مسلمان حضرت ابوسفیان سے میل جول نہ رکھتے تھے۔ حضرت ابوسفیان نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا تین چیزیں مجھے عطا فرمائی جائیں۔ میری بیٹی ام حبیبہ صفت حسن کے ساتھ متصف ہے اسے میں آپ کی زوجیت میں دیتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبول ہے۔ حضرت ابوسفیان نے کہا امیر معاویہ کو آپ اپنا کاتب بنالیں آپ نے ارشاد فرمایا قبول ہے۔ حضرت ابوسفیان نے کہا مجھے حکم دیجئے کہ کفار کے ساتھ اسی طرح جنگ کروں جیسے پہلے مسلمانوں سے جنگ کرتا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ تیسری بات مان لی۔

یہ روایت جب خود کتب شیعہ میں موجود ہے اس روایت پر نجفی کا جرح کرنا خود کتب شیعہ سے جہالت کی دلیل ہے۔

کاتب امام ہونا فضیلت ہے

شیعہ کی اس روایت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب ہونے کا بھی ذکر ہے جو خود شیعہ اصول کے مطابق بڑی سعادت کی بات ہے۔ شیعہ عالم مامقانی نے لکھا ہے کہ

اتخاذ الامام علیہ السلام رجلا وکیلا او خادما ملازما او کاتبا فانہ مدح تعدیل۔ (تنقیح المقال، جلد ۱ صفحہ ۲۱۰)

امام اگر کسی کو اپنا وکیل، خادم، ملازم یا کاتب بنالے تو وہ اس شخص کے حق میں امامی تعدیل ہے۔

شیعہ کے اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کاتب وحی بنا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عادل وثقہ ہونے کی گواہی دی ہے۔

اعتراض

مسلم میں احادیث متناقضہ موجود ہیں۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۹۴) اسی طرح نجفی نے تحفہ حنفیہ صفحہ ۹۳، ۹۴ پر مسلم شریف کی دو روایتوں میں تناقض ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

الجواب

[illegible] شریف میں دو یا تین متناقض روایات موجود ہیں تو ان کی تعداد آنے میں تنگ [illegible] نہیں۔ تناقض کی صورت میں ایک روایت کو ترجیح ہوگی دوسری روایت [illegible] جائے گی۔ یہ اعتراض [illegible] نجفی نے کون سا تیر مارا ہے وہ بھی نجفی

اپنے حجۃ الاسلام حامد حسین لکھنوی سمیت جاہل ہے اسے اپنے گھر کا بھی پتہ نہیں۔ خود شیعہ روایات میں اتنا تعارض موجود ہے کہ شیعہ مجتہد توبہ توبہ کر کے بھاگ گئے ان سے رفع تعارض نہ ہو سکا۔ پھر رونا روتے ہوئے شیخ طوسی لکھتا ہے:

ذاكرني بعض الاصدقاء أيده الله ممن أوجب حقه (علينا) بأحاديث أصحابنا أيدهم الله ورحم السلف منهم، وما وقع فيها من الاختلاف و التباين والمنافاة والتضاد، حتى لا يكاد يتفق خبر إلا وبازائه ما يضاده ولا يسلم حديث إلا وفي مقابلته ما ينافيه حتى جعل مخالفونا ذلك من أعظم الطعون على مذهبنا۔ (مقدمہ تہذیب الاحکام، جلد ا صفحہ ۳)

میرے بعض دوستوں نے جن کا میرے اوپر حق بھی بنتا ہے یہ بات بھی یاد دلائی کہ ہمارے اصحاب کی احادیث میں اختلاف، تباین، منافات اور جو تضاد موجود ہے اور تضاد بھی ایسا کہ کوئی خبر مروی نہیں مگر اس کے مقابلہ میں دوسری روایت موجود ہے کوئی حدیث سلامت نہیں مگر اس کے مقابلہ میں دوسری روایت اس کی نفی کرتی اسی بات کو ہمارے مخالفین نے ہمارے مذہب پر بہت بڑا طعن قرار دیا ہے۔

پھر آگے شیخ طوسی اپنے ایک شیعہ مجتہد کے لئے لکھتا ہے کہ:

ان أبا الحسين الهاروني العلوي كان يعتقد الحق ويدين بالامامة فرجع عنها لما التبس عليه الامر في اختلاف الاحاديث وترك المذهب ۔ (مقدمہ تہذیب الاحکام، جلد ا صفحہ ۳)

ابوالحسین الہارونی پہلے حق کا معتقد تھا اور امامیہ مذہب سے وابستہ تھا پھر وہ شیعہ مذہب کو چھوڑ کر بھاگ گیا جب اس پر اختلافِ حدیث کا معاملہ ملتبس ہوا۔

شیعہ روایات میں اتنا تضاد و اختلاف موجود ہے کہ شیعہ مجتہد بھی شیعہ مذہب کو چھوڑ کر بھاگ گئے نجفی کس کھیت کی مولی ہے۔ اس نجفی کو اپنے گھر کا گند نظر نہیں آ رہا کہ ہر ایک روایت کے مقابلہ و معارضہ میں دوسری روایت موجود ہے۔ کوئی بھی روایت معارضہ سے محفوظ نہیں اپنے گھر کے گند کو صاف کرنے کے بجائے دوسروں پر کیچڑ اچھالنا اصلی رافضی ہونے کی نشانی ہے۔

فروعی اختلافات کی بنیاد پر اعتراض کرنا درست

شیعہ مجتہد طوسی نے لکھا ہے کہ:

''لان الاختلاف فی الفروع لا یوجب ترك ما ثبت بالادلة من الاصول ''(مقدمہ تہذیب الاحکام، جلد ا، صفحہ ۳) فروعی اختلاف کی وجہ سے ان اصولی باتوں کو جو دلائل سے ثابت شدہ ہیں چھوڑنا مناسب نہیں۔

اعتراض

ابوبکر کی فضیلت میں ترمذی شریف میں ایک اور جھوٹ۔ اہل سنت کی معتبر کتاب ترمذی شریف از استقصاء ''عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَا يَنْبَغِي لِقَوْمٍ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَؤُمَّهُمْ غَيْرُهُ'' عائشہ نے کہا ہے کہ ابوبکر کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس قوم میں ابوبکر موجود ہو اس کے علاوہ ان میں دوسرا امامت نہ کروائے۔

نوٹ: ابن جوزی نے اپنی کتاب الموضوعات میں لکھا ہے کہ "هذا حديث موضوع على رسول الله" آخر تک یہ حدیث نبی کریم ﷺ پر جھوٹ بولا گیا ہے۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۹۷)

الجواب

اس روایت کے لئے ابن جوزی "هذا حديث موضوع" کہنا صرف ایک سند کے لئے ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ابن جوزی کے قول پر تبصرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"فمن أين يحكم على الحديث بالوضع مع ما يؤيده من قصة تقديمه المشهور في الصحيح وقد قال الحافظ عماد الدين بن كثير في مسند الصديق إن لهذا الحديث شواهد تقضي صحته"

(اللآلی المصنوعة، جلد ۱، صفحہ ۲۷۴)

حدیث پر وضع کا حکم کہاں سے لگایا جائے گا جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تقدیم کا مشہور قصہ صحیح روایات میں موجود ہے حافظ عماد الدین ابن کثیر نے مسند الصدیق میں کہا ہے کہ اس روایت کے صحت کے مقتضی شواہد موجود ہیں۔

حوالہ: علامہ طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

"فالحديث حسن وشاهد الأحاديث الصحيحة في تقديمه إماما"

(تذکرۃ الموضوعات الفتنی، صفحہ ۴۱)

یہ روایت حسن ہے احادیث صحیحہ بھی اس پر گواہی دیتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امام بنایا گیا تھا۔

اعتراض

امیر عمر کی فضیلت میں صحیح ترمذی میں ایک جھوٹ ملاحظہ ہو: اللهم أعز الإسلام بأحب هذين الرجلين إليك بأبي جهل أو بعمر بن خطاب عبداللہ بن عمر کہتا ہے کہ نبی کریم نے دعا مانگی تھی کہ اے خدایا تو ابوجہل یا عمر بن خطاب کے ساتھ اسلام کو عزت بخش اور عمر زیادہ محبوب تھا۔ نوٹ: رسالہ درر منتشرہ فی الاحادیث المشہر واز استقصاء صفحہ ۱۰۴۶) سیوطی نے کہا ہے کہ مذکورہ حدیث غلط ہے۔

الجواب

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اس روایت کی پر زور تائید فرمائی آپ ارشاد فرماتے ہیں:

قلت: وورد أيضا بلفظ ابن عمر من حديث عمر نفسه أخرجه البيهقي في الدلائل ومن حديث أنس أخرجه البيهقي، ومن حديث ابن مسعود أخرجه الحاكم، ومن حديث ربيعة السعدي، أخرجه البغوي في معجمه ومن حديث ابن عباس وخبابه أخرجهما ابن عساكر في تاريخه ومن حديث عثمان بن الأرقم، ومرسل سعيد بن المسيب ومرسل الزهري أخرجه ابن سعد في الطبقات ۔

(الدرر المنتثرة فی الاحادیث المشتهرة ص ۱۹۸)

میں کہتا ہوں کہ اس طرح کی روایت امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ

سے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے امام حاکم نے ربیعہ سعدی سے علامہ بغوی نے معجم میں ابن عباس رضی اللہ عنہ اور خباب سے، ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں عثمان بن الارقم سے اور سعید بن مسیب اور زہری سے مرسلاً امام ابن سعد نے طبقات میں نقل کی ہے۔

اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کی پرزور تائید کی ہے۔ نجفی کا یہ کہنا کہ سیوطی نے کہا ہے کہ مذکورہ حدیث غلط ہے بہت بڑا جھوٹ ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کے مختلف طرق بیان کر کے اس روایت کی تائید کی ہے۔

اعتراض

سیرت حلبیہ منقول از استقصاء صفحہ ۱۰۴۶ میں لکھا ہے کہ جناب عائشہ نے کہا ہے کہ مذکورہ حدیث غلط ہے نبی کریم نے تو یوں فرمایا تھا کہ اے خدایا تو عمر یا ابوجہل کو اسلام کے ساتھ عزت بخش اسلام سے لوگوں کو عزت ملتی ہے نہ کہ لوگوں سے اسلام کو عزت ملتی ہے۔ (تحفہ حنفیہ، ص ۲۷)

الجواب

یہ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول نہیں بلکہ عکرمہ کی طرف منسوب ہے صاحب حلبیہ سے غلطی ہوئی ہے۔ اس قول کی تردید کرتے ہوئے علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

حوالہ: ''فأحسبه غير صحيح'' میں سمجھتا ہوں کہ عکرمہ کا یہ قول صحیح نہیں ہے۔

(المقاصد الحسنہ، جلد ا، صفحہ ۱۵۷، حدیث ۱۶۸ اللھم اعز الاسلام)

حوالہ: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شریف میں اس قول کے متعلق بحث کی ہے۔

(مرقات شریف جلد ا ص ۳۶۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت: از کتب شیعہ

یہ روایت خود کتب شیعہ میں موجود ہے نجفی کو اپنے مذہب کی کتابوں کا بھی پتہ نہیں یہ جعلی حجۃ الاسلام نرا جاہل ہے۔ حوالہ ملاحظہ فرمائیں: ملا باقر مجلسی لکھتا ہے:

عن محمد بن مروان عن أبي عبد الله عليه السلام، قال: قلت له: جعلت فداك قال رسول الله ﷺ: أعز الاسلام بأبي جهل بن هشام أو بعمر بن الخطاب فقال: يا محمد اقد والله قال ذلك۔

(بحار الانوار، ج ۳۰ ص ۲۳۴، بحار الانوار، ج ۳۰ ص ۲۳۵، بحار الانوار، ج ۵۴ ص ۱۲، تفسیر البرہان، ج ۸ ص ۴۳۸)

محمد بن مروان راوی کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے کہا، قربان جاؤں کیا حضور ﷺ نے اس طرح ارشاد فرمایا: ''اللھم اعز الاسلام بابی جھل بن ھشام او بعمر بن الخطاب'' امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے محمد! اللہ تعالیٰ کی قسم حضور ﷺ نے اسی طرح ارشاد فرمایا تھا۔

باقی رہا نجفی کا ''من كان في بيته'' پر اعتراض کرنا تو خود شیعوں نے کافی پہ امام

مہدی کی ''ھذا کاف لشیعتنا '' کی مہر ثبت کروائی ہے پھر اس میں نو ہزار روایتوں کو جھوٹا قرار دیا ہے یعنی دو حصہ کافی جھوٹی ہے معلوم ہوتا ہے جس امام کے سامنے کتاب پیش کی گئی اسے علم رجال کے علم کا بھی پتہ نہیں اس مزعومہ امام سے تو ان کے مجتہد زیادہ پڑھے لکھے معلوم ہوتے ہیں جنہوں نے نو ہزار روایتوں کو جھوٹا قرار دیا ہے۔ نجفی نے بڑی محنت اور جدوجہد کے بعد ترمذی شریف میں سے چار روایتوں کو پیش کیا ہے جن میں سے تین روایتیں تو خود کتب شیعہ میں موجود ہیں جبکہ ایک روایت کو خود امام ترمذی نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اس کے بعد نجفی کے اعتراض کا وزن ہی کیا رہ جاتا ہے۔

اعتراض

منقول از استقصاء الافحام صفحہ ۱۰۹۲ فیض القدیر میں مناوی نے لکھا ہے کہ ''لما صنفه صار لاهل الحديث كالمصحف '' کہ بعض علما فرماتے ہیں کہ جب ابوداؤد نے اپنی صحیح تالیف فرمائی تھی تو وہ اہل حدیث کے نزدیک مانند قرآن تھی۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۹۹)

الجواب

اس طرح تو خود شیعوں نے بھی اپنی کتابوں کے لئے کہا ہے۔ شیعہ مذہب کا مجتہد آف دربندی جس کی کتاب مقتل دربندی سے شیعہ محرم کے مصائب پڑھتے ہیں اور آواز آندی ہے کا سرا لاپتے ہیں اس کے لئے شیخ عباس قمی نے لکھا ہے کہ:

يحكى انه كان يعظم كتب العلم سيما كتب الحديث وانه كلما اخذ تهذيب الشيخ يقبله ويضعه على رأسه ويقول: كتب الحديث مثل القرآن المجيد يلزم احترامه (الکنی والالقاب، جلد ۲ صفحہ ۱۹۸، تذکرۃ دربندی)

دربندی کے لئے حکایت مروی ہے کہ یہ علم کی کتابوں خاص طور پر کتب حدیث کی بڑی تعظیم کیا کرتا ہے جب بھی طوسی کی تہذیب الاحکام کو اُٹھاتا تو پہلے اسے چومتا پھر سر پر رکھتا اور کہتا تھا کہ کتب حدیث قرآن کی مانند ہیں ان کا احترام لازم ہے۔

دربندی نے تو ساری شیعہ کتب حدیث کو مثل قرآن بنادیا لیکن نجفی ہے کہ اسے صرف اہل سنت سے بغض ہے اس بغض میں اس نے جس طرح عدل وانصاف کے تقاضوں کو پامال کیا ہے اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔

اعتراض

سنن ابی داؤد میں نماز کا ایک طریقہ ہے جو نبی کریم نے عباس بن عبدالمطلب کو تعلیم فرمایا تھا اس میں پندرہ مرتبہ اور دس دس مرتبہ تسبیح اربعہ کا پڑھنا ہے۔

نوٹ: اس روایت میں ایک راوی موسی بن عبدالعزیز ہے جس کو ابن الجوزی نے الموضوعات میں ضعیف لکھا ہے۔ (تحفہ حنیفہ صفحہ ۱۰۰)

الجواب

علامہ ابن جوزی کی محدثین نے تردید کی ہے۔

حوالہ: امام موسیٰ المدینی ارشاد فرماتے ہیں:

''قال وقد أساء ابن الجوزی بذکرہ إیاہ فی الموضوعات''

(اللآلی المصنوعہ، ج ۲ ص ۲۲، الخصال المکفرہ)

ابن جوزی نے اس روایت کو موضوعات میں داخل کر کے اچھا نہیں کیا۔

حوالہ: امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

"أفرط ابن الجوزی فأورد هذا الحدیث فی کتاب الموضوعات"

(مرقاۃ الصعود، الآثار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعہ، جلد ا صفحہ ۱۲۵)

اس روایت کو کتاب الموضوعات میں داخل کر کے ابن جوزی نے افراط سے کام لیا ہے۔

حوالہ: علامہ طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

"قد أکثر الحفاظ من الرد علی ابن الجوزی بذکرہ فی الموضوع"

(تذکرۃ الموضوعات، جلد ا، صفحہ ۴۱)

اکثر حفاظ نے اس حدیث کو موضوع میں ذکر کرنے کی وجہ سے ابن جوزی کا رد کیا ہے۔

حوالہ: علامہ کتانی لکھتے ہیں کہ:

"وقد رد الحافظ علی ابن الجوزی فی إیرادہ الأحادیث الثلاثة فی الموضوعات" (تنزیہ الشریعہ المرفوعہ، جلد ۲ صفحہ ۱۰۵)

ان تین روایتوں کو موضوعات میں ذکر کرنے کی وجہ سے حافظ ابن جوزی کا رد کیا گیا ہے۔

شیعہ مذہب کے عالم محقق نراقی نے لکھا ہے:

"ومع أن الخبر الضعیف فی مقام الاستحباب فی حکم الصحیح ولا یعجز عن إثبات الحکم" (مستند الشیعہ، جلد ۴، صفحہ ۱۱۱)

مقام استحباب میں خبر ضعیف بھی صحیح کے حکم میں ہے اور اثبات حکم سے عاجز نہیں رہتی۔

اعتراض

سنن ابی داؤد میں ابوبکرہ کی روایت ہے کہ نبی کریم نے منگل کے دن حجامت یعنی خون نکلوانے سے منع کیا ہے۔ نوٹ: ابن جوزی نے اپنی کتاب الموضوعات میں لکھا ہے کہ ابوبکرہ جھوٹا ہے۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۱۰۰)

الجواب

اس طرح کی روایت خود کتب شیعہ میں موجود ہے صرف دن کا فرق ہے ابوداؤد شریف میں منگل لکھا ہوا ہے۔ جبکہ کتب شیعہ میں بدھ ہے صرف چوبیس گھنٹوں کا فرق ہے،

''فی الحدیث أنه نهی عن الحجامة فی الاربعاء إذا کانت الشمس فی العقرب'' (بحار الانوار، جلد ۵۵ صفحہ ۳۶)

حدیث شریف میں ہے کہ بدھ کے دن حجامت کروانا منع ہے جبکہ سورج عقرب میں ہو۔ بلکہ وسائل الشیعہ میں تو باب موجود ہے:

''باب کراهة الحجامة یوم الثلاثاء والاربعاء والجمعة'' (وسائل الشیعہ)

منگل، بدھ اور جمعہ کے دن حجامت کروانا مکروہ ہے۔

اعتراض

سنن ابی داؤد میں یہ حدیث آئی ہے کہ نبی کریم نے چھری سے گوشت کاٹنے کو منع کیا ہے اور فرمایا ہے کہ دانتوں سے کاٹیں۔ نوٹ: ابن جوزی نے زاد المعاد میں لکھا ہے بقول امام احمد کے یہ حدیث بھی جھوٹ ہے۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۱۰۰)

الجواب

﴿۱﴾ امام ابوداؤد نے یہ روایت بیان کرنے کے بعد خود وضاحت کردی ہے کہ:

''قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَيْسَ هُوَ بِالْقَوِي'' (سنن ابی داؤد)

امام ابوداؤد نے فرمایا کہ یہ قوی نہیں۔

﴿۲﴾ یہ روایت خود کتب شیعہ میں موجود ہے:

''قال النبی ﷺ :لا تقطعوا اللحم بالسکین علی المائدة فانه من فعل الاعاجم، وانهشه فانه أهنا وأمرأ'' (بحارالانوار، جلد ۶۳ صفحہ ۴۲۷)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دسترخوان پر گوشت کو چھری سے مت کاٹو یہ عجمیوں کا طریقہ ہے بلکہ دانتوں سے کاٹ کر کھایا کرو۔

اعتراض

سنن ابی داؤد میں لکھا ہے کہ قدریہ اس امت کے مجوس ہیں۔نوٹ: ابن جوزی نے اس حدیث کو بھی جھوٹ قرار دیا ہے۔(تحفہ حنفیہ صفحہ ۱۰۰)

الجواب

یہ روایت خود کتب شیعہ میں موجود ہے:

وقال علیه السلام إن القدرية مجوس هذه الامة۔(بحارالانوار، ج ۵ ص ۹۸) امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ قدریہ اس امت کے مجوس ہیں۔

اعتراض

سنن ابی داؤد میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن زید کے خواب سے اذان مشروع ہوئی ہے۔نوٹ: سیرت حلبیہ میں لکھا ہے کہ محمد بن حنفیہ نے اس روایت کو غلط قرار دیا ہے اور مستدرک حاکم میں لکھا ہے کہ امام حسن نے بھی اس روایت کو غلط قرار دیا ہے۔(تحفہ حنفیہ ص ۱۰۱)

الجواب

حوالہ ۱: علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کی روایت کے متعلق لکھا ہے کہ:

''قال أبو داؤد نوح بن دراج كذاب''(التلخيص للذهبی، ج۴، ص۲۷۹، فضائل الحسن) امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ نوح بن دراج کذاب ہے۔

یعنی اس روایت میں نوح بن دراج ہے جس کے متعلق امام ابوداؤد نے ارشاد فرمایا ہے کہ نوح بن دراج کذاب ہے۔

حوالہ ۲: علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''قَالَ الذَّهَبِيُّ فِي مُخْتَصَرِهِ :نُوحُ بْنُ دَرَّاجٍ كَذَّابٌ''

(نصب الرایۃ، جلد۲، صفحہ ۸۷، باب الاذان)

ذہبی نے اپنے مختصر میں ارشاد فرمایا ہے کہ نوح بن دراج کذاب ہے۔

امام نسائی پر اعتراض

اعتراض

منقول از استقصاء الافحام صفحہ ۱۰۷۶ ابن قیم نے زاد المعاد میں لکھا ہے: ففی سنن ابی داؤد والنسائی "عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَّرَ طَوَافَهُ يَوْمَ النَّحْرِ

إِلَى اللَّيْلِ. وَهَذَا الْحَدِيثُ غَلَطٌ بَيِّنٌ خِلَافُ الْمَعْلُومِ مِنْ فِعْلِهِ الَّذِي لَا يَشُكُّ فِيهِ أَهْلُ الْعِلْمِ بِحَجِّيَّتِهِ" امام نسائی نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم نے دس ذوالحجہ روزِ نحر طواف کو رات تک ملتوی اور مؤخر فرمایا تھا اور یہ حدیث عائشہ واضح طور پر غلط ہے اور نبی کے جس فعل کی حجت معلوم ہے اس کے خلاف ہے۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۱۰۳)

الجواب

حامد حسین لکھنوی اور نجفی دونوں مکر و جہالت کا کرشمہ دکھاتے ہیں۔ ابن قیم نے طواف الزیارت کے لفظ کو وہم قرار دیا ہے نہ کہ نسائی شریف کی روایت کی تردید کی ہے۔ کیونکہ نسائی شریف میں طوافِ زیارت کا لفظ موجود ہی نہیں۔ اصل روایت ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَّرَ طَوَافَهُ يَوْمَ النَّحْرِ إِلَى اللَّيْلِ ۔ (نسائی شریف، جلد۲، صفحہ ۴۶۰) حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ سے روایت ہے یوم نحر کے دن حضور ﷺ نے طواف کو رات تک مؤخر فرمایا۔

ابن قیم اپنے قول کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

وَهُمُ مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ أَخَّرَ طَوَافَ الزِّيَارَةِ يَوْمَ النَّحْرِ إِلَى اللَّيْلِ وَقَدْ تَقَدَّمَ بَيَانُ ذَلِكَ وَأَنَّ الَّذِي أَخَّرَهُ إِلَى اللَّيْلِ إِنَّمَا هُوَ طَوَافُ الْوَدَاعِ۔

(زاد المعاد، جلد۲، صفحہ ۲۸۱)

یہاں پر ان لوگوں کو وہم ہوا ہے کہ جنہوں نے گمان کیا ہے کہ حضور ﷺ نے طوافِ زیارت کو مؤخر کیا تھا حالانکہ حضور اکرم ﷺ نے جس طواف کو مؤخر فرمایا وہ طوافِ وداع تھا۔

قارئین کرام! ابن قیم کا اعتراض طوافِ زیارت کے الفاظ پر ہے جو کہ نسائی شریف کی روایت میں مروی ہی نہیں۔ نجفی نے اپنا الو سیدھا کرتے ہوئے اس اعتراض کو نسائی شریف کی روایت پر منطبق کر دیا ہے۔

نجفی کی مٹی پلید

اعتراض

منقول از استقصاء الافحام صفحہ ۱۰۸۷ ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ القزوینی کے بارے میں لکھا ہے کہ "کان اماماً فی الحدیث" کہ ابن ماجہ حدیث میں امام تھا اور عبدالحق نے رجال مشکوٰۃ میں اور شاہ عبدالعزیز نے بستان المحدثین میں اس کی صحیح کو صحاح ستہ میں شمار کیا ہے مگر افسوس کہ اہل سنت نے اپنے اتنے بڑے امام کی بھی خوب مٹی پلید کی ہے۔ (تحفہ حنفیہ، صفحہ ۱۰۴)

الجواب

شیعوں نے تو حضرت آدم علیہ السلام کو بھی نہیں چھوڑا۔

منتخب ترجمہ بصائر الدرجات از محمد شریف بن شیر محمد شاہ، رسولوں کے پیش لفظ میں یہ شعر موجود ہے کہ:

ہوتے نہ گر ازل میں چودہ ستارے ہادی
مٹی خراب ہوتی آدم سے رہنما کی

(منتخب بصائر الدرجات اردو، مطبوعہ مکتبہ الساجد، شمس آباد کالونی ملتان)

شیعوں کو مٹی پلید کا لفظ اتنا محبوب و مرغوب ہے کہ اس کا اطلاق حضرت آدم علیہ السلام کی ذات پر بھی کیا ہے حضرت امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں اگر شیعہ بکواس کریں تو کوئی عجب نہیں۔ ہمارے نزدیک امام ابن ماجہ علم حدیث کے اماموں میں سے ہیں۔ ان کی کتاب سنن ابن ماجہ کی بعض روایتوں پر محدثین کی تنقید مٹی پلید کرنا ہے تو ملا باقر مجلسی نے مرأۃ العقول میں اصول کافی کی سینکڑوں روایات کے پرخچے اُڑا کر شیعہ محدث کی سینکڑوں بار مٹی پلید کی ہے۔ سابقہ صفحات میں ہم حوالہ پیش کر چکے ہیں کہ کافی میں ۹۰۰۰ ہزار کے قریب ضعیف روایتیں ہیں یعنی جارحین نے ۹۰۰۰ مرتبہ کلینی کی مٹی پلید کی ہے۔ شیخ طوسی کے لئے لکھا ہے کہ یہ غلطیاں بہت زیادہ کرتا تھا اس کی بھی شیعہ محدثین نے خوب مٹی پلید کی ہے۔

من لا یحضرہ الفقیہ میں شیعہ محدث شیخ صدوق نے دعویٰ کیا تھا کہ میں اس میں صحیح روایتوں کو داخل کروں گا۔

حوالہ: بل قصدت إلى إيراد ما افتى به وأحكم بصحته ۔

(من لا یحضرہ الفقیہ ص۳)

میں نے اس کتاب میں ارادہ کیا ہے کہ اس میں وہ روایات داخل کروں گا جن پر میرا فتویٰ ہے اور جن روایات کو میں صحیح سمجھتا ہوں۔

واعتقد فيه أنه حجة فيما بيني وبين ربي۔ میرا اعتقاد ہے کہ یہ کتاب میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجت ہے۔

شیخ صدوق کے اس دعویٰ کی بھی شیعہ محدثین نے خوب مٹی پلید کی ہے۔

شیعہ علامہ مامقانی، شیخ صدوق کے اس دعویٰ کا ضعف بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"وضعفه ظاهر لما او ضحناه فی محله من عدم وفاء الصدوق فی کتابه بما التزمه فی اوله۔ (مقباس الھدایہ، صفحہ ۴۹)

اس دعویٰ کا ضعف ظاہر ہے جیسا کہ ہم نے ایک مقام پر اس کی وضاحت کی ہے کہ شیخ صدوق نے کتاب کی ابتدا میں صحیح کے التزام کا وعدہ کیا تھا اس کو پورا نہیں کر سکا۔

جس کتاب کو شیخ صدوق نے اللہ تعالیٰ اور اپنے درمیان حجت تصور کیا تھا اس کا حشر بھی آپ کے سامنے ہے کس طرح شیعہ محدثین نے اس کی مٹی پلید کی ہے حالانکہ اس شیعہ محدث کے لئے شیعوں نے لکھا ہے کہ:

لم یر فی القمیین مثله۔ (تنقیح المقال، جلد ۳، صفحہ ۱۵۴)

قمی علما میں شیخ صدوق کی مثال نہیں ملتی۔

اس کو شیعہ صدوق اس وجہ سے کہتے ہیں:

الصدوق فیما یرویه عن الائمة۔ (تنقیح المقال، جلد ۳، صفحہ ۱۵۴)

ائمہ سے جو روایتیں نقل کرتا ہے اس میں یہ صدوق ہے۔

شیخ صدوق نے جھوٹی روایتیں لکھ کر اپنے منصب صدوق کی خوب مٹی پلید کی ہے۔

اب یہ شیعوں کا شیخ صدوق شیخ کذوب بن گیا ہے۔

من لا یحضرہ الفقیہ کی دو ہزار مراسل روایتیں بھی شیعہ محدثین کے نزدیک

موضوع بحث رہی ہیں۔ مطلب کہ شیعہ محدثین نے خوب ایک دوسرے کی مٹی پلید کی ہے۔ مزید مٹی پلید کروانے کے لئے نجفی نے تحفہ حنفیہ لکھ ماری ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض

اعتراض

منقول از استقصاء الافحام صفحہ ۱۰۸۲ ابن حجر عسقلانی کے استاد فاضل عراقی نے فیض القدیر میں لکھا ہے کہ: بل فيه أحاديث موضوعة فجمعتها في جزء عراقی کہتا ہے کہ ضعیف حدیث کا مسند میں وجود موجود ہے بلکہ جھوٹی حدیثیں بھی اس میں موجود ہیں۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۱۰۵)

الجواب

ضعیف روایات کے متعلق خود علما شیعہ نے لکھا ہے کہ:

"واما ضعيف السند غير الموضوع فلا باس برواية مطلقاً"۔

(مقباس الھدایہ، ص ۵۳)

جو ضعیف سند کے ساتھ مروی ہو موضوع نہ ہو ایسی روایت میں مطلقاً کوئی حرج نہیں۔ یعنی ضعیف روایت بیان کرنا خود علما شیعہ کے نزدیک جائز ہے قابلِ اعتراض نہیں۔ نجفی کا مسند امام احمد بن حنبل پر اعتراض کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس جعلی حجۃ الاسلام نے شیعہ اصول حدیث کا مطالعہ کیا ہی نہیں اور جہاں تک موضوع روایات کا تعلق ہے تو شیعہ کے نزدیک یہ بھی جائز اور مباح ہے۔ برصغیر کے شیعہ ذاکرین کے

متعلق مجاہد اعظم میں ہے کہ جھوٹی روایات نشر کرنے پر مصر ہیں بلکہ اسے جائز اور مباح سمجھتے ہیں جب شیعہ کے نزدیک یہ کام مباح ہے تو اعتراض کا کیا مطلب۔

اعتراض

سنی ملاں درباری بن کر سلاطین کے ہاتھوں بک گئے۔ نجفی بحوالہ فتوحات مکیہ لکھتا ہے" جان تو کہ جب خواہشات بد طبیعتوں پر غالب آگئیں اور سنی علما نے بادشاہوں کے دربار میں عہدے طلب کئے تو انہوں نے دین حق کا روشن راستہ چھوڑ دیا اور تاویلات کی پٹاریاں کھول دیں تا کہ بادشاہوں کی غرضیں پوری ہوں اور ان چیزوں کو انہوں نے شریعت ٹھہرا دیا باوجودیکہ علما خود ان کے شریعت ہونے کا عقیدہ نہ رکھتے تھے اور نہ ہی اس پر فتویٰ دیتے تھے اور ان کے قاضیوں اور مفتیوں کی ایک جماعت کو ہم نے خود اس بری حالت اور بد دیانتی پر دیکھا ہے۔ (تحفہ حنفیہ، صفحہ ۱۱۶)

الجواب

﴿۱﴾ درباری عہدہ لینا خود شیعہ مذہب میں معیوب نہیں۔ ابوالقاسم الخوئی لکھتا ہے کہ:

فهي لا تنافي الوثاقة، بل لاتنافي العدالة أيضاإذا كانت على طبق الميزان الشرعي۔ (معجم رجال الحدیث، ج ۵، ص ۱۵۶، خلاصۃ الاقوال، ج ۱، ص ۱۲)

بنی امیہ کی طرف سے عہدہ قبول کرنا امامت کے منافی نہیں بلکہ یہ عدالت کے بھی منافی نہیں ہے جبکہ میزان شرعی کے مطابق ہو۔

﴿۲﴾ حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عبارت علماء سوء کے متعلق ہے اسے تمام علمائے

اہل سنت پر منطبق کرنا نجفی کی بددیانتی ہے۔شیعوں کی تسلی کے لئے شیعہ کتب سے شیعہ مجتہدین کے حوالہ پیش کرتا ہوں تا کہ شیعوں کے دماغ کا بخار ہلکا ہو جائے۔

حوالہ: شیعہ ذاکر ملا باقر مجلسی لکھتا ہے کہ:

وإن لعامتهم أديانامختلفة فمنهم المجتهدون فى الضلالة حتى أن بعضهم ليستحل دم بعض وأموالهم، و يموه ضلالتهم بأشياء من الحق ليلبس عليهم دينهم، ويزينه لضعيفهم، ويصدهم عن الدين القيم ۔(بحارالانوار،جلد۷۵،صفحہ۴۱۹)

ہمارے عام شیعہ مولویوں کی حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ انہوں نے مختلف دین بنا لئے ہیں کچھ شیعہ مجتہد ہیں جو گمراہی میں اس قدر ڈوبے ہوئے ہیں انہوں نے ایک دوسرے کا خون اور مال حلال کر رکھا ہے اپنی گمراہیوں کی شیعہ مجتہدین نے اس طرح حق کے ساتھ ملمع سازی کی ہے کہ دین ملتبس ہو کر رہ گیا ہے اور یہ مجتہدین شیعہ اپنی ضعیف باتوں کو مزین کر کے پیش کرتے ہیں اور دین قدیم سے لوگوں کو روکتے ہیں۔

اس حوالے سے مندرجہ ذیل باتیں ظاہر ہیں۔

☆ شیعہ علما نے مختلف دین گھڑے ہیں۔☆ دین میں باطل چیزیں ملادی ہیں۔

☆ شیعہ علما گمراہی میں یہاں تک ڈوبے ہوئے ہیں کہ ایک دوسرے کے جان و مال کو مباح کر ڈالا ہے یعنی حرام خور ہیں۔☆ نجفی کی طرح تحفہ حنفیہ جیسی کتابیں لکھ کر لوگوں کو دین قدیم سے روکتے ہیں۔

بقول شیعہ آیۃ اللہ ریشہری شیعہ مجتہد گمراہ اور فتنہ میں مبتلا ہیں۔

اعتراض

بقول غزالی سنی فقہا اور علما حرام خور اور بد کردار بن گئے۔ (تحفۂ حنفیہ، صفحہ ۱۱۷)

الجواب

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تو کچھ لوگوں کے متعلق لکھا ہے۔ جیسا کہ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ "فمنهم فرقة" ایک گروہ ایسا ہے (جو ایسی حرکات میں مبتلا ہے) یہ ہم سے ایک گروہ ہے۔ ہم اور ہمارے اکابرین علما سوء کی مذمت کرتے آئے ہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت کو جس میں تصریح ہے کہ یہ بعض افراد کا کام ہے اسے تمام علمائے اہل سنت پر منطبق کرنا نجفی کی بہت بڑی بددیانتی ہے۔ نجفی اور اس کی ذریت کو آئینہ دکھانے کے لئے ہم ایک حوالہ پیش کرتے ہیں:

وفيهم المجتهدون في العبادة على تلك الضلالة معجبون مفتونون فعبادتهم فتنة لهم ولمن اقتدى بهم۔

(میزان الحکمۃ صفحہ ۱۱۶۹ از آیت اللہ الریشہری)

شیعہ مجتہدین ایسے بھی ہیں کہ عبادت میں اسی گمراہی پر ہیں خود پسندی اور فتنہ میں مبتلا ہیں ان کی عبادت ان کے دور کے متبعین کے لئے فتنہ ہے۔

فهالاء الاشرارون يطعنون على المجتهدين رضوان الله عليهم بتخريب الدين والخروج عن الائمة الطاهرين۔ (تنقیح المقال ص ۱۲۵۹)

اخباری شیعوں نے شیعہ مجتہدین کو تخریب دین اور ائمہ طاہرین کے طریقہ سے خروج سے مطعون کیا ہے۔

اعتراض

سنی فقہا نعمان کی خاطر قرآن وحدیث کی مخالفت کرتے ہیں۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۱۱۸)

الجواب

نجفی نے یہ اعتراض نافع کبیر سے نقل کیا ہے۔ جس میں تصریح موجود ہے کہ:

وطائفة قد يعتصب في الحنفية۔ ایک گروہ حنفیت میں متعصب ہے۔

یعنی یہ بعض افراد کی بات ہو رہی ہے اسے تمام علما اہل سنت پر منطبق کرنا نجفی کی بددیانتی ہے۔ ہم بھی نجفی کو آئینہ دکھاتے ہیں شیعہ مجتہدین کے نزدیک تو قرآن حکیم بھی مشکوک ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

مجتہدین کے نزدیک قرآن حکیم کا بہت بڑا حصہ ناقابل فہم اور مشکوک آیتوں سے بھرا پڑا ہے۔ (اسلام اور علمائے اسلام، صفحہ ۳۵۶)

قرآن وحدیث کو بھی شیعہ مجتہدین نے بازیچہ اطفال بنا رکھا ہے۔ ملاحظہ ہو:

قرآن ہو یا حدیث مجتہد کی عقل کے ماتحت ہیں۔

(اسلام اور علمائے اسلام، ص ۳۵۸)

شیعہ علما کی مذمت کرتے ہوئے امام عسکری نے ارشاد فرمایا کہ:

وهم أضر على ضعفاء شيعتنا من جيش يزيد على الحسين بن على

(علیهما السلام) وأصحابه فإنهم يسلبونهم الأرواح والأموال وهؤلاء علما السوء ۔ يدخلون الشك والشبهة على ضعفاء شيعتنا فيضلونهم ۔ (میزان الحکمۃ، صفحہ ۴۲۵، آیت اللہ ریشہری)

یہ شیعہ عالم ہمارے ضعیف شیعوں کے لئے اس سے بھی زیادہ مضر ہیں جتنا یزید کا لشکر امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب کے لئے مضر تھا انہوں نے ساز و سامان کو لوٹا مگر شیعہ مولوی ہمارے کمزور الاعتقاد شیعوں میں شک وشبہات کا بیج ڈال کر انہیں گمراہ کرتے ہیں ۔ جیسے آج کل شیعہ مجتہدین نے شہادۃ ثلاثہ کے موضوع پر شیعوں میں شکوک ڈال کر شیعیت کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے اور یہ شیعہ مجتہد آپس میں دست وگریباں ہیں اور ایک دوسرے پر لعن وطعن کے پھول نچھاور کر رہے ہیں ۔

اعتراض

حجۃ البالغہ کی عبارت : شاہ ولی اللہ کہتا ہے کہ میں نے بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ خیال کرتے ہیں کہ ان بڑی بڑی کتاب فتاویٰ میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب امام ابوحنیفہ اور صاحبین کا قول ہے اور ان کے اصل اور قول مخرج کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ایسی چیزوں کو ابوحنیفہ سے روایت صحیح نہیں ہے ۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۱۱۹)

الجواب

﴿۱﴾ حضرت شاہ ولی اللہ کا یہ قول بعض لوگوں کے متعلق ہے جیسا کہ آپ کی عبارت میں تصریح ہے: ''انی وجدت بعضهم '' میں نے بعض لوگوں کو پایا ہے کہ وہ خیال

کرتے۔اسے تمام علما اہل سنت پر منطبق کرنا نجفی کی جہالت ہے۔

﴿۲﴾ حضرت شاہ ولی اللہ کی مکمل عبارت بھی نقل نہیں کی گئی آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

میں نے بعض لوگوں کو پایا ان کا یہ قول ہے کہ جتنے مسائل ان بڑی بڑی شروح اور صحیح صحیح کتابوں میں مندرج ہیں وہ تمام ابوحنیفہ اور صاحبین کے اقوال ہیں ایسے لوگ ان اقوال میں جو تخریج کئے گئے ہیں اور جو حقیقت اور اصلی قول میں کچھ فرق نہیں کرتے اور اس کے معنی کچھ نہیں سمجھتے کہ فقہا کہا کرتے ہیں کہ کرخی کی تخریج کے موافق مسئلہ کا یہ حکم ہے اور طحاوی کی تخریج کے موافق یہ حکم ہے، اور نہ یہ فقہا کے اس قول میں کچھ فرق سمجھتے کہ ابوحنیفہ نے ایسا کہا ہے اور امام ابوحنیفہ کے مذہب یا قاعدہ کی بنیاد پر مسئلہ کا یہ حکم ہے۔

(حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۲۵۶ اردو، دارالاشاعت کراچی باب ۸۵ چوتھی صدی ہجری کے پہلے اور بعد کے لوگوں کا حال)

اس عبارت میں تصریح ہے کہ بعض فقہا نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فقہی قواعد کو مدنظر کر کے بعض مسائل کی تخریج کی ہے کتب فتاویٰ میں تصریح ہوتی ہے کہ تخریج کرنے والے ائمہ مثلاً امام کرخی کی تخریج کے موافق مسئلہ کا یہ حکم ہے اور امام طحاوی کی تخریج کے موافق مسئلہ کا یہ حکم ہے۔ یہ امام ابوحنیفہ کا قول ہے یہ آپ کے مذہب کے مطابق فتویٰ ہے۔

اس میں کہاں لکھا ہے کہ، فقہاء اہل سنت ابوحنیفہ کی طرف اقوال کی نسبت دینے میں خائن ہیں۔ (تحفہ حنفیہ ص ۱۱۹)

جیسا کہ نجفی نے اپنے جہالت سے تیار شدہ دماغ سے سمجھا ہے ہاں البتہ شیعوں نے گھڑ گھڑ کر ائمہ کے ذمہ جو جھوٹ گنوائے۔ الامان والحفیظ۔

شیعہ مذہب کا ایک مایہ ناز سپوت جو شیعہ مذہب کی ستر ہزار روایات کا عالم ہے۔

''عن جابر بن یزید الجعفی قال حدثنی ابو جعفر لسبعین الف حدیث لم اجدبها احدا قط ولا احدث بها احدا'' (رجال کشی، ص ۱۷۱)

جابر بن یزید جعفی کا کہنا ہے کہ مجھے امام باقر رضی اللہ عنہ نے ستر ہزار حدیثیں سنائی ہیں جو نہ تو میں نے کسی کے پاس پائیں نہ ہی میں کسی سے بیان کروں گا۔

اس ستر ہزار روایت کے عالم شیعہ کے متعلق امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ:

''فقال ما رأیته عند ابی قط الا مرة واحدا وما دخل علی قط''

(رجال کشی صفحہ ۱۶۹، ذکر جابر بن یزید)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے جابر بن یزید کو اپنے والد کے ہاں صرف اور صرف ایک مرتبہ دیکھا تھا اور میرے پاس تو یہ کبھی آیا ہی نہیں۔

ہمیں کوئی امامت کا یہ پوشیدہ راز سمجھائے کہ امام نے امامت کا کون سا معجزہ دکھایا کہ ایک ہی دفعہ میں ستر ہزار روایات کا راوی بنا دیا اور وہ روایات بھی ایسی کہ ائمہ کی اولاد ان روایات سے بے خبر ہے۔

اعتراض

سنی فقہا متقی بننے کی خاطر جھوٹی باتیں امام اعظم کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ رسالہ

عمل بالحدیث ترجمہ از حقیقۃ الفقہ سے ملاحظہ فرمائیں بعض نادان غلط اور جھوٹ باتیں اس لئے امام اعظم کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ لوگ ان کو کمال درجہ کا متقی خیال کریں۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۱۱۹)

الجواب

نجفی نے اپنے جھوٹے مذہب کو سہارا دینے کے لئے بیوقوفی پر مبنی اعتراضات شروع کردیئے ہیں جس سے نہ صرف نجفی کے مذہب کا پتا چلتا ہے بلکہ نسل کا بھی پتا چلتا ہے۔ عبارت میں یہ تصریح ہے کہ بعض نادان غلط اور جھوٹ بولتے ہیں یعنی بیوقوف لوگ اس طرح کرتے ہیں اس عبارت کو اس طرح پیش کرنا کہ سنی فقہا متقی بننے کی خاطر جھوٹی باتیں امام اعظم کی طرف منسوب کرتے ہیں دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے۔ جن لوگوں کا دھرم جھوٹ اور تقیہ ہے ان لوگوں کے منہ سے اس طرح کی باتیں اچھی نہیں لگتیں۔

شیعوں نے شہداء کربلا پر جھوٹ بولا ہے

ہندوستان سے تعلق رکھنے والے ایک عالم دین مولوی سید محمد جونپوری نے محدث نوری سے بارہا وہاں (برصغیر) کے ذاکروں اور خطیبوں کی شکایت کی تھی وہ جھوٹ بولنے میں حریص اور بے باک ہیں جھوٹی اور جعلی روایات نشر کرنے پر مصر ہیں بلکہ اسے جائز اور مباح سمجھتے ہیں چونکہ یہ باتیں مومنین کو رلانے کا ذریعہ بنتی ہیں اس لئے دروغ گوئی کے باوجود انہیں دائرہ عصیاں سے باہر خیال کرتے ہیں۔ (مجاہد اعظم ص ۱۰)

اعتراض

ابن جوزی نے سنی علما کی عظمت کا جنازہ نکال دیا ہے: نجفی ابن جوزی کی تلبیس ابلیس کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ ''ابو احمد عبد الرحمٰن بن علی جوزی نے مذکورہ کتاب میں لکھا ہے کہ سنی فقہا کی حالت یہ ہے کہ آیت قرآن سے دلیل لاتے ہیں اور اس کے معنی نہیں جانتے اور حدیث سے دلیل لاتے ہیں اور ان کو پتہ نہیں ہوتا کہ حدیث ضعیف ہے یا صحیح ہے'' (تحفہ حنفیہ، صفحہ ۱۲۰)

الجواب

نجفی نے جس روایت سے یہاں مغالطہ دینے کی ناکام کوشش کی ہے وہ یہاں نقل کی جاتی ہے۔ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض لوگوں کے متعلق لکھا ہے ہم آپ کے سامنے مکمل عبارت پیش کرتے ہیں:

''كان الفقهاء في قديم الزمان هم أهل القرآن والحديث فما زال الأمر يتناقص حتى قال المتأخرون يكفينا أن نعرف آيات الأحكام من القرآن وأن نعتمد على الكتب المشهورة في الحديث كسنن أبي داود ونحوها ثم استهانوا بهذا الأمر أيضا وصار أحدهم يحتج بآية لا يعرف معناها وبحديث لا يدري أصحيح هو أم لا وربما اعتمد على قياس يعارضه حديث صحيح'' (تلبیس ابلیس، ج۱، ص۱۴۵)

قدیم زمانے میں فقہا قرآن و حدیث میں ماہر تھے پھر معاملہ گھٹتا گیا یہاں تک کہ

متاخرین نے کہا کہ قرآن حکیم کے احکام کے متعلق آیات کی معرفت اور کتب مشہورہ جیسے سنن ابی داؤد وغیرہ پر اعتماد ہمارے لئے کافی ہے پھر اس معاملہ میں بھی سستی اختیار کی گئی یہاں تک کہ ان میں سے کچھ ایک آیت سے استدلال کرتے ہیں اس کے معنی کو نہیں جانتے اور جس روایت کو مستند ٹھہراتے ہیں اس کے متعلق پتہ نہیں کہ صحیح ہے یا نہیں بعض اوقات ایسے قیاس پر اعتماد کرتے ہیں جو صحیح روایت کے معارض ہوتا ہے۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت میں تصریح موجود ہے کہ: "وصار احدھم" یعنی کچھ لوگ اس طرح کرتے ہیں اس عبارت کو تمام فقہا اہل سنت پر منطبق کرنا عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے۔ بعض ایسے علما کی اس طرح کی روش سے عقائد اہل سنت پر کس طرح اعتراض وارد ہوتا ہے؟ معلوم ہوتا ہے کہ نجفی شیعہ وسنی کے مابین اصل نزاعی اور اختلافی مسائل سے ناواقف ہے۔ لاہور کے جاہل شیعوں نے خواہ مخواہ اس کو حجۃ الاسلام کا لقب دیا ہے۔ جس بیچارے کو اختلافی مسائل کا ہی پتہ نہیں اسے مناظرانہ مسائل پر کتابیں لکھنے کے لئے کس پاگل نے مشورہ دیا ہے جبکہ خود شیعہ مجتہدین کے لئے شیعہ علما نے یہ رونا رویا ہے کہ شیعہ مجتہدین قرآن وحدیث کے منکر ہیں۔ (کتاب اسلام اور علمائے اسلام، مصنف سید محمد احسن زیدی)

مجتہدین قرآن وحدیث کے ساتھ ساتھ اپنے ادلہ شریعہ کے بھی منکر ہیں۔ (اسلام اور علمائے اسلام ص ۲۴۰)

شیعہ روایتوں کو بالکل نہیں سمجھتے

شیخ عباس قمی نے لکھا ہے کہ:

ویر ون عنهم مالا یفهمون ولا یفقهون و کانهم اولیاء علیهم لا اولیاء لهم (منازل الآخرة ومطالب الفاخرہ ،صفحہ۲۶۲)

ہمارے شیعہ علما ائمہ سے ایسی روایتیں نقل کرتے ہیں جنہیں وہ خود نہیں سمجھتے گویا کہ ہمارے علما ائمہ کے اوپر حاکم ہیں نہ کہ ائمہ کے دوست۔

نجفی نے ص ۱۲۱ پر ابن جوزی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ سنی فقہا اسلام میں خیانت کرتے ہیں اور عبارت بھی نقل کی ہے ''وهذا کله خیانة علی الاسلام'' جبکہ تلبیس ابلیس صفحہ ۱۴۵ پر ''خیانة علی الاسلام'' نہیں بلکہ ''جنایة علی الاسلام'' لکھا ہوا ہے یعنی نجفی نے عبارت میں خیانت کا ارتکاب کرتے ہوئے جنایۃ کو خیانت سے تبدیل کر دیا ہے۔ پھر بھی یہ الزام کہ سنی فقہا اسلام میں خیانت کرتے ہیں اس صدی کا سب سے بڑا جھوٹ ہے البتہ ایک بات ضرور ثابت ہوئی کہ شیعہ حجۃ الاسلام بہت بڑے خائن ہیں۔

اس عبارت کا تعلق بھی بعض افراد سے ہے جیسا کہ عبارت میں تصریح ہے اس کو تمام علما اہل سنت پر منطبق کرنا نجفی کی جہالت وحماقت ہے۔ نجفی نے اصولی باتوں کو چھوڑ کر راہ فرار اختیار کی ہے۔

شیعہ مناظرہ: حق کا انکار

اعتراض

ابن جوزی فرماتے ہیں کہ اگر کسی سنی مولانا پر اس کا مدمقابل غالب آجائے تو اس سنی میں تکبر کی علامت ظاہر ہوتی ہے اور گالیاں دیتا ہے۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۱۲۲)

الجواب

علامہ ابن جوزی نے بعض مناظرین کی جس طرح مذمت کی ہے اس طرح تو شیعہ ذاکر نعمۃ اللہ جزائری نے بھی مناظرین کی مذمت کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

الاول ما يقع في مناظرة بين ارباب العلم فان الغالب من احوالهم انه يريد كل واحد منهم افحام خصمه ليترفع عليه في المجالس واذا ظهر له ان كلام خصمه حق رده ولم يقبله منه لئلايظهر للناس انه قد افلج فمثل هذا المناظر يدخل في تعريف هذا المتكبر لانه ردالحق بعد ماظهر له انه حق وايضا فقد حقر قائله حيث زعم الناس انه هذا الرجل المبطل وهو المحق وذلك المحق هو المبطل ۔

(انوار النعمانیہ، جلد ۳، صفحہ ۳۷)

اربابِ علم کے درمیان مناظرہ میں اکثر اس طرح واقع ہوتا ہے کہ ہر ایک مناظر اپنے خصم کو خاموش کروانا چاہتا ہے تاکہ مجالس میں بلند رتبہ حاصل کر سکے اور جب اس شیعہ مناظر پر ظاہر ہو جاتا ہے کہ دوسرا (سنی) مناظر حق پر ہے تو اس کی بات کو رد کر دیتا

ہے اور قبول کرنے سے راہ فرار اختیار کرتا ہے تا کہ لوگوں پر ظاہر نہ ہو سکے کہ یہ (شیعہ) مناظر بے بس ہو چکا ہے۔ اس (شیعہ) مناظر جیسے لوگ متکبر کی اس تعریف میں داخل ہیں کیونکہ امر حق ظاہر ہو جانے کے بعد اسے رد کر دینا قائل حق کی تحقیر ہے جس سے لوگ سمجھیں کہ مبطل حق پر ہے اور صاحب حق مبطل ہے۔

جس طرح نجفی نے علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے دور کے بعض افراد کی حرکات کو تمام اہل سنت پر منطبق کرنے کی کوشش کی ہے اسی طرح اسی شیعہ اصول کے مطابق ہم بھی مندرجہ بالا عبارت کو دلیل بنا کر کہہ سکتے ہیں کہ شیعہ حق کو رد کرتے ہیں صاحب حق کی تحقیر کرتے ہیں غلط بات کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ متکبر ہیں۔ نجفی کی کتاب تحفہ حنفیہ دیکھ کر لگتا ہے کہ نعمت اللہ جزائری نے شیعہ مناظرین کے بارے میں درست لکھا ہے۔

شیعہ فقہا بددیانت ہیں

اعتراض

سنی فقہا کا کار شیطانی: بادشاہوں سے مل کر ان کی برائی پر خاموشی۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۱۲۲)

بعض سنی فقہا غیبت کی برائی میں مبتلا ہیں۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۱۲۳)

الجواب

﴿۱﴾ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت بعض فقہا کے متعلق ہے اسے تمام فقہا اہل سنت پر منطبق کرنا عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے۔ ہم خود ایسے

لوگوں سے متنفر ہیں چاہے وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں۔

﴿۲﴾ اس طرح تو فقہا شیعہ کے متعلق خود شیعہ کتب میں مرقوم ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

ولیس لھم ھذا الا من حب الشھرۃ والجاہ وقلۃ الورع والتقویٰ وجلب حطام الدنیا۔

ہمارے زمانے کے شیعہ فقہا کا حال یہ ہے کہ شہرت وجاہ کی محبت میں گرفتار ہیں تقویٰ و پرہیز گاری کا تو نام نہیں صرف مال کے پیچھے ہیں۔

سید محمد احسن زیدی صاحب شیعہ مجتہدین وفقہا کی مذمت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ شیعہ مجتہد درباری چمچے تھے۔ملاحظہ فرمائیں:

خصوصاً جبکہ مجتہدین کو ہمیشہ حکومتوں، وزارتوں اور رؤسا اور نوابین کی پشت پناہی حاصل رہی ہو جب کہ اجتہاد پھیلانے اور وسعت دینے کے لئے خزانوں کے منہ کھلے ہوں جبکہ اسلام کے نام پر خرچ ہونے والا تمام روپیہ تمام جاگیریں تمام انعام تمام زکوٰۃ وخیرات اور صدقات وخمس کی رقومات مجتہد وقت کے اشاروں پر مجتہد کے پسندیدہ لوگوں تک محدود رہی ہوں جبکہ اسلام کے نام پر شائع ہونے والی ہر کتاب پر مجتہد وقت کی سند ضروری رہی ہو ایسی صورت میں اجتہاد ترقی نہ کرتا تو کون ترقی کرتا۔(اسلام اور علمائے اسلام، ص ۱۲۵)

شیعہ مجتہد علی الحائری اور ابوالقاسم نے ایک کتاب میں بلوچستان اور سندھ کے سابق والی محمد حسن علی خان بہادر کی اس طرح تعریف کی ہے:

''موصوف بزرگوں کے بزرگ، اراکین کے رکن، شان سکندری کے حامل، حضرت سلیمان کی نشانی، اس زمانے کے تمام مخیّر لوگوں سے زیادہ سخی، خاقان کی قربت والے، دین کے ستونوں کو مضبوط کرنے والے، قرآن مجید کے احکام کی پائیداری برقرار رکھنے والے ہیں۔ سرکار اور شہزادے بہادر مالک فرماں روائے بلوچستان اور حیدر آباد۔

(اسلام اور علمائے اسلام، صفحہ ۸۲۶، مصنف سید محمد احسن زیدی مجتہد)

اس عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے سید محمد احسن زیدی مجتہد شیعہ لکھتے ہیں کہ:

یہ وہ شاندار طریقہ تھا جس سے خزانہ کا منہ کھلتا تھا اور سرمایہ دارانہ استبداد اور شاہی بدعنوانیوں پر مقدس دین کا پردہ پڑ جاتا تھا نیز ہر وہ زبان بند ہو جاتی تھی جو بادشاہ کے خلاف بولنا چاہتی تھی۔ (اسلام اور علمائے اسلام، صفحہ ۱۲۶)

ان حوالوں سے عیاں ہوتا ہے کہ شیعہ علما و فقہا و مجتہدین ہمیشہ سے درباری چمچے رہے ہیں ان کی اس کاسہ لیسی کی وجہ سے شیعہ فقہا کو ترقی حاصل ہوئی شاہی بدعنوانیوں پر مجتہدین شیعہ مقدس دین کا پردہ ڈالتے رہتے تھے شیعہ مجتہدین کے کرتوتوں کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو سید محمد احسن زیدی کی تصنیف اسلام اور علمائے اسلام انتہائی مفید کتاب ہے۔ جب خود شیعہ مجتہدین و فقہا کی یہ حالت ہے تو پھر نجفی کس منہ سے فقہا احناف پر اعتراض کرتا ہے اور خود نجفی کی زبان میں:

گھر میں نہیں دانے اور اماں گئی بھنانے

شیعہ مجتہد بادشاہوں اور نوابوں کے چمچے

اعتراض

امام اہل سنت محی الدین عربی فقہا اہل سنت پر لعنت فرماتے ہیں کیونکہ وہ فقہا درباری چمچے بن کر غلط فتوے دیتے ہیں۔ (تحفہ حنفیہ، صفحہ ۱۲۴)

الجواب

حضرت ابن عربی کی عبارت کا تعلق ان چند عبدالدینار والدراھم گندم نما جو فروشوں سے ہے جن کا مقصد صرف شکم پروری ہے اس عبارت کو تمام جلیل القدر فقہا اہل سنت پر منطبق کرنا نجفی کی انتہائی کمینگی اور بددیانتی ہے۔ ہاں البتہ کتب شیعہ میں شیعہ فقہا اور مجتہدین کے لئے یہ تصریح ہے کہ یہ لوگ درباری چمچے تھے۔ ملاحظہ فرمائیں:

شیعہ لیبل کے مجتہدین نے اس نفرت کو تبرا اور لعن طعن سے اور گہرا و دیرپا بنا دیا تیسرا فائدہ یہ ہوا کہ ایک دوسرے کو شکست دلانے کی آڑ میں دونوں طرف کے عوام نے دل کھول کر چندہ اور عطیات دیئے ایک دوسرے کی شکست اور ریخت کے لئے رؤسا نے جائیدادیں وقف کیں، مواعظ کے آڑ میں مناظرے ہوئے اور مجتہدین نے خوب جائیدادیں بنائیں اور آخری فائدہ یہ ہوا کہ نفرت کی بنا پر دونوں قسم کے عوام نے ایک دوسرے کی بات سننا اور سمجھنا بند کر دی لہٰذا شیعہ مذہب کا تیز رو تبلیغی سیلاب رک گیا۔ دوسرا سبب یہ ہوا کہ دونوں قسم کے مجتہدین درباروں اور سرکاروں، نوابوں اور سلطانوں خلفا

اور سرداروں کے حاشیہ نشین یا چمچے بن گئے اور سرکاری قوت سے دونوں طرف کے علماحق کو دبا کر گوشہ نشین ہو جانے پر مجبور کیا، کچھ کو قتل کرایا کچھ کو جلا وطنی پر مجبور کیا رفتہ رفتہ اکھاڑے میں کوئی مدمقابل نہ رہا۔

(اسلام اور علمائے اسلام، صفحہ ۴۲۹، سید محمد احسن)

شیعہ مذہب کے مجتہد عالم سید محمد احسن نے اپنے مذہب کے مجتہدوں کا حقیقی چہرہ بے نقاب کرتے ہوئے ان کی اصل حقیقت عوام الناس کے سامنے رکھ دی ہے کہ شیعہ مجتہد نوابوں اور جاگیرداروں کے چمچے ہیں قتل و غارت اور شرارت ان کا محبوب مشغلہ ہے سرکاری قوت سے علماحق کو قتل کروا دیتے ہیں۔ نجفی نے شیعہ مجتہدین وفقہا کی اصل حقیقت چھپانے کے لئے اہل سنت پر گندا اچھالا ہے۔ اگر نجفی میں ذرا سی بھی غیرت ہوتی تو وہ اہل سنت وجماعت کو موردِ الزام ٹھہرانے سے پہلے اپنے شیعہ مجتہدین کی مٹی پلید کرتا لیکن اس نے عوام الناس کو دھوکا دینے کے لئے اس طرح کے لایعنی اور بیہودہ اعتراضات کئے ہیں۔

شیعہ مجتہد استنجے کے لئے موزوں چیز بھی نہ بنا سکے

اعتراض

ابن جوزی فرماتے ہیں کہ ابلیس سنی فقہا پر یہ شبہ ڈالتا ہے کہ علم فقہ ہی صرف علم شریعت ہے اس کے علاوہ اور کوئی علم شریعت نہیں ہے اور اگر سنی فقہا سے کہا جائے کہ فلاں شخص علم حدیث کا عالم ہے تو کہتے ہیں کہ وہ تو کچھ سمجھتا ہی نہیں ہے۔ (تحفہ حنفیہ، ص ۱۲۲)

الجواب

یہ عبارت بھی بعض لوگوں کے متعلق ہے جن کی ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب مذمت کی ہے جن افراد کی ہم نے خود مذمت کی ہے انہیں بطورِ حوالہ پیش کرنا نجفی کی سنگین جہالت اور آدابِ مناظرہ سے عدم واقفیت کی دلیل ہے۔ آیئے ہم آپ کے سامنے شیعہ مجتہدین کی حقیقت پیش کرتے ہیں۔

شیعہ مجتہد عالم سید محمد احسن زیدی اپنے شیعہ مجتہدین کے لئے رقم طراز ہے کہ:

مجتہدین بنی نوع انسان کے قتل عام اور لوٹ مار کے مسائل گھڑنے میں لگے رہے اور قرآنی علوم نہایت خاموشی سے ان لوگوں میں پھیل جائیں جو ان ظالم وجابر حکومتوں کے دشمن اور کافر کہلاتے تھے۔ جن کی شان میں سورۃ الروم نازل ہوئی تھی۔ آج یہ حقیقت بے پردہ ہوگئی کہ مجتہدین اور ان کی قیادت نے آج تک استنجے کے لئے بھی کوئی موزوں چیز ایجاد نہ کی اور آج بھی وہ نہایت بے شرمی سے قینچیاں لگاتے دیکھے جاسکتے ہیں۔ ان کا اور ان کے تیار کردہ لوگوں کا دنیا کی بدترین اور پسماندہ اور بھکاری قوم ہونا ثابت ہوگیا۔

(اسلام اور علمائے اسلام، صفحہ ۴۱۰)

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ شیعہ مجتہدین لوٹ مار اور قتل عام کے لئے توضیح المسائل لکھتے ہیں نہایت بے شرمی سے قینچیاں چلا رہے ہیں۔ اور آج تک استنجے کے لئے کوئی موزوں چیز بھی ایجاد نہ کرسکے۔ یعنی شیعہ علماء مجتہدین خود شیعوں کے نزدیک ابوجہل ہیں۔

شیعہ علما ایک دوسرے کو جاہل قرار دیتے ہیں

اعتراض

سنی فقہا اور علما بدتمیز ہیں گالی گلوچ پر اتر آتے ہیں۔ (تحفہ حنفیہ، صفحہ ۱۲۲)

الجواب

بعض لوگوں کی اس طرح کی روش سے تمام علما اہل سنت پر کیچڑ اُچھالنا قطعاً درست نہیں۔ البتہ جملہ شیعہ علما میں اس طرح کی گندگی اور غلاظت پائی جاتی ہے۔ حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

''ولكن هذه الطريقة قد جرى عليه جملة من العلما يتخطينه بعضهم بعضا في المسائل وربما اتجرى الى التجهيل والطعن في العدالة كما وقفت عليه في رساله الشيخ على بن شيخ محمد بن الشيخ حسن صاحب حاشية شرح اللمعة في رد على المولى محمد باقر والخراساني صاحب الكفاية والطعن فيه بما يستقبح نقله وما وقع لشيخنا المفيد والسيد المرتضى بناء على الخلاف في المصنف في الرد على الصدوق في مسألة جواز السهو على المعصومين من الطعن الموجب للتجهيل وما وقع المحقق والعلامة في الردعلى ابن ادريس والتعريض به ونسبة الى الجهل ونحو ذلك۔ (روضات الجنات، صفحہ ۱۱۷)

یہ تو ایک طریقہ ہے جس پر ہمارے (جملہ) علما چلتے رہے کہ ایک دوسرے کی

خطائیں اور مذمتیں پھیلائیں اور آپس میں ایک دوسرے کے احکام میں غلطیاں نکالیں اور ایک دوسرے کو جاہل قرار دیا ایک دوسرے کی عدالت میں عیب لگایا جیسا کہ میں نے علی بن محمد بن حسن کے ایک رسالہ میں دیکھا جس میں انہوں نے محمد باقر خراسانی کا رد کیا ہے جو کفایہ کے مؤلف تھے اور جس کا بیان کرنا بھی بدتمیزی ہے اور اسی طرح شیخ صدوق اور سید مرتضٰی کا معاملہ ہے انہوں نے معصومین سے سہو ونسیان کے مسئلہ پر شیخ صدوق کی رد وقدح اور طعن وطنز کئے جن سے صدوق کو جاہل ثابت کیا اس طرح محقق طوسی اور علامہ طوسی نے ابن ادریس پر رد وقدح کی اور اس کی جہالت کی نسبت دی یہ طرز عمل تو شروع سے علما میں جاری رہتا چلا آرہا ہے۔ (اسلام اور علمائے اسلام، ص ۲۱۳)

اس عبارت میں جملة من العلماء قابلِ غور ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جملہ شیعہ علما ایک دوسرے کی پگڑی اچھالنے والے مرض میں گرفتار تھے ایک دوسرے کو سب وشتم کرنا اُن کا شروع سے ہی محبوب مشغلہ رہا ہے۔ نجفی نے نہ جانے کیوں اپنے کالے کرتوتوں سے چشم پوشی کر کے اہل سنت پر گند اچھالنے کی ناکام کوشش کی ہے لیکن:

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

فقہ حنفی کی سند

اعتراض

نجفی نے غیر مقلد وہابیوں کی کتاب حقیقۃ الفقہ سے نقل کیا ہے کہ علم دین موقوف ہے اسناد پر خاص کر جبکہ اس علم کی تدوین بانی دین کے بعد ہوئی ہو مثلاً حدیث کی تدوین

رسول مقبول کے بعد ہوئی ہے تو التزام اسناد کا لازمی ہوا اور جرح وتعدیل کی ضرورت محسوس ہوئی علم رجال بنایا گیا اور اس قدر اہتمام کے باوجود احادیث جھوٹے لوگوں کی ہیرا پھیری سے محفوظ نہ ہوسکی اب مقامِ غور ہے کہ جس علم فقہ کی تدوین اس کے بانی کے بعد ہوئی ہے اور اس میں اسناد کا التزام بھی نہ کیا گیا تو اس میں مخالفین کو کس قدر تصرف کا موقع ملا ہوگا۔ آپ صاف لفظوں میں سنیں کہ موجود کتب فقہ یعنی ہدایہ، شرح وقایہ، قدوری، منیہ، درمختار وغیرہ وغیرہ جو کہ صدیاں بعد امام اعظم کے مدون ہوئی ہیں اور ان میں اسناد کا التزام بھی نہیں کیا گیا تو عقلاً ممکن ہے کہ تصرف سے بچی ہوں اور کوئی تغیر نہ پیدا ہوا ہو ہرگز نہیں۔ (تحفہ حنفیہ، صفحہ ۱۳۲) اسی طرح کا اعتراض تحفہ حنفیہ صفحہ ۱۳۷ پر بھی بحوالہ حقیقۃ الفقہ کیا گیا ہے)

الجواب

نجفی اپنے ہم پیالہ غیر مقلد جے پوری کی طرح پورا جاہل ہے اگر کوئی شپرہ چشم روز روشن میں طلوع آفتاب کا انکار کرے تو اس میں قرص خورشید کا تو کوئی قصور نہیں اگر اندھے کو کچھ دکھائی نہ دے تو اس میں ہمارا تو کوئی قصور نہیں نورِ بصیرت سے محروم افراد کو اپنی حالت پر افسوس کرنا چاہیے، نہ کہ غیروں پر الزام لگانا چاہیے۔ نجفی نے یہ حوالہ پیش کر کے اپنی جہالت کا کھلا ثبوت دیا ہے۔

﴿۱﴾ جے پوری غیر مقلد وہابی ہے اس کا حوالہ ہمارے لئے حجت نہیں ہمارے اکابرین نے غیر مقلدین وہابیوں کے اوپر گمراہی اور بے دینی کا فتویٰ لگایا ہے یعنی

ہماری نظر میں غیر مقلد جے پوری اور نجفی دونوں ایک ہی تھالی کے بینگن ہیں۔
مناظرین حضرات جانتے ہیں کہ میدانِ مناظرہ میں مسلمات خصم سے استدلال کیا جاتا ہے نہ کہ ہرایرے غیرے نتھو خیرے کے حوالہ سے۔ اس طرح کے حوالوں سے ذلت ہی نصیب ہوتی ہے۔

﴿۲﴾ جے پوری اور نجفی کا یہ کہنا کہ فقہ حنفی کی کوئی سند نہیں لاکھوں مسئلوں میں ایک کی بھی سند نہیں۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۱۳۴) یہ بھی واضح جھوٹ ہے کیونکہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی چھ کتابیں جنہیں ظاہر الروایہ کہا جاتا ہے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے تواتر یا شہرت کے ساتھ منقول ہیں۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

ثَابِتَةٌ عَنْهُ مُتَوَاتِرَةٌ أَوْ مَشْهُورَةٌ، وَفِيهَا الْمَسَائِلُ الْمَرْوِيَّةُ عَنْ أَصْحَابِ الْمَذْهَبِ۔ (ردالمحتار، جلد ا صفحہ ۵۴)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ کتابیں تواتر اور شہرت کے ساتھ منقول ہیں ان کتابوں میں اصحابِ مذہب سے مسائل مروی ہیں۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کے نام: الجامع الصغیر، الجامع الکبیر، السیر الکبیر، السیر الصغیر، الزیادات، المبسوط۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں آپ نے ان کتابوں میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ کو جمع کیا ہے اس سے بڑھ کر اور کون سی سند ہو سکتی ہے اگر کوئی بیوقوف پھر بھی یہ کہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ کی سند موجود نہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس

سے بڑھ کر دنیا میں کوئی پاگل شخص نہیں۔ جس کا دل چاہے وہ مندرجہ بالا کتابیں پڑھ کر خود فیصلہ کر سکتا ہے۔

امام شامی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اور حوالہ

اعْلَمْ أَنَّ مَسَائِلَ أَصْحَابِنَا الْحَنَفِيَّةِ عَلَى ثَلَاثِ طَبَقَاتٍ أَشَرْتُ إِلَيْهَا سَابِقًا مُلَخَّصَةً وَنَظَّمْتُهَا الْأُولَى مَسَائِلُ الْأُصُولِ، وَتُسَمَّى ظَاهِرَ الرِّوَايَةِ أَيْضًا، وَهِيَ مَسَائِلُ مَرْوِيَّةٌ عَنْ أَصْحَابِ الْمَذْهَبِ، وَهُمْ أَبُو حَنِيفَةَ وَأَبُو يُوسُفَ وَمُحَمَّدٌ، وَيَلْحَقُ بِهِمْ زُفَرُ وَالْحَسَنُ بْنُ زِيَادٍ وَغَيْرُهُمَا مِمَّنْ أَخَذَ عَنْ الْإِمَامِ، لَكِنَّ الْغَالِبَ الشَّائِعَ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ أَنْ يَكُونَ قَوْلُ الثَّلَاثَةِ وَكُتُبُ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ، كُتُبُ مُحَمَّدٍ السِّتَّةُ الْمَبْسُوطُ وَالزِّيَادَاتُ وَالْجَامِعُ الصَّغِيرُ وَالْجَامِعُ الْكَبِيرُ، وَإِنَّمَا سُمِّيَتْ بِظَاهِرِ الرِّوَايَةِ؛ لِأَنَّهَا رُوِيَتْ عَنْ مُحَمَّدٍ بِرِوَايَاتِ الثِّقَاتِ، فَهِيَ ثَابِتَةٌ عَنْهُ إِمَّا مُتَوَاتِرَةٌ أَوْ مَشْهُورَةٌ عَنْهُ.

الثَّانِيَةُ مَسَائِلُ النَّوَادِرِ، وَهِيَ الْمَرْوِيَّةُ عَنْ أَصْحَابِنَا الْمَذْكُورِينَ لَكِنْ لَا فِي الْكُتُبِ الْمَذْكُورَةِ، بَلْ إِمَّا فِي كُتُبٍ أُخَرَ لِمُحَمَّدٍ كالكيسانيات والهارونيات والجرجانيات وَالرُّقَيَّاتِ، وَإِنَّمَا قِيلَ لَهَا غَيْرُ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ؛ لِأَنَّهَا لَمْ تُرْوَ عَنْ مُحَمَّدٍ بِرِوَايَاتٍ ظَاهِرَةٍ ثَابِتَةٍ صَحِيحَةٍ كَالْكُتُبِ الْأُولَى، وَإِمَّا فِي كُتُبِ مُحَمَّدٍ كَالْمُحَرَّرِ لِلْحَسَنِ بْنِ زِيَادٍ وَغَيْرِهِ وَمِنْهَا كُتُبُ الْأَمَالِي الْمَرْوِيَّةُ عَنْ أَبِي يُوسُفَ۔ (فتاویٰ شامی، جلد ۱، صفحہ ۷۴)

ہمارے احناف حضرات کے مسائل تین طبقات پر منقسم ہیں جس کی طرف میں پہلے

بھی اشارہ کر چکا ہوں۔

﴿۱﴾ مسائل الاصول انہیں ظاہر الروایۃ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ اصحاب مذہب یعنی امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد اور ان سے ملحق افراد جنہوں نے امام ابو حنیفہ سے علوم حاصل کئے ہیں جیسے حضرت زفر اور حسن بن زیاد وغیرہما، ان کے اقوال کتب ظاہر الروایہ میں مروی ہیں لیکن کتب ظاہر الروایہ میں غالب اقوال ائمہ ثلاثہ کے ہی ہیں۔ ظاہر الروایہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی چھ کتابوں المبسوط، الزیادات، الجامع الکبیر، الجامع الصغیر، السیر الکبیر اور السیر الصغیر کو کہا جاتا ہے۔ ظاہر الروایہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ کتابیں ثقہ راویوں کے واسطہ سے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے تواتر اور شہرت کے ساتھ مروی ہیں۔

﴿۲﴾ مسائل النوادر: مذکورہ اصحاب سے یہ مسائل مروی ہیں لیکن مذکورہ کتب میں نہیں۔ بلکہ دوسری کتابوں میں جیسے امام محمد کی تصانیف کیسانیات، ہارونیات، جرجانیات اور رقیات میں یا امام محمد کے علاوہ دیگر تصانیف میں جیسے حسن بن زیاد کی محرر وغیرہ اور اسی قبیل سے امام ابو یوسف سے مروی امالی بھی ہیں۔ ان مسائل کو نوادر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ مسائل مذکورہ کتب کی طرح صحیح ثابت روایات سے مروی نہیں۔

اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ کو اپنی تصانیف میں جمع کیا ہے چونکہ آپ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بلا واسطہ شاگرد ہیں لہٰذا کسی سند کی ضرورت نہیں آپ نے براہ راست امام ابو حنیفہ سے مسائل سن کر اپنی تصانیف میں قلم بند کر لئے ہیں۔ اس کے علاوہ کتاب مؤطا امام محمد اور کتاب الآثار

میں بھی ''وھو قول ابی حنیفة '' کی تصریح ملتی ہے پھر بھی یہ کہنا کہ فقہ حنفی بے سند ہے حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔

باقی رہا قدوری، ہدایہ کے متعلق یہ کہنا کہ ان کتابوں میں اسناد درج نہیں تو یہ اعتراض بھی کم علمی پر مبنی ہے کیونکہ یہ کتب ظاہر الروایہ سے ماخوذ ہیں جس طرح مشکوٰۃ شریف، ریاض الصالحین میں سند درج نہیں کیونکہ مشکوٰۃ شریف میں بخاری و مسلم ودیگر کتب حدیث سے احادیث منقول ہیں۔ لہٰذا جب سند کو دیکھا جائے گا تو اصل کتاب کی طرف مراجعت کی جائے گی اسی طرح ان کتابوں میں منقول شدہ کو اصل کتابوں میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

عیاں را چہ بیاں

اعتراض

نجفی نے مخدوم معین ٹھٹھوی کی کتاب دراسات اللبیب کے حوالہ سے اعتراض کیا ہے کہ وہ دور کے قیاسات جو نئی شریعت کے مشابہ اور بدعت ہیں اور امام اعظم کی طرف منسوب ہیں ان کی نسبت نعمان کی طرف ثابت نہیں ہے اس طرح جو ان کے مذہب کی کتابوں میں منقول ہیں ان کی نسبت بھی نعمان کی طرف صحیح طریقہ سے ثابت نہیں ہے بلکہ زیادہ یا تمام مسائل ان لوگوں نے بنائے ہیں جو نعمان کے پیروکار تھے اور ان پر قیاس غالب آیا۔ (تحفہ حنفیہ، صفحہ ۱۳۴)

الجواب (الف)

دراسات اللبیب انتہائی غیر معتبر کتاب ہے اس کتاب کا مصنف مخدوم معین ٹھٹھوی شیعہ تھا۔ لہٰذا اس کا حوالہ ہمارے لئے حجت نہیں۔ علاوہ ازیں مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ کے لائق فرزند مخدوم عبداللطیف ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ نے ذب ذبات الدراسات کی دو ضخیم جلدوں میں دراسات اللبیب کا زبردست رد لکھا ہے کچھ عرصہ پہلے سندھی ادبی بورڈ نے دراسات اللبیب اور اس کا رد شائع کیا تھا جس کتاب کو پہلے ہی علما اہل سنت رد کر چکے ہیں اس کا حوالہ پیش کرنا نجفی کی قلت مطالعہ کی دلیل ہے۔

الجواب (ب)

ہم پہلے وضاحت کر چکے ہیں کہ فقہ حنفی بے سند نہیں کیونکہ فقہ حنفی کا مدار ظاہر الروایہ پر ہے۔ جیسا کہ امام شامی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

''وَالْمَذْهَبُ مَا فِي الْمُتُونِ لِأَنَّهُ ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ'' (فتاویٰ شامی، جلد ا، صفحہ ۴۳۸)

مذہب وہی ہے جو متون میں مذکور ہے۔ کیونکہ کتب المتون ظاہر الروایہ پر مبنی ہیں اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی چھ مشہور زمانہ کتابیں جنہیں ظاہر الروایۃ سے تعبیر کیا جاتا ہے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے تواتر یا شہرت سے عام منقول ہیں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بلا واسطہ شاگرد ہیں۔ آپ نے ان کتب میں امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف علیہما الرحمۃ کے اقوال کو جمع کیا ہے۔ پھر کیسے کہا جا سکتا ہے کہ فقہ حنفی کی کوئی سند نہیں۔ ایسا لایعنی اعتراض تو کوئی انتہائی بے علم شخص ہی کر سکتا ہے جس کا علم سے دور کا بھی واسطہ نہ ہو۔

شیعہ روایات شیعہ راویوں کا تخیل ہیں

شیعہ مذہب کی کتب احادیث میں ائمہ سے مروی روایتیں بھی شیعہ سپوتوں کا تخیل ہیں ائمہ اہل بیت کے الفاظ واقوال نہیں۔ملاحظہ فرمائیں:

عندما تتبّعنا فی تراجم الرواۃ عن الائمۃ المعصومین علیھم السلام عرفنا من حالھم أنّھم. کثیراً ما. لا ینقلون ما یسمعون بعین ألفاظہ وإنّما یروون المعانی حسب ما یتصوّرونھا ویستفیدونھا بتصوّراتھم ، وإنّ کانوا قد یُخطئون فی ذلك ۔(المنھج الرجالی ،جلدا،صفحہ۲۲۲)

جب ہم ائمہ اہل بیت سے روایت کرنے والے راویوں کے حالات کا تتبع کرتے ہیں تو ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اکثر راویانِ حدیث امام کے بعینہٖ الفاظ کو نقل نہیں کرتے تھے صرف اپنے تصور وتخیل اور دانست کے مطابق مفہوم کو بیان کرتے تھے اگرچہ یہ لوگ امام کے قول کو سمجھنے میں غلطیاں بھی کرتے تھے۔

اس حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ مذہب میں تو ائمہ اہل بیت کی حدیثیں بھی موجود نہیں بلکہ شیعہ کتب حدیث میں موجود روایات شیعہ راویوں کا شاخسانہ ہیں اور پھر شیعہ راویوں کی ذہنی استعداد اس درجہ کی تھی کہ وہ امام کی روایت میں سے اس طرح کے مفہوم کشید کرتے تھے کہ توبہ توبہ۔ملاحظہ فرمائیں:

عن زرارۃ ، قال واللہ لو حدثت بکلما سمعتہ من أبی عبداللہ علیہ السلام لانتفحت ذکور الرجال علی الخشب۔(رجال الکشی،صفحہ۱۳۴)

امام جعفر صادق کا چہیتا اور شیعہ مذہب کا مایہ ناز سپوت زرارہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر میں تم کو وہ سب کچھ بتادوں جو میں نے امام جعفر صادق سے سنا ہے تو تمہارے آلۂ تناسل لکڑی کی طرح کھڑے ہو جائیں۔

اس معمہ کو کوئی مجتہد العصر والزماں آیۃ اللہ یا سرکار ہی حل کر سکتا ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ایسی کون سی باتیں بیان کرتے تھے جنہیں سن کر لوگوں کے آلۂ تناسل کھڑے ہو جانے کا امکان تھا۔

شیعہ توضیح المسائل کی سند

شیعہ مجتہدوں نے اپنے مقلدوں کے لئے توضیح المسائل کے نام سے بے شمار کتابیں لکھی ہیں۔

☆ آیۃ اللہ خمینی کی توضیح المسائل ☆ آیۃ اللہ خامنہ ای کی توضیح المسائل ☆ آیۃ اللہ الخوئی کی توضیح المسائل ☆ آیۃ اللہ سیستانی کی توضیح المسائل ☆ آیۃ اللہ سنکرانی کی توضیح المسائل۔

ان بے شمار توضیح المسائل کو فقہ جعفریہ شمار کیا جاتا ہے۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ تک ان کی سند کہاں ہے؟ اگر شیعہ مجتہدین کی اپنی اختراع کو فقہ جعفریہ کہا جاتا ہو تو پھر شیعہ کس منہ سے فقہ حنفی پر اعتراض کرتے ہیں کہ فقہ حنفی بے سند ہے، جبکہ (فقہ حنفی کو بے سند کہنا اس صدی کا سب سے بڑا جھوٹ ہے) اور حیرت ہے کہ دو کتابیں پڑھنے والے شیعہ ذاکرین نے بھی توضیح المسائل لکھی ہے لیکن بارہ ائمہ اہل بیت میں سے کسی ایک نے

بھی توضیح المسائل تصنیف نہیں فرمائی۔ ظاہر ہے کہ شیعہ مجتہدین کے اختراعی مسائل سے لبریز توضیح المسائل نامی کتابوں کا یہی جواب دیں گے کہ چونکہ یہ کتابیں مذہب جعفریہ کے اصول پر لکھی گئی ہیں۔ لہٰذا انہیں فقہ جعفریہ کی کتاب کہنا روا ہے اگرچہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ تک ان کی سند نہ پہنچتی ہو تو پھر جدید مسائل کے بارے میں فقہ احناف کے ان فتاویٰ کو جن کے بارے میں ائمہ احناف سے روایات منقول نہیں اور وہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اصول پر تخریج شدہ ہیں فقہ حنفی کہنا کیوں جائز نہیں؟

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف

نجفی نے بحوالہ رسالہ عمل بالحدیث لکھا ہے کہ کتابیں پڑھنے والے لوگوں کو معلوم ہے کہ امام اعظم سے کوئی کتاب منقول نہیں ہے جس پر ان کے مذہب کی بنا ہو۔ (تحفہ حنفیہ، ص ۱۳۳)

الجواب

رسالہ عمل بالحدیث کا مؤلف ولایت علی صادق پوری غیر مقلد ہے۔ لہٰذا اس کا حوالہ ہمارے لئے حجت نہیں۔ البتہ نجفی کی شکایت کو رفع کرنے کے لئے خود شیعوں کی کتابوں سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کا ثبوت دیتے ہیں۔

مشہور شیعہ مؤرخ محمد بن اسحاق الندیم نے لکھا ہے کہ:

وله من الكتب كتاب الفقه الاكبر، كتاب رسالة الى البستى كتاب العالم والمتعلم رواه عنه مقاتل الرد على القدريه۔ (فہرست للندیم، ص ۲۵۶)

فقہ اکبر، رسالہ الی البستی، العالم والمتعلم، کتاب الرد علی القدریہ، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی

تصانیف ہیں۔ اور پھر یہ کہاں ضروری ہے کہ صاحب مذہب سے منقول کتاب ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوئی کتاب تالیف شدہ پیچھے نہیں چھوڑی اور اس طرح ائمہ اہل بیت سے بھی کوئی کتاب متفق علیہ مروی نہیں تو پھر نجفی کا ان کے لئے کیا حکم ہے؟

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علوم کو آپ کے شاگردوں نے جمع کیا ہے اس سلسلے میں اُنہوں نے کافی کتابیں بھی ترتیب دی ہیں شیعہ مؤرخ ابن ندیم نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی بیشمار تصانیف اپنی کتاب الفہرست میں ذکر کی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

كتاب الصلوٰة، كتاب الزكوٰة، كتاب المناسك، كتاب نوادر الصلوٰة، كتاب النكاح، كتاب الطلاق، كتاب العتاق وامهات الاولاد، كتاب السلم والبيوع، كتاب المضاربة الكبير، كتاب مضاربة الصغير، كتاب الاجارات الكبير، كتاب الاجارات الصغير، كتاب الصرف، كتاب الرهن، كتاب الشفعه، كتاب الحيض، كتاب المزارعة الصغيرة، كتاب المزارعة الكبيرة، كتاب المفاوضة وهي الشركة، كتاب الوكالة، كتاب العارية، كتاب الوديعة، كتاب الحواله، كتاب الكفاله، كتاب الاقرار، كتاب الدعوىٰ والبينات، كتاب الخيل، كتاب الماذون الكبير، كتاب الماذون الصغير، كتاب المتا، كتاب الديات، كتاب جنايات المدبر والمكاتب، كتاب الولاء، كتاب الشرب، كتاب السرقة وقطاع الطريق، كتاب الصيد والذبائح، كتاب العتق فى المرض، كتاب العين والدين، كتاب الرجوع عن الشهادات، كتاب الوقوف والصدقات، كتاب الصدقات، كتاب الغصب، كتاب الدور، كتاب الهبة والصدقات، كتاب الايمان و النذور والكفارات،

کتاب الوصایا، کتاب حساب الوصایا، کتاب الصلح، کتاب الخنثٰی و المفقود، کتاب الاجتهاد والرای، کتاب الاکراہ، کتاب الاستحسان، کتاب اللقیط، کتاب اللقطه، کتاب الابق ، کتاب الجامع الصغیر، کتاب اُصول الفقه، کتاب الحج، الجامع الکبیر، الکیسانیات کتاب الزیادات، کتاب التحری، کتاب المعاکل، کتاب الخصال، کتاب الاجازات الکبیر، کتاب الردعلی اهل المدینة ، کتاب نوادر محمد روایه ابن رستم۔ (فہرست للندیم، صفحہ ۲۵۶)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف

کتاب الصلوٰة، کتاب الزکوٰة، کتاب الصیام، کتاب الفرائض، کتاب البیوع، کتاب الحدود، کتاب الوکالة، کتاب الوصایا، کتاب الصید و الذبائح، کتاب الغصب و الاستبداء، کتاب اختلاف والامصار، کتاب الرد علی مالك بن انس، رساله فی الخرج ابی الرشید، کتاب الجوامع ۔(فہرست للندیم، صفحہ ۲۵۶)

اس کے باوجود بھی یہ کہنا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تک فقہ حنفی کی سند مرقوم نہیں کم علمی نہیں تو اور کیا ہے۔

لفظ محدث کی وضاحت

اعتراض

حنفی سنیوں کی کتابیں ہدایہ سمیت بدعات ہیں قابل اعتبار نہیں ۔ حجۃ اللہ البالغہ کی عبارت: ''قال ابوطالب المکی فی قوت القلوب ان الکتب المجموعات

محدث" شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ بقول ابو طالب مکی کہ احناف کی فقہ کی کتابیں اور فتاویٰ کی پوتھیاں بدعات ہیں۔ (تحفہ حنفیہ، صفحہ ۱۳۵)

الجواب

نجفی نے اپنی جہالت اور حمایت کی وجہ سے لفظ محدث کو مذموم سمجھ کر لایعنی اعتراض کیا ہے۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

"لفظ المحدث ولفظ البدعة لا يذمان لمجرد الاسم"

(شرح اربعین نووی، جلد ۱، صفحہ ۲۵)

صرف لفظ محدث اور لفظ بدعت سے کسی چیز کی مذمت نہیں ہوتی۔

اگر نجفی نے کسی علمی مدرسہ سے علم حاصل کیا ہوتا اور کسی سنی عالم کے پاس درسی کتابیں پڑھی ہوتیں تو اسے جہالت پر مبنی ایسا اعتراض کرنے کی جرأت نہیں ہوتی اور پھر حضرت ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں یہ کہاں لکھا ہے کہ احناف کی فقہ کی کتابیں قابلِ اعتبار نہیں نجفی کے دماغ میں جھوٹ ہی جھوٹ بھرا پڑا ہے اگر نجفی جھوٹ بولتا ہے تو ہمیں کوئی تعجب نہیں کیونکہ نجفی کا جس مذہب سے تعلق ہے اس کی بنیاد ہی جھوٹ پر استوار ہے۔

"چوں خشت اول نہد معمار کج　　تا ثریا اور دیوار کج"

آخر جھوٹے مذہب کا حجۃ الاسلام جو ٹھہرا تو ظاہر ہے کچھ تو نمک حلالی ضرور کرے گا۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لفظ محدث کا اطلاق تو کتب شیعہ میں قرآن حکیم پر بھی ہوا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

القرآن کلام اللہ محدث۔ (بحار الانوار، جلد ۸۹، صفحہ ۱۱۸، مستدرک سفینۃ البحار، صفحہ ۴۸۹، وسائل الشیعہ، جلد ۱۵، صفحہ ۹)

کیا نجفی اور اس کو ماننے والے شیعہ یہاں پر بھی لفظ محدث سے اس طرح استدلال کریں گے کہ نعوذ باللہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے نزدیک کلام اللہ بدعت کی پوتھی ہے جس دریدہ دہنی سے نجفی نے لفظ محدث کو بنیاد بنا کر فقہ حنفی کا تمسخر اُڑایا تھا اس طرح نجفی جیسا کوئی جاہل شیعہ روایت کو بنیاد بنا کر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ پر الزام لگائے کہ کتاب اللہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے نزدیک بدعت کی پوتھی ہے تو آپ کیا کریں گے؟

شیعہ ذاکروں کو چاہیے کہ اس طرح کے جاہلانہ اعتراضات سے عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش نہ کریں ورنہ یہ سودا شیعوں کو بہت مہنگا پڑے گا۔

نقل احادیث میں شامل

نجفی نے تحفہ حنفیہ صفحہ ۱۳۴ پر اجوبہ فاضلہ، نافع کبیر اور تحفہ ۱۳۶، ۱۳۵ پر عمدۃ الرعایہ اور تنبیہ الوسنان کے حوالے سے اعتراض کیا ہے کہ اور کتنی کتابیں ہیں کہ جن پر احناف کے فقہا نے اعتماد کیا ہے اور وہ جھوٹی حدیثوں سے پُر ہیں خصوصاً ان کے فتاویٰ کی کتابیں تو جھوٹ سے لبریز ہیں وسعت نظر کے باعث ہم پر یہ ظاہر ہوا کہ ان کے فقہا برائے نام کاملین ہیں اور حدیثیں نقل کرنے میں پہلے درجے کے غفلت کرنے والے اور جھوٹے ہیں۔

الجواب

فقہا کے تساہل کی وجہ سے کتب فقہ میں اگر بعض موضوع روایات آ گئی ہیں تو ہمارے علما نے ان کی نشاندہی کر دی ہے۔ مگر کتب شیعہ تو ایسی ہیں اگر کوئی کمبخت غلطی سے پڑھ لے تو کافر و فاسق بن جاتا ہے۔ شیعہ عالم مامقانی نے لکھا ہے کہ:

بل ربما یفسقون من قرء کتبھم بل ربما یقولون علیھم مالا یقصر عن التکفیر۔ (تنقیح المقال، جلد ا صفحہ ۲۰۹)

جو شیعہ کتب کا مطالعہ کرے تو اسے فاسق قرار دیتے ہیں بلکہ اس طرح کی باتیں کرتے ہیں جو درجہ تکفیر سے کسی درجہ کم نہیں ہوتیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال کی وضاحت

اعتراض

نجفی نے تحفہ حنفیہ صفحہ ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶ پر بعض فقہا کی مذمت میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی چند عبارات پیش کی ہیں۔

الجواب

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ان عبارات کا تعلق ان بعض افراد سے ہے جو اس طرح کی غلط روش پر عامل تھے۔ ان عبارات کو تمام فقہا اہل سنت پر منطبق کرنا نجفی کی انتہائی بددیانتی ہے اور خود حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مؤقف کے بھی خلاف ہے کیونکہ آپ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ:

میں کلیۃً یہ بیان نہیں کرتا ہوں اس لئے کہ بندگانِ الٰہی میں ایسی جماعت

ہمیشہ ہوا کرتی ہے جن کو کوئی رسوا کرنے والا مضرت نہیں پہنچا سکتا وھم حجة الله فی ارضه اگر چہ ان کی تعداد کم ہی کیوں نہ ہو۔

(حجۃ اللہ البالغہ، اردو، صفحہ ۲۴۷، باب ۸۵ چوتھی صدی ہجری سے پہلے اور بعد کے لوگوں کا حال)

جب حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے خود وضاحت فرمادی کہ میرا یہ حکم تمام افراد کے لئے نہیں تو پھر نجفی کا مطلقاً فقہا احناف پر ان عبارات کو منطبق کرنا خیانت اور بد دیانتی نہیں تو اور کیا ہے؟ اس سلسلے میں ہم نجفی کے ہم پیالہ اور ہم مشرب ہم مسلک ذاکر محمد حسین نجفی کی عبارت پیش کرتے ہیں۔

''یہ بات کسی تشریح و توضیح کی محتاج نہیں ہے کہ ہر مذہب وملت میں اکثریت بدعقیدہ، بداصول اور بدعمل و بدکردار لوگوں کی ہوا کرتی ہے دوسرے مذاہب کو چھوڑیئے خود تاریخ انبیا علیہم السلام شاہد ہے کہ ان کے کلمہ گویوں میں ہمیشہ اکثریت خراب لوگوں کی رہی ہے''۔ (تجلیات صداقت، صفحہ ۷۱۳)

بعض کالی بھیڑیں ہر مذہب وملت میں ہوا کرتی ہیں۔ (تجلیات صداقت، صفحہ ۶۱۱)

لہٰذا بعض درباری ملاؤں کے کردار کی وجہ سے تمام فقہا اہل سنت کو مطعون کرنا درست نہیں اس قماش کے لوگوں کی خود اکابرین اہل سنت نے مذمت کی ہے اور نہ ہی مسلک اہل سنت و جماعت ایسے لوگوں سے وابستہ ہے۔

دور صحابہ رضی اللہ عنہم میں تقلید

اعتراض

بقول شاہ ولی اللہ، امام اعظم وغیرہ کی تقلید ایک بدعت ہے۔ اعلام الموقعین ''انما

حدثت وهذه البدعة في القرن الرابع" تقلید والی بدعت چوتھی صدی میں شروع ہوئی۔ (تحفہ حنفیہ، صفحہ ۱۴۱)

الجواب

اعلام الموقعین ابن القیم غیر مقلد کی تصنیف ہے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے سینکڑوں سال قبل یہ کتاب ابن القیم نے لکھی تھی تو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ابن قیم کی کتاب اعلام الموقعین میں کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ تقلید چوتھی صدی ہجری کی بدعت ہے۔ یہ حوالہ تو اس طرح ہوگیا کہ:

چہ خوش گفت سعدی در زلیخا

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا

زلیخا ملا جامی کی کتاب ہے، اس میں شعر حافظ شیرازی کا اور کہنے والا شیخ سعدی۔ ظاہر ہے کہ جب قلت علم ہو تو اس طرح کی حرکات شنیعہ ظہور پذیر ہوتی ہیں اب ہم آپ کے سامنے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی عبارت پیش کرتے ہیں کہ دور صحابہ میں بھی تقلید رائج تھی۔ ملاحظہ فرمائیں:

لأن الناس لم يزالوا من زمن الصحابة رضي الله عنهم إلى أن ظهرت المذاهب الأربعة يقلدون من اتفق من العلماء من غير نكير من أحد يعتبر إنكاره ولو كان ذلك باطلا لأنكروه۔ (عقد الجید، ص ۲۹)

بے شک لوگ زمانہ صحابہ سے مذاہب اربعہ کے غالب آنے تک جس معتبر عالم سے

واسطہ پڑتا اس کی تقلید کر لیتے کسی ایک بھی معتبر عالم نے انکار نہیں کیا اگر یہ تقلید [illegible] ہوتی تو وہ ضرور انکار کرتے۔

اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ شاہ صاحب کے نزدیک دورِ صحابہ میں بھی تقلید [illegible] کسی ایک نے بھی اس کا انکار نہیں کیا باقی رہا ابن القیم کا حوالہ تو وہ [illegible] حجت نہیں کیونکہ وہ غیر مقلد تھا۔

اعتراض

حقیقة الفقه التقليد وهو في نفسه بدعة محدثه لا نعلم بانقضاء ان اصحابنا لم يكن في زمانهم مذهب۔ (تحفہ حنفیہ، صفحہ ۱۴۱)

الجواب

یہ غیر مقلد شیعہ قاضی شوکانی کی کتاب القول المفید فی حکم التقلید جلد ۱ صفحہ [illegible] عبارت ہے۔ نجفی کی طرح قاضی شوکانی بھی شیعہ تھا اور جے پوری کی صرف غیر مقلد بھی جس میں ایک بدعقیدگی ہو تو علما اہل سنت اس کو بھی قبول نہیں کرتے اس میں تو [illegible] دو بدعقیدگیاں ہیں اس کے حوالہ کو کس طرح بطورِ الزام قبول کیا جا سکتا ہے۔

علامہ آمدی ارشاد فرماتے ہیں کہ:

لم تزل العامة في زمن الصحابة والتابعين قبل حدوث المخالفين يستفتون المجتهدين ويتبعونهم في الاحكام الشرعية والعمل منهم يبادرون الى اجابة سوالهم من غير اشارة الى ذكر الدليل ور

ینھونھم عن ذلك من غیر نکیر فکان اجماعا علی جواز اتباع العامی للمجتھد مطلقا ۔(کتاب الاحکام، جلد۴، صفحہ۲۳۵)

دورِ صحابہ اور تابعین میں مخالفین کی پیدائش سے پہلے عام لوگوں کا یہ طریقہ تھا کہ وہ مجتہدوں سے فتویٰ پوچھتے اور احکام شرعیہ میں ان کی پیروی کرتے تھے اور علما و مجتہدین ان کے پوچھے گئے سوال کے جواب میں مبادرت کرتے دلیل بتانے کی طرف اشارہ کئے بغیر اس دور میں کسی عالم نے نہ لوگوں کو منع کیا اور نہ ہی اس چیز کا انکار کیا عامی کا مجتہد کی پیروی کرنے پر یہ اجماع ہے۔

اس حوالہ سے ثابت ہوتا ہے کہ دورِ صحابہ میں تقلید مروج تھی غیر مقلد شیعہ قاضی شوکانی کا یہ کہنا کہ دورِ صحابہ میں تقلید کا وجود نہیں، قطعاً درست نہیں۔

تقلید کے متعلق حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کا جواب

اعتراض

نجفی نے بحوالہ میزان شعرانی لکھا ہے کہ ابن مسعود صحابی فرماتا ہے کہ دین کے معاملہ میں کوئی مرد کسی مرد کی تقلید نہ کرے ثابت ہوگیا کہ امام اعظم کی تقلید کرنا بدعت ہے۔ (تحفہ حنفیہ، صفحہ۱۴۱)

الجواب

یہ روایت جھوٹی اور بناوٹی ہے اس سے استدلال کرنا قطعاً درست نہیں۔

قال ابو محمد وھذا باطل لان ابن وھب لم یسم من خبرہ والا لقی عبدۃ بن ابی لبابہ بن مسعود مع انہ کلام فاسد۔(کتاب الاحکام، جلد۶ صفحہ۸۲۱)

ابو محمد نے کہا ہے کہ یہ روایت باطل ہے کیونکہ اس روایت کے راوی ابن وہب نے اس راوی کا ذکر نہیں کیا جس نے اسے یہ روایت بیان کی پھر اس روایت کے راوی عبدہ بن ابی لبابہ کی ابن مسعود سے ملاقات ثابت نہیں اس کے باوجود یہ کلام بھی فاسد ہے۔

تقلید کے متعلق ابن تیمیہ کا کلام

اعتراض

نجفی نے بحوالہ ابن تیمیہ اعتراض کیا ہے کہ اہل سنت کی چاروں فقہ کے امام لوگوں کو اپنی تقلید سے منع کرتے تھے اور یہ منع ثابت ہے۔ (تحفہ حنفیہ، صفحہ ۱۴۲)

الجواب

یہ ابن تیمیہ کا قول ہے علما اہل سنت اس کی تردید کر چکے ہیں۔

نواب صدیق حسن خان بھوپالی وہابی غیر مقلد کا حوالہ

اعتراض

نجفی نے بحوالہ الروضہ الندیہ اعتراض کیا ہے کہ بیچارہ مقلد امام اعظم کے قول کے مطابق حکم بتاتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ یہ حکم غلط ہے یا صحیح بیچارہ حنفی قاضی جہنم کے قاضیوں میں سے ایک ہے۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۱۴۸)

الجواب

یہ غیر مقلد وہابی نواب صدیق حسن خان کی تصنیف الروضۃ الندیہ کا حوالہ ہے۔ جو کہ ہمارے لئے حجت نہیں۔ غیر مقلد وہابیوں پر پہلے ہی ہمارے اکابرین گمراہی اور بے دینی کا فتویٰ ثبت کر چکے ہیں ان کی کتب ہمارے لئے ہرگز حجت نہیں۔

اقوال الصحابہ رضی اللہ عنہم حجت ہیں

اعتراض

نجفی نے بحوالہ نیل الاوطار جلد ۶، صفحہ ۸۷، اور بحوالہ تفسیر فتح البیان جلد ۱، صفحہ ۱۷۶ اعتراض کیا ہے کہ علما اصول کے نزدیک ثابت ہے کہ صحابی کے ذاتی فرامین کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ (تحفہ حنفیہ، صفحہ ۱۴۸)

الجواب

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فرامین کو رد کرنے والا غیر مقلد صاحب نیل الاوطار وہابی قاضی شوکانی، نجفی کی طرح در پردہ شیعہ ہے اسی طرح تفسیر فتح البیان کا مصنف نواب صدیق حسن خاں بھوپالی غیر مقلد ہے اس کا قول ہمارے لئے حجت نہیں، ہمارے فقہا احناف کے نزدیک قولِ صحابی حجت ہے۔

حوالہ: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ وعلامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

أَنَّ قَوْلَ الصَّحَابِيِّ حُجَّةٌ يَجِبُ تَقْلِيدُهُ عِنْدَنَا إِذَا لَمْ يَنْفِهِ شَيْءٌ آخَرُ مِنَ السُّنَّةِ

(فتاویٰ شامی، ج ۱ ص ۱۱۳، باب الجمعۃ، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب خطبۃ والصلوۃ، ج ۵، ص ۹۴)

صحابی کا قول حجت ہے اس کی تقلید ہمارے نزدیک واجب ہے جبکہ اس قول سے سنت رسول سے ثابت شدہ کسی چیز کی نفی نہ ہوتی ہے۔

علامہ ابن ہمام بھی فتح القدیر میں اسی طرح ارشاد فرماتے ہیں۔ (فتح القدیر جلد ۳، صفحہ ۲۳۸، باب الجمعۃ)

حوالہ: علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

وَلِهٰذَا أَوْجَبَ أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَقْلِيدَ الصَّحَابَةِ الْكِرَامِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمْ وَرَجَّحَهُ عَلَى الْقِيَاسِ (بدائع الصنائع، جلد۵، صفحہ۴۴۱، شرائط القضا)

اس لئے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تقلید صحابہ کو واجب قرار دیا ہے اور ان کے اقوال کو قیاس پر ترجیح دی ہے۔

حوالہ: علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

اتَّفَقَ أَصْحَابُنَا عَلَى تَقْلِيدِ الصَّحَابَةِ فِيمَا لَا يُدْرَكُ بِالرَّأْيِ ۔

(ردالمحتار، ج۱، ص۲۸۹، بحرالرائق ج۷ ص۱۹۴ سنن الوضو)

ہمارے اصحاب صحابہ کے غیر مدرک بالرائے اقوال کی تقلید پر متفق ہیں۔

حوالہ: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

ان قول الصحابی حجة۔ (شرح مسند ابی حنیفہ، جلد۱، صفحہ۳۲۸)

صحابی کا قول حجت ہے۔

ان حوالوں سے ثابت ہوا کہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک اقوالِ صحابہ حجت ہیں۔ غیر مقلدین کی کتب کے حوالے سے اہل سنت و جماعت کو اس الزام سے مطعون کرنا کہ ان کے نزدیک اقوال صحابہ حجت نہیں انتہائی مضحکہ خیز عمل ہے۔

سب سے پہلے قیاس شیطان لعین نے کیا تھا، کا جواب

نجفی نے بحوالہ دارمی ابن سیرین کا قول نقل کیا ہے کہ پہلا قیاس کرنے والا شیطان ہے اور شمس و قمر کی عبادت قیاس کی وجہ سے ہوئی تھی۔ (تحفہ حنفیہ، صفحہ۱۵۱)

الجواب

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول قیاس فاسد کے بارے میں ہے۔ یعنی ایسا قیاس جو نص کے مقابلہ میں ہو، کیونکہ شیطان نے نص ربانی کا انکار کیا تھا۔

حوالہ ا: امام ابوبکر احمد بن علی الجصاص الرازی المتوفی ۳۷۰ھ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

وَأَمَّا قَوْلُ ابْنِ سِيرِينَ أَوَّلُ مَنْ قَاسَ إِبْلِيسُ، وَأَنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ إِنَّمَا عُبِدَا بِالْمَقَايِيسِ، فَإِنَّمَا أَرَادَ بِهِ الْمَقَايِيسَ الْفَاسِدَةَ، الَّتِي لَمْ يَقَعْ بِنَاؤُهَا عَلَى أُصُولٍ صَحِيحَةٍ، لِأَنَّهُ لَا يَجُوزُ أَنْ يُظَنَّ بِهِ أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى الْمَقَايِيسَ الصَّحِيحَةَ. وَالِاسْتِدْلَالَ عَلَى التَّوْحِيدِ، وَعَلَى صِدْقِ الرَّسُولِ جَائِزًا، وَكَيْفَ يَجُوزُ عَلَى مِثْلِهِ أَنْ يَقُولَهُ وَهُوَ يَسْمَعُ اللَّهَ تَعَالَى، وَهُوَ يَحْكِي عَنْ إِبْرَاهِيمَ، الِاسْتِدْلَالَ عَلَى حَدَثِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ، وَأَنَّهُمَا كَانَا كَسَائِرِ الْمَخْلُوقَاتِ - لِمَا فِيهِمَا مِنْ آثَارِ الصَّنْعَةِ، وَالتَّغْيِيرِ بِالْحَرَكَةِ وَالزَّوَالِ، فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: (فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَى كَوْكَبًا قَالَ هَذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ) إِلَى آخِرِ (الفصول فی الاصول، جلد۲، صفحہ۴۳۳)

پہلا قیاس ابلیس نے کیا تھا اور سورج اور چاند کی پرستش قیاس کی وجہ سے کی گئی ہے۔ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول میں قیاس سے مراد قیاسات فاسدہ ہیں جن کی بنیاد اُصولِ صحیحہ پر واقع نہ ہو اور آپ کے ساتھ یہ گمان بھی کیسے روا رکھا جا سکتا ہے کہ آپ نے مقائس صحیحہ کے متعلق ایسے ارشاد فرمایا ہو توحید اور رسالت کی صداقت پر استدلال کرنا جائز ہے یہ بات کس طرح امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں روا رکھی

جاسکتی ہے کہ آپ نے مقائس صحیحہ کے حق میں اس طرح فرمایا ہو جبکہ آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حدوث شمس وقمر سے ذاتِ باری تعالیٰ پر استدلال قرآن حکیم میں پڑھا ہو۔ سورج اور چاند بھی تو دوسری مخلوق کی طرح ہیں کیونکہ ان میں آثارِ صنعۃ اور حرکت کی وجہ سے متغیر اور زوال پذیر ہونا پایا جاتا ہے۔

حوالہ۲: علامہ سمعانی المتوفی ۴۸۹ھ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

وإنما أراد به القياس الفاسد دون الصحيح. ببينة : أن إبليس كان قد اعترض بالقياس على النص وما كان من القياس كذلك فإنا لا نجوزه ولا نعمل به وكذلك قوله : ماعبدت الشمس والقمر إلا بالمقاييس يرد به المقاييس الفاسدة وقد ورد النهي الصريح في الكتاب عن السجود لها وذلك قوله عز وجل : (لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الذِي خَلَقَهُنَّ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ)

(قواطع الادلہ فی الاصول، جلد۳، صفحہ۱۰۹)

امام ابن سیرین کے قول میں قیاس سے مراد قیاسِ فاسد ہے قیاس صحیح مراد نہیں اس کے اوپر یہ دلیل موجود ہے کہ ابلیس نے قیاس سے نص پر اعتراض کیا اس طرح کے قیاس کو ہم بھی جائز قرار نہیں دیتے نہ ہی اس پر عمل کرتے ہیں۔ اس طرح امام ابن سیرین کا یہ قول کہ سورج اور چاند کی پرستش قیاس کے ذریعہ کی گئی تو اس قول میں قیاس سے مراد بھی قیاسات فاسدہ ہیں کیونکہ قرآن حکیم میں سورج اور چاند کی پرستش کرنے

کی ممانعت وارد ہے۔

حوالہ۳: ابن جریر طبری ارشاد فرماتے ہیں:

یعنیان بذلك : القیاسَ الخطأ۔(تفسیر الطبری، جلد۱۲، صفحہ۳۲۷)۔امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کا قول غلط قیاس کے حق میں وارد ہے۔

حوالہ۴: علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

وکل ما یورده المخالف من الأحادیث الضعیفة والأخبار الواهیة فی ذم القیاس فهو محمولة علی هذا النوع من القیاس المذموم، الذی لیس له فی الشرع أصل معلوم ۔(تفسیر القرطبی، جلد۷، صفحہ۱۷۱)

مخالفین جو ضعیف احادیث اور واہی روایتیں قیاس کی مذمت میں پیش کرتے ہیں وہ سب اس قیاس مذموم پر محمول ہیں جس کی شریعت میں کوئی اصل معلوم نہ ہو۔

وهذا القَوْلُ منهما لیس هو بإنکار للقیاس. وإنما خُرِّجَ کلامهما نَهْیاً عما کان فی زمانهما من مَقَایِیسِ الخَوَارِجِ وغیرهم ۔(تفسیر الثعالبی، جلد۲، صفحہ۲۱)

یہ قول انکارِ قیاس کے لئے نہیں ہے بلکہ امام ابن سیرین اور امام حسن کے دور میں خارجی، نص کے مقابلہ میں قیاس کرتے تھے آپ نے ان کی مذمت میں اس طرح ارشاد فرمایا۔

حوالہ۵: غیر مقلدین کے پیشوا ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ:

لِأَنَّهُ عَارَضَ النَّصَّ بِالْقِیَاس وَلِهَذَا قَالَ بَعْضُ السَّلَف: أَوَّلُ مَنْ قَاسَ إبْلِیس ۔

(مجموع الفتاویٰ، جلد۳، صفحہ۳۲۷)

شیطان نے نص کے مقابلہ میں قیاس کیا تھا اس لئے بعض سلف نے ارشاد فرمایا ہے کہ پہلا قیاس کرنے والا ابلیس ہے۔

حوالہ ۶: غیر مقلدین کا پیشوا ابن القیم لکھتا ہے کہ:

والقیاس الفاسد الذی ذمه السلف وقالوا أول من قاس إبلیس -

(اعلام الموقعین، جلد ۲، ص ۵۶)

قیاس فاسد کی سلف صالحین نے مذمت کی ہے اس لئے انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ "اول من قاس ابلیس"

ان حوالوں سے ثابت ہوا کہ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کا قول قیاس فاسد کے حق میں ہے اسے قیاس صحیح پر منطبق کرنا نجفی کی بددیانتی ہے قیاس فاسد کو ہم خود غلط سمجھتے ہیں اس کے ذریعے ہمیں مطعون کرنا انتہائی غیر اخلاقی عمل ہے، اور دیانت کے بھی خلاف ہے۔

حوالہ ۱: ابن کثیر نے لکھا ہے کہ:

والقیاس إذا کان مقابلا بالنص کان فاسد الاعتبار۔

(البدایۃ والنہایہ، ج ۱، ص ۷۹)

قیاس جب نص کے مقابل ہو تو فاسد الاعتبار قرار پائے گا۔

قیاس کے متعلق امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا جواب نجفی نے بحوالہ اعلام الموقعین امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ شعبی کہتا ہے کہ تو اصحاب قیاس کے پاس نہ بیٹھ ورنہ کسی حرام کو حلال کرے گا اور یا کسی حلال کو تو حرام کرے گا۔ (تحفہ حنفیہ، صفحہ ۱۵۱)

الجواب

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول قیاسِ فاسد کے متعلق ہے کیونکہ خود امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ قیاس و اجتہاد کے قائل تھے۔

حوالہ ۱: علامہ سمعانی ارشاد فرماتے ہیں:

وكذلك الذى حكوه عن الشعبى إنما هو فى القياس الخالى عن أداة الأصول۔ (قواطع الادلہ فی الاصول، جلد ۳، صفحہ ۱۰۹)

اسی طرح امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اس طرح کے اقوال حکایت کئے گئے ہیں ان سے مراد وہ قیاس ہے جو اُصول وضوابط کے خلاف ہو۔

حوالہ ۲: وَإِنَّمَا مَنَعَ قِيَاسًا يُحَرِّمُ مَا أَبَاحَهُ النَّصُّ، أَوْ يُبِيحُ مَا حَرَّمَهُ النَّصُّ۔

(الفصول فی الاصول، جلد ۲، صفحہ ۴۳۴)

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قیاس کی مذمت فرمائی ہے جس کی وجہ سے وہ چیز حرام ہو جائے جسے نص نے مباح رکھا ہے یا وہ چیز مباح ہو جائے جس کی نص میں حرمت منصوص ہے۔ یعنی امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا مقصد اس قیاس کی مذمت ہے جو نص کے مقابلہ میں ہو آپ نے ایسے لوگوں کی مجالس اختیار کرنے سے ممانعت فرمائی ہے جو اس طرح کا قیاس کرتے تھے۔

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ خود قیاس کے قائل تھے

لِأَنَّ مَذْهَبَ الشَّعْبِيِّ فِي الِاجْتِهَادِ وَالْقِيَاسِ أَظْهَرُ مِنْ أَنْ يَخْفَى، وَجُلُّ فُقَهَاءِ الْكُوفَةِ إِنَّمَا أَخَذُوا طَرِيقَةَ الْقِيَاسِ عَنْهُ۔ (الفصول فی الادلہ، جلد ۲، صفحہ ۴۳۴)

امام شافعی رحمہ اللہ کا اجتہاد کے بارے میں مسلک بالکل ظاہر ہے بے شمار فقہا کوفہ نے آپ سے قیاس کرنے کا طریقہ اخذ کیا ہے۔

نجفی نے لوگوں کو مغالطہ دینے کی خاطر غیر مقلد یوسف بے پوری کی تقلید میں ایسا حوالہ پیش کیا ہے جس کا موضوع سے کوئی تعلق نہیں۔

شیعہ مذہب میں قیاس کا ثبوت

اعتراض

نجفی نے بحوالہ درمنثور اعتراض کیا ہے کہ نبی پاک نے فرمایا کہ امر دین میں پہلا قیاس کرنے والا ابلیس ہے۔ (تحفہ حنفیہ، صفحہ ۱۵۲)

الجواب

یہ روایت خود شیعہ کتب میں موجود ہے، اس کی وضاحت کرتے ہوئے ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے کہ:

يحتمل أن يكون المراد بالقياس هنا أعم من القياس الفقهي من الاستحسانات العقلية والآراء الواهية التي لم تؤخذ من الكتاب و السنة، ويكون المراد أن طريق العقل مما يقع فيه الخطأ كثيرا فلا يجوز الاتكال عليه في امور الدين ۔ (بحار الانوار، جلد ۲، صفحہ ۲۸۸)

اس روایت میں اس بات کا احتمال موجود ہے کہ یہاں پر قیاس سے مراد فقہی قیاس نہ ہو، بلکہ استحسانات عقلیہ اور آراء واہیہ مراد ہوں جن کی بنیاد کتاب وسنت پر استوار نہ

ہو پھر حدیث کا مطلب ہوگا کہ اکثر عقل میں خطا واقع ہوتی ہے لہٰذا امورِ دین کے معاملہ میں عقل پر بھروسہ کرنا درست نہیں۔

علاوہ ازیں شیعہ مذہب کا مایہ ناز سپوت ابن الجنید الاسکافی قیاس کا قائل تھا۔

حوالہ ا: علامہ علی القہپائی نے مجمع الرجال میں لکھا ہے:

"انه كان يقول بالقياس" (مجمع الرجال، صفحہ ۱۳۱)

ابن الجنید الاسکافی قیاس کا قائل تھا۔

حوالہ ۲: نجاشی نے لکھا ہے کہ:

وسمعت شيوخنا الثقات يقولون عنه أنه كان يقول بالقياس۔

(رجال النجاشی، صفحہ ۳۷۱)

میں نے اپنے ثقہ مشائخ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ابن الجنید قیاس کا قائل تھا۔

نہ صرف ابن الجنید بلکہ بیشمار شیعہ فضلا بھی قیاس کے قائل تھے۔

حوالہ ۳: شیعہ ماہر رجال عبداللہ مامقانی نے لکھا ہے کہ:

ان القول بالقياس مما لم ينفرد به ابن الجنيد من علمانا وان له فيه سلفا من الفضلاء الاعيان كيونس بن عبدالرحمن والفضل بن شاذان وغيرهم۔ (تنقیح المقال، جلد ۲، صفحہ ۶۸، ذکر محمد بن احمد بن الجنید)

ہمارے علما شیعہ میں قیاس کا قائل ہونے میں صرف ابن الجنید منفرد نہیں بلکہ سلف میں اعیان وفضلا شیعہ جیسے یونس بن عبدالرحمٰن اور فضل بن شاذان اور ان کے علاوہ بھی

کثیر لوگ قیاس کے قائل تھے۔

حوالہ۴: سید مرتضیٰ نے لکھا ہے کہ:

فی رواتنا ونقلة احادثینا من یقول بالقیاس کافضل بن شاذان ویونس بن عبدالرحمن وجماعة معروفین۔(تنقیح المقال، جلد۲، صفحہ ۶۸)

ہماری شیعہ احادیث کے راویوں میں قائلین قیاس بھی ہیں جیسے فضل بن شاذان، یونس بن عبدالرحمٰن اور ایک معروف جماعت روایانِ حدیث کی ہے۔(جو کہ قائلین قیاس تھے)

اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ شیعہ اعیان وفضلا کی ایک معروف جماعت قیاس کی قائل رہی ہے۔جبکہ اول من قاس ابلیس والی روایت خود شیعہ کتب میں موجود ہے لہٰذا جس طرح نجفی نے اس روایت کو بنیاد بنا کر فقہا اہل سنت کا اس طرح تمسخر اڑایا ہے کہ امر دین میں قیاس کرنے والا ابلیس جیسا ہے۔(تحفہ حنفیہ صفحہ ۱۵۲) اب نجفی اور اس کی ذریت اس طرح لکھے کہ شیعہ علما فضل بن شاذان، ابن الجنید، یونس بن عبدالرحمٰن ابلیس جیسے ہیں بلکہ عبارت سے لفظ ''جیسے'' کو بھی ہٹا دیں تو تنقید کا حق ادا ہو جائے اور نجفی کی زبان میں،

ع گھر میں نہیں ڈھیلہ تے کردی ہے میلہ میلہ

خلاصۂ کلام: جن اقوال میں قیاس کی مذمت ہے ان سے مراد قیاس فاسد ہے جو کہ کتاب وسنت پر مبنی نہ ہو ان اقوال کو مجتہدین کے قیاس صحیح پر منطبق کرنا انتہائی غیر مناسب عمل ہے۔

صحیح بخاری شریف میں مذمت قیاس کا باب

اعتراض

نجفی نے بحوالہ صحیح بخاری اعتراض کیا ہے کہ امام بخاری نے قیاس کی مذمت کا باب باندھا ہے ''مایذکر من ذم الرای وتکلف القیاس'' (تحفہ حنفیہ، صفحہ ۱۵۲)

الجواب

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اس باب سے مقصد قیاس فاسد کی مذمت ہے۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

أی هذا باب فی بیان ما یذکر من ذم الرأی الذی یکون علی غیر أصل من الکتاب أو السنة أو الإجماع وأما الرأی الذی یکون علی أصل من هذه الثلاثة فهو محمود وهو الاجتهاد قوله وتکلف القیاس الذی لا یکون علی هذه الأصول لأنه ظن وأما القیاس الذی یکون علی هذه الأصول فغیر مذموم وهو الأصل الرابع المستنبط من هذه ۔

(عمدۃ القاری، جلد ۱۲، صفحہ ۴۳)

یعنی یہ باب اس رائے کی مذمت میں وارد ہے جو کہ کتاب وسنت اور اجماع امت پر مبنی نہ ہو بہر حال وہ رائے جو ان اصول ثلاثہ پر مبنی ہو وہ محمود ہے اور اسے اجتہاد کہتے ہیں اور تکلف قیاس سے مراد وہ قیاس ہے جو ان تین اُصولوں پر مبنی نہ ہو کیونکہ اس صورت میں وہ نرا ظن ہے اور بہر حال وہ قیاس جو ان تین اُصولوں پر مبنی ہو وہ غیر

مذموم ہے کیونکہ اس وقت وہ ادلہ اربعہ میں سے چوتھی دلیل کی حیثیت کا حامل ہے۔

حوالہ: قال المهلب وغيره اذا كان الراى والقياس على اصل من الكتاب والسنة رسول الله او اجماع الامة فهو محمود وهو الاجتهاد والاستنباط الذى اباحه العلما واما الراى المذموم والقياس المتكلف المنهى عنه فهو مالم يكن على هذه الاصول لان ذلك ظن ونزغ الشيطان ۔(شرح ابن بطال، جلد ۱۰، صفحہ ۴۶۴)

علامہ مہلب ارشاد فرماتے ہیں کہ جب قیاس اور رائے کتاب وسنت اور اجماعِ امت پر مبنی ہو تو محمود ہے یہی اجتہاد اور استنباط ہے جسے رب قدیر نے علما کے لئے روا رکھا ہے بہر حال رائے مذموم اور قیاس متکلف جس کی نہی وارد ہے اس سے مراد وہ قیاس ہے جو ان تین اُصولوں پر مبنی نہ ہو کیونکہ یہ محض گمان اور شیطان کا بہکاوا ہے۔

حوالہ: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

والمذموم منه ما يوجد النص بخلافه۔(فتح الباری، جلد ۸، صفحہ ۱۱۸)

وہ قیاس اور رائے مذموم ہے جو خلافِ نص ہو۔

ان حوالوں سے ثابت ہوتا ہے بخاری شریف میں مذموم قیاس کی مذمت ہے نہ کہ محمود رائے کی۔ فقہا اہل سنت کا قیاس قرآن وسنت واجماع امت پر مبنی ہے۔

حدیث ابن ماجہ کی تحقیق

نجفی نے بحوالہ سنن ابن ماجہ اعتراض کیا ہے کہ ایک حدیث میں نبی پاک نے فرمایا کہ جن لوگوں نے دین میں ذاتی رائے اور قیاس سے کام لیا وہ خود بھی گمراہ ہیں اور

دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ (تحفہ حنفیہ ۱۵۲)

الجواب

یہ روایت صحیح نہیں اس روایت کو خود غیر مقلد وہابیوں کے پیشوا البانی نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: (السلسلۃ الضعیفہ جلد ۹، صفحہ ۳۳۸، ضعیف ابن ماجہ جلد ۱، صفحہ ۱۲۸)

اس روایت کا راوی، سوید بن سعید بن سہل بن شہریار الھروی مجروح ہے۔ امام یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں کہ:

"صدوق مضطرب الحفظ ولا سیما بعد ماعمی"

(تہذیب التہذیب، ج ۳، ص ۵۶۵)

سچا ہے اس کے حفظ میں اضطراب ہے نابینا ہونے کے بعد تو انتہائی خراب ہو گیا تھا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لیس بثقة ولامامون (تہذیب التہذیب، ج ۳، ص ۵۶۵) ثقہ اور مامون نہیں ہے۔

ضعیف۔ (میزان الاعتدال، جلد ۳، صفحہ ۳۴۶) یہ ضعیف ہے۔

امام یحیٰی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"سوید بن سعید حلال الدم" (تہذیب التہذیب جلد ۳، صفحہ ۵۶۵)

سوید بن سعید کا خون مباح ہے۔

وامام ابن معین کذبه وسبه۔ (میزان الاعتدال، جلد ۳ صفحہ ۳۴۶)

امام ابن معین نے سوید کی تکذیب کی ہے اور برا بھلا کہا۔

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

لیس بشئ ۔(تہذیب ج ۳،ص ۵۵۹) سوید بن سعید کوئی شئ نہیں ہے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

کان قد عمی فیلقن مالیس من حدیثه۔(تہذیب جلد ۳،صفحہ ۵۵۹)

سوید بن سعید نابینا ہو گئے تھے پھر ایسی باتوں کی تلقین قبول کر لیتے جو ان کی حدیث میں نہ ہوتی۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں:

''حدیثه منکر''(میزان الاعتدال،جلد ۳،صفحہ ۳۴۶)اس کی حدیث منکر ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ،امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

''انه ضعیف جدا''(میزان الاعتدال،جلد ۳،صفحہ ۳۴۶)

سوید بن سعید سخت ضعیف ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

متروك الحدیث ۔(میزان الاعتدال،جلد ۳،صفحہ ۳۴۶)

سوید بن سعید متروک الحدیث ہے۔

خلاصۂ کلام: ابن ماجہ کی جس روایت سے نجفی نے استدلال کیا ہے اس روایت کا راوی سوید بن سعید سخت مجروح و مطعون ہے لہٰذا یہ روایت قابل حجت نہیں۔

قیاس کے بارے میں روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا جواب

اعتراض

نجفی نے کتاب کے حوالے کے بغیر لکھا ہے کہ ابن عمر کہتا ہے کہ نبی اکرم نے فرمایا جو

شخص ہمارے دین میں ذاتی رائے اور قیاس سے کام لیتا ہے اس کو قتل کر دو۔ (تحفۂ حنفیہ، ص ۳۴۷)

الجواب

یہ روایت بھی سوید بن سعید کی ہے اس روایت کی وجہ سے امام یحییٰ بن معین نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

"لو وجدت درقه وسيفا لغزوت سويد الانباري"

(میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۳۴۷)

اگر مجھے تلوار اور ڈھال مل جاتی تو میں ضرور سوید الانباری سے جہاد کرتا۔

اس روایت کو گھڑنے والا درحقیقت اسحاق الملطی ہے۔

علامہ طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

وضعه اسحاق الملطي ۔ (تذکرۃ الموضوعات، جلد ۱، صفحہ ۱۶)

اس روایت کو اسحاق الملطی نے وضع کیا ہے۔

حوالہ: علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

"هذا حديث لا يصح تفرد به اسحاق وهو المتهم به وكان يضع الحديث" (کتاب الموضوعات، جلد ۳، صفحہ ۹۵)

یہ روایت صحیح نہیں اسحاق اس روایت کو بیان کرنے میں منفرد ہے اسحاق روایتیں گھڑتا تھا وہی اس روایت کے ساتھ متہم ہے۔

حوالہ: علامہ بیروتی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

وضعه اسحاق الملطی کذا فی الوجیز ۔

(اسنی المطالب فی احادیث مختلف المراتب، ج۱، ص۲۷۹)

اس روایت کو اسحاق الملطی نے وضع کیا ہے جیسا کہ وجیز میں ہے۔

حوالہ: علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

وضعه اسحاق الملطی ۔ (موضوعات کبیر، جلد۱، صفحہ۱۹۰)

اس روایت کو گھڑنے والا اسحاق ملطی ہے۔

حوالہ: قاضی شوکانی غیر مقلد شیعہ نے لکھا ہے کہ:

قال فی الوجیز وضعه اسحاق الملطی ۔ (الفوائد المجموعہ، جلد۱، صفحہ۲۵۵)

وجیز میں ہے کہ اس روایت کو اسحاق ملطی نے وضع کیا ہے۔

حوالہ: علامہ ابو حسن الکنانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

ولا یصح فیه اسحاق بن نجیح الملطی وهو المتهم به۔

(تنزیه الشریعة المرفوعة، ج۲، ص۲۱۸)

یہ روایت درست نہیں اسحاق بن نجیح اس کو وضع کرنے کے ساتھ متہم ہے۔

حوالہ: امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں:

قال ابن عدی هذه کلها وضعها۔ (میزان الاعتدال، جلد۱، صفحہ۲۵۲)

یہ سب روایتیں اسحاق نے وضع کی ہیں۔

یہ روایت موضوع ہے اس سے استدلال کرنا درست نہیں۔ نجفی نے اس روایت کو پیش کر کے خواہ مخواہ اوراق کی سفیدی کو اپنے اعمال نامہ کی طرح سیاہی میں تبدیل کیا ہے

اور شیعہ مذہب کی رو سے ترک کا حکم عائد ہوتا ہے۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت کا جواب

نجفی نے بغیر حوالہ حضرت عوف کی روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم نے فرمایا کہ میری امت اکہتر فرقوں پر تقسیم ہوگی اور وہ فرقہ بڑا اچھا ہوگا جو دین میں قیاس کرے گا۔ (تحفہ حنفیہ، صفحہ ۱۵۳)

الجواب

یہ روایت بھی بے اصل ہے۔ عند اھل العلم بالحدیث حدیث غیر صحیح۔ (جامع بیان العلم، صفحہ ۱۵۶) اہل علم کے نزدیک یہ روایت غیر صحیح ہے۔

حضرت امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

لیس له اصل، (میزان الاعتدال، جلد ۴ صفحہ ۲۶۸، تذکرہ نعیم بن حماد، تاریخ ابن عساکر، جلد ۶۲ صفحہ ۱۵۹، سیر اعلام النبلاء، ج ۱۰ صفحہ ۶۰۰)

اس روایت کی کوئی اصل نہیں۔

حوالہ: علامہ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

وانکروه علیه۔ (الکامل لابن عدی، جلد ۱، صفحہ ۱۸۵)

محدثین نے اس روایت کا انکار کیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے قیاس کی مذمت میں وارد روایت کا جواب

نجفی نے بغیر حوالہ کتاب اعتراض کیا ہے کہ بقول ابو ہریرہ قیاس کرنے والے گمراہ ہیں نبی پاک نے فرمایا کہ یہ امت رائے اور قیاس پر عمل کرے گی اور وہ گمراہ ہوگی۔ (تحفہ حنفیہ، صفحہ ۱۵۲)

الجواب

یہ روایت بھی قابل اعتبار نہیں۔

حوالہ: علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"قال المحقق أبو زرعة : لا ينبغي الجزم بهذا الحديث لانه ضعيف"

(فیض القدیر، جلد۳، صفحہ۳۳۷)

محقق ابو زرعہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس روایت پر اعتبار کرنا درست نہیں کیونکہ یہ روایت ضعیف ہے۔

حوالہ: علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"رواه ابو يعلى وفيه عثمان بن عبد الرحمن الزهرى متفق على ضعفه" (مجمع الزوائد، جلد۱، صفحہ۲۱۹)

اس روایت کو امام ابویعلی نے روایت کیا ہے اس کے راوی عثمان بن عبد الرحمٰن الزھری کے ضعف پر اتفاق ہے۔

حوالہ: حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کا انکار کیا ہے:

"فانكره جدا" (کتاب العلل ومعرفۃ الرجال، جلد۱، صفحہ۴۵)

اس روایت کا آپ نے سخت انکار کیا۔

حوالہ: البانی نے بھی السلسلة الضعيفة میں اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔

(السلسلة الضعيفه، جلد۲، صفحہ۲۰۰)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے قیاس کے متعلق روایت کا جواب

نجفی نے بغیر حوالہ کتاب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ قیاس کرنے والے نعمانی دین کے دشمن ہیں اور گمراہ کرنے والے ہیں۔ (تحفہ حنفیہ، صفحہ ۱۵۳)

الجواب

نعمانی دین کے دشمن ہیں لکھ کر نجفی نے اپنے پیٹ کے مروڑ کا اظہار کیا ہے جس کا ترکی بہ ترکی جواب تو ہم اس کتاب کے عنوان 'شیعہ اور تقلید و قیاس و اجتہاد' میں دیں گے۔ سر دست اس روایت کا جائزہ لیتے ہیں۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

فی صحته نظر۔ (عمدۃ القاری، جلد ۲۵، صفحہ ۴۱۸، باب مایذکر من ذم الراء)

اس روایت کی صحت محل نظر ہے۔

اگر اس روایت کو صحیح مان بھی لیا جائے تو اس روایت میں رائے سے مراد وہ مذموم رائے ہے جو نص کے خلاف ہو۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ولئن سلمنا فإنه أراد به الرأی مع وجود النص۔ (عمدۃ القاری، جلد ۲۵، ص ۴۱۸)

اگر ہم اس کو تسلیم بھی کر لیں تو ان کا ارادہ اس رائے کی مذمت کرنا ہے جہاں پر نص موجود ہو۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

انه أراد ذم من قال بالرأی مع وجود النص من الحدیث۔

(فتح الباری ج ۲۰، ص ۲۲۴، باب ما یذکر من ذم الرای)

آپ نے ان لوگوں کی مذمت کا ارادہ کیا ہے جو احادیث میں نص کی موجودگی کے باوجود رائے سے کام لیتے ہیں۔

قول حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا جواب

نجفی نے بغیر حوالہ کتاب حضرت ابن مسعود کا قول نقل کیا ہے۔ یجیئ قوم یخشون الامر برایھم فینھدم الاسلام ایک قوم ابوحنیفہ کی مرید ہوگی مسائل میں اپنی رائے اور قیاس کرے گی اور وہ دین اسلام کے قلعہ کو گرائے گی۔ (تحفہ حنفیہ ۵)

الجواب

اولاً: "ایک قوم ابوحنیفہ کی مرید ہوگی" نجفی کا اختراع ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول نہیں۔ نجفی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر جھوٹ بول کر اپنی عاقبت مزید خراب کی ہے۔

ثانیاً: یہ روایت عن مجاھد عن شعبی عن مسروق کی سند سے مروی ہے جہاں بھی یہ روایت مروی ہے اس میں مجاہد ضرور موجود ہے یعنی اس روایت کا مرکزی راوی مجاہد ہے۔ محدثین کے نزدیک یہ مجاھد بن سعید انتہائی کمزور ہے۔

امام یحیٰی بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضعیف ولھی الحدیث ۔ (تہذیب الکمال ص ۲۲۳ ج ۲۷)

مجاھد ابن سعید ضعیف ہے واھی روایتیں بیان کرتا تھا۔

امام عبدالرحمان بن ابی حاتم رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

سئل ابی عن مجاھد بن سعید یحتج بحدیثہ قال: لا

(تہذیب الکمال ج ۲۷ ص ۲۲۳)

میں نے اپنے باپ امام ابو حاتم سے پوچھا کہ مجاہد بن سعید کی روایات سے احتجاج کرنا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

کان یحیٰی بن سعید یضعفه و کان عبد الرحمن بن مهدی لا یروی عنه شیئاً۔ (تہذیب الکمال ج ۲۷ ص ۲۲۳ تاریخ الضعفاء ج ۲ ص ۷۴)

یحیٰی بن سعید، مجاہد کو ضعیف قرار دیتے تھے اور حضرت عبد الرحمٰن بن مہدی، مجاہد سے روایت کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

و کان ابن حنبل لایراه شیئاً یقول لیس بشئی

(تہذیب الکمال ج ۲۷ ص ۲۳۳ کتاب الضعفاء للبخاری ص ۱۱۶)

امام احمد بن حنبل، مجاہد کو کوئی شئی ہی تصور نہیں کرتے اور آپ فرماتے کہ مجاہد کوئی چیز ہی نہیں۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

لایجوز الاحتجاج به (کتاب المجروحین ج ۳ ص ۱۰)

مجاہد سے احتجاج کرنا جائز نہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

لیس بالقوی (تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۱۵۹) یہ قوی نہیں ہے۔

علامہ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عامه مایرویه غیر محفوظ (تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۳۷)

مجاہد کی عام روایتیں غیر محفوظ ہیں۔

ان حوالوں سے ثابت ہوا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب قول ضعیف ہے اس قول کا مرکزی راوی مجاہد محدثین کے نزدیک سخت ضعیف ہے۔ لہٰذا اس روایت کو بطور احتجاج پیش کرنا درست نہیں۔

قول امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا صحیح مفہوم

نجفی نے بغیر حوالہ کتاب حضرت امام شعبی کا قول نقل کیا ہے۔ وکان الشعبی یقول ما قالوا برایھم فبل علیہ کہ ابوحنیفہ کے پیروکار جو ذاتی رائے پیش کریں اس پر پیشاب کرو۔ (تحفہ حنفیہ ص ۱۵۴)

الجواب

رائے دو قسم پر مبنی ہے۔

(۱) رائے محمود: وہ رائے جو قرآن وسنت پر مبنی ہو۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

الرای المحمود وھو مایؤخذ مما ثبت عن النبی ﷺ من اقوالہ و افعالہ بطریق التنصیص و بطریق الشارہ۔ (فتح الباری ص ۱۳ ص ۳۳۱)

رائے محمود وہ ہے جو حضور ﷺ کے اقوال وافعال سے بطریق نص یا اشارہ اخذ کی جائے۔

(۲) رائے مذموم:

والمذموم ما یوجد النص بخلافہ۔ (فتح الباری ج ۲۰ ص ۳۶۲ باب ما یذکر من ذم الرای) مذموم رائے وہ ہے جو نص کے خلاف ہو۔

اسی طرح علما و محدثین کے اقوال جس رائے کی مذمت میں وارد ہیں ان سے مراد رائے مذموم ہے۔انہیں رائے محمود پر محمول کرنا درست نہیں۔

ابی المظفر منصور بن محمد بن عبدالجبار المعروف علامہ سمعانی ارشاد فرماتے ہیں کہ:

وثبت ههنا عما نقلوه من الصحابة والتابعين من ذم الراى قلنا انما قالوه فى الراى الفاسد الذى لا تعلق له باصل من الاصول۔

(قواطع الادلہ ج۳ ص۱۵۹)

یہاں یہ بات بھی ثابت ہوجاتی ہے کہ صحابہ یا تابعین کے جو اقوال رائے کی مذمت میں منقول ہیں ان سے مراد رائے فاسد ہے جس کا کسی اصول سے کوئی تعلق نہیں۔

اسی طرح امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی مذموم رائے کے متعلق ہے کیونکہ خود امام شعبی نے اپنی رائے کے متعلق ارشاد فرمایا ہے:

''ان اخبرتك برايى فبل عليه'' (اعلام الموقعین ج۱ ص۹۴، کتاب الاحکام ج۶ ص۷۸۷ لابن حزم) اگر میں تمہیں اپنی رائے بتاؤں تو تم اس پر پیشاب کر ڈالو۔

ظاہر ہے کہ اس رائے سے مراد وہ رائے ہے جو قرآن وسنت کے خلاف ہو۔تقلید و قیاس کے منکر ابن القیم نے بھی امام شعبی کے مندرجہ بالا قول کو'' باب الراى الباطل و انواعه ''میں درج کر کے اسی نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

لہٰذا ان اقوال کو جو مذموم رائے اور قیاس کی مذمت میں وارد ہیں انہیں فقہا احناف کی محمود رائے اور قیاس پر منطبق کرنا درست نہیں۔شیعہ مذہب کا بہت بڑا عالم

ابن الجنید الاسکافی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قیاسات پر عمل کرتا تھا۔ ملاحظہ فرمائیں فعجل صریحاً بالقیاسات الحنیفة ابن الجنید نے کھل کر احناف کے قیاسات پر عمل کیا ہے۔ (روضات الجنات ج۵ ص۱۷۹)

وہابیوں کی کتاب ایضاح الحق کا حوالہ

اعتراض

ایضاح الحق کی عبارت ''اور مرید ہونا اور مقلد ہونا کسی شخص معین کا مجتہد اور مشائخوں سے ارکان دین سے نہیں ہے۔ (تحفہ حنفیہ ص۱۵۶)

الجواب

ایضاح الحق وہابیوں کی کتاب ہے جو کہ ہمارے لئے قطعاً حجت نہیں ہے۔ نجفی نے بے بسی کے عالم میں غیر معتبر کتابوں کے حوالے دینے شروع کر دیئے ہیں۔ جس سے نجفی کی واضح شکست اور بے بسی نظر آ رہی ہے۔

فتوحات مکیہ کا حوالہ

اعتراض

فتوحات مکیہ: ان کنت مقلداً فایاك ان تلتزم مذهباً بعینه ، اگر تو مقلد ہے تو حنفی مذہب سے بچ کر رہنا۔ (تحفہ حنفیہ ۱۵۶)

الجواب

﴿۱﴾ نجفی نے عبارت کے ترجمہ میں حنفی مذہب داخل کر کے اپنی پوری بددیانتی کا ثبوت دیا ہے۔

﴿۲﴾ حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب میں تحریف ہوگئی تھی لہٰذا ان کی کتب سے ایسا حوالہ جو جماعت اہل سنت کے خلاف ہو قابل حجت نہیں۔

عامی تقلید کا مکلف ہے

اعتراض

شرح عین العلم کی عبارت: ومن المعلوم ان الله ما كلف احداً ان يكون حنفياً او مالكياً او شافعياً او حنبلياً "یہ بات معلوم ہے کہ اللہ نے کسی پر یہ فرض نہیں کیا کہ وہ حنفی یا شافعی یا مالکی بنے۔ (تحفہ حنفیہ ۱۵۷)

الجواب

نجفی نے یوسف جے پوری غیر مقلد کی تقلید میں شرح عین العلم کی ادھوری عبارت نقل کی ہے ویسے بھی اس بیچارے نجفی میں اتنی قابلیت کہاں ہے کہ وہ اصل کتاب پڑھ سکے بلکہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ پڑھنا تو کجا اس غریب نے شرح عین العلم دیکھی بھی نہیں ہوگی۔ ہم شرح عین العلم سے آگے کی عبارت نقل کرتے ہیں۔

بل كلفوهم بان يعلموا بالسنة ان كانو علما ويقلدوا علما ان كانوا جهلاء۔ (شرح عین العلم ج ا ص ۴۴۶)

بلکہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اس چیز کا مکلف بنایا ہے کہ اگر وہ عالم (مجتہد) ہوں تو سنت پر عمل کریں اگر (اجتہاد سے) بے خبر ہوں تو علما (مجتہدین) کی تقلید کریں۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ غیر مجتہد تقلید کا مکلف ہے۔ نجفی نے ادھوری عبارت نقل کر کے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

القول السدید کی عبارت کی توضیح

اعتراض

القول السدید کی عبارت: اعلم ان انه لم یکلف الله احداً من عبادہ بان یکون حنفیاً او مالکیاً او شافعیاً او حنبلیاً بل اوجب الدین بما بعث به محمداً آخر تک، علامہ الطحاوی فرماتے ہیں کہ اللہ پاک نے اپنے کسی بندے کو حنفی وغیرہ بننے کا حکم نہیں دیا بلکہ دین محمد کی پیروی کا حکم دیا ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۱۵۷)

الجواب

نجفی نے حسب روایت غیر مقلد ہے پوری کی تقلید میں ادھوری عبارت نقل کی ہے۔ ہم یہاں مکمل عبارت پیش کرتے ہیں۔ جس سے نجفی رافضی کی خیانت عیاں ہو جائے گی۔

صاحب القول السدید فی بعض مسائل الاجتهاد والتقلید

علامہ ابن ملا فروخ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

اعلم انه لم یکلف الله تعالیٰ احداً من عبادہ بان یکون حنفیاً او مالکیا او شافعیاً او حنبلیاً بل اوجب علیهم الایمان بما بعث به محمدا ﷺ والعمل بشریعة غیر ان العمل بها متوقف علی الوقوف علیها والوقوف علیها له طرق فما کان منها مما یشترك به العوام واهل النظر کالعلم بفریضة الصلوة و الزکوة والصوم والحج والوضوء اجمالاً و کالعلم بحرمة الزنا والخمر و اللواطة و قتل النفس

وغیر ذلك مما علم من الدین بالضرورة فذلك لایتوقف فیه علی اتباع مجتهد و مذهب معین بل کل مسلم علیه اعتقاد ذلك فمن کان فی العصر الاول فلا یخفی وضوح ذلك فی حقه ومن کان فی الاعصار المتاخر فلوصول ذلك الی علمه ضرورة من الاجماع والتواتر و سماع الایات والسنن ای الاحادیث الشریفة المستفیضة المصرحة بذلك فی حق من وصلت الیه واما مالا یتوصل الیه الا بضرب من النظر والا ستدلال فمن کان قادراً علیه بتوفر آلاته وجب علیه فعله کالائمة المجتهدین رضوان الله علیهم اجمعین ومن لم یکن له قدرة علیه وجب علیه اتباع من ارشده الی ما کلف به ممن هو من اهل النظر والاجتهاد والعدالة وسقط عن ا لعاجز تکلیفه بالبحث والنظر لعجزه بقوله تبارك وتعالی (لایکلف الله نفسا الا وسعها) وقوله عز من قائل (فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون) وهی الاصل فی اعتماد التقلید(القول السدید ص۲۵)

جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حنفی مالکی شافعی حنبلی ہونے کا مکلف نہیں بنایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو دین محمدی پر ایمان اور شریعت مصطفوی پر عامل ہونے کا مکلف کیا ہے۔ لیکن ایک بات ضرور ہے کہ شریعت پر عمل وقوف شریعت پر موقوف ہے۔ (یعنی آدمی جب احکام شریعت سے واقف ہوگا تو شریعت پر عمل کرے گا) اس کے بہت

سے طرق ہیں کچھ تو ایسے ہیں جن میں اہل نظر اور عوام مشترک ہیں، جیسے نماز روزہ، حج، زکوۃ کی فرضیت کا اجمالی علم، زنا، شراب، اغلام بازی، خونریزی کی حرمت کا علم یا ان کے علاوہ دیگر ضروریات دین کا علم، ہر مسلمان کو ان چیزوں کا علم ہوتا ہے۔ یہ ساری باتیں اتباع مجتہد و مذہب معین پر موقوف نہیں۔ عصر اول میں تو ان کا وضوح مخفی نہ تھا بہر حال عصرِ متاخر میں بھی اس کے علم کے وصول کے ذریعے ہیں جیسے اجماع، تواتر آیات اور سنن یعنی احادیث مشہور مستفیضہ کا سننا۔ (ان سب ذریعوں سے لوگوں کو علم حاصل ہو جاتا ہے) بہر حال کچھ مسائل ایسے ہیں جن میں استدلال اور غور و فکر کی ضرورت پڑتی ہے، پھر جو شخص استدلال اور بحث و نظر پر قادر بھی ہو اور اس کے پاس کثرت سے اسباب بھی مہیا ہوں تو اسے اجتہاد کرنا چاہئے، جیسے ائمہ مجتہدین ﷺ اور جو شخص خود اجتہاد پر قادر نہیں اسے کسی ایسے عالم کی اتباع کرنی چاہیے جو اہل نظر و صاحب اجتہاد و عدالت ہو یعنی متقی مجتہد ہو تا کہ وہ اس کی ان امور میں رہنمائی کر سکے جن کا وہ مکلّف ہے اور عامی سے بحث و نظر کی تکلیف ساقط ہو جائے کیونکہ وہ عاجز ہے ارشاد ربانی ہے کہ: (اللہ کسی جان پر اس کی طاقت کے برابر ہی بوجھ ڈالتا ہے، تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے) اور یہ تقلید پر عمل کرنے کے لئے اصل ہے۔

اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ عام آدمی اصولی مسائل میں تقلید کا مکلّف نہیں البتہ فروعی مسائل میں وہ ضرور مکلّف ہے کہ کسی مجتہد کی پیروی کرے۔ اس حوالہ سے یہ کشید کرنا درست نہیں کہ عام آدمی پر کسی بھی مجتہد کی تقلید لازم نہیں کیونکہ اس عبارت

میں یہ تصریح موجود ہے کہ: وجب من ارشدہ الی ما کلف بہ واجب ہے کہ کوئی ایسا رہنما ہونا چاہئے جو اس کی ان امور میں رہنمائی کرے جس کا وہ مکلف ہے۔

شیعہ مذہب میں آدمی صرف پانچ باتوں کا مکلف ہے

نجفی کو یہ اعتراض کرنا زیب نہیں دیتا کیونکہ اس کے مذہب میں آدمی صرف پانچ چیزوں کا مکلف ہے۔امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

قال ما کلف اللہ العباد الا ما یطیقون وانما کلفھم فی الیوم واللیلۃ خمس صلوات و کلفھم من کل مأۃ درھم خمسۃ دراھم و کلفھم صیام شھر رمضان فی السنہ و کلفھم حجۃ واحدۃ وھم یطیقون اکثر ذلک وانما کلفھم دون مایطیقون ونحو ذالک۔ (بحارالانوار ج۵ ص۴۱)

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو انکی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دی انہیں صرف اتنا مکلف کیا ہے کہ وہ دن رات میں پانچ نمازیں ادا کریں ہر دوسو درھم میں سے پانچ درھم ادا کریں سال میں ایک بار رمضان کے روزے رکھیں۔ایک حج کریں اللہ کے بندے اس سے زیادہ کی طاقت رکھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے جس کی وہ طاقت رکھتے تھے اس سے بھی کم باتوں کا مکلف بنایا ہے۔

یعنی شیعہ مذہب میں آدمی عید کی نماز ادا کرنا جہاد کرنا اور جھوٹ، زنا، غیبت، شراب، جوا، سے اجتناب کا مکلف نہیں۔صرف پانچ باتوں کا مکلف ہے۔

چلو بھائی شیعوں کے تو مزے ہوئے وہ کسی اخلاقی برائی سے اجتناب کرنے کے مکلف

نہیں زنا کریں یا شراب نوشی، جوا کھیلیں یا لڑکوں سے اپنی راتوں کو رنگین کر کے امام باڑوں کو شرف بخشیں سب کچھ جائز ہے۔ یہ الزام نہیں حقیقت ہے۔ خود ایک شیعہ نے امام کے سامنے گواہی دی کہ شیعہ فواحش کا ارتکاب کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

روی عن صفوان بن مهران الجهال انه قال دخلت علی الصادق فقلت له جعلت فداك سمعتك تقول شیعتنا فی الجنة وفی الشیعه اقوام یذنبون ویرتکبون الفواحش ویشربون الخمر ویتمتعون فی دنیاهم فقال نعم هم اهل الجنة۔ (مجالس المؤمنین اردو ص ۶۹۰)

صفوان بن مہران الجھال سے روایت ہے کہ اس نے کہا میں امام جعفر صادق کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کی میں آپ پر قربان جاؤں میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہمارے شیعہ جنت میں جائیں گے جبکہ شیعوں میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو گناہ کرتے ہیں اور فواحش کا ارتکاب کرتے ہیں شراب پیتے ہیں اور دنیاوی لذات سے متمتع ہوتے ہیں تو کیا وہ بھی جنت میں جائیں گے۔ امام نے فرمایا: ہاں۔

ظاہر ہے کہ شیعہ جب ان گناہوں سے اجتناب کے مکلف ہی نہیں تو پھر جو بھی کریں جنت کا تو ٹھیکہ ہے ہی۔

جناب من! نجفی شیعہ نے اہل سنت و جماعت پر مسئلہ تقلید میں کسی مجتہد کا مقلد نہ ہونے کا اعتراض تو کر ڈالا ہے۔ (جس کی ہم وضاحت بھی کر چکے ہیں) لیکن خود شیعہ مذہب میں تقلید جاری ہے اور حدیث مذکور کی روشنی میں خود شیعہ بھی تقلید کے

مکلف نہیں تو پھر یہ کیوں اپنے مجتہدین کی تقلید کرتے ہیں۔

شیعہ اور تقلید و قیاس و اجتہاد

شیعہ مذہب میں آج بھی اجتہاد جاری ہے۔ آیۃ اللہ [illegible] ان کے مذہب کے مجتہد ہیں۔ اور جو بھی شخص عراق و ایران [illegible] ہے اسے آیۃ اللہ کے لقب سے نوازا جاتا ہے۔ اور اسے وثیق اجتہاد [illegible] وہ شیعہ مذہب کا مجتہد العصر والزمان بن جاتا ہے۔ اور عام شیعوں [illegible] بنایا جاتا ہے۔ لیکن محقق شیعہ علما کے نزدیک اجتہاد کرنا جائز نہیں بلکہ باطل [illegible]

حوالہ ۱: سید مرتضیٰ نے لکھا ہے کہ:

" ان الاجتهاد باطل وان الامامیه لایجوز عندهم العمل [illegible] القیاس والاجتهاد "(الذریعه فی اصول الشریعه فی الاجتهاد [illegible]

اجتہاد کرنا باطل ہے اور امامیہ کے نزدیک ظن، قیاس اور اجتہاد پر عمل کرنا [illegible]

حوالہ ۲: شیعہ مذہب کے بہت بڑے ملا شیخ طوسی نے لکھا ہے کہ:

"اما القیاس والاجتهاد فعندنا انهما لیسا [illegible] استعمالهما " (عدۃ الاصول ج ۱ ص ۳۹)

قیاس اور اجتہاد دلیل نہیں بلکہ ہمارے نزدیک اجتہاد اور قیاس [illegible]

حوالہ ۳: نعمۃ اللہ جزائری نے لکھا ہے کہ:

" ان اکثر اصحابنا قد تبعوا [illegible]

والقیاس ومن اهل الطبیعة و الفلاسفة من الذین اعتمدوا علی العقول واستدلالاتها وطرحو ماجائت به الانبیاء" (انوار النعمانیہ ج۴ ص۲۱۴)

ہمارے اکثر اصحاب نے ہمارے مخالفین اہل الرائ والقیاس، اہل الطبیعہ اور فلاسفہ کی ایک جماعت کی پیروی کی ہے جنہوں نے عقل اور ان کے استدلال پر اعتماد کیا ہے اور جو علوم انبیا لائے تھے ان کو پھینک ڈالا ہے۔

نعمۃ اللہ جزائری کی اس عبارت کا مقصد ہے کہ جو شیعہ اجتہاد و تقلید کے قائل ہیں انہوں نے انبیا علیہم السلام کے علوم کو پھینک ڈالا ہے۔ اور سنیوں کے پیروکار بن گئے ہیں۔

نوٹ: یہ نعمۃ اللہ جزائری شیعہ مذہب کا وہ سپوت ہے جس نے اللہ تعالیٰ کا انکار کیا ہے۔

شیعوں کا اللہ تعالیٰ پر بھی اہل سنت کے ساتھ اتفاق نہیں

نعمۃ اللہ جزائری شیعہ لکھتا ہے کہ:

" انا لم نجتمع معهم علی اله والاعلی نبی وعلی امام ذلك انهم یقولون ان ربهم هو اخری کان محمد نبیه وخلیفة بعده ابو بکر و نحق لا نقول بهذا الرب ولا بذلك النبی بل نقول ان الرب الذی خلیفة نبیه ابو بکر لیس ربنا ولا ذلك النبی نبینا" (انوار النعمانیہ ج۲ ص۲۷۸)

ہم اہل سنت کے ساتھ اللہ تعالیٰ، حضور سرور کائنات ﷺ اور امام علی کی ذات پر بھی متفق نہیں کیونکہ اہل سنت کہتے ہیں کہ ان کا رب وہ ہے جس کا نبی حضور ﷺ ہیں اور ان کے بعد ان کا خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق ہے لیکن ہم ایسے رب اور ایسے نبی کو مانتے

ہی نہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ جس رب کے نبی کا خلیفہ ابوبکر صدیق ہو نہ وہ ہمارا رب ہے اور نہ وہ نبی ہمارا نبی ہے۔

شیعہ متعارض فقہی روایات

شیعہ مذہب میں اتنی متعارض فقہی روایات ہیں کہ کسی شیعہ مجتہد کو جرأت نہیں کہ دفع تعارض کر سکے بلکہ بے شمار شیعہ مجتہدین تو تعارض کو دیکھ کر شیعہ مذہب کو ہی الوداع کہنے میں عافیت سمجھے۔ اسی طرح رضی الدین علی بن طاؤس الحسنی نے اپنی عافیت فتویٰ نہ دینے میں سمجھی۔ ملاحظہ فرمائیں:

قد رأیت مصلحتی و معاذی فی دنیای وأخرتی فی التفرغ عن الفتویٰ فی الاحکام الشریعة لاجل ماوجدت من الاختلاف فی الروایة بین اصحابنا فی التکالیف الفعلیه۔ (حاشیہ انوار النعمانیہ ج۳ ص۳۶۶)

میں نے یہ مصلحت دیکھی ہے کہ دنیا اور آخرت میں میری پناہ احکام شریعہ کے بارے میں فتویٰ نہ دینے میں ہے کیونکہ میں اپنے اصحاب کے درمیان احکام شریعہ کی روایتوں کے بارے میں اختلاف پاتا ہوں۔

شیخ طاؤس نے بالکل صحیح فیصلہ کیا شیعہ مذہب کے مطابق فتویٰ نہ دینے میں ہی عافیت ہے ورنہ جن لوگوں نے فتویٰ دیا تھا ان لوگوں کو ان کے فتاویٰ نے ہلاک کر ڈالا۔

شیعہ عالم حسن بن یوسف کو مرنے کے بعد ثقہ لوگوں نے خواب میں دیکھا تو اس نے کہا:

"لولا کتاب الالفین وزیارة الحسین لاهلکتی الفتاویٰ"

(روضات الجنات ج۲ ص۲۸۲ ذکر محمد بن یوسف علی)

اگر میں نے کتاب الالفین اور زیارۃ الحسین نہ لکھی ہوتی تو میرے فتاویٰ نے مجھے ہلاک کر دیا تھا۔

ایک روایت میں ہے: " لاھرقتنی " مجھے جہنم میں جلایا جاتا۔ (روضات الجنات ج ۶ ص ۱۵۹ ذکر محمد بن حسن بن یوسف علی)

شیعہ مذہب کی کتابوں کو ہاتھ لگانے سے ہاتھ نجس ہو جاتا ہے

یہی وجہ ہے کہ چالاک اور ہوشیار قسم کے شیعہ عالم شیعہ مذہب کی فقہی کتابوں کو ہاتھ بھی نہیں لگاتے تھے کیونکہ انہیں خوب پتا ہوتا ہے کہ ان کی کتابیں گندگی کا ڈھیر ہیں۔ اور ایسی نجس ہیں کہ ہاتھ لگانے سے ہاتھ پلید ہو جاتا ہے پھر اس پر طرہ یہ کہ اگر ان کے موافق فتویٰ دو تو جہنم کی آگ تیار ہے۔ لہٰذا ان لوگوں نے اپنی عافیت شیعہ کتابوں کو ہاتھ نہ لگانے میں سمجھی۔ مامقانی نے ایک صالح پرہیزگار شیعہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ: اس نے شیعہ مذہب کی کتاب شرائع اٹھائی جب اسے بتایا گیا کہ یہ کتاب شرائع ہے تو اس نے پھینک ڈالی۔

فطرحه من يده سرعا كانه عقربة بدعته (تنقیح المقال ج ۱ ص ۲۵۹)

اتنی جلدی اس نے کتاب کو پھینکا گویا بچھو نے اسے ڈس لیا ہو۔

سید محمد حسن الطالقانی نے لکھا ہے کہ:

واوغل الاخباريون في الازدراء بالاصوليين الى درجه عجيبه حتى انا سمعنا من مشائخنا والاعلام واهل الخبرة والاطلاع على احوال العلما ان بعض فضلائهم كان لا يطمس مؤلفات الاصوليين بيده

تحاشا من نجاستها وانما يقبضها من وراء ملابسة ۔

اخباری شیعوں نے اصولی شیعوں کی توہین و تنقیص میں اتنا غلو اختیار کیا کہ ہم نے اپنے مشائخ وعلماء سے سنا ہے کہ ان کے بعض فضلاء اصولیوں کی کتابوں کو ہاتھ تک نہ لگاتے تھے کہ ان کے ہاتھ نجس ہو جائیں گے اور وہ کپڑے کے پیچھے سے کتابوں کو پکڑتے تھے۔

(جامع السادات ج ا ص ا، کتاب الشیخیہ ص ۳۹، تنقیح المقال فی علم الرجال ج ا ص ۲۰۹)

شیعہ اجتہاد کے بارے میں فیض کاشانی کا فتویٰ

حوالہ: شیعہ معتبر عالم فیض کاشانی نے لکھا ہے کہ:

هذا الخبر ايضاً صريح في بطلان الاجتهاد والقول بالرائ ۔

(کتاب الوافی ج ا ص [illegible])

یہ روایت اجتہاد اور رائے کے بطلان پر صراحۃً دلالت کرتی ہے۔

حوالہ: وفي هذا الحديث دلالة واضحة على عدم جواز [illegible] المجتهدين في الاحكام بارائهم كما هو الشائع الذائع [illegible] اصحابنا۔ (کتاب الوافی شرح اصول الکافی ج ا ص ۲۹۵ [illegible])

اس حدیث میں احکام کے بارے میں مجتہدین کی آراء [illegible] واضحہ موجود ہے اور یہ تقلید ہمارے اصحاب [illegible]

شیعہ اجتہاد کے بارے میں شیخ [illegible]

وكان الشيخ الصدوق والشيعة [illegible] الاجتهاد والرائ والقياس [illegible]

المذهب الامامیه ۔(الاجتہاد فی مقابلۃ النص ص ۱۸۔عبدالحسن شرف الدین الموسوی)

شیخ صدوق، شیخ مفید اور سید مرتضی اجتہاد رائے اور قیاس کے منکر تھے اور یہ امور مذہب امامیہ سے تعلق نہیں رکھتے۔

سید مرتضیٰ نے تو اپنی کتاب الناسخ والمنسوخ میں باب قائم کیا ہے:

اما رد علی من قال بالرائ والقیاس والاستحسان والاجتهاد ۔

قیاس استحسان اور اجتہاد کے قائلین کا رد۔(کتاب الناسخ والمنسوخ ص ۶۸)

علامہ استرابادی کا قول

بما فی الکتب من کتاب الکافی فانها صریحة فی حرمة الاجتهاد والتقلید ۔(الفوائد المدنیہ ص ۴۱)

کتاب اصول کافی کی روایات اجتہاد وتقلید کی حرمت پر صریح ہیں۔یعنی استرابادی کے نزدیک بھی شیعہ مذہب کا اجتہاد وتقلید ناجائز کام ہے۔

ملا باقر مجلسی کا فتویٰ

شیعہ ملا باقر مجلسی نے بحار الانوار میں باب قائم کیا ہے:

من یجوز اخذ العلم منه ومن لا یجوز وذم التقلید والنهی عن متابعة غیر المعصوم فی کل ما یقول(بحار الانوار ج ۲ ص ۸۱)

کس سے علم لینا جائز اور کس سے ناجائز ہے۔تقلید کی مذمت اور غیر معصوم کی ہر بات میں متابعت کی مخالفت

یحییٰ بن سعید انصاری کی کتاب کا حوالہ

کتاب الجوہر النقی میں ہے کہ

وجمع صحابة على بطلان القول بالقياس والاستحسان والاجتهاد۔

(کتاب الجوہر النقی ص ۳۵)

قول بالقیاس، استحسان اور اجتہاد کے بطلان پر تمام صحابہ کا اتفاق ہے۔

شریف مرتضیٰ کا قول

ان كثيرا ممن نفى الاجتهاد والقياس (الشافی شریف المرتضیٰ ج ۲ ص ۳۵۴)

بیشک بہت سے اجتہاد و قیاس کی نفی کرتے ہیں۔

علامہ محقق کے نزدیک تقلید جائز نہیں

علامہ محقق نے لکھا ہے کہ

فلا تقليد في الاجتهاد وهو غير جائز قطعا وهذا هو الصواب

(تیسیر الدرایہ ص ۳۹)

اجتہاد میں تقلید قطعی طور پر ناجائز ہے یہی درست بات ہے۔

حرمین کا فتویٰ

لا يجوز لعامي يلازق ولا ظن في نفس الاحكام الشرعية الثابتة عموما وخصوصا ولا الاجتهاد (ہدیۃ المہدیہ ص ۳۹) شریعت کے تمام احکام میں رائے اور ظن پر عمل کرنا جائز نہیں ہے خواہ وہ عمومی ہوں یا

خصوصی اسی طرح اجتہاد بھی جائز نہیں۔

کریم بن ابراھیم شیعہ کا فتویٰ

فحرام تقلید اهل الرائ والنظر فیما لیس فیه کتاب ولا سنة

جہاں کتاب اور سنت کے احکام موجود نہ ہوں تو وہاں بھی اہل رائے واہل نظر کی تقلید کرنا حرام ہے۔(الشیخیہ ص ۱۹۹)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراضات اور ان کا جائزہ

اعتراض

قیام اللیل کی عبارت: کان ابو حنیفه یتیما فی الحدیث عبداللہ بن مبارک یہ روتا روتا ہے کہ نعمان حدیث کے فن میں یتیم تھا۔(تحفہ حنفیہ ۱۶۰)

الجواب

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے تو امام ابوحنیفہ کی تعریف کی ہے:

سمعت ابراهیم بن عبد الله الخلال یقول سمعت بن المبارك یقول کان ابوحنیفة آیه۔ امام ابوحنیفہ اللہ تعالیٰ کی نشانی تھے۔

حوالہ ۱: ابراہیم بن عبداللہ الخلال کہتے ہیں کہ:

میں نے حضرت ابن مبارک کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کی نشانی تھے۔(تاریخ بغداد ج ۳ ص ۳۳۶، تہذیب الاسماء ج ۳ ص ۱۰۰، الطبقات السنیہ فی تراجم الحنفیہ ج ۱ ص ۲۷)

حوالہ۲: ابی یحییٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

انه كان يقول مارأيت رجلاً قط خيرمن ابى حنيفة

(الطبقات السنیہ ج۱ص ۲۷)

حضرت عبداللہ بن مبارک فرمایا کرتے تھے کہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بہتر شخص کبھی نہیں دیکھا۔

حوالہ۳: حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

لولا ان الله اعاننى بابى حنيفة و سفيان لكنت كسائر الناس

(الطبقات السنیہ ج۱ص ۲۷، مغانی الاخبار ج۵ص ۱۵۴، تہذیب الکمال ج۲۹ص ۴۲۸، سیر اعلام النبلاء ج۶ص ۳۹۸، تاریخ بغداد ج۱۳ص ۳۲۷)

اگر اللہ تعالیٰ حضرت امام ابوحنیفہ اور سفیان علیہما الرحمۃ کے ذریعے میری امداد نہ فرماتا تو میں بھی عام لوگوں کی طرح ہوتا۔

حوالہ۴: حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں:

" وما رأيت احداً قط فى الفقه احسن من ابى حنيفة"

(الطبقات السنیہ ج۱ص ۲۷)

میں نے فقہ میں امام ابوحنیفہ سے بہتر شخص کبھی نہیں دیکھا۔

حوالہ۵: حضرت ابن مبارک فرمایا کرتے تھے کہ:

" اورع اهل الكوفه " (الطبقات السنیہ ج۱ص ۳۲)

اہل کوفہ میں آپ سب سے زیادہ پرہیزگار ہیں۔

حوالہ۶:" وقال ابن المبارك ابوحنيفة افقه الناس"

ابوحنیفہ لوگوں میں سب سے زیادہ فقیہ تھے۔

(تاریخ الاسلام الذہبی ص۲۰۰، سیر اعلام النبلاء ج۶ ص۶۳۹۰، تذکرۃ الحفاظ ج۱ ص۱۶۸)

ان حوالوں کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ: کان یتیما فی الحدیث والا قول ابن مبارک کا سابق نظریہ تھا مگر جب آپ کی ملاقات حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی تو آپ نے اپنے نظریے سے رجوع کرلیا اور پھر آپ نے ان کی تعریف وتوصیف فرمائی۔ لہٰذا کان یتیماً فی الحدیث والے قول سے استدلال کرنا درست نہیں۔

بعض اوقات یتیم فی الحدیث کا اطلاق قلت طرق کے اعتبار سے بھی ہوتا ہے۔ جیسے محدث ابراہیم بن سعید الجوھری ارشاد فرماتے ہیں کہ:

حوالہ: کل حدیث لایکون عندی من مائة وجه فانا فیه یتیم

(تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص۹۵)

جب ایک ایک حدیث میرے پاس سو سو سندوں کے ساتھ نہ ہو تو میں اس حدیث کے متعلق اپنے آپ کو یتیم خیال کرتا ہوں۔

یعنی محدث ابراہیم بن سعید الجوھری کے پاس ایک حدیث اگر سو سندوں کے ساتھ نہیں تو وہ اپنے آپ کو اس حدیث میں یتیم تصور کررہے ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ شہنشاہ فی الحدیث ہیں

حقیقت میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ شہنشاہ فی الحدیث تھے۔ بشر بن موسیٰ اپنے استاد ابوعبد الرحمٰن المقری کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ:

"وکان اذا احدث عن ابی حنیفة قال حدثنا شهنشاه"

(تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۲۴۵)

جب وہ ہم سے امام ابوحنیفہ کی سند سے کوئی حدیث بیان فرماتے تھے تو کہتے ہم سے شہنشاہ نے بیان کی ہے۔

اعتراض

ابن خلکان نے اور مناقب شافعی میں رازی نے عمدۃ الرعایا میں مولانا عبدالحیٔ نے بھی یہی رونا رویا ہے کہ نعمان فن حدیث سے جاہل تھا (تحفہ حنفیہ ۱۶۰)

الجواب

ہم نجفی کی بکواس کا جواب اس کی زبان میں نہیں دینا چاہتے۔ کیونکہ اس نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں بکواس کر کے اپنی عاقبت ہی خراب کی ہے البتہ اس نے جو امام ابن خلکان، امام رازی اور عبدالحیٔ لکھنوی پر جو جھوٹ بولا ہے، اس کا جائزہ لیتے ہیں۔

امام ابن خلکان نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کی ہے

امام ابن خلکان ارشاد فرماتے ہیں:

وکان عاملاً زاهداً عابداً ورعاً تقیاً کثیر الخشوع دائم التضرع الی الله

(وفیات الاعیان ج ۵ ص ۴۰۵)

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ شریعت پر عامل، عابد، زاہد، متقی، پرہیزگار ہمیشہ بارگاہ ربوبیت میں تضرع اور خشوع اختیار کرنے والے تھے۔

اسی طرح عبدالحیٔ لکھنوی نے بھی ان لوگوں کا رد کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ آپ کو علم حدیث کی معرفت نہ تھی۔

ولاعجب منهم فلم يزل من شان الجهلاء الطعن على العلما

(عمدۃ الرعایا ص ۳۵)

جو شخص امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اس طرح کی باتیں کرتا ہے مجھے اس پر کوئی تعجب نہیں کیونکہ ہمیشہ سے جہلا، علما پر طعن کرتے چلے آئے ہیں۔

طحطاوی کی عبارت کا جواب

اعتراض

طحطاوی کی عبارت ج ا ص ۳۵ میں یہی افسوس کیا گیا ہے کہ امام اعظم نے تحقیق علم کے وقت تمام علوم کا جائزہ لیا تھا۔ اور علم قرآن و حدیث کو اس لئے نظر انداز فرمایا کہ ان میں فائدہ کم تھا اور علم فقہ کو اس لئے پسند کیا کہ اس علم کے باعث ان کو مفتی اور قاضی ہونے کا تمغہ ملے گا۔ (تحفہ حنفیہ ۱۶۰)

الجواب

یہ بھی جھوٹ ہے، امام ذہبی نے لکھا ہے:

حوالہ: واحسب هذه الحكاية موضوعة ففي اسنادها من ليس ثقة

(سیر اعلام النبلاء ج ۶ ص ۳۹۰)

میرا گمان ہے یہ حکایت موضوع ہے اس میں کوئی ثقہ نہیں ہے۔

حوالہ۲: الان کما جزمت بانها حکایة مختلفة

(سیر اعلام النبلاء ج۶ ص۳۹۰)

جیسا کہ میں نے ابھی جزم کیا کہ یہ حکایت گھڑی ہوئی ہے۔

حوالہ۳: قاتل الله من وضع هذه الخرافة

(سیر اعلام النبلاء ج۶ ص۳۹۰)

اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کرے جس نے یہ خرافات وضع کیں۔

اگر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ دنیاوی نفع کے طلب گار ہوتے جیسا کہ نجفی کی گھٹیا سوچ ہے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو قاضی القضا کا عہدہ پیش کیا گیا، آپ نے منصب قضا کو سنبھالنے سے انکار کر دیا (" دعا المنصور ابا حنيفة الى القضاء فامتنع " تاریخ الاسلام الذھبی) خلیفہ منصور نے آپ کو عہدہ قضا سپرد کرنا چاہا تو آپ نے انکار کر دیا۔) جس کی پاداش میں آپ کو کوڑے مارے گئے اگر آپ علم فقہ کے ذریعے تمغوں اور عہدوں کے خواہاں ہوتے تو اس دور کا سب سے بڑا عہدہ آپ کو پیش کیا گیا مگر آپ نے اس کو بھی ٹھکرا دیا۔ آپ نے علم فقہ کو اس لیئے اختیار فرمایا کہ احادیث میں اس علم کی فضیلت مروی ہے۔ "من يرد الله به خيرا فهو يفقه في الدين" اللہ تعالیٰ جس شخص سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔ (بخاری شریف)

نجفی نے شبلی نعمانی کی سیرت نعمان کے حوالے سے بھی اعتراض کیا ہے اگر چہ یہ بھی جھوٹا حوالہ ہے مگر چونکہ شبلی نعمانی بھی نجفی کی طرح بدمذہب ہے اس لیے ہم اس کا

جواب دینا ضروری نہیں سمجھتے۔

میزان الاعتدال کی عبارت کی توضیح

اعتراض

میزان الاعتدال کی عبارت: ج ۳ ص ۲۳۷ نعمان ضعفه نسائی وابن عدی امام نسائی نے نعمان کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۱۶۰)

الجواب

نجفی نے حسب دستور غیر مقلد وہابی جے پوری کی تقلید میں غلط اعتراض کیا ہے۔ میزان الاعتدال میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ ہی الحاقی ہے کیونکہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے خود میزان کے مقدمہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

وكذا لا اذكر فى كتابى من الائمة المتبوعين فى الفروع احداً لجلالتهم فى الاسلام وعظمتهم فى النفوس مثل ابى حنيفة والشافعى والبخارى فان ذكرت احداً منهم فاذكره على الانصاف۔

(مقدمہ میزان الاعتدال ج ۱ ص ۱۱۳)

اسی طرح اس کتاب میں ان ائمہ متبوعین کا ذکر نہیں کروں گا جن کی فروع میں اتباع کی جاتی ہو جیسا کہ امام ابوحنیفہ و امام شافعی و امام بخاری، کیونکہ اسلام میں ان کی جلالت و بزرگی مسلّم ہے اور لوگوں کے دلوں میں ان کی عظمت راسخ ہے اگر میں نے ذکر کیا تو منصفانہ طریقہ سے ذکر کروں گا۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت وشان کے قائل ہیں آپ نے اپنی دوسری کتاب تاریخ الاسلام میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب وفضائل دل کھول کر بیان کئے ہیں اور ایک حرف بھی جرح کا ذکر نہیں کیا، بلکہ آپ نے یہاں تک لکھا ہے کہ:

واخبار ابی حنیفة رضی اللہ عنہ ومناقب لایحتملها هذا التاریخ فانی قد افردت اخباره فی جزاین (تاریخ الاسلام ج۶ص۶۰۰ تذکرہ ابوحنیفہ)

امام ابوحنیفہ کے واقعات ومناقب اتنی کثرت سے ہیں جن کی یہ تاریخ متحمل نہیں ہوسکتی لہٰذا میں نے علیحدہ دو جز امام صاحب کے بارے میں تصنیف کئے ہیں۔

اس حوالہ سے بھی صاف ظاہر ہے کہ آپ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب اور فضائل کے تہہ دل سے قائل تھے۔ پھر آپ کیسے غیر مسموع جرحوں کو ان کے حق میں میزان الاعتدال میں نقل کر سکتے ہیں جبکہ آپ نے اپنی دوسری تصنیف سیر اعلام النبلاء میں بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اور ایک لفظ بھی جرح کا نقل نہیں کیا بلکہ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

" قلت الامامة فی الفقه و دقائقة مسلمة الی هذا الامام وهذا امر لا شك فیه۔ ولیس یصح فی الاذهان شئ واذا احتاج النهار الی دلیل "

(سیر اعلام النبلاء ج۶ص۳۹۷)

میں کہتا ہوں کہ باریک بینی اور فقہ کی امامت امام ابوحنیفہ کے لئے مسلّم ہے اس بات

میں کوئی شک نہیں جب روشن دن بھی محتاج دلیل ہو تو سمجھ لینا چاہئے [illegible] نہیں کر رہا۔

اسی طرح آپ نے اپنی ایک اور تصنیف تذکرۃ الحفاظ میں امام ابوحنیفہ [illegible] ان الفاظ سے کیا ہے:

" وکان اماما ورعا عاملا عالما معتمدا کبیر الشان "

(تذکرۃ الحفاظ ج۹ ص۱۶۸)

آپ امام کے درجہ پر پہنچے ہوئے عالم باعمل پرہیزگار عبادت گزار اور جلیل القدر شخصیت کے مالک تھے۔

تذکرۃ الحفاظ میں بھی امام ذہبی نے جارحین کا ایک لفظ بھی نقل نہیں کیا۔ اسی طرح میزان الاعتدال پر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لسان المیزان کے نام سے جو کام کیا ہے اس میں بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ نہیں، جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ میزان الاعتدال میں یہ الحاقی عبارت ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بغض رکھنے والے کسی مہربان کی کارستانی ہے جس کا امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

اعتراض

تخریج ھدایہ کی عبارت ص۹۳ بقول ابن حجر ابوحنیفہ نعمان مضطرب الحدیث تھا حافظ حدیث نہ تھا۔ (تحفہ حنفیہ ص۱۶۰)

الجواب

مجلی نے حسب عادت یہ بھی جھوٹ بولا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "

الدرایۃ فی تخریج احادیث الھدایۃ'' میں ہرگز ایسی کوئی بات نہیں۔ نجفی نے صرف جہالت کا ہی نہیں بلکہ بددیانتی کا بھی ثبوت دیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف و توصیف فرمائی ہے۔ آپ اپنی کتاب تقریب التہذیب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

النعمان بن ثابت الکوفی ابوحنیفة الامام یقال اصله من فارس ویقال مولی بنی تیم فقیه مشهور (تقریب التہذیب ج۲ ص۲۴۸)

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امامت کے درجے پر پہنچے ہوئے مشہور فقیہ ہیں۔

اگر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر جرح کرنا چاہتے تو آپ ضرور جرح کرتے مگر آپ نے کوئی جرح نہیں کی اگر آپ کی نظر میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حافظ الحدیث نہ ہوتے یا مضطرب الحدیث ہوتے تو آپ ضرور جرح ذکر کرتے، کیونکہ آپ نے تقریب التہذیب کے مقدمہ پر شرط ذکر کی ہے کہ:

" اصح ما قیل فیه واعدل ما وصف به " (مقدمہ تقریب التہذیب ص۲۴)

سب سے زیادہ صحیح اور سب سے زیادہ عدل پر مبنی قول بیان کروں گا۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر جرحوں کو آپ عدل پر مبنی نہیں سمجھتے لہٰذا جس چیز کو حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ خود درست نہیں سمجھتے اس چیز کا الزام حافظ ابن حجر عسقلانی پر لگانا نجفی کی بددیانتی نہیں تو اور کیا ہے؟ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ تو فرماتے ہیں کہ:

ومناقب الامام ابی حنیفة کثیرة جدا فرضی الله عنه واسکنه الفردوس آمین.(تہذیب التہذیب ص ۵۱۸)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل ومناقب بہت زیادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے آمین۔

اعتراض

کتاب الضعفاء کی عبارت: ص ۲۵ نعمان انوار احمدی نعمان ابوحنیفہ حدیث میں قوی نہ تھا غلطی اور خطا زیادہ کرتا تھا، قلیل الروایہ تھا۔

سنن دار قطنی کی عبارت: نعمان ابوحنیفہ اور حسن بن عمارہ دونوں حدیث میں ضعیف ہیں۔

تاریخ صغیر البخاری: امام بخاری مجوسی کہتا ہے کہ ابوحنیفہ نعمان کے پاس نہ تو سنت رسول اور نہ ہی سنت صحابہ کا علم تھا۔ (تحفہ حنفیہ ۱۶۱)

الجواب

بعض محدثین میں تشدد یا تعصب ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ جرح کر دیتے ہیں اس طرح کی باتیں خود شیعہ مذہب میں بھی پائی جاتی ہیں۔

حوالہ ۱: عبداللہ المامقانی نے لکھا ہے کہ:

" ان اصحاب الائمة کانوا یقعون بعضهم فی بعض بالانتساب الی الکفر والتزندق والغلو وغیر ذلك " (تنقیح المقال ج ۱ ص ۲۰۹)

ائمہ اہل بیت کے اصحاب آپس میں یہاں تک دست وگریبان تھے کہ ایک دوسرے کو کفر، زندقہ، غلو اور اس کے علاوہ دیگر چیزوں کے ساتھ منسوب کر ڈالتے تھے۔

اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ ائمہ اہل بیت کی موجودگی میں اصحاب ائمہ نے ایک دوسرے پر خوب کفر اور زندقہ کے فتوے لگائے ہیں اگر نجفی امام نسائی اور دیگر ائمہ کی جرحیں نقل کر کے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو مطعون کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ پہلے ائمہ اہل بیت کے اصحاب کو کافر، زندیق، ملحد تسلیم کرے پھر اہل سنت و جماعت پر اعتراض کرے۔

شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر ہیں پھینکتے
دیوار آہنی پہ حماقت تو دیکھئے

اسی طرح کا تشدد اور انتہا پسندی متقدمین قمی شیعہ علما میں بھی پائی جاتی ہے۔

عبداللہ مامقانی نے لکھا ہے کہ:

انه لايخفى على من تتبع احوال القدماء سيما القميين منهم انهم كانوا يجرحون الرجل بادنى شئ وينسبون اليه الانحراف فى فروع اصول الدين بمجرد روية رواية فى كتابه دالة عليه او نسبة واحد ذلك اليه فيلزم المجتهد فى الرجال ان يبذل جهده فى تحقيق ذلك وانه اذا ثبتت عنده وثاقة الرجل و كونه اماميا بشهادة اهل الخبرة بذلك كالنجاشى والشيخ والعلامة واضرابهم لا يقبل فى حق الرجل تهمة فيما يرجع الى فروع اصول المذهب والدين لان الاعتماد على كل قول فى حق كل احد يوجب خروج حديثه الى الموثق -

(تنقیح المقال ج ۱ ص ۲۰۸)

جو شخص متقدمین خاص طور قمی علما کے احوال سے واقف ہے اس پر یہ بات مخفی نہیں کہ یہ لوگ تھوڑی سی بات کی وجہ سے بھی راویوں کو مجروح قرار دیتے تھے اور اصول دین کے فروعی مسائل میں اسے منحرف شمار کرتے تھے محض اس وجہ سے کہ اس کی کتاب میں ایسی حدیث کی روایت دیکھی ہوتی ہو جو اس عقیدہ پر دلالت کرنے والی ہوتی یا کسی نے بھی اس راوی کو اس کی طرف منسوب کیا ہو لہٰذا مجتہد کو چاہئے کہ اپنی پوری تحقیق اس معاملے میں صرف کرے اور جب کسی راوی کی وثاقت اور امامی ہونا ماہرین علم الرجال جیسے نجاشی، شیخ اور علامہ اور ان جیسے دیگر علما کی شہادت سے ثابت ہو جائے تو پھر اس راوی کے حق میں اصول دین کے فروعی مسائل میں کسی کی تہمت کو قبول کرنا نہیں چاہئے، کیونکہ ہر ایک محدث کا قول ہر ایک راوی کے حق میں قبول کر لیا جائے تو حدیث درجہ صحت سے ساقط ہو کر موثق بن جائے گی۔

اس حوالہ سے چند باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

۱﴾ متقدمین شیعہ عالم متشدد تھے۔

۲﴾ خاص طور پر قمی شیعہ عالم انتہائی متشدد تھے۔

۳﴾ یہ شیعہ عالم معمولی بات کی وجہ سے بھی راویوں کو مطعون و مجروح قرار دیتے تھے ۔خاص طور پر مذہبی مسائل کی وجہ سے۔

۴﴾ ان شیعہ علما کے پاس کوئی شاہد نہ ہوتا صرف کسی نے راوی کو مطعون کیا تو اس بیچارے کی شامت آ گئی پھر سب اس پر ٹوٹ پڑتے اور اسے مطعون قرار دیتے۔

۵) بعض اوقات کسی راوی کی کتاب میں کوئی ایسی روایت مل جاتی ہو ان کے مخصوص نظریہ کے خلاف ہوتی تو متقدمین شیعہ عالم اس راوی کو اسی مخصوص عقیدے کے ساتھ متہم کر دیتے۔

۶) نجاشی، شیخ طوسی، علامہ حلی اگر کسی کی توثیق کر دیں تو پھر دیگر علما کا قول قبول نہیں کرنا چاہئے۔

۷) اگر ہر ایک محدث کا قول ہر ایک راوی کے حق میں قبول کر لیا جائے تو پھر ایک بھی روایت درجہ صحت تک نہیں پہنچ سکے گی۔

مامقانی نے مزید لکھا ہے کہ:

فاذا كانوا في زمان الحجة بل وفي حضوره يفعلون امثال هذه فما ظنك بهم في زمان الغيبة بل الذى نراه في زماننا انه لم يسلم جليل مقدس وان كان في غاية التقدس عن قدح (تنقیح المقال ج۱ص۲۰۹)

جب امام کے زمانہ میں بلکہ ان کی موجودگی میں ہمارے علما اس طرح کی حرکتیں کرتے تھے تو پھر زمان غیبت میں تمہارا ان کے متعلق کیا گمان ہے؟ بلکہ ہم تو اپنے زمانے میں دیکھتے ہیں کہ کوئی بھی معزز و مقدس آدمی اگرچہ تقدس کے درجہ انتہا تک پہنچا ہو جرح سے محفوظ نہیں۔

حر عاملی نے شیعہ کتاب زبدۃ الاصول پڑھنے کی وجہ سے شہادت رد کر ڈالی

عبداللہ مامقانی نے لکھا ہے کہ:

شهد بعض الطلبة عند العلامة الشيخ محمد بن حسن الحر عاملي بشهادة

فاجازها فقال المدعٰی علیه وهو من بعض تلامذة تقبل شهادة هذا وتقیم لك الشهود علی انهم راوه یطالع فی کتاب زبدة الاصول فقال اذن لا نقبله (تنقیح المقال ج ا ص ۲۰۹ روضات الجنات ج ۷ ص ۱۰۴ تذکرہ حر عاملی)

بعض طلبہ نے علامہ محمد بن الحسن الحر عاملی کے سامنے گواہی دی تو اس نے اس گواہی کو قبول کرلیا مدعیٰ علیہ حر عاملی کے تلامذہ میں سے تھا اس نے کہا آپ ایسے شخص کی گواہی قبول کرتے ہیں جو شیعہ اصول فقہ کی کتاب زبدۃ الاصول کا مطالعہ کرتا ہے۔ میں اس پر گواہ بھی قائم کرسکتا ہوں، حر عاملی نے کہا اگر ایسی بات ہے تو میں اس کی گواہی قبول نہیں کرتا۔

اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ شیعہ علما کے نزدیک اگر کوئی شیعہ اصول فقہ کی کتاب پڑھ لے تو وہ مردود الشہادت ہو جاتا ہے اور یقیناً مذہب اہل سنت کے خلاف گھڑے گئے اصول کو اختیار کرنے والوں کی شہادت مردود ہی ہونی چاہئے۔ بلکہ اسے تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن بھی نہیں کرنا چاہیے۔

شیخ مفید اور سید مرتضی کے نزدیک شیخ صدوق جاہل ہے

شیعہ علما نے بھی ایک دوسرے پر خوب جرحیں کی ہیں۔ صاحب روضات الجنات لکھتا ہے کہ:

وما وقع لشیخنا المفید والسید المرتضی بناء علی الخلاف فی المصنف فی الرد علی الصدوق فی مسألة جواز السهو علی المعصومین من لطعن الموجب للتجهیل (روضات الجنات ج ۵ ص ۲۶۸)

اسی طرح شیخ مفید اور سید مرتضیٰ کا معاملہ ہے کہ انہوں نے معصومین سے سہو ونسیان کے مسئلہ پر شیخ صدوق پر رد وقدح اور طعن وطنز کئے جن سے شیخ صدوق کو جاہل ثابت کیا ہے۔ شیخ مفید، شیخ صدوق کا شاگرد ہے پھر بھی اپنے استاد کو جاہل قرار دیا ہے۔

ع اپنے ہی گراتے ہیں نشیمن پہ بجلیاں

جب استاد جاہل ہے تو پھر شاگرد کا کیا حال ہوگا۔

شیخ صدوق سے شیعوں کا سوءِ ظن

حوالہ: شیعہ عالم محقق کاظمی شیخ اسد اللہ نے ایک روایت کے متعلق لکھا ہے کہ:

هذا الخبر ماخوذه من الكافي وفيه تغيرات عجيبه تورث سوء الظن بالصدوق وانه انما فعل ذلك يوافق مذهب اهل العدد (کشف القناع ۱۹۴)

یہ روایت کافی سے ماخوذ ہے اس روایت میں شیخ صدوق نے عجیب تغیر اور ہیرا پھیری کردی ہے کہ جس کی وجہ سے شیخ صدوق کے ساتھ سوءظن پیدا ہوتا ہے شیخ صدوق نے یہ اس لئے کیا ہے تا کہ وہ اس روایت کو اپنے مذہب اہل العدد کے موافق بنا سکیں۔

اچھا ہوا جو شیخ صدوق چل بسا

مرزا تنکابنی نے لکھا ہے کہ:

صدوق کا ایک فتویٰ یہ بھی ہے کہ صلوت (درود) کو تشہد کا جز نہیں سمجھتے اپنی کتاب من لا یحضرہ الفقیہ میں دعائے تشہد کو بلا درود لکھا ہے وہ پیغمبر اور امام کے لئے سہو کو جائز مانتے ہیں اور ان کو انساء الرحمٰن کا نام دیتے ہیں سید نعمت اللہ جزائری کا

بھی یہی عقیدہ ہے اور صدوق کہتے ہیں کہ استاد محمد بن الولید کا بھی یہی عقیدہ تھا اگر میری عمر وفا کرلے تو میں اس سلسلے میں ایک رسالہ لکھوں گا اور اس موقع پر شیخ بھائی نے لکھا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے صدوق کی عمر کو تمام کردیا اور ایسی کتاب لکھنے کی ان کو توفیق نہ دی (قصص العلماص ۱۴۵۷ الکساء پبلشرز پاکستان)

نکتہ: شیعہ عالم شیخ بھائی نے شیخ صدوق کی وفات پر شکر کا اظہار کیا۔

شیخ صدوق نے روایت میں خیانت کی ہے

شیعہ کتاب اصول کافی میں زیارت قبر ابی الحسن وابی جعفر کے سلسلے میں ایک روایت مروی ہے جس میں السلام علیك یا من بداء الله فی شانه (جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو بدا ہو گیا اس پر سلام) کے الفاظ بھی موجود ہیں مگر شیخ صدوق نے من لایحضرہ الفقیہ میں خیانت کرتے ہوئے یہ الفاظ ساقط کردیئے ہیں اس بات کی نشاندہی کرتے ہوئے ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے:

واسقط المصنف قوله یا من بداء الله لانه لا یعتقد هذا الخبر الذی نقل انه بداء الله فی اسماعیل والاخبار فی بداء عندنا متواتر لا یمکن نفیه حتی یترك هذاالخبر (روضۃ المتقین فی شرح من لایحضرہ الفقیہ ج ۵ ص ۴۴۰)

شیخ صدوق نے یا من بداء اللہ کے الفاظ حدیث سے ساقط کردیئے ہیں کیونکہ یہ الفاظ اس کے عقیدہ کے خلاف تھے بدا کی روایتیں ہمارے نزدیک متواتر ہیں جنکی نفی ممکن نہیں اس روایت کو ترک کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

لمحۂ فکریہ: جو روایت شیعہ محدث کو اپنے عقیدہ کے خلاف نظر آئی تو اس میں خیانت

کرتے ہوئے وہ الفاظ ہی ساقط کر ڈالے، حالانکہ نظریہ بداء شیعوں کا مشہور عقیدہ ہے تو پھر آپ اندازہ لگائیے کہ جو روایتیں شان صحابہ ﷺ میں مروی ہوں گی تو شیعہ محدثین نے ان میں کتنی تحریفیں کی ہوں گی۔

اعتراض

میزان الاعتدال کی عبارت ص ۱۰۵: اسماعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت الکوفی قال ابن عدی ثلثهم ضعفاء " بقول ابن عدی نعمان خود اور اس کا بیٹا حماد اور پوتا اسماعیل یہ تینوں ضعیف ہیں۔ (تحفہ حنفیہ ص ۱۶۲)

الجواب

امام ابن عدی کی یہ جرح مقبول نہیں کیونکہ مبہم جرح ہے۔ اور خود شیعہ کتب میں تصریح ہے کہ: " لایقبل الجرح الا مفسرا" جرح مفسر کے علاوہ کوئی جرح مقبول نہیں۔
عبدالحی لکھنوی نے لکھا ہے کہ:

قلت قول ابن عدی ان کان مقبولا فی اسماعیل وحماد اذا بین سبب الضعف لعدم اعتبار الجرح المبهم فهو غیر مقبول قطعا فی ابی حنیفة (الفوائد البهیہ ص ۲۳)

میں کہتا ہوں کہ ابن عدی کا قول حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں قطعاً غیر مقبول ہے ہاں البتہ اسماعیل اور حماد پر اس وقت قبول کیا جا سکتا ہے جب کہ وہ ضعف کا سبب بیان کریں کیونکہ جرح مبہم کا کوئی اعتبار نہیں۔

بعض جارحین متشدد ہوتے ہیں اس چیز کی شکایت خود شیعہ عالم مامقانی نے بھی کی ہے:

ان ابن الغضائری لابتلائه بکثرة جرح البرأ و تضعیف الثقاة لا وثوق بجرحه سیما ولم یذکر بسبب الضعف (تنقیح المقال ج۱ص۴۴۹)

ابن الغضائری بے گناہ لوگوں پر جرح کرنے اور ثقہ راویوں کو ضعیف گردانے کی عادت میں مبتلا ہے لہٰذا اس کی جرح کا کوئی اعتبار نہیں خاص طور جب وہ سبب بھی بیان نہ کرے۔

مزید مامقانی نے لکھا ہے کہ:

ویوضع تضعیف ابن الغضائری فی سنبله (تنقیح المقال ج۱ص۴۴۹)

ابن الغضائری کی تضعیف ان کے خوشہ میں باقی رکھی جائے گی۔

اسی طرح دوسری جگہ مامقانی ہے کہ:

اما ابن الغضائری فقد بینا غیر مره ان شدة اهتمامه بجرح الرجال بادنی شئ بل وبلا شئ لم تبق لنا وثوقا بتضعیفه (تنقیح المقال ج۱ص۴۱۵)

ہم ابن الغضائری کے بارے میں بہت زیادہ مرتبہ تصریح کر چکے ہیں کہ ہمیں اس کی تضعیف پر وثوق نہیں کیونکہ یہ معمولی وجہ سے بلکہ بلا وجہ بھی راوی کو مجروح قرار دیتا ہے۔

اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ خود شیعہ مذہب کے علما کو اس بات کا اقرار ہے کہ بعض محدثین میں تشدد پایا جاتا ہے جو معمولی بات کی وجہ سے بھی راوی کو مطعون کر دیتے ہیں بلکہ بعض اوقات بلا وجہ بھی راوی کو مجروح شمار کرتے ہیں۔ اسی طرح امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ میں بھی تشدد پایا جاتا ہے لہٰذا ان کا حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر جرح کرنا

قطعاً مقبول نہیں کیونکہ یہ بلاوجہ طعن ہے۔فتدبر

شیعہ عالم شیخ طوسی پر جرح

ہم نے پچھلے صفحات میں شیعہ عالم شیخ صدوق پر چند جرحیں نقل کی ہیں یہاں پر شیعہ ذاکرین کو آئینہ دکھانے کی خاطر شیخ طوسی پر جرحیں نقل کرتے ہیں۔

حوالہ ا: شیعہ ماہر رجال محمد باقر الموسوی الخوانساری نے لکھا ہے کہ:

وهو ما وقع للشيخ المذكور سيما في التهذيب من السهو و الغفلة والتحريف والنقصان في متون الاخبار واسانيدها وقل ما يخلو خبر عن علة من ذلك كما لا يخفى على من نظر في كتاب التنبيهات الذى صنفه السيد العلامه السيد هاشم البحراني في رجال التهذيب وقد نبهنا في كتابنا الحدائق الناضرة على ما وقع له من النقصان في متون الاخبار حتٰى ان كثيرا من المراجعة عليه ولا يراجع غيره من كتب الاخبار وقعوا في الغلط (روضات الجنات ج٦ ص٢١٨)

ایک اہم بات یہ ہے کہ شیخ طوسی سے کتاب تہذیب الاحکام میں روایت کے متن و سندوں میں سہو ونسیان اور غفلت واقع ہوئی ہے بلکہ تحریف اور کمی بیشی بھی اور بہت ہی کم روایتیں اس علت سے محفوظ ہیں، رجال تہذیب پر لکھی گئی سید ہاشم بحرانی کی کتاب التنبیہات کا جس نے مطالعہ کیا ہے اس پر یہ بات مخفی نہیں تہذیب الاحکام میں متن احادیث میں کمی بیشی کے متعلق ہم نے اپنی کتاب الحدائق الناضرہ میں یہاں

تک تنبیہ کی ہے کہ وہ کثیر افراد جنہوں نے مراجعت میں صرف تہذیب الاحکام پر اعتماد کیا ہے اور دیگر کتب کو نہیں دیکھا ان کے بیانات سراسر غلط ثابت ہوئے ہیں۔

حوالہ۲: فیض کاشانی نے لکھا ہے کہ:

کتاب التهذيب مع اشتماله علی تاويلات بعيده و توفيقات غير سديده لما ينبغی ان يجمع وجمع لما ينبغی ان يفرق (الوافی مقدمہ ص۶)

شیخ طوسی نے تہذیب الاحکام میں تاویلات بعیدہ اور توفیقات غیر سدیدہ کا ارتکاب کیا ہے جن چیزوں کو جمع کرنا چاہئے تھا ان کو متفرق کر ڈالا اور جن کو متفرق کرنا چاہیئے تھا ان کو جمع کر دیا ہے۔

شیخ طوسی کے اقوال میں کثرت سے تعارض و تناقض ملتا ہے، صاحب روضات الجنات نے بھی اس بات کی شکایت کی ہے۔

حوالہ۳: له حالات متناقضه وامور متعارضة (روضات الجنات ج۶ ص ۲۱۸ ذکر طوسی) شیخ طوسی کے متناقض و متعارض حالات و اقوال ہیں۔

شیخ طوسی کے متعارضانہ اقوال ہی شیعہ مذہب میں اختلاف کا سبب بنے یعنی شیعہ مذہب میں اختلاف کی بنیاد ڈالنے کا سہرا شیخ طوسی کے سر ہے۔

حوالہ۴: " فقيل عن بعض المتأخرين و كانه المحقق الخوانساری قدس انه قال ان علما الشيعة قبل الشيخ لم يكن بينهم كثير اختلاف دون مدار عملهم باحاديث كتاب الكافی ولم يكن بين احاديث كتابه

اختلاف ولما صنف الشیخ مصنفات کثیرہ وجمع الاحادیث المختلفة واختلف فی کتبه فی فتاویه اجترای الامامیه علی الاختلاف فیکون قول کل فی فتواہ موافق لاحد اقوال الشیخ " (روضات الجنات ج۶ ص۲۱۹)

بعض متاخرین بلکہ محقق خوانساری کا قول ہے کہ شیخ طوسی سے پہلے علما شیعہ میں کثرت سے اختلاف نہ تھا کیونکہ ان کے عمل کا مدار احادیث کافی پر تھا جب شیخ طوسی نے کثرت سے کتابیں لکھیں اور مختلف احادیث جمع کیں تو شیخ طوسی کے فتووں میں اختلاف ہوگیا اس کی وجہ سے امامیہ میں اختلاف رونما ہوا کیونکہ ہر عالم کا قول شیخ طوسی کے کسی نہ کسی قول کے موافق تھا۔

خلاصہ: ان حوالوں سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

۱﴾ شیخ طوسی نے تہذیب الاحکام میں تحریف کمی بیشی اور غفلت اور سہو ونسیان کا ارتکاب کیا ہے۔

۲﴾ شیخ طوسی میں اتنی غفلت پائی جاتی ہے کہ اس کے اقوال بے انتہا متعارض ہیں۔

۳﴾ متعارض اقوال کی وجہ سے شیعہ مذہب میں اختلاف کی بنیاد پڑی ہر ایک شیعہ عالم نے شیخ طوسی کے قول سے استدلال کیا۔

حوالہ۵: علامہ استرابادی نے لکھا ہے کہ:

وقد ذکرت ما ورد عنهم علیهم السلام من الاحادیث المختلفة التی یختص الفقه فی کتابی المعروف بالاستبصار وفی کتاب تهذیب

الاحکام مایزید علی خمسة الاف حدیث وذکرت فی اکثروه اختلاف الطائفه فی العمل بها وذلك اشهر من ان یخفی حتی انك لوتا ملت اختلافهم فی هذا الاحکام وجدته یزید علی اختلاف ابی حنیفة والشافعی و مالك (الفوائد المدنیہ ص۹۶)

شیخ طوسی کی کتاب الاستبصار اور تہذیب الاحکام میں فقہ کے مسائل کے بارے میں پانچ ہزار سے زائد ائمہ اہل بیت کی ایسی روایتیں ہیں جن میں اختلاف پایا جاتا ہے اور میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ ان میں سے اکثر روایات پر عمل کے سلسلے میں مذہب شیعہ میں اختلاف ہے، اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں بلکہ اگر تأمل کی نگاہ سے دیکھیں تو احکام میں یہ اختلاف امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام مالک کے اختلاف سے بھی زیادہ ہے۔

علامہ استرابادی نے واضح الفاظ میں وضاحت کردی کہ شیعہ مذہب کی اصول اربعہ کی دو اہم کتابوں میں ائمہ اہل بیت کی روایات میں اختلاف امام ابوحنیفہ، شافعی اور امام مالک کے اختلاف سے بھی زیادہ بڑھا ہوا ہے۔

حوالہ ۶: علاوہ ازیں شیعہ مذہب کے مایہ ناز سپوت فیض کاشانی نے یہاں تک لکھا ہے کہ:

"تراهم یختلفون فی المسألة الواحده علی عشرین قولاً"

(الوافی مقدمہ ص۹)

ہمارے علما میں اتنا اختلاف ہے کہ ایک ایک مسئلہ کے بارے میں ان کے بیس بیس اقوال آپ کو نظر آئیں گے۔

بہر حال یہ تو شیعہ مذہب کا اپنے گھر کا اختلاف ہے بیس اقوال ہوں یا چالیس ہمیں کیا، ہم نے آپ کے سامنے یہ حقیقت پیش کی ہے کہ شیعہ علما نے شیخ صدوق پر خیانت سوء ظن اور شیخ طوسی پر تعارض وتحریف کی جرح کی ہے، نجفی کو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر جرح کرنے سے پہلے شیعہ مذہب کی کتب رجال کا مطالعہ کر لینا چاہئے تھا۔

مرزا محمد اخباری نے کاشف الغطاء کو خنزیر کہا

شیعہ مذہب کے مشہور عالم مرزا محمد اخباری نے شیخ کاشف الغطاء کی موت پر کہا:

مات الخنزیر با الخنازیر خنزیر خنازیر کی موت مرا (قصص العلماص ۱۸۱ اردو)

کاشف الغطاء کو خنازیر کی بیماری لاحق ہوگئی تھی۔ اور اس بیماری میں وہ آنجہانی ہوگیا، مرزا محمد اخباری شیعہ نے مات الخنزیر بالخنازیر سے عجیب نکتے والی بات بیان کی ہے، ظاہر ہے جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے بارے میں سب وشتم کرے اس کے لئے یہ نکتہ انتہائی موزوں ہے۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے
نہ ہم فریاد یوں کرتے

شیخ کاشف الغطاء کا دلچسپ فتویٰ

شیعہ مذہب کے اس مجتہد اعظم نے فتویٰ دیا ہے کہ:

"ان کا عجیب فتویٰ یہ تھا کہ مصیبت حسین میں شبیہ بنانا اور تعبیہ کرنا حرام ہے اور مؤلف کی نگاہ میں یہ قول بنا بر اقویٰ ہے"۔ (قصص العلماص ۱۹۷ اردو)

میں سمجھتا ہوں کہ کاشف الغطاء کا فتویٰ پڑھ کر خود شیعہ بھی شاید اس کے حق میں وہی

الفاظ استعمال کریں گے جو مرزا محمد اخباری نے استعمال کئے ہیں۔

نکتہ: کاشف الغطاء کے فتویٰ کی وجہ سے ذوالجناح دلدل، ماتم، سینہ زنی، زنجیر زنی، قمہ زنی، تابوت حرام ہو جاتے ہیں۔ اور شاید یہی وجہ ہے کہ ایران میں ایک گھوڑے کو بھی مارا گیا اور بقول شیعہ ذوالجناح صاحب شہید ہو گئے۔

ملا باقر مجلسی خبطی ہے شیعہ علما کی گواہی

صاحب روضات الجنات رقم طراز ہے کہ:

هو بعد التأمل فی الاعماق من فم مولانا المجلسی بل قلمه المسامح فیه فحسب وکان السبب فی مثل صدور هذا الخبط العظیم والخلط الجسیم (روضات الجنات ج ۲ ص ۳۳۱ تذکرہ سید حسین بن سید حیدر العاملی)

ملا مجلسی نے بڑی سوچ بچار کے بعد اپنے منہ کی گہرائی بلکہ قلم کے غلط رویہ سے بات کی ہے ایسے زبردست عالم سے اس عظیم الشان خبط الحواسی اور ایسی موٹی گڑبڑ کا ظہور خود ان کے حسب حال ہے۔ (اسلام اور علمائے اسلام ص ۲۱۰)

تقی مجلسی نے فتنہ خوابیدہ کو بیدار کیا

صاحب روضات الجنات نے لکھا ہے کہ:

ان المجلسی الاول هو الباعث علی ایقاظ هذه الفتنة النائمة

(روضات الجنات ج ۲ ص ۳۳۶ تذکرہ سید حسین بن سید حیدر العاملی)

ملا باقر مجلسی کا باپ تقی مجلسی وہ شخص ہے جس نے فتنہ خوابیدہ کو بیدار کیا۔

اور چوتھی بات یہ ہے کہ پہلے مجلسی صاحب اس سوتے ہوئے فتنہ کو جگانے کا باعث ہوئے ہیں۔(اسلام اور علمائے اسلام ص ۲۰۹)

محقق سبزواری نے بازار زنجان سے روئی چرائی

سید مرتضیٰ جونپوری نے لکھا ہے کہ:

قصص العلما میں لکھا ہے کہ شیخ علی، محقق سبزواری سے سخت عداوت رکھتے تھے اور انہوں نے ان کی مذمت میں ایک رسالہ لکھا تھا انہیں فاسق قرار دیا تھا اور یہ بھی لکھا ہے کہ انہوں نے بازار زنجان میں روئی چرائی تھی۔

(مفتاح الشفاعۃ ص ۱۷۰، ۱۷۹ قصص العلما ص ۳۰۱ تذکرہ شیخ علی بن شیخ محمد، اسلام اور علمائے اسلام ص ۲۱۸)

محقق سبزواری کو شیعہ اپنے مذہب کا بہت بڑا عالم تصور کرتے ہیں جبکہ شیخ علی بن شیخ محمد کو بھی فاضل جلیل القدر متبحر عالم (قصص العلما ص ۳۰۱) کہتے ہیں۔یعنی شیعہ کے ایک متبحر عالم کی محقق سبزواری پر یہ جرح ہے کہ وہ چور تھا اور اس نے بازار زنجان سے روئی چرائی تھی۔

علامہ حلی پر جرح

شیعہ مذہب کے معتبر عالم شیخ سدید الدین الحمصی نے محمد بن احمد بن ادریس الحلی العجلی کے لئے لکھا ہے کہ:

"ھو مخلط لا یعتمد علی تصنیفه"

ابن ادریس الحلی گڑبڑ کرنے والا ہے۔اس کی تصنیف قابل اعتماد نہیں۔

ابن الغضائری پر حر عاملی کی جرح

حر عاملی نے ابن الغضائری کے لئے لکھا ہے کہ:

" لم یوثقوہ "(رجال حر عاملی ص ۲۷۹) ابن الغضائری کی کسی نے توثیق نہیں کی۔

حر عاملی پر جرح

محقق خوانساری نے لکھا ہے کہ حر عاملی کی کتابیں تحقیق سے عاری ہیں:

" انها خالية عن التحقيق والتبحير يحتاج الى تهذيب و تنقيح و تحرير كما لا يخفى على من راجعها "(روضات الجنات ج ۷ ص ۱۰۲)

یہ کتابیں تحقیق اور گہرائی سے خالی ہیں اور تہذیب و تنقیح یعنی چھان بین اور تحریر کی محتاج ہیں جنہوں نے ان کتب کا مطالعہ کیا ہے ان پر یہ بات مخفی نہیں۔

فقہی مسائل پر اعتراضات اور ان کے جوابات

اعتراض

صحابی رسول حضرت ابو سعید خدری کہتا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ ہم بضاعہ نامی کنوے سے وضو کر سکتے ہیں یہ ایسا کنواں تھا جس میں عورتیں خون حیض سے بھرے ہوئے کپڑے ڈالتی تھیں اور اس میں کتوں کے مردار ڈالے جاتے تھے اور اس میں پاخانہ جیسی بدبودار چیزیں پھینکی جاتی تھیں، نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ پانی پاک ہے اس کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔ (تحفہ حنفیہ ص ۱۶۴)

نجفی نے بکواس کرتے ہوئے چیلنج کیا ہے کہ تم جو ماں کے بڑے مسلمان بنے پھرتے ہو ذرا بضاعۃ والے کنویں کی صفائی پیش کرو۔ (تحفہ حنفیہ ص ۱۶۴)

الجواب

الحمد للہ ہمیں خوشی ہے کہ ہم حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کو امہات المؤمنین تسلیم کرتے ہیں، اگر کوئی بد بخت حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو وہ اپنے ہی نامہ اعمال کا بیڑا غرق کرتا ہے۔ آسمان کی طرف تھوکنے سے تھوک اپنے ہی منہ پر گرتا ہے۔

اسی طرح اگر ہزار کتے مل کر بھی حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کی شان میں بکواس کریں تو بھی امہات المؤمنین کی عظمت کسی طرح کم نہ ہوگی۔ اور جہاں تک بات ہے بئر بضاعۃ کی تو معلوم ہوتا ہے کہ نجفی نے شیعہ مذہب کی کتابیں بھی نہیں پڑھیں ورنہ اسے ایسا کمزور اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔ بئر بضاعہ کی روایت خود کتب شیعہ میں موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

"وقد سئل عن بئر بضاعة خلق الماء طهوراً لا ينجسه بشئ الا ما غير لونه او طعمه او ريحه " (عوالی الآلی ج۲ص۲)

حضور ﷺ سے بئر بضاعۃ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ پانی پاک پیدا کیا گیا ہے اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کر سکتی جب تک اس کا رنگ، ذائقہ اور بو تبدیل نہ ہو۔

یہ وہی بئر بضاعۃ والی روایت ہے جسے بنیاد بنا کر نجفی نے مذہب اہل سنت پر بکواس کی ہے۔ اب شیعوں کو چاہیے کہ شیعہ مذہب کا اسی طرح تمسخر اڑائیں جس طرح مذہب اہل سنت کا تمسخر اڑایا تھا۔ یہ جاہل لوگ مطالعہ تو کرتے نہیں اور خواہ مخواہ بغل میں کتابیں دبا کر اپنی سگی ماں کا محقق بن کر سامنے آجاتے ہیں۔

میں نے ماں اس لئے کہا کہ ان ذاکروں کا باپ تو ہوتا نہیں ان کا منحوس وجود متعہ کی انگڑائی کا مرہون منت ہے۔

خود نجفی کی گواہی

نجفی شیعہ نے تصریح کی ہے کہ: ''ارباب انصاف کنوے کا پانی چونکہ آب جاری اور آب کثیر کا حکم رکھتا ہے۔ لہٰذا جب اس میں کوئی نجاست گرے گی اور پانی کا رنگ، بو اور ذائقہ اس نجاست سے تبدیل نہ ہو تو وہ پانی پاک ہے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۱۶۹)

جب شیعہ مذہب میں کنویں کا پانی آبِ جاری کے حکم میں ہے اور نجاست گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا تو پھر بئر بضاعۃ پر اعتراض کیوں؟ جبکہ بئر بضاعۃ کے لئے تو بعض محدثین نے تصریح کی ہے کہ یہ کنواں جاری تھا اس کا پانی باغات کو سیراب کرتا تھا۔

پاخانہ بھرا ہوا ٹوکرا اگر کنویں میں گر جائے تو شیعہ مذہب میں کنواں پاک رہتا ہے۔

حوالہ ۱: موسیٰ بن جعفر کے بھائی علی بن جعفر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی سے پوچھا کہ اگر کنویں کے پانی میں پاخانے کا ایک ٹوکرا گر پڑے وہ پاخانہ چاہے سوکھا ہو یا تازہ یا گوبر کا ایک ٹوکرا گر پڑے تو کیا اس پانی سے وضو کرنا درست ہے؟ فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔ (الاستبصار ج ۱ ص ۴۲، وسائل الشیعہ ج ۱ ص ۱۴۱)

حوالہ ۲: ابو بصیر کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق ؓ سے پوچھا ہم دوران سفر بعض دفعہ بارانی تالاب کے پانی سے وضو کرنا چاہتے ہیں جو بستی کے ایک طرف واقع ہوتا ہے اس میں پاخانہ پڑا ہوا ہوتا ہے بچے پیشاب کرتے ہیں

بچہ پائے بھی پیشاب کرتے ہیں ان کا گوبر بھی اس میں ہوتا ہے تو کیا ان تالابوں سے ہم طہارت کرلیا کریں؟ فرمایا اگر تمہارے دل میں یہ سب کچھ دیکھ کر کوئی خیال آئے تو پھر اس طرح کرلیا کرو یعنی ہاتھ میں اس تالاب کا پانی لے کر وضو کرلیا کرو کیونکہ دین میں تنگی نہیں ہے۔

(تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۱۷، وسائل الشیعہ ج ۱ ص ۱۴۲، الاستبصار ج ۱ ص ۳۲)

اس روایت کی موجودگی کے باوجود نجفی شیعہ کا بئر بضاعۃ پر اعتراض کرنا دیدہ زیب ہے، جس طرح نجفی نے بئر بضاعۃ کو بنیاد بنا کر اپنی گندی زبان سے مسلک اہل سنت پر کیچڑ اچھالا ہے، اس طرح ہم بھی اسے چھٹی کا دودھ یاد دلا سکتے ہیں مگر ہم دامن تہذیب کو چھوڑنا نہیں چاہتے۔

بئر بضاعۃ کے متعلق توضیح

بئر بضاعۃ کی روایت اگرچہ شیعہ کتب میں موجود ہے اور اسی طرح کے پانی کا مسئلہ بھی کتب شیعہ میں مرقوم و موجود ہے۔ اصولی طور پر ہم نجفی کے لایعنی اعتراض سے سبکدوش ہو چکے ہیں مگر بئر بضاعۃ کے متعلق تھوڑی وضاحت کرنا چاہتے ہیں، بئر بضاعۃ کا پانی جاری پانی تھا جس میں گندگی جمع نہیں ہوتی تھی۔

امام طحاوی ارشاد فرماتے ہیں کہ:

ان بئر بضاعة كانت طريقاً لماء الى البساتين وكان الماء لا يستقر فيها فكان حكم مائها كحكم ماء النهر (طحاوی شریف ج ۱ ص ۱۲ فی الطہارۃ)

بئر بضاعۃ میں باغات کی طرف جانے والے پانی کا راستہ تھا اور پانی اس میں ٹھہرتا نہ تھا لہٰذا اس کے پانی کا حکم نہر کے پانی جیسا ہے۔

اعتراض

نجفی نے بحوالہ فتح الباری، عمدۃ القاری، ارشاد الساری لکھا ہے کہ امام زہری کا مذہب پانی میں اسی طرح ہے جو شخص لوٹے میں پیشاب کرے اور وہ پیشاب پانی کے رنگ، بو اور ذائقہ کو تبدیل نہ کرے ایسے پانی سے طہارت کرنا جائز ہے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۱۶۷)

الجواب

نجفی نے عبارت نقل کرنے میں حسب عادت سخت بددیانتی کا ارتکاب کیا ہے۔ امام ابو عبید کا تعاقب تھا جسے نجفی نے اپنی طرف سے مذہب الزہری کا لفظ ملا کر اس طرح بنا دیا کہ لوگوں کو یہ محسوس ہو کہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فتویٰ دیا ہے۔ حالانکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے امام زہری کا معلق قول نقل کیا ہے کہ:

لاباس بالماء ما لم یغیرہ طعم او ریح او لون۔

(بخاری شریف، باب ما یقع من النجاسات فی السمن والماء)

جس پانی کی بو، ذائقہ اور رنگ متغیر نہ ہو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

اس کی شرح کرتے ہوئے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ و علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اوصاف ثلاثہ کے تغیر اور عدم تغیر کا اعتبار ہے پانی کی قلت اور کثرت کا نہیں ہے۔ امام ابو عبید نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

وتعقبہ ابو عبید فی کتاب الطھور بانہ یلزم منہ ان من بال فی

البریق ولم یغیر لماء وصفا انه یجوز له التطهر به وهو مستشنع

(فتح الباری ج ا ص ۳۶۹)

امام ابوعبید نے کتاب الطہور میں تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ اگر کوئی شخص لوٹے میں پیشاب کرے اور پانی کے اوصاف متغیر نہ ہوں تو اس سے طہارت کرنا جائز ہے حالانکہ یہ بری بات ہے۔

اوصاف ثلاثہ کے تغیر وعدم تغیر کے اعتبار کے فتویٰ کو علما اہل سنت نے رد کر دیا ہے یہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کی اجتہادی خطا ہے لیکن اس کے باوجود شیعوں کو اعتراض کا حق نہیں ، کیونکہ خود شیعہ علما نے تصریح کی ہے کہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ شیعہ تھے۔

قمی کذاب لکھتا ہے کہ:

"انه کان فی بداء امره من جملة علما اهل سنة وندماء حزب الشیطان اراد بهم عبد الملك بن مروان و بنیه ثم ان علمه و ادراکه و ارشده الی الحق المبین فصیراه فی اواخر عمره من الراجعین الی الامام زین العابدین وفی زمرة المستفیدین من برکات انفاسه الشریعة ثم ذکر شواهد قوله ولیس مقام ذکره فراجع ثمه تتمه(المنتهی ص ۱۲۴)

صاحب روضات الجنات کا کہنا ہے کہ امام زہری شروع میں علما اہل سنت میں شمار ہوتے تھے شیطان کے ساتھیوں یعنی عبد الملک بن مروان اور ان کی اولاد کے ساتھ ان کے مراسم تھے پھر ان کے علم وادراک نے ان کی یاوری کی اور حق مبین کی طرف رہنمائی فرمائی پس آپ آخری عمر میں امام زین العابدین کی طرف رجوع کرنے

والوں میں سے ہو گئے آپ کا شمار امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کرنے والے حضرات کے زمرے میں ہونے لگا۔

پھر صاحب روضات نے اپنے قول کے شواہد بھی ذکر کئے ہیں جن کے ذکر کرنے کی یہ جگہ نہیں جو تحقیق کرنا چاہے وہ اصل کی طرف رجوع کرے۔ اب یا تو شیعہ شیخ عباس قمی کو کذاب تصور کرتے ہوئے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف شیعیت کی نسبت سے ہاتھ اٹھالیں یا اعتراض نہ کریں کیونکہ شیعہ اگر امام زہری کے شیعہ ہونے کے دعوے دار ہیں۔ اور ان کے قول پر اعتراض بھی کرتے ہیں تو گویا یہ شیعہ مذہب پر اعتراض ہے اگر امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کو سنی تصور کرتے ہیں تو پھر شیخ عباس قمی اور صاحب روضات کو کذاب ماننا پڑے گا کہ انہوں نے خوامخواہ جھوٹ بولا ہے اب فیصلہ شیعوں کے ہاتھوں میں ہے۔

دوگانه عذاب است جان مجنون را

اس طرح کا فتویٰ شیعہ کتب میں بھی موجود ہے۔ شیخ طوسی نے لکھا ہے کہ:

" اذا بال ظبی فی ماء لم ینجس بذلك قلیلاً کان الماء او کثیراً تغیر بذلك او لم یتغیر بذلك "(کتاب الخلاف ج ا ص ۱۹۴)

اگر ہرنی پانی میں پیشاب کرے تو پانی نجس نہ ہوگا چاہے پانی قلیل ہو یا کثیر اور اس سے پانی کے اوصاف متغیر ہوں یا نہ ہوں، یعنی پانی نجس نہ ہوگا۔

اور صرف پیشاب کی بات نہیں اگر لید اور گوبر بھی ساتھ ملا ہوا ہو تو بھی پانی پاک ہے۔

"ان التنجیس حکم شرعی یحتاج الی دلیل لان الاصل فی الماء الطھارۃ وایضاً فلا خلاف بین الطائفۃ ان بول ما یو کل لحمہ وروثہ طاھران وعلی ھذا یجب ان یحکم بطھارتہ "(کتاب الخلاف ص۱۹۵)

نجاست کا حکم لگانا ایک شرعی معاملہ ہے جس کے لئے دلیل چاہیے اور پانی کے اندر اصل طہارت ہے۔ اور شیعہ مذہب میں تو اس مسئلہ میں کوئی اختلاف ہی نہیں کہ حلال جانوروں کا پیشاب اور گوبر اور لید پاک ہے، اسی اصول کی بنیاد پر پانی کی طہارت کا حکم لگایا جائے گا۔

شیخ طوسی نے بطور دلیل امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی روایت بھی پیش کی ہے:

" وروی عبد الرحمن بن ابی عبد اللہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال کل شئ یو کل لحمہ فلا باس ببولہ "(کتاب الخلاف ج۱ص۱۹۵)

عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا کہ حلال جانوروں کے پیشاب میں کوئی حرج نہیں۔

خلاصۂ کلام: شیعہ مذہب میں اگر ہرنی پانی میں پیشاب کرے اور پانی چاہے قلیل ہو یا کثیر اور پیشاب کی وجہ سے چاہے پانی میں تغیر آ گیا ہو تو بھی وہ پانی پاک ہے۔ نہ صرف ہرنی بلکہ ہر حلال جانور بھینس، گائے، اونٹ، بکری کا پیشاب، گوبر اور لید بھی پاک ہے۔ اگر یہ چیزیں پانی میں مل جاتی ہیں تو گویا پاک چیز پاک شئ کے ساتھ مل گئی اب اس پانی کا استعمال شیعہ مذہب میں روا ہے اور بقول نجفی جس پانی سے وضو جائز

ہے اس پانی کو پینا بھی جائز ہے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۱۶۶) ایسا پانی کا گلاس جس میں پہلے ہرنی کا پیشاب ملایا جائے اور پھر تھوڑا تھوڑا گائے، اونٹ، بکری کا بھی پیشاب ملا دیا جائے اور ساتھ میں ان جانوروں کا گوبر اور مینگنیاں بھی ملا کر کسی اچھی کمپنی کی جوسر مشین میں جوس بنا کر شیعہ ذاکر کو پلایا جائے تو اس خوش نصیب شیعہ کے چودہ طبق روشن ہو جائیں گے اور بیٹھے بیٹھے امام زمانہ سے ملاقات ہو جائے گی، میں نے بعض شیعوں سے سنا ہے کہ مذکورہ بالا نسخہ سے تیار شدہ جام شیریں گلے کے لئے بھی بے حد مفید ہے محرم کے دنوں میں عشرہ پڑھنے والے ذاکروں کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔

ع تیر نشتر کی زد شریان قیس ناتواں تک ہے

ع یہ ہے گنبد کی صدا جیسا کہو ویسا سنو

اعتراض

نجفی نے بحوالہ الرحمۃ فی اختلاف الامۃ اعتراض کیا ہے کہ وہ پانی جو کسی فرض طہارت میں استعمال کیا گیا ہو مثلاً غسل جنابت یا حیض وغیرہ وہ پانی پاک ہے اور امام اہل سنت امام مالک فرماتے ہیں کہ وہ پانی بھی پاک ہے اور دوسری چیزوں کو بھی پاک کرتا ہے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۱۶۸)

الجواب

یہ غسل جنابت کا پانی تو شیعہ عالم شریف مرتضی کے نزدیک بھی طاہر و مطہر ہے شیخ طوسی نے لکھا ہے کہ:

" وقال المرتضی یجوز ذلك وهو طاهر مطهر " (کتاب الخلاف ص ۱۷۲)

سید مرتضیٰ کہتا ہے کہ غسل جنابت میں استعمال شدہ پانی استعمال کرنا جائز ہے یہ طاہر و مطہر پانی ہے۔

نجفی نے اپنے مذہب کی کتابیں نہیں پڑھیں اس لئے اس نے اس طرح کے جاہلانہ اعتراضات کئے ہیں۔ اہل سنت پر اعتراض کرنے سے پہلے اسے فقہ سبائیہ پڑھنا چاہئے تھا۔

لطیفہ: شیعہ عورت متعہ کروانے کے بعد غسل جنابت کا پانی عزاداروں کو پلائے تو چودہ طبق روشن ہو جائیں۔

امید ہے کہ اہل سنت پر اعتراض کرنے والے شیعوں کا دماغ ٹھکانے آ گیا ہوگا۔

شیعہ مذہب میں جس پانی میں سور بیٹھا ہو وہ پانی پاک ہے

اعتراض

نجفی نے بحوالہ فتاویٰ قاضی خان لکھا ہے کہ اگر چھوٹی سی نالی مثل کنوے کی نالی کے اس میں کوئی کتا بیٹھا ہے اور پانی کتے کی پشت کے اوپر گزر رہا ہے اور کوئی سنی اس نالی کے نچلے طرف بیٹھ کر وضو فرمائے تو کوئی حرج نہیں وضو صحیح ہے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۱۷۰)

الجواب

یہ جاری پانی کے لئے حکم ہے اور اگر وہ پانی بھی اس قدر ہے کہ اس پانی کی نالی میں کتا ڈوب جاتا ہے تو اس پانی سے وضو جائز ہے آج کل دیہات اور گاؤں میں ٹیوب ویل لگے ہوئے ہوتے ہیں، جہاں سے پانی نکلتا ہے اور دور دور تک چھوٹی چھوٹی نالیاں

بنی ہوئی ہوتی ہیں، بعض اوقات گرمیوں کے موسم میں ان نالیوں میں کتے آکر بیٹھ جاتے ہیں، گاؤں اور دیہاتوں میں شیعہ بھی اس پانی کو استعمال کرتے ہیں، پانی پیتے ہیں، وضو کرتے ہیں، غسل کرتے ہیں، اگر نجفی کو اس پر بھی اعتراض ہے تو شیعہ آیۃ اللہ کا فتویٰ آپ کو دکھا دیتے ہیں۔ علی سیستانی نے لکھا ہے کہ:

جاری پانی اگرچہ کم سے کم ہی کیوں نہ ہو نجاست کے آملنے سے تب تک نجس نہیں ہوتا جب تک نجاست کی وجہ سے اس کی بو، رنگ یا ذائقہ بدل نہ جائے۔

(توضیح المسائل ص ۲۰ سیستانی)

قارئین کرام! اس فتویٰ سے مزید یہ بھی ثابت ہو رہا ہے کہ اگر نجاست جیسے پاخانہ، پیشاب اور کتے کا گوہ وغیرہ بھی اس چھوٹی نالی میں ڈال دیئے جائیں جب تک تغیر واقع نہ ہو تو پانی پاک ہے۔ اور جہاں تک کتے کے بیٹھنے کا تعلق ہے اگر سور بھی بیٹھ جائے جب تک تغیر نہ ہو تو پانی پاک ہے۔

اسی طرح خمینی نے بھی لکھا ہے کہ:

الماء الجاری وهو النابع السائل لا ینجس بملاقات النجس کثیراً کان او قلیلاً (تحریر الوسیلہ ج ۱ ص ۱۰) ماء جاری اور وہ ابل کر بہنے والا ہے نجاست کے ملنے سے نجس نہیں ہوتا قلیل مقدار میں ہو چاہے کثیر مقدار میں۔

نجفی کو چاہئے تھا کہ فقہ حنفی پر اعتراض کرنے سے پہلے شیعہ فقہ کی کتابوں کو پڑھ لیتا ورنہ ایسے فضول اعتراض کر کے اپنے اور شیعوں کے لئے سامان رسوائی فراہم نہ کرتا

نجفی نے اہل سنت کی مخالفت میں ان مسائل پر بھی اعتراض کیا ہے جو کہ کتب شیعہ میں بھی مرقوم ہیں۔

حوض میں پیشاب کر کے اسی جگہ سے وضو کرنے کا جواب

اعتراض

اہل سنت کی معتبر کتاب فتاویٰ قاضی خان ۴: حوض کبیر وقعت فیه نجاسة کا البول قال مشائخنا جاز الوضوء فی موضع النجاسة ترجمہ: امام اہل سنت قاضی حسن بن منصور فرماتے ہیں اگر بڑے حوض میں ایسی نجاست گرے جو نظر نہیں آتی مثلاً پیشاب تو اہل سنت بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اسی مقام نجاست سے وضو صحیح ہے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۱۷۰)

الجواب

شیخ صدوق نے لکھا ہے:

ولا بأس بالوضوء من الحياض التي يبال فيها اذا غلب لون الماء البول وان غلب لون البول الماء فلا يتوضأ منها (من لا يحضره الفقيه ج ۳ ص ۱۱)

ان حوضوں سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں جن میں پیشاب کیا جاتا ہے جب کہ پانی کی رنگت پیشاب کی رنگت پر غالب نہ ہو اگر پیشاب کی رنگت پانی پر غالب آجائے تو پھر وضو کرنا جائز نہیں۔

اسی طرح کا فتویٰ تو شیعہ عالم شیخ طوسی نے بھی دیا ہے:

وكذلك اذا تغير لقربه من موضع النجاسة لا بأس باستعماله

(کتاب المبسوط ج ۱ ص ۱۸ شیخ طوسی)

اگر قرب نجاست کی وجہ سے پانی کے اوصاف متغیر ہو جائیں تو بھی اسے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

عن ابی عبد الله علیه السلام انه سئل عن الماء النقیع تبول فیه الدواب فقال ان تغیر الماء فلا تتوضأ منه وان لم تغیره ابوالها فتوضأ منه (ذخیرة المعاد ج۲ص۲۰۷)

امام جعفر صادق سے سوال ہوا کہ جس پانی میں جانور پیشاب کرتے ہوں تو اس کا کیا حکم ہے آپ نے فرمایا اگر پانی متغیر ہو جائے تو وضو مت کرو اگر متغیر نہ ہو تو اس میں سے وضو کرلو۔

جب یہ فتویٰ خود کتب شیعہ میں موجود ہے اس کے باوجود فقہ حنفی پر اعتراض کرنا جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔

فقہ اہل سنت میں بلی کا پیشاب معاف ہے کا جواب

اعتراض

اہل سنت کی معتبر کتاب ردالمحتار شامی ۳۱۹ بول السنور فی غیر او انی الماء عفو پانی والے برتن کے علاوہ بلی جہاں بھی کپڑا وغیرہ پر پیشاب کرے تو فقہ حنفیہ میں معاف ہے۔(تحفہ حنفیہ ۱۷۱)

الجواب

نجفی نے فتاویٰ شامی کی عبارت نقل کرنے میں انتہائی بددیانتی کا مظاہرہ کیا ہے کہ آگے

فوراً امام شامی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی کہ:

قول وفی الخانیة ان بول الهرة والفارة وخرأهما نجس فی اظهر الراویات یفسد الماء والثوب ولعلهم رجحوا القول بالعفو للضروة (فتاویٰ شامی ۲۳۷)

میں کہتا ہوں کہ خانیہ میں ہے کہ ظاہر روایت کے مطابق بلی اور چوہے کا پیشاب اور پاخانہ ناپاک ہیں اور جن فقہا نے معافی والے قول کو ترجیح دی ہے انہوں نے ضرورت کا خیال رکھا ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ بلی اور چوہے کا پیشاب ناپاک ہے۔ البتہ چونکہ یہ جانور گھروں میں رہتے ہیں اور بستروں کپڑوں اور دیگر سامان پر چڑھ کر پیشاب وغیرہ بھی کر دیتے ہیں۔ لہٰذا بار بار کپڑوں اور بستروں کو دھونے میں کافی حرج واقع ہوتا ہے، اسی لئے فقہا نے بطور ضرورت معافی کا حکم لگایا ہے۔ اسی طرح خود شیعہ مذہب میں بھی بہت احکام موجود ہیں۔

حوالہ ۱: کوے کا پاخانہ پاک ہے۔ (توضیح المسائل ۹۸ آیۃ اللہ خامنائی)

حوالہ ۲: شرائع الاسلام کی شرح جواہر الکلام میں محمد حسن نجفی نے لکھا ہے کہ:

لوطارت الذبابة عن النجاسة الی الثوب او الماء فعند الشیخ عفو، واختاره الشیخ نجم الدین المحقق فی الفتاویٰ (جواہر الکلام ص ۴۱۶)

اگر مکھی نجاست (جیسے پیشاب پاخانہ) سے اٹھ کر کپڑے یا پانی پر بیٹھ جائے تو پھر شیخ کے نزدیک معاف ہے محقق نجم الدین نے بھی اپنے فتاویٰ میں اسے اختیار کیا ہے۔

شیعہ مذہب میں کوے کا پاخانہ پاک ہے

اعتراض

فقہ اہل سنت میں چوہے کا پاخانہ دانوں میں کھانا جائز، اور حلال ثبوت پاک کی [illegible] سے۔ اہل سنت کی معتبر کتاب ردالمحتار ج ۱، ص ۳۱۹، ابن عابدین اہل سنت کی [illegible] کتاب فتاویٰ قاضی خان ۱۴، بعر الفارة اذا وقع فی حنطة و طحنت الحنطة لا بأس باکل الدقیق چوہے کی مینگنی اگر گندم میں ہے اور گندم کو پیس لی تو آٹا حلال ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۱۷۱)

الجواب

فقہا احناف کا یہ فتویٰ ضرورت کی بنیاد پر ہے گندم کے گوداموں میں ہزاروں ٹن گندم رکھی ہوتی ہے، جس میں چوہے گھومتے ہوئے نظر آتے ہیں، گھروں میں اسی گندم کو پیسا جاتا ہے اور بڑے شہروں میں رہنے والے شیعہ سنی اسی آٹے کو کھاتے ہیں۔ کسی ایک عالم نے بھی اس آٹے کے حرام ہونے کا فتویٰ نہیں دیا۔ چونکہ ہزاروں ٹن گندم کو چوہے کی مینگنیوں سے صاف کرنا انتہائی دشوار ہے اس لیے فقہا احناف نے آٹے کو کھانے کے جواز کا فتویٰ دیا ہے اگر ایسی گندم کے آٹے کو حرام قرار دیا جائے تو گوداموں میں رکھی ہوئی ہزاروں ٹن گندم کا آٹا حرام قرار پائے پھر بھی اس پر نجفی کو اعتراض ہے تو شیعہ مذہب میں تو نجفی کے اصول کے مطابق کوے کا پاخانہ کھانا حلال ہے۔

حوالہ: امام جعفر صادق رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ہر وہ چیز جس میں حرام بھی ہو اور حلال بھی ہو اسے حلال سمجھو جب تک بقیہ

حرام کا علم نہ ہو تب اسے چھوڑ دو۔ (وسائل شیعہ ج ۱ ص ۳۱۱)

حوالہ: شیعہ مذہب کے آیۃ اللہ خامنائی سے کسی نے سوال کیا کہ کیا کوے کا پاخانہ نجس ہے؟ اس کے جواب میں شیعہ آیۃ اللہ نے لکھا:

اقویٰ یہ ہے کہ پاک ہے۔ (توضیح المسائل ۱۹۸ ادارہ تعلیم و تربیت لاہور)

اور جامع الجعفری ترجمہ جامع رضوی، ص ۲۰۸ کتاب الاطعمہ والاشربہ میں ہے کہ:

تمہارے لئے پاک چیزیں حلال کی گئی ہیں اور ناپاک چیزیں تمہیں حرام کی جاتی ہیں یعنی کوے کا پاخانہ پاک بھی ہے اور حلال بھی۔

اور نجفی کا اصول ہے کہ:

''جس پانی سے وضو جائز ہے اس پانی کو پینا بھی جائز ہے''۔ (تحفہ حنفیہ ۱۲۲)

یعنی اگر کوے کا پاخانہ پانی میں گر جائے تو پانی پاک رہے گا کیونکہ پاک چیز پاک شی کے ساتھ مل گئی ہے اس کا پینا بھی روا ہوگا۔ اگر آٹے میں مل جائے تو بھی [illegible] رہے گا اور اس کا کھانا بھی نجفی کے اصول سے روا ہوگا۔

نجفی کو اعتراض کرنے سے پہلے اپنے گھر کی فقہ پڑھنی چاہیئے تھی، نجفی نے ہمیں تو یہ طعنہ دیا ہے کہ ایسا آٹا غوث پاک کی برکت سے حلال ہے۔ مگر ہمیں ذرا شیعہ مولوی بتائیں کہ بڑے شہروں میں ایسے آٹے سے روٹیاں پکتی ہیں، اور محرم کی نیاز میں ایسی روٹیاں کھائی جاتی ہیں وہ کس کی برکت سے حلال ہیں؟ اور شیعوں نے تو حلال جانور کا گوبر پاخانہ بھی پاک لکھا ہے وہ بتائیں کس کی برکت سے پاک ہے؟

اعتراض

چوہے کی مینگنیاں لقمہ سے نکال کر لقمہ کھانا حلال ہے۔ اہل سنت معتبر کتاب (فتاویٰ قاضی خان ۱۴) خبز وجد فی خلاله بعر الفارة ان کان البعر علی صلابته یرمی البعر ویؤ کل الخبز اگر روٹی میں چوہے کا پاخانہ نظر آئے اور وہ سخت بھی ہو تو اس کو نکال کر پھینک دے اور روٹی کھائی جائے۔ (تحفہ حنفیہ ۱۷۱)

الجواب

یہ فتویٰ بھی اسی علت پر مبنی ہے جو ابھی ہم نے ذکر کی ہے کہ ہزاروں ٹن گندم کا آٹا گوداموں میں ہوتا ہے، جس میں چوہے گھومتے پھرتے ہیں جس میں سے ایک چیزوں کو پاک کرنا دشوار ہوتا ہے۔

اس طرح کا فتویٰ تو خود شیعہ کتاب میں بھی موجود ہے۔ سید مصطفیٰ خمینی نے لکھا ہے کہ:

اذا کان الدهن وأشباهه منجمدا جدا، فلا یتنجس بمجرد وقوع بعر الفارة وغیره من النجاسات الجامدة علیه (تحریر العروة والثقی ۷۴)

جب کہ تیل اور اس جیسی دوسری چیزیں منجمد ہو گئیں تو چوہے کی مینگنی یا دوسری سخت نجاستوں کے گرنے کی وجہ سے ناپاک نہ ہوں گی۔

یعنی شیعہ مجتہد کے نزدیک ان نجاستوں کے گرنے کی وجہ سے تیل اور گھی وغیرہ جبکہ منجمد ہو اور اس میں جامد نجاستیں گر جائیں تو بھی یہ اشیا ان کے گرنے کی وجہ سے ناپاک نہ ہوں گی اور ان اشیا کا کھانا حلال ہوگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ نجفی نے اپنے گھر کا

کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا ورنہ اسے ایسے لایعنی اعتراضات کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔

کتے کے جھوٹے پانی سے وضو کا اعتراض اور اس کا جواب

اعتراض

اہل سنت کی معتبر (صحیح بخاری ۴۱ باب الماء الذی یغسل به شعر الانسان) وقال الزهری اذا ولغ فی اناء لیس له وضوء غیره یتوضأ به امام اہل سنت امام زہری فرماتے ہیں کہ اگر کسی برتن میں کتا پانی پی لے اور دوسرا پانی نہ ہو تو اس کتے کے جھوٹے پانی سے وضو کر لیا جائے۔ (تحفہ حنفیہ ۱۷۶)

الجواب

اگر نجفی میں تھوڑی سی بھی عقل ہوتی تو اس طرح کا لایعنی اعتراض کر کے ہمارا قیمتی وقت ضائع نہ کرتا یہ فتویٰ تو پانی کی عدم موجودگی کی صورت میں ہے عبارت میں خود وضاحت موجود ہے کہ اگر دوسرا پانی میسر نہ ہو تو اسی پانی سے وضو کر لے اور پھر کتے کی استعمال شدہ اشیا تو شیعہ مذہب میں جائز ہیں۔

کلینی نے لکھا ہے کہ:

عن سعید الاعرج قال: سألت ابا عبد الله علیه السلام عن الفارة والکلب یقع فی السمن والزیت ثم یخرج منه حیا؟ فقال: لا بأس بأکله

(فروع کافی ۲۶۱ باب الفارت تموت فی الطعام)

سعید اعرج کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے پوچھا اگر چوہا اور کتا گھی اور تیل میں گر پڑیں اور پھر انہیں اس سے زندہ نکال لیا جائے تو اس کا کیا حکم ہے فرمایا

اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

جب ایسی چیز جس میں کتا گر پڑا ہے، اس کے باوجود بھی وہ پاک ہے اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں، تو پھر ایسے پانی سے جس میں کتے نے منہ لگایا ہے اور دوسرا پانی موجود نہیں وضو کرنے پر اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔

یاد رہے کہ کتا شیعہ مذہب میں نجس العین ہے۔ نجس العین کے گرنے کی وجہ سے تیل اور گھی پاک ہے تو پانی ناپاک کیوں؟ اور اسے بنیاد بنا کر جماعت اہل سنت پر اعتراض کیوں؟ اس سے صاف ظاہر ہے کہ نجفی کا مقصد صرف عوام الناس کی آنکھوں میں دھول جھونکنا ہے۔

کتا پاک ہے

اعتراض

امام اہل سنت حضرت امام مالک اور ان کے پیروکار فرماتے ہیں کہ ہر زندہ حیوان کا جسم پاک ہے خواہ وہ کتا ہو یا خنزیر۔ اور امام اہل سنت امام اعظم اور ان کے پیروکار فرماتے ہیں کہ جب تک کتا زندہ ہے پاک ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۱۷۴)

الجواب

فقہ حنفی میں کتا نجس اور خنزیر نجس العین ہے۔ امام شامی رحمہ اللہ نجس العین کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ:

ان ذاته بجميع اجزائه نجسة حياً و ميتاً (فتاویٰ شامی ۲۲)

جس کی ذات مع جمیع اجزا نجس ہو تو وہ نجس العین ہے پھر وہ زندہ ہو یا مردہ۔

کتے کے ذریعہ شکار وغیرہ بھی ہوتا ہے جس کا قرآن حکیم سورۃ مائدہ آیت ۴ میں ذکر ہے۔ اگر کتا نجس العین ہوتا تو اس کے ذریعے شکار کرنا کس طرح جائز ہوتا؟ اسی طرح شیعہ مذہب کی کتابوں میں ہے کہ:

امام جعفر صادق ؓ نے ارشاد فرمایا کہ کتے کا شکار کیا ہوا کھایا کرو، راوی نے کہا اگر کتا شکار کو مار بھی ڈالے تو بھی ہم اسے کھا سکتے ہیں؟ تو امام جعفر صادق ؓ نے فرمایا، ہاں! پھر بھی کھالیا کرو۔ (تفسیر البرہان ۳۵۵)

حوالہ: شیعہ عالم سید مرتضیٰ نے بھی تصریح کی ہے کہ:

شعر الميتة طاهر، وكذلك شعر الكلب والخنزير هذا صحيح وهو مذهب اصحابنا (رسائل شریف المرتضی مسائل الناسریات ۸۲)

مردار کے بال پاک ہیں اسی طرح کتے اور خنزیر کے بھی بال پاک ہیں یہی صحیح قول ہے اور یہی ہمارے اصحاب کا مذہب ہے۔

اس کے علاوہ شیعہ مذہب میں خنزیر کی کھال کی ڈول بنا کر اس سے پانی نکالنا صحیح ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

وسئل الصادق عليه السلام عن جلد الخنزير يجعل دلواً يستقى به الماء فقال لابأس به (فروع کافی ۷ وسائل الشیعہ ۹۱۲۵)

اگر شیعہ مذہب میں خنزیر نجس ہوتا تو اس کی کھال سے ڈول بنا کر پانی کے لئے استعمال کرنا بھی ناجائز ہوتا جب خود شیعہ مذہب میں خنزیر کی کھال کا استعمال جائز ہے پھر کس

منہ سے فقہ مالکیہ پر اعتراض درست ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ کچھ حضرات نے شیعوں پر اس طرح کا الزام لگایا ہے، ہم تو صرف ان باتوں کا دفاع کر رہے ہیں تو بہت بڑی بیوقوفی ہے، کیونکہ ایک طرف تو شیعہ خنزیر کے نجس العین ہونے کے دعوے دار ہیں دوسری طرف خود اس کی کھال کو پانی کے لئے استعمال کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں اب ان دونوں باتوں میں سے کون سی بات صحیح ہے؟

لطیفہ: نجفی نے شیعوں کو اس مشکل سے نکالنے کے لئے ایک راستہ نکالا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

خنزیر کے بال ایسے ہوتے ہی نہیں کہ جس سے رسی بنائی جا سکے پس جب رسی بن نہیں سکتی تو بات ہی ختم۔ (تحفہ حنفیہ ۱۷۷)

نجفی صاحب! بات کیسے ختم بات تو خنزیر کے چمڑے کی چل رہی ہے آپ خنزیر کے بالوں پر آ گئے۔ امام جعفر صادق ؓ نے خنزیر کے چمڑے کے استعمال کا فتویٰ دیا ہے۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ بات ختم اور دوسری بات خنزیر کے چمڑے سے ڈول بن سکے یا نہ بن سکے آپ کے شریف مرتضیٰ نے بالوں کی طہارت کا فتویٰ دیا ہے۔ امام جعفر صادق ؓ نے خنزیر کے بالوں کو استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۳، ص ۲۲۰ فی الصید والذبائح)

آپ کو تو پہلے شریف مرتضیٰ اور امام جعفر صادق ؓ پر اعتراض کرنا چاہئے کہ ان لوگوں نے خنزیر کے بالوں کی طہارت و انتفاع کا فتویٰ کیوں دیا۔ اور خنزیر کی جلد کو پانی

نکالنے کا آلہ بنانے کا فتویٰ کیوں دیا ہے اس کے بعد امام مالک ؒ پر اعتراض کرنا چاہیے۔ اور خنزیر کی جلد کو گویا آپ خمینی کی قبر کا غلاف سمجھ کر پانی میں استعمال کر رہے ہیں۔ فائدہ کا فائدہ اور تبرک کا تبرک۔ ھم خرما ھم ثواب

ایک اصولی جواب

نجفی نے تحفہ حنفیہ ۱۷۴ سے ۱۸۱ تک کتے اور خنزیر کے متعلق مختلف فقہا کے اقوال نقل کئے ہیں۔ ہم ان اقوال کی یہاں پر مختصر وضاحت کرتے ہیں۔

نمبر۱: کتا اور خنزیر فقہا اربعہ کے نزدیک حرام ہیں ائمہ اربعہ میں سے کسی امام کا مفتی بہ قول کتے کی حلت کے متعلق موجود نہیں۔

نمبر۲: فقہا کا اختلاف ان جانوروں کی طہارت وعدم طہارت کے متعلق ہے۔ حلت و حرمت کے متعلق نہیں۔

نمبر۳: بعض چیزوں میں نجاست بیرونی نہیں ہوتی، اندرونی ہوتی ہے۔ جیسے بوتل میں رکھی ہوئی شراب، بوتل کا بیرونی حصہ نجس نہیں کرتی اگر یہ بوتل کپڑے سے مس ہوجائے تو کپڑا نجس نہ ہوگا۔ البتہ بوتل کا اندرونی حصہ نجس ہے۔

اسی طرح بعض اوقات شوگر کے مریض پیشاب چیک کروانے کے لئے بوتل میں پیشاب کرتے ہیں اگر پیشاب بوتل کے بیرونی حصہ میں نہیں لگا تو بوتل کا بیرونی حصہ نجس نہیں، اگر کپڑا بوتل کے بیرونی حصہ سے مس ہوجائے تو ناپاک نہ ہوگا اس بوتل کی بھی نجاست اندرونی ہے۔

اسی طرح انسان کے پیٹ میں پیشاب اور پاخانہ جمع ہوتا ہے یہ نجاست
اندرونی ہے، بیرونی نہیں۔ اسی طرح کتے کی نجاست کا معاملہ ہے
نجاست کا تعلق کتے کے [illegible] سے ہے اور کتے کا گوشت کھال کے
باہر نہیں۔ اور کتا جب تک زندہ ہے پاک ہے والی عبارت کا مطلب
کتے کا بیرونی حصہ پاک ہے۔

بعض فقہا کا کہنا ہے کہ کچھ اشیا حرمت کے باوجود نجس نہیں ہوتیں جیسے غصب شدہ
سیب کو کھانا تو حرام ہے لیکن یہ نجس نہیں یا جیسے رمضان المبارک میں روزہ کی حالت
میں دودھ پینا تو حرام ہے لیکن دودھ نجس نہیں اسی طرح بعض فقہا کا کہنا ہے کہ شئی کی
حرمت سے شئی کی نجاست ثابت نہیں ہوتی حرمت و نجاست دو علیحدہ امر ہیں اسی
قاعدہ کے تحت ان فقہا نے کتے کے اجزا سے انتفاع کو جائز قرار دیا ہے یعنی ان فقہا کا
کہنا ہے کتا حرام تو ہے مگر اس کا نجس العین ہونا ثابت نہیں۔

اسی طرح خود شیعہ نے بھی کتے اور خنزیر کے بعض اجزا کو پاک لکھا ہے۔ جیسے کہ
شریف مرتضیٰ نے خنزیر اور کتے کے بالوں کی طہارت کا فتویٰ دیا ہے۔ اور اسے حق
مذہب قرار دیا ہے۔ یا امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے خنزیر کے چمڑے سے ڈول بنا کر پانی
نکالنے کے لیے استعمال کرنے کو جائز لکھا ہے اگر خنزیر کے چمڑے کی نجاست امام
جعفر صادق رحمہ اللہ کے نزدیک ثابت ہوتی تو آپ پانی میں اسے استعمال کرنے کی
اجازت نہ دیتے۔

نمبر۴: یہ مجتہدین کا اجتہاد ہے جس میں بہر حال خطا کا امکان موجود ہے لیکن مجتہدین کو خطا پر بھی ایک نیکی ضرور ملتی ہے۔

نمبر۵: اہل سنت وشیعہ کا فقہ کے مسائل پر اختلاف ائمہ اربعہ کے اختلاف جیسا نہیں کیونکہ شیعہ بارہ اماموں کو معصوم مانتے ہیں جبکہ ہم ائمہ اربعہ کو معصوم تصور نہیں کرتے شیعوں کا اپنے دفاع میں دیگر فقہاء اہل سنت کے اقوال پیش کرنا درست نہیں کیونکہ ہم انہیں معصوم تصور نہیں کرتے ہمارے پاس جواب موجود ہیں کہ جن لوگوں نے اس طرح کے فتاویٰ دیئے ہیں ان سے خطا واقع ہوئی ہے چونکہ وہ مجتہد تھے پھر بھی ان کو ایک نیکی ضرور ملے گی جس طرح ہم بطور الزام شیعوں کے امام معصوم کا قول پیش کرتے ہیں، اس طرح وہ بھی اپنے دفاع میں معصوم یعنی حضور ﷺ کا قول صحیح سند کے ساتھ کتب اہل سنت سے پیش کریں۔

نمبر۶: اس طرح کے اقوال خود شیعہ کتب میں موجود ہیں شیعہ مذہب میں مردہ حیوان کا دودھ پاک ہے حر عاملی نے وسائل شیعہ میں روایت نقل کی ہے کہ:

عن الحسين بن زرارة قال: كنت عند ابى عبد الله (عليه السلام) وابى يسائله عن اللبن من الميتة والبيضة من الميتة وانفحة الميتة؟ فقال: كل هذا ذكى (وسائل الشيعه ٦٨٥)

حسین بن زرارہ کا کہنا ہے کہ میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھا تھا اور میرا باپ امام سے سوال کر رہا تھا کہ مردہ حیوان کا دودھ۔ انڈہ۔ اور بکری کے اس مردہ بچہ کا اوجھ جس نے ہنوز سوائے ماں کے دودھ کے اور کوئی چارہ نہ کھایا ہو یہ کیسے ہیں فرمایا پاک ہیں۔

نمبر ۷: حضرت امام موسیٰ کاظم رحمہ اللہ سے پہلے بعض شیعہ بھی شراب اور خنزیر کے نجس
کی طہارت کے قائل رہے ہیں چنانچہ وسائل شیعہ میں لکھا ہے کہ شیخ ان
نے حضرت امام موسیٰ کاظم رحمہ اللہ کی خدمت میں خط لکھا کہ:

عن خيران الخادم قال كتبت الى الرجل اسأله عن الثوب يصيبه الخمر و لحم الخنزير أيصلى فيه أم لا؟ فان اصحابنا قد اختلفوا فيه فقال بعضهم صل فيه فان الله انما حرم شربه و قال بعضهم لاتصل فيه۔ (وسائل الشیعہ ج ۱ ص ۱۷۸ باب نجاست الخنزیر)

میں نے امام موسیٰ کاظم رحمہ اللہ سے سوال پوچھا کہ اگر کسی کپڑے پر شراب یا سور کا گوشت
لگ جائے تو اس میں نماز پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں؟ کیونکہ ہمارے اصحاب نے
اختلاف کیا ہے، بعض کہتے ہیں کہ اس میں نماز پڑھو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا پینا حرام
قرار دیا ہے، (نجس تو نہیں ہے) اور بعض کہتے ہیں کہ پڑھو۔

اس عبارت میں "فان اصحابنا قد اختلفوا" کے الفاظ قابل غور ہیں کہ شیعہ فقہاء
میں بھی شراب اور سور کے گوشت کی نجاست وعدم نجاست کا اختلاف تھا اور بعض فقہاء
شیعہ عدم نجاست کا فتویٰ دیتے رہے ہیں۔

مذہب اہل سنت میں کتا حلال ہے کا جواب

اعتراض

نجفی خبیث نے بحوالہ تمییز الکلام فی الحلال و الحرام اعتراض کیا ہے کہ صرف
امام مالک میں کتا حلال ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۱۸۲)

الجواب

فقہ مالکی میں بھی کتا حرام ہے۔ فقہ مالکی کے حوالہ سے کتے کی حلت کے بارے میں مروی روایت درست نہیں۔ علامہ احمد بن محمد الصاوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

حوالہ: و قدعلمت ان فی الکلب الانسی قولین بالحرمة و الکراهة و صحح ابن عبدالبر التحریم (حاشیة الصاوی علی الشرح الصغیر ۱۵۱)

آپ جان چکے ہیں کہ فقہ مالکیہ میں کتے کے بارے میں دو قول ہیں ایک حرمت کا، دوسرا کراہت کا، حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے حرمت والے قول کو صحیح قرار دیا ہے۔

مزید علامہ صاوی رقم طراز ہیں کہ:

"ولم ار فی المذهب من نقل اباحة اکل الکلاب"

(حاشیة الصاوی علی الشرح الصغیر ۱۵۱)

مذہب مالکیہ میں ایسی کوئی روایت نہیں دیکھی گئی ہے جس میں کتے کی اباحت منقول ہو۔

اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ کتا فقہ مالکی میں حرام ہے۔ کتے کی حلت کا قول درست نہیں۔ فقہ مالکی کے چوٹی کے عالم حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ کتے کی حرمت والا قول صحیح ہے۔ نجفی نے اپنے گندے مذہب کو چھپانے کیلئے غیر صحیح اقوال سے استعانت حاصل کرنی شروع کر دی ہے۔

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا کتے کی حرمت کے متعلق واضح فتویٰ

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور زمانہ تصنیف مؤطا امام مالک میں باب قائم کیا ہے کہ:

باب تحریم اکل ذی ناب من السباع (مؤطا امام مالک ۳۹۹ کتاب الصید)

دانتوں والے ہر درندے کا حرام ہونا۔

پھر آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نقل فرمائی ہے کہ:

اکل کل ذی ناب من السباع حرام، (مؤطا کتاب الصید ص ۳۱۵)

دانتوں سے پھاڑ کر کھانے والا ہر درندہ حرام ہے۔

امام مالک رضی اللہ عنہ واشگاف الفاظ میں مزید تصریح فرماتے ہیں کہ:

قال مالك و هوا لامر عندنا ۔ (مؤطا امام مالک کتاب الصید ص ۴۱۵)

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ نہ صرف کتا بلکہ ہر وہ درندہ جو دانتوں سے پھاڑ کر کھاتا ہو وہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حرام ہے۔ اگر کتا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حلال ہوتا تو آپ مؤطا میں اس طرح کیوں ارشاد فرماتے؟ اس کے باوجود بھی نجفی کا مالکی فقہ پر اعتراض کرنا درحقیقت شیعہ مذہب کے گند کو چھپانے کی ناکام کوشش ہے۔

کتے کے دانتوں کا ہار پہننے کا مسئلہ

اعتراض

فتاویٰ قاضی خان کتاب اہل سنت میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص ایسا ہار پہنے جس میں کتے کے دانت ہوں اور اس کے پہننے کے بعد وہ نماز پڑھے اس کی نماز صحیح ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۱۸۲)

الجواب

غلام حسین نجفی نے اس طرح کے لایعنی اعتراضات کر کے جہالت کی انتہا کر دی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس ملا کو اساتذہ نے شیعہ فقہ کی کتابیں بھی نہیں پڑھائیں اس طرح کا مسئلہ خود شیعہ کتب میں بھی موجود ہے۔ شرائع الاسلام کے اردو ترجمہ جامع الجعفری میں مرقوم ہے کہ:

حوالہ: اور کبھی میت میں سے ان اجزا کا استعمال حلال ہوتا ہے جس میں حیات نے حلول نہیں کیا پس اس پر صادق نہیں آتا کہ یہ مردے کے اجزا ہیں اور یہ اجزا پاک ہیں اور ان کا استعمال جائز ہے۔ اور یہ گیارہ چیزیں ہیں، دس چیزوں پر تو سب علما کا اتفاق ہے اور گیارھویں میں اختلاف ہے۔ اور یہ پشم بال اور روئیں ہیں اور آیا ان اجزا کی طہارت میں قینچی سے کترے جانا معتبر ہے۔ اور موجہ بھی ہے کہ اگر میت کی کھال پر سے کاٹ لئے جائیں تو پاک ہیں اور اگر اکھاڑ لیے جائیں تو موضع اتصال کو دھو لینا چاہیے اور بعض فقہا کہتے ہیں کہ اکھڑے حصوں کا استعمال حلال نہیں اور پہلا قول اشبہ ہے اور سینگ اور کھر اور دانت اور ناخن پاک ہیں اور وہ انڈے جو میت کے پیٹ سے اس حال سے نکلیں کہ ان کا اوپر کا پوست سخت ہو گیا ہو، پاک ہیں۔

(جامع الجعفری ج ۲، ص ۲۱۳ کتاب الاطعمہ واشربہ)

اس حوالہ میں صاف تصریح موجود ہے کہ، مردار جانور کے دانت، کھر، بال،

سینگ حلال ہیں، اور ان کا استعمال بھی جائز ہے مردار جانور بھی حرام ہے اور کتا بھی حرام ہے لیکن فقہ جعفریہ میں تو مردار جانور کے دانت، کھر، سینگ پاک ہوں اور ان کا استعمال جائز ہو پھر کتے کے دانتوں پر اعتراض کیوں ہے؟ اگر نجاست دانتوں میں سرایت کر جاتی ہے تو مردار جانور کے دانت بھی ناپاک ہونے چاہئیں۔ اگر نجاست دانتوں تک سرایت نہیں کرتی تو پھر کتے کے دانتوں پر اعتراض کس لیے؟ نجفی کو چاہیے کہ پہلے وہ شیعہ فقہ پر اعتراض کرے جس میں مردار کے بال، کھر، سینگ پہننے کو بھی جائز قرار دیا ہے پھر اہل سنت پر تنقید کرے۔

ایک وضاحت

کتے کے دانتوں کا ہار بعض مخصوص بیماریوں میں پہنا جاتا ہے۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

> اگر کتے کا دانت کسی بچے کے گلے میں ڈال دیا جائے تو اس کے دانت آسانی سے نکلیں گے۔ اگر کتے کا اگلا دانت اس شخص کے گلے میں لٹکایا جائے جس کو کتے نے کاٹ لیا ہو تو ان شاء اللہ اس کے درد میں سکون آجائے گا اگر کتے کا آگے کا دانت کسی یرقان کے مریض کے گلے میں لٹکایا جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ بیماری جاتی رہے گی۔ اور اگر اس دانت کو کوئی شخص اپنے پاس رکھے تو اس پر کتے نہ بھونکیں گے۔ (حیاۃ الحیوان ج ۲، ص ۶۲۱)

جس طرح مچھیرے اور عام دیہاتوں میں رہنے والے لوگ برص کی بیماری کے

لئے مچھلی کے دانتوں کا ہار پہنتے ہیں یعنی اگر کوئی ایسا بیمار ہے جس نے اس طرح کا ہار پہن رکھا ہو اور اس حالت میں وہ نماز ادا کرے تو اس کی نماز ہو جائے گی۔ آخر اس مسئلہ میں کون سی قباحت ہے بیرون ممالک میں تو لومڑی کتے اور چیتے کی کھال کی جیکٹ وغیرہ بنائی جاتی ہیں اور ان ممالک میں جہاں پر ٹھنڈ زیادہ پڑتی ہے ایسے لباس کا کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔ پھر جو لوگ ایسا لباس پہن کر نماز پڑھتے ہیں ان کی نمازوں کا کیا حکم ہے اور یاد رہے کہ آج تک شیعہ مذہب کے کسی آیۃ اللہ نے ایسے لباس کے متعلق عالمی فتویٰ نہیں دیا۔

مردہ انسان کے دانت کے متعلق امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا فتویٰ

حوالہ: زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے اس پنیر کے بارے میں سوال کیا جو بھیڑ بکری کے مردہ بچے کے پیٹ میں ہوتا ہے، فرمایا کوئی حرج نہیں، پھر میرے باپ نے پوچھا کہ آدمی کا ایک دانت گر جاتا ہے اور وہ ایک مردہ انسان کا دانت اٹھا کر اس کی جگہ لگاتا ہے، فرمایا کوئی حرج نہیں۔ پھر ہاتھی کی ہڈیوں کے بارے میں سوال کیا کہ ان سے شطرنج بنایا جاتا ہے فرمایا ان کو ہاتھ لگانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ پھر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہڈی، بال، صوف اور یہ سب اگنے والی چیزیں ہیں یہ مردار نہیں ہوتیں، راوی نے اس انڈے کے بارے میں سوال کیا جو مردہ مرغی کے پیٹ سے نکالا جائے فرمایا اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ (وسائل الشیعہ ۲۷۸، اردو کتاب الاطعمہ والاشربہ)

حوالہ: قال الصادق (علیہ السلام) عشرة اشیاء من المیتة ذکیة : القرن

و الحافر، والعظم والسن والانفحة واللبن والشعر والصوف والريش والبيض (وسائل الشیعہ ۵۲۴ کتاب الاطعمہ ولا شربہ)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مردار کی دس چیزیں پاک ہیں۔ ۱، سینگ ۲، کھر ۳، ہڈی ۴، دانت ۵، نفحہ بکری کے بچہ کے معدہ کا پنیر ۶، دودھ ۷، بال ۸، اون ۹، پر ۱۰، انڈا۔ مردار کھانا حرام ہے۔ مگر اس کے باوجود امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں اس کے دانتوں کو پاک قرار دیا گیا، ظاہر ہے کہ جب یہ دس اشیا پاک ہیں تو ان کا استعمال بھی جائز ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی نجاست ان اشیا میں سرایت نہیں کرتی لہٰذا کتے کی حرمت کی وجہ سے اس کے دانتوں کے ہار پر اعتراض کرنا خود شیعہ اصول کے مطابق بھی درست نہیں۔

کتے کی کھال پر نماز پڑھنے کا مسئلہ

اعتراض

امام اہل سنت امام محمد فرماتے ہیں کہ اگر کتے کو ذبح کر کے اس کی کھال پر نماز پڑھی جائے تو نماز صحیح ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۱۸۲)

الجواب

نجفی نے یہ حوالہ فتاویٰ قاضی خان سے نقل کیا ہے ہمارے علما نے صراحت کی ہے کہ فتاویٰ قاضی خان میں غیر متمیز اور مختلط اقوال موجود ہیں جب تک ان کی مطابقت ظاہر الروایۃ سے نہیں ہو جاتی تب تک وہ قابل حجت نہیں۔ امام شامی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

ثم ذكر المتأخرون هذه المسائل مختلطة غير مميزة كما فتاوىٰ

قاضی خان والخلا صة وغیرهما (فتاویٰ شامی ج ا ص ۱۷۲ مقدمہ عمدۃ الرعایہ ج ا ص ۱۰)

پھر متاخرین نے (صحیح وسقیم) میں تمیز کرے بغیر ان مختلط اقوال کو جمع کیا ہے جیسا کہ فتاویٰ قاضی خان اور خلاصہ میں ہے۔

اور صاحب فتاویٰ قاضی خان نے یہ قول علامہ ناطفی سے نقل کیا ہے علامہ ناطفی کی کتابیں ظاہر الروایہ میں شمار نہیں ہوتیں۔ لہٰذا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرنے کے لیے نجفی کو چاہیے کہ کتب ظاہر الروایہ سے حوالہ پیش کرے۔ اور جہاں تک کتے کی کھال پر نماز پڑھنے کا تعلق ہے تو خود شیعہ مذہب میں لومڑی کی کھال پر نماز پڑھنے کو جائز قرار دیا گیا ہے۔

شیعہ مذہب میں لومڑی کی کھال پر نماز پڑھنا درست ہے

شیعہ ملا طوسی نے لکھا ہے:

جميل بن دراج عن ابی عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الصلوة فی جلود الثعالب فقال اذا كانت ذكية فلابأس

(تہذیب الاحکام ج ۳ ص ۳۴ باب مایجوز الصلوٰۃ)

جمیل بن دراج بیان کرتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے لومڑی کے چمڑے کے بارے میں پوچھا کہ ان میں نماز پڑھی جاسکتی ہے تو امام نے فرمایا ہاں اگر تزکیہ شدہ ہوں تو جائز ہے۔

یعنی جس لومڑی کو ذبح کر دیا جائے تو اس کے چمڑے میں نماز پڑھنا شیعہ مذہب میں

جائز ہے اور ظاہر ہے کہ جس کپڑے میں نماز پڑھی جاسکتی ہے اس کپڑے یا چمڑے کے اوپر بھی نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

کتا بھی حرام ہے، اور لومڑی بھی حرام ہے، شیعوں کو ذبح شدہ کتے کے چمڑے پر نماز پڑھنے پر اعتراض ہے، لیکن لومڑی کے چمڑے پر کوئی اعتراض نہیں۔ حالانکہ یہ دونوں جانور حرام ہیں اب نجفی زندہ ہوتا تو ہم اس سے پوچھتے کہ وجہ فرق کیا ہے کہ دونوں حرام جانوروں میں سے ایک جانور کے چمڑے کو جائز دوسرے کو ناجائز کہتے ہو۔

قارئین کرام! یاد رہے کہ کتے کے چمڑے پر نماز پڑھنے کے مسئلہ میں نجفی کو اعتراض ہے ورنہ خود شیعہ مذہب میں دریائی کتے کے چمڑے پر بھی نماز پڑھنا جائز ہے۔

شیعہ مذہب میں دریائی کتے کے چمڑے پر نماز پڑھنا روا ہے

حوالہ ۱: شیعہ ملا حر عاملی نے لکھا ہے کہ:

سأل ابا عبدالله عليه السلام رجل وانا عنده عن جلود الخز ؟ فقال ليس بها بأس فقال لرجل جعلت فداك انها علاجي وانما هي كلاب تخرج من الماء فقال ابو عبدالله اذا خرجت من الماء تعيش خارجة من الماء ؟ فقال الرجل لا قال ليس به بأس۔ (وسائل شیعہ ج ۴ ص ۱۵۹)

ایک شخص نے امام جعفر صادق سے یہ مسئلہ پوچھا جبکہ میں وہاں موجود تھا کہ خز کے کپڑے میں نماز پڑھی جاسکتی ہے؟ امام نے فرمایا ہاں کوئی مضائقہ نہیں ہے اس شخص نے عرض کیا میں آپ پر فدا ہو جاؤں یہ میرا کاروبار ہے یہ خز تو دریائی کتے ہیں امام

نے اس شخص سے پوچھا جب یہ پانی سے باہر نکلتے ہیں تو کیا زندہ رہتے ہیں عرض کیا نہیں، فرمایا کوئی حرج نہیں ہے۔

حوالہ۲: ابی یعفور قال سألت ابا عبداللہ (علیہ السلام) عن اکل لحم الخز؟ قال کلب الماء۔ (وسائل شیعہ ج۱۶ص۵۲)

ابی یعفور کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق ؓ سے خز کے گوشت کھانے کے بارے میں پوچھا، آپ نے ارشاد فرمایا، یہ دریائی کتا ہے۔

حوالہ۳: جب امام حسین ؓ شہید ہوئے تو ان کے جسم مبارک پر مٹیالے رنگ کا خز کا جبہ تھا۔ ملاحظہ فرمائیں:

عن ابی جعفر (علیہ السلام) قال قتل الحسین بن علی (علیہ السلام) وعلیہ جبۃ خز دکناء (وسائل الشیعہ ج۴ص۱۵۹)

امام جعفر صادق ؓ فرماتے ہیں امام حسین ؓ جب شہید ہوئے تو ان کے جسم مبارک پر مٹیالے رنگ کا خز کا جبہ موجود تھا۔

حوالہ۴: عن الرضا (علیہ السلام) قال سألتہ عن جلود الخز فقال ھو ذا نحن نلبس (وسائل الشیعہ ج۴ص۱۵۹)

امام رضا ؓ سے کسی نے خز (دریائی کتے) کے چمڑے کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا ہم خود اسے پہنتے ہیں۔

آخر دریائی کتے میں کون سی خوبی ہے جو اس کے چمڑے کو ائمہ کا محبوب لباس قرار دیا

گیا ہے، اور اس میں نماز پڑھنے کو جائز بھی قرار دیا گیا ہے مگر اس غیر دریائی کتے کے چمڑے پر اعتراض ہے۔ اگر نجفی نے شیعہ مذہب کی کتابوں کا تھوڑا سا بھی مطالعہ کیا ہوتا تو اسے ایسے کمزور اعتراضات کرنے کی جرأت ہرگز نہ ہوتی۔

ع شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر سے ہیں کھیلتے

اگر کتا غضب ناک ہو کر کسی کے کپڑے یا عضو کو پکڑ لے

اگر کتا غضب ناک ہو کر کسی کے کپڑے یا عضو کو پکڑ لے تو کپڑا اور عضو پاک ہیں اور بغیر غضب کے پکڑے تو کپڑا اور عضو ناپاک ہیں۔ (تحفہ حنفیہ ۱۸۶)

الجواب

نجفی کو نہ جانے کون سی برائی نظر آئی ہے جو اس مسئلہ پر بھی اعتراض کر ڈالا۔ صاحب فتاویٰ قاضی خان نے خود اسی جگہ اس مسئلہ کی وضاحت کر دی ہے جسے نجفی نے شیرِ مادر کی طرح ہضم کر ڈالا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

لانه فی الوجه الاول یأخذ بسنه وسنه غیر نجس وفی الوجه الثانی یا خذ بفیه ولعابه نجس۔ (فتاویٰ قاضی خان ج ۱ ص ۹)

کیونکہ کتا پہلی صورت میں اپنے دانتوں سے پکڑتا ہے اور اس کے دانت نجس نہیں۔ جبکہ دوسری صورت میں وہ اپنے منہ سے پکڑتا ہے اور اس کا منہ والا لعاب نجس ہے۔

ثانیاً: یہ مسئلہ کتے کے شکار پر متفرع ہے شریعت مطہرہ میں سدھائے ہوئے کتے کا شکار جائز ہے اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں کتا غضبناک ہو کر اپنے دانتوں سے

جانور کو پکڑتا ہے اگر کتے کے دانتوں سے پکڑنے کی وجہ سے اگر کپڑا یا عضو ناپاک ہوتا ہے تو شیعوں کو چاہیے کہ سدھائے ہوئے کتے کے شکار کی حرمت کا فتویٰ جاری کریں یہ تو نجفی کی حماقت ہے جس نے شیعہ دھرم کی پیشانی سے کلنک کا ٹیکہ مٹانے کے لئے فقہ حنفی پر اس طرح کے واہیات اعتراض کر ڈالے ہیں ورنہ اس طرح کے مسائل خود کتب شیعہ کی زینت ہیں۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا فتویٰ

حوالہ: قال الصادق علیه السلام کل ما اکل منه الکلب وان اکل منه ثلثیه کل ما اکل الکلب و ان لم یبق منه الا بضعة واحدة

(من لا یحضره الفقیه ج۳ص۲۰۲)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ جو چیز کتے نے کھالی ہو اس میں سے کھانا جائز ہے اگر چہ کتا دو تہائی بھی کھا گیا ہو اگر چہ اس سے ایک ٹکڑا ہی بچایا ہو تو بھی کھانا جائز ہے۔

دیکھئے! اس روایت میں تو کتے کی کھائی ہوئی چیز کو بھی جائز قرار دیا گیا ہے پھر نجفی کس منہ سے جماعت اہل سنت پر طعن کر رہا ہے۔

ع شرم تم کو مگر نہیں آتی

اس مسئلہ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابن نجیم حنفی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ کتا چاہے غضبناک ہو یا نہ ہو ہمیں مقتضی نجاست کی طرف نظر کرنی ہے اور وہ کتے کا لعاب ہے۔ یعنی اگر کتے نے کپڑے کو کسی صورت میں بھی پکڑا اور تری نظر آ گئی تو

نجاست کا حکم لگایا جائے گا۔

وفی الصرفیہ ھوالمختار (البحرالرائق ج۱ص۳۹۲)

صرفیہ میں ہے کہ یہی مختار قول ہے۔

کتے کا برف پر چلنا

اعتراض

کتا اگر برف پر چلے تو برف پاک ہے۔(تحفہ حنفیہ۱۸۲)

الجواب

نجفی کو تو کتے کے برف پر چلنے کے مسئلہ پر اعتراض ہے۔مگر آنجناب کے مذہب معصومین میں تو اگر بھینس گائے کا گوبر اور کسی بھی حلال جانور کا پاخانہ برف میں مل جائے تو بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔شیعہ مذہب کے آیۃ اللہ خامنائی نے فتویٰ دیا ہے کہ:

حلال جانوروں کا پاخانہ پاک ہے۔(توضیح المسائل ج۱ص۱۹۹ادارہ تعلیم وتربیت لاہور)

قائین کرام! آپ خود فیصلہ کرلیں کہ حلال جانور کا پاخانہ زیادہ برا ہے یا کتے کا پاؤں زیادہ برا ہے۔

کتا اگر مسجد کی چٹائی پر سو جائے

اعتراض

کتا اگر مسجد کی چٹائی پر سو جائے خواہ کتا گیلا ہو، مسجد کی چٹائی پاک ہے۔(تحفہ حنفیہ۱۸۲)

الجواب

شیعہ عالم شیخ طوسی نے تصریح کی ہے کہ:

"کل نجاسة اصابت الثوب و کانت یا بسة لا یجب غسلها"

(بحارالانوار ج ۷۷ ص ۲۰۹)

اگر کپڑے کو نجاست لگ جائے اور وہ نجاست تر ہو تو اس کا دھونا واجب نہیں۔

یہ اعتراض کرنے سے پہلے نجفی کو شیعہ کتب حدیث کا مطالعہ کر لینا چاہیے تھا۔ شیعہ کتب میں تو تصریح ہے کہ حلال جانوروں کا پیشاب پاک ہے۔ یعنی گائے، بھینس بکری، اونٹ کا پیشاب۔ اور ظاہر ہے اگر ان کا پیشاب مسجد کی چٹائی پر گر جائے یا شیعہ پیش امام کے مصلے کو اس سے دھو لیا جائے تو بھی ناپاک نہ ہوگا اور میرا خیال ہے کہ اس طرح دھونے سے صابن کا خرچہ بھی بچ جائے گا۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ:

فاما الشاة و کل مایؤ کل لحمه فلا باس ببوله (وسائل شیعہ ج ۲ ص ۶۸)

بکری اور حلال جانوروں کے پیشاب میں کوئی حرج نہیں۔

اب قارئین کرام خود فیصلہ کریں کہ کتے کا مسجد کی چٹائی پر سو جانا زیادہ برا ہے یا جانور کا پیشاب، اور فضلہ جن کی طہارت کا حکم کتب شیعہ کی زینت ہے۔

کتا اگر بارش میں بھیگ کر آئے

اعتراض

کتا اگر بارش میں بھیگ کر آئے اور بدن کو حرکت دے تو اس کی چھینٹیں پاک ہیں۔ (تحفہ ۱۸۲)

الجواب

شیعہ کتب میں تصریح ہے کہ:

بارش کا پانی جب برس رہا ہو تو صرف ملاقات نجاست سے نجس نہیں ہوتا۔

(وسائل الشیعہ ج ا ص ۱۱۵)

حضرت امام جعفر صادق ؓ سے دریافت کیا گیا کہ بارش والی گیلی مٹی کپڑے کو لگ جاتی ہے جس میں پیشاب پاخانہ اور خون کی آمیزش تھی تو فرمایا بارش والی مٹی نجس نہیں ہوتی۔ (وسائل الشیعہ ج ا، ص ۱۱۶)

امام موسیٰ کاظم ؓ فرماتے ہیں:

اگر مکان میں پاخانہ بنا ہوا ہو جس میں بالعموم کثافت ہوتی ہے یا کسی مکان میں پاخانہ پڑا ہو، اور پھر بارش برسے اور پھر اس کا کوئی قطرہ کپڑے پر پڑ جائے تو اسے دھوئے بغیر نماز پڑھی جا سکتی ہے، فرمایا جب اس پر بارش برس جائے پھر کوئی حرج نہیں۔ (وسائل الشیعہ ج ا ص ۱۱۶)

اور خود شیعہ علما نے تصریح کی ہے کہ کتے کے بال اور ہڈیاں پاک ہیں:

ان المرتضی ؓ حکم بطهارة ما لاتحله الحیوة منه کعظمه و شعره و کذلك کل نجس العین عنده (الحبل المتین ج ا ص ۱۹۱)

شریف مرتضیٰ کہتا ہے کہ کتے کے وہ اجزا جن میں حیات نہیں پائی جاتی جیسے اس کی ہڈی اور بال وغیرھما یہ پاک ہیں۔

اور شریف مرتضیٰ کے نزدیک ہر نجس العین جانور کا یہی حکم ہے۔ یعنی خنزیر کی ہڈی اور بال بھی شریف مرتضیٰ کے نزدیک پاک ہیں۔ نجفی کو اعتراض تو شریف مرتضیٰ پر کرنا

چاہئے تھا جس نے نہ صرف کتے کے بالوں اور ہڈیوں کو پاک کہا ہے بلکہ خنزیر کے بالوں اور ہڈیوں کے لئے بھی اس کا یہی فتویٰ ہے۔ یعنی کتے کی دم کو اگر پانی میں ڈال کر ماتم کرنے والے شیعوں کے اوپر بطور تبرک چھڑکا جائے تو بھی شیعہ عالم شریف مرتضیٰ کے نزدیک کوئی مضائقہ نہیں۔

اگر نمازی کے پاس کتے کے بال ہوں

اعتراض

اگر نماز پڑھنے والے کے پاس کتے کے بال ہوں تو نماز صحیح ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۱۸۲)

الجواب

﴿۱﴾ کتے کے بالوں کی طہارت کا فتویٰ شیعہ علامہ شریف مرتضیٰ نے بھی دیا ہے۔ (حوالہ گزر چکا ہے) جس کا مطلب ہے کہ اگر کسی نمازی کے پاس کتے کے بال ہوں تو شیعہ عالم شریف مرتضیٰ کے نزدیک اس کی نماز ہو جائے گی۔ اگر نجفی کو اعتراض کرنا ہے تو سب سے پہلے شیعہ عالم شریف مرتضیٰ پر کرے۔ جس نے ایسا فتویٰ دیا ہے۔

﴿۲﴾ دریائی کتے کی کھال بقول شیعہ، ائمہ اہل بیت کا پسندیدہ لباس تھا۔ اور اسی دریائی کتے کی کھال کی پوستین اور جبہ پہن کر نماز پڑھنے کا فتویٰ خود ائمہ اہل بیت سے مروی ہے۔ شیعوں کو چاہیے کہ سب سے پہلے ان کتابوں کو دریا برد کریں، پھر فقہ حنفی پر اعتراض کریں اگر نمازی کے پاس کتے کے بال ہونے کی وجہ سے نماز نہیں ہوتی تو پھر کتے کی کھال کے بنے جبہ میں نماز کیسے ہو سکتی ہے؟ یہ شیعوں کی واضح منافقت ہے

ایک طرف تو دریائی کتے کی کھال کو جائز قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف صرف بالوں کی وجہ سے اعتراض بھی کرتے ہیں۔ حالانکہ خود شیعوں نے بھی کتے کے بالوں کی طہارت کا فتویٰ دیا ہے۔

خنزیر کا پاخانہ

اعتراض

اہل سنت کی معتبر کتاب حیات الحیوان ۴۳۳ ذکر خنزیر، اگر مرض فواق کا مریض سور کے پاخانے کو ہاتھ میں دبائے تو اس کو شفا ہوگی، اگر پتھری والے کو خنزیر کا پاخانہ پلایا جائے تو پتھری ٹکڑے ہو کر نکل آئے گی۔ (تحفہ حنفیہ ۱۸۳)

الجواب

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے عیسائی طبیب یوحنا کا قول نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اگر اس طرح کیا جائے تو مندرجہ بالا مریضوں کو شفا ہو سکتی ہے۔ یوحنا عیسائی طبیب تھا اس کے قول کو فقہ اہل سنت قرار دینا نجفی کی بددیانتی اور جہالت ہے۔ ھدیۃ العارفین ج ۲ ص ۲۱۵ لکھا ہوا ہے کہ اس عیسائی طبیب کی موت ۲۴۳ھ میں سر من رائی میں ہوئی اور سر من رائی شیعوں کے نزدیک وہ متبرک اور مقدس مقام ہے جہاں ان کا امام غارا بھی تک پوشیدہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس عیسائی طبیب نے یہ حکمت اسی گمشدہ امام سے سیکھی ہوگی کیونکہ شیعہ کتب میں تصریح ہے کہ:

کلامه علیه السلام یدل علی ان خواص الادویة و اجناسها ومنا فعها و

مناسبتها للامراض انما وصل الی الخلق باخبارالرسل علیهم الصلوة والسلام ولم یصل الخلق الیها بعقولهم و تجاربهم (بحارالانوار، ج۱ص۱۸۵)

امام کا کلام اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ ادویہ کے خواص واجناس ومنافع اوران کی امراض کے ساتھ مناسبت مخلوق تک انبیاء علیهم الصلوة والسلام کی خبروں کے ذریعے پہنچی ہے اور مخلوق نے اپنے تجربوں اور عقل کی بنیاد پر ان تک رسائی حاصل نہیں کی۔

یعنی بقول شیعہ اشیا کے جتنے بھی خواص ہیں وہ انبیاعلیهم الصلوة والسلام کے ذریعے انسانوں تک پہنچے ہیں۔اور ظاہر ہے کہ عندالشیعہ انبیاعلیهم الصلوة والسلام کے علوم کے وارث صرف ائمہ اہل بیت ہیں اور ظاہر ہے کہ یوحنا عیسائی تک یہ خواص یقیناً اسی گمشدہ امام کے ذریعے پہنچے ہوں گے امام جس شہر میں لاپتہ ہوا ہے اس گاؤں والوں کو کچھ تو لاپتہ امام کا فائدہ ہونا چاہیے۔اس یوحنا عیسائی طبیب کے ٹوٹکوں کی شیعہ عالم شیخ عباس قمی نے بھی تصدیق کی ہے۔

حوالہ:ولبنی ماسویه فی تراکیبهم الادویة اشیاء مجربات منها

(الکنی والالقاب ابن ماسویه ج ۵۲ص۱)

(یہ یوحنا طبیب کا لقب ہے) تراکیب ادویہ میں مجربات ہیں۔

اور ظاہر ہے کہ مجربات ان چیزوں کو کہا جاتا ہے جن کا بار بار تجربہ کیا گیا ہو۔پھر شیخ عباس قمی نے چند مجربات بھی ذکر کئے ہیں ان میں سے ایک ہدیۂ قارئین کرتا ہوں۔

شیخ عباس قمی لکھتا ہے:

ان شحم الیحمور وهو حمار الوحش اذا دلك به الوجه یذهب

بالکلف (الکنی والالقاب ابن ماسویہ ج ۵۲ص ۱)

اگر جنگلی گدھے کی چربی کو کلف کی بیماری والا اپنے چہرہ پر ملے تو اس کی بیماری ختم ہو جائے گی۔

دیکھئے جس طبیب کے ٹوٹکے کی تصدیق شیعہ شیخ عباس قمی کر رہا ہے اس کا الزام اہل سنت و جماعت پر دھرنا بددیانتی نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر یوحنا عیسائی طبیب کے ٹوٹکے لکھنے کی وجہ سے علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض وارد ہوتا ہے تو پھر یہی اعتراض شیخ عباس قمی پر بھی وارد ہونا چاہیے مگر جن کے مذہب کی بنیاد عدل وانصاف کا خون کر کے قائم کی گئی ہو ان سے عدل کی توقع رکھنا ہی فضول ہے۔ اس کے علاوہ بحار الانوار کے حوالے سے ہم نے ذکر کیا کہ بندگان خدا تک اشیا کے خواص انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ پہنچتے ہیں۔ نجفی کو چاہیے کہ وہ اپنے اصول کے مطابق پہلے انبیا علیہم السلام پر اعتراض کرے (نعوذ باللہ) پھر فقہ حنفی کے متعلق زبان دراز کرے۔

سور کا جگر اور ہڈی

اعتراض

اہل سنت کی معتبر کتاب حیاۃ الحیوان ۴۳۳ ذکر خنزیر سور کا جگر کھانا سانپ کے زہر دور کرنے میں بڑا مفید ہے اور سور کی ہڈیاں پیس کر بواسیر والے کو پلانا بڑا مفید ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۱۸۳)

الجواب

یہ اعتراض بھی جہالت پر مبنی ہے سانپ کا ڈسا ہوا شخص زندگی اور موت کی کشمکش میں

ہوتا ہے اس حالت میں ہر حرام چیز کھانے کی خود شیعہ کتب میں اجازت مروی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

حوالہ: قال الصادق (علیہ السلام) من اضطر الی المتیۃ والدم ولحم الخنزیر فلم یاکل شیئا من ذلک حتی یموت فھو کافر

(وسائل الشیعہ ج۱۶ص ۵۳۷)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اضطرار کی وجہ سے مردار، خون اور خنزیر کا گوشت کھانے پر مجبور ہو جائے مگر وہ نہ کھائے حتیٰ کہ بھوک و پیاس کی شدت سے مر جائے تو وہ کافر ہے۔

انسان کی زندگی بچانے کی خاطر خنزیر کا گوشت کھانے کی شیعہ مذہب میں اجازت مروی ہے اور نہ صرف اجازت بلکہ تصدیق بھی ہے کہ اگر اس صورت میں اس نے ان حرام اشیا کو استعمال نہیں کیا اور وہ مر جاتا ہے تو وہ کافر ہے، نجفی کو چاہیے کہ پہلے شیعہ کتب کا مطالعہ کرے پھر اعتراض کرے۔

ع گھر میں نہیں دانے اماں چلی بھنوانے

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے کتب طب میں لکھے ہوئے اشیا کے طبی خواص بیان کئے ہیں حلت کا فتویٰ نہیں دیا۔ نجفی نے بوجہ جہالت طبی خواص کو فتویٰ سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ خود شیعہ کتب میں حرام اشیا کو بطور دوا استعمال کرنے کی اجازت مروی ہے۔ ملاحظ کریں:

عن سماعۃ بن مھران قال لی ابوعبد اللہ (علیہ السلام) عن رجل

كان به داء فامر له بشرب البول فقال لاتشربه قلت انه مضطر الى شربه، قال ان كان مضطراً الى شربه ولم يجد دواء لدائه فليشرب بوله اما بول غيره فلا۔ (وسائل الشیعہ ج۱۶ص۵۳۸)

سماعۃ بن مہران کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق ؒ سے ایک بیمار شخص کے بارے میں پوچھا جس کو پیشاب پینے کو کہا گیا تھا امام نے فرمایا اسے پیشاب نہیں پینا چاہئے میں نے عرض کی حضرت وہ پیشاب پینے پر مجبور ہے اور اس کی بیماری کی دوسری کوئی دوا نہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا وہ اپنا پیشاب پی سکتا ہے دوسرے شخص کا پیشاب نہ پئے۔

فقہ شیعہ میں جب بیمار شخص کے لیے پیشاب پینے کی اجازت مروی ہے تو پھر سور کی ہڈی پر اعتراض کیوں ہے۔ اور حبل المتین کے حوالے آپ گزشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں کہ ہر نجس العین جانور کی ہڈی اور بال شیعہ عالم شریف مرتضیٰ کے نزدیک پاک ہیں۔ جو چیز شیعہ علما کے نزدیک پاک ہے اسے بطور دوا استعمال کرنے پر نجفی کو اعتراض کیوں ہے؟

اہم نوٹ: علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اشیا کی طبعی خاصیتیں بطور دوا استعمال کرنے کے بارے میں جواز کا فتویٰ نہیں دیا ہمارے نزدیک حرام اشیا کو بطور دوا استعمال کرنا ممنوع ہے۔

حوالہ: و فی البحر لایجوز التداوی بالمحرم فی ظاهر المذهب۔

(فتاویٰ شامی ج۱۰ص۳۶۵ باب الرضاع)

بحر میں ہے کہ حرام اشیا کو بطور دوا استعمال کرنا جائز نہیں یہی ظاہر مذہب ہے۔

اعتراض

ہم جواباً چیلنج کرتے ہیں کہ ہماری کسی فقہ کی کتاب سے یہ پیش کریں کہ ہمارا مفتیٰ بہ قول یہ ہے کہ خنزیر پاک ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۱۸۴)

شیعہ مذہب میں خنزیر کی کھال سے بنے ہوئے ڈول سے نکالا گیا پانی پاک ہے۔ محقق اہل سنت مناظر اسلام مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ جعفریہ ج ا ص ۱۴۹ من لا یحضرہ الفقیہ ج ا ص ۹ بحوالہ فروع کافی ۳، وسائل الشیعہ ج ا ص ۱۲۵ کی شیعہ روایت نقل کی ہے کہ، حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اگر خنزیر کی کھال کا ڈول بنا کر اس سے پانی نکالا جائے تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟ فرمایا کوئی حرج نہیں ہے۔

مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ پر واویلا کرتے ہوئے نجفی نے پاگلوں کی طرح شور مچانا شروع کر دیا ہے کہ ''انہوں نے ایک ضعیف روایت ہمارے خلاف پیش کر کے یہ عوعو کی ہے کہ فقہ جعفریہ میں خنزیر کے بالوں کی رسی اور اس کے چمڑے کے ڈول کا استعمال جائز ہے''۔ (تحفہ حنفیہ ۱۸۴)

الجواب

﴿۱﴾ نجفی نے حواس باختہ ہو کر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی روایت کو عوعو کہنا شروع کر دیا ہے اگر یہ عوعو ہے تو شیعہ مذہب کے ٹھیکیدار کلینی، ابن بابویہ قمی، حر عاملی نے اس کو اپنی کتابوں کی زینت کیوں بنایا ہے۔ اگر آپ کو حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے تبصرہ پر

مرچیں لگ رہی ہیں تو آپ شیعہ مذہب سے بیزاری ظاہر کیوں نہیں کر دیتے نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔ آپ محقق اسلام حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ پر غصہ مت نکالئے انہوں نے آپ لوگوں کی کتابوں سے آپ کو حوالہ دکھایا ہے اور درحقیقت عوعو تو کلینی، خمینی، ابن بابویہ قمی اور حر عاملی نے کی ہے مگر چونکہ آپ ان لوگوں کے ہم زبان ہیں اس لیے آپ کو ان کی عوعو بھی میٹھے رس کی طرح لگتی ہے اور سچ پوچھئے تو شیعہ مذہب کی کتابوں میں شیعہ محدثین نے عوعو سے ہی کام لیا ہے۔

﴿۲﴾ اس روایت کو ضعیف قرار دے کر آپ جواب سے ہرگز گلو خلاصی نہیں کر سکتے کیونکہ یہ روایت ضعیف نہیں بلکہ صحیح ہے اس روایت کو ابن بابویہ قمی نے من لایحضرہ الفقیہ میں مرسلاً کہا ہے اور شیعہ محدثین نے تصریح کی ہے کہ:

حوالہ۱: بل ورأیت جمعا من الاصحاب یصفون مراسیله بالصحة

(مقدمہ من لایحضرہ الفقیہ ج۱ص۳)

میں نے دیکھا ہے کہ ہمارے اصحاب کا جم غفیر من لایحضرہ الفقیہ کی مراسیل کی صحت پر متفق ہے۔

حوالہ۲: وقد اعتمد الاصحاب تلك المراسیل (مقدمہ من لایحضرہ الفقیہ ص۳)

شیعہ علما نے ان مراسیل پر اعتماد کیا ہے۔

حوالہ۳: خود ابن بابویہ نے لکھا ہے کہ:

انہ حجة فیما بینی وبین ربی، میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان من لایحضرہ الفقیہ کتاب حجت ہے۔ (مقدمہ من لایحضرہ الفقیہ ج۱ص۳)

ان حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ من لایحضرہ الفقیہ کی ہر روایت شیعہ محدثین کے نزدیک صحیح ہے۔ لہٰذا نجفی کا یہ کہنا کہ یہ روایت ضعیف ہے، بالکل جھوٹ اور بکواس ہے۔ من لایحضرہ الفقیہ کی ہر روایت مفتیٰ بہ ہے۔ نجفی نے یہ شور مچایا ہے کہ اسے مفتیٰ بہ قول دکھایا جائے اس ان پڑھ شیعہ کو اتنا بھی پتا نہیں کہ من لایحضرہ الفقیہ میں صرف مفتیٰ بہ قول نقل کئے گئے ہیں۔ شیعہ محدث نوری طبرسی نے لکھا ہے کہ:

ومنها فيه لصحة ما يورده و انه لم يقصد فيه و قصد المصنفين فى ايراد جميع ماروه بل قصدت الى ايراد ما افتى به واحكم بصحة واعتقد فيه انه حجة فيما بينى و بين ربى

(مقدمة من لايحضره الفقيه ج۱ص۹ بحوالہ خاتمه المستدرك)

بعض اصحاب نے من لایحضرہ الفقیہ کی روایتوں کو کتب اربعہ کی دیگر کتابوں پر ترجیح دی ہے کیونکہ اس کتاب میں یہ ضمانت موجود ہے کہ ابن بابویہ جو بھی روایت نقل کرتا ہے وہ صحیح ہوگی کیونکہ اس نے عام مصنفین کی طرح رطب و یابس کو جمع نہیں کیا وہ صرف مفتی بہ قول نقل کرتے ہیں اور ان کے نزدیک جو روایت صحیح ہوتی ہے اسے بیان کرتے ہیں ان کا گمان ہے کہ یہ کتاب ان کے اور رب تعالیٰ کے درمیان حجت ہے۔

حوالہ۴: خود ابن بابویہ قمی نے گواہی دی ہے کہ وہ مفتی بہ قول نقل کریں گے:

"بل قصدت الى ايراد ما افتى به واحكم بصحة"

(مقدمه من لا يحضره الفقيه ج۱ص۹)

میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں اس کتاب میں مفتیٰ بہ قول اور جس روایت کو صحیح سمجھتا ہوں اس کو درج کروں گا۔

اس گواہی سے بھی صاف ظاہر ہے کہ خنزیر کے بالوں کی رسی اور خنزیر کے چمڑے کا ڈول بنا کر پانی نکالنا شیعوں کا مفتیٰ بہ مسئلہ ہے نجفی نے لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے جھوٹ بولا ہے کہ یہ ان کا مفتیٰ بہ قول نہیں۔

نجفی شیعہ کی بے بسی

اعتراض

اور جو روایت ہمارے خلاف پیش کی جاتی ہے اس کو شیعہ فقہا نے یا تو رد کر دیا ہے یا اس کی توجیہات بیان فرمائی ہیں۔ (تحفہ حنفیہ ۱۸۴)

الجواب

اس روایت کو نہ ہی شیعہ فقہا نے رد کیا ہے نہ ہی اس کی کوئی توجیہ بیان کی ہے اگر اس کو کسی شیعہ فقیہ نے رد کیا ہوتا تو ضرور نجفی اس کا حوالہ نقل کرتا اگر معقول توجیہ ہوتی تو بھی اسے بیان کیا جاتا اس سے بڑھ کر شیعوں کی اور کون سی بے بسی ہوگی کہ بغیر حوالہ یہ لکھنا کہ شیعہ فقہا نے رد کیا ہوگا یا توجیہ بیان کی ہوگی اس سے صاف ظاہر ہے کہ نجفی بالکل بے بس ہو گیا اور اسے اب تو تنکے کا سہارا بھی حاصل نہیں شیعہ فقہا نے اس روایت کو گلے کا ہار بنایا ہے۔ حر عاملی نے تو اس روایت کے پر باب قائم کیا ہے کہ:

باب عدم نجاسة ماء البئر بمجرد الملاقاة من غير تغير و حكمه

الدرس (وسائل الشیعہ ج ۱ ص ۹۲)

کنویں کا پانی جب تک نجاست سے ملے [illegible] اس وقت صرف ماء القلیل [illegible]
اس وقت صرف ماء القلیل نجاست سے نجس نہیں ہوتا۔

اور کنویں کے پانی نکالنے کے احکام سے صاف ظاہر ہے کہ شیعہ مذہب کے عالم کے نزدیک جب تک پانی کے اوصاف ثلاثہ تغیر نہیں ہوتا صرف ماء القلیل نجاست سے پانی نجس نہیں ہوگا شیعہ فقہاء نے تو اس روایت سے پانی کے مسائل لکھے ہیں اور نقوی صاحب ہیں کہ اس روایت کو رد کرنے پر تلے ہوئے ہیں واقعی مماثلت سے بات بنی ہوئی بیماری نہیں۔ نجفی صاحب! آپ کہتے ہیں کہ [illegible] اور اول نے مسئلہ پر اعتراض کیوں ہے جناب اگر آپ نظر پر لکھا بھی لیں، تو بھی ہمیں کوئی اعتراض نہیں کیونکہ یہ احکام تو مسلمانوں کے لئے ہیں غیر مسلموں کے لئے نہیں۔ ہم تو صرف اتنا کہتے ہیں کہ ایک طرف آپ کا دعویٰ ہے کہ نظر پر نجس العین ہے اور دوسری طرف آپ اس کے چمڑے اور بالوں کی مدد سے پانی نکالنے کو جائز بھی لکھا ہے ان دونوں باتوں میں سے آپ کا کون سا دعویٰ صحیح ہے؟ شیعہ مذہب میں پاخانہ کا بھرا ہوا ڈول کنویں میں گر جائے تو کنواں پاک رہتا ہے حضرت موسیٰ کاظم رحمہ اللہ کے بھائی علی بن جعفر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی موسیٰ کاظم رحمہ اللہ سے پوچھا کہ:

عن بئر ماء وقع فيها زبيل من عذرة رطبة او يابسة او زبيل من سرقين ايصلح الوضوء منها ؟ فقال لا بأس

(الاستبصار ج ۱ ص ۴۲ وسائل الشیعہ ج ۱ ص ۱۴۱)

اگر کنویں کے پانی میں پاخانے کا ایک ٹوکرا گر پڑے وہ پاخانہ چاہے سوکھا ہو یا تازہ یا گوبر کا ایک ٹوکرا گر پڑے تو کیا اس پانی سے وضو کرنا درست ہے، فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

اس روایت کی توجیہ کرتے ہوئے جاہل نجفی نے لکھا ہے کہ:

ارباب انصاف! اس مسئلہ کو بھی محمد علی سمیت ملاں ازم نے محاذ بنایا ہوا ہے اور اس کو شیعہ فقہ کی ایک برائی شمار کر کے شیعوں پر طعن کیا جاتا ہے ارباب انصاف بات اتنی ہے کہ اگر زنبیل یعنی پاخانہ کا تھیلا جس کا منہ بند ہے اگر وہ کنویں میں گر پڑے تو چونکہ نجاست اس میں بند ہے پانی سے نجاست کی ملاقات ہی نہیں ہوئی اس لیے وہ پاک ہے اور اس حکم میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔ (تحفہ ۱۸۵)

الجواب

اگر آپ اس طرح کے گندے مسائل نہیں لکھیں گے تو کوئی آپ کی برائی کیوں کرے گا اور ظاہر ہے کہ برائی کو برائی ہی کہا جاتا ہے اچھائی کوئی بھی نہیں کہتا اگر آپ لوگوں کو اس طرح کے مسائل پر تنقید کرنے سے دکھ ہوتا ہے تو آپ ایسے مذہب کو چھوڑ کیوں نہیں دیتے؟

نجفی کی توجیہ کا جواب

اور جہاں تک آپ کی توجیہ کی بات ہے تو جناب من! آپ کا مطالعہ قلیل ہے، آپ نے کتب شیعہ کو پڑھا ہی نہیں آپ کے مذہب کے چوٹی کے عالم ملا باقر مجلسی نے اس

توجیہ کو بعید قرار دیا ہے یعنی اس روایت کی مذکورہ تاویل درست نہیں۔

حوالہ: قال الصدوق فی الفقیہ بعد ایراد مضمون الروایۃ: ھذا اذا کانت فی زنبیل ولم ینزل منہ شئ فی البئر وربما تحمل العذرۃ و السرقین علی ما اذا کانا من ماکول اللحم او غیر ذی النفس ولا یخفی بعد الوجھین وبعد مثل ھذا السؤال عن مثل علی بن جعفر ؓ بل ظاھر الخبر عدم انفعال البئر بمجرد الملاقات کما ھو الظاھر من النصوص القویۃ۔ (بحار الانوار ج ۷۷ ص ۹۱ باب حکم البئر وما یقع فیھا)

اس مضمون کی روایتیں نقل کرنے کے بعد ابن بابویہ قمی نے من لا یحضرہ الفقیہ میں لکھا ہے کہ یہ روایت اس بات پر محمول ہے کہ نجاست زنبیل میں ہے اور کنویں میں نہ گر رہی ہو اکثر حلال جانوروں کے پاخانے اور گوبر ٹوکروں میں اٹھائے جاتے ہیں ان دونوں تاویلوں کا بعید ہونا کسی صاحب عقل پر مخفی نہیں اور اس صورت پر مبنی سوال خود امام موسیٰ ؓ کے بھائی علی بن جعفر ؓ کی شان سے بھی بعید ہے، یعنی اگر زنبیل کا منہ بند ہو اور نجاست کنویں میں نہیں گر رہی تو اس کے متعلق نجفی جیسا آدمی بھی کہہ رہا ہے کہ پانی ناپاک نہیں تو کیا امام موسیٰ کاظم ؓ کے بھائی کو اتنا بھی پتا نہ تھا جو انہیں امام موسیٰ کاظم سے پوچھنا پڑا بلکہ روایت ظاہراً اس پر دلالت کر رہی ہے کہ صرف نجاست کے ملنے سے کنویں کے پانی پر کوئی اثر نہیں پڑتا، جیسا کہ نصوص قویہ سے مسئلہ صاف ظاہر ہے۔ ملا باقر مجلسی کے حوالہ سے چند باتیں ثابت ہو رہی ہیں۔

۱﴾ ٹوکرے کے منہ بند ہونے والی تاویل بعید ہے۔

۲﴾ اس صورت میں علی بن جعفر ؓ بھی یہ مسئلہ نہیں پوچھ سکتے جب نجاست پانی سے ملی ہی نہیں تو پانی کے متعلق نجاست کا حکم کیسے لگایا جا سکتا ہے۔

۳﴾ نصوص قویہ سے بھی یہ مسئلہ صاف ظاہر ہے کہ کنویں میں اس طرح کی نجاست گرنے سے کنویں کا پانی ناپاک نہ ہوگا۔

نجفی اور اس کے حواریوں کو تاویل بعید کا جو درد شروع ہوا تھا میرے خیال میں اس حوالہ سے ان کے پیٹ کا درد ختم ہو جائے گا۔

نجفی کی ایک اور توجیہ کا رد

محقق اسلام مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ جعفریہ ۱۴۰ پر بحوالہ فروع کافی ۲ من لا یحضرہ الفقیہ ۸ سے روایت نقل کی ہے کہ محمد بن مسلم کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق ؓ سے اس پانی کے بارے میں پوچھا جس میں چوپائے پیشاب کرتے ہوں کتے اس میں سے پیتے ہوں اور جنبی اس میں غسل کرتے ہوں فرمایا اگر پانی کی مقدار کُر کے برابر ہے تو وہ بالکل ناپاک نہیں ہوگا۔

اس پر اعتراض کرتے ہوئے نجفی نے لکھا ہے کہ موصوف نے ابتدا ہی خیانت سے کی ہے عنوان میں لفظ مٹکا ذکر کیا ہے مگر پیش کردہ حدیث میں لفظ مٹکا نہیں ہے بلکہ راوی نے پوچھا پانی کے متعلق کہ جس میں حیوان پیشاب کرتے ہوں اور کتے اس سے پیتے ہوں اور لوگ اس میں غسل جنابت کرتے ہوں سوال کا اندازہ بتلا رہا ہے کہ سائل نے ان بڑے تالابوں کے بارے میں سوال کیا ہے جن میں یہ امور واقع ہوتے ہیں۔ (تحفہ حنفیہ ۱۸۶)

الجواب

شیعہ مذہب کے چوٹی کے عالم ملا باقر مجلسی نے نجفی کی توجیہ کو رد کر دیا ہے اس کا کہنا ہے کہ یہ روایت اس بات پر ظاہراً دلالت کرتی ہے کہ ''سوال قلیل پانی کے متعلق ہے'' اور نجفی کا گمان کہ ''بڑے تالاب کے متعلق سوال تھا'' کو غیر معتبر قرار دیا ہے۔

بیان : حمل علی الکثیر او علی عدم ملاقات الکلاب واشباهها بل الظن الغالب وهو غیر معتبر فی هذا الباب و ظاهره عدم انفعال القلیل (بحار الانوار ج ا ص ۱۷۱)

کثیر پانی پر محمول کرنا یا کتوں کے پانی سے عدم ملاقات پر یا اس جیسی چیزوں پر محمول کرنا یا ظن غالب اور وہ اس باب میں غیر معتبر ہے اور اس روایت کا ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ قلیل پانی بھی نجس نہیں ہوتا۔

اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ سوال قلیل پانی کے متعلق ہے۔ اسے بڑے تالابوں یا حوضوں پر محمول کرنا درست نہیں حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات پر یہ الزام عائد کرنا کہ انہوں نے عنوان میں لفظ مٹکا ذکر کیا ہے، جبکہ روایت میں لفظ مٹکا موجود نہیں، لہٰذا یہ خیانت ہے یہ بھی بہت بڑی جہالت ہے کیونکہ روایت میں لفظ کُر موجود ہے۔ حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں لفظ کُر ہی ذکر کیا ہے۔ البتہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے شیعہ کتب سے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا فرمان نقل کیا ہے کہ:

عن بعض اصحابنا عن ابی عبدالله علیه السلام قال الکر من الماء

نحو جبی هذا اشار بیده الی جب من تلك الجباب التی تکون بالمدینة (فروع کافی ج ۳ ص ۳، وسائل الشیعہ ج ۱ ص ۲۳)

ہمارے بعض اصحاب سے ہے کہ انہوں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ کُر میرے اس مٹکے کی مقدار کو کہتے ہیں یہ فرماتے وقت اپنے ہاتھ سے ایک مٹکے کی طرف اشارہ کیا جو مدینہ منورہ میں پائے جانے والوں مٹکوں میں سے ایک مٹکا تھا۔

قارئین کرام! غور فرمایئے کہ اس حوالہ میں کون سی خیانت ہے۔ جب امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے وضاحت کردی کہ کُر سے مراد مدینہ طیبہ کا مٹکا ہے تو مناظر اسلام مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے عنوان میں لفظ مٹکا ذکر کر کے کون سی بددیانتی کا ارتکاب کیا ہے اگر آپ کو لفظ کُر کی توضیح میں قول امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ پسند نہیں تو آپ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے اظہار برأت کریں اور ان کی ذات پر بھی اعتراض کریں گز بھر کی زبان نکال کر اہل سنت و جماعت کے خلاف اپنی مادری زبان بولنا کیوں شروع کر دیتے ہیں۔

اعتراض

دوسری خیانت یہ ہے کہ روایت میں تلغ فیه الکلب جس کا معنی یہ ہے کہ کتے نے پانی لیا مگر اس خائن ملانے اس کا مطلب یہ لیا ہے کہ کتے نے پیشاب کیا۔ (تحفہ حنفیہ ۱۸۶)

الجواب

مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ نہیں کیا بلکہ عنوان میں شیعہ روایات کا خلاصہ بیان کیا ہے کیونکہ شیعہ کتب میں تصریح موجود ہے کہ:

حوالہ:قال اذا کان قدر کر لم ینجسه شئ

(فروع کافی ج۳ص۲ من لایحضرہ الفقیہ ج۱ص۸)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ پانی کی مقدار کُر کے برابر ہو تو کوئی چیز اسے نجس نہیں کرے گی۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ کتے کا پیشاب کرنا تو اپنی جگہ کتا اگر ایک کُر کی مقدار پانی میں پاخانہ بھی کر دے تو بھی شیعہ مذہب میں وہ پانی ناپاک نہ ہوگا۔

شیعہ ملاؤں سے ایک سوال

آپ بتائیے کہ اس مسئلہ میں کون سی خیانت کی گئی ہے کیا کُر کی مقدار پانی نجاست سے ملاقی ہونے کے بعد بھی پاک نہیں رہتا؟ کیا ائمہ اہل بیت سے روایتیں اس پر دلالت نہیں کرتیں کہ ایسے پانی کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔ اگر کُر پر بھی اعتراض ہے تو میرا آپ سے ایک سوال ہے کہ ایک کُر کی مقدار پانی میں اگر کوئی پیشاب کر دے تو اس پانی کے لیے کیا حکم ہے؟ جواب میں ائمہ اہل بیت کی صحیح السند روایت درکار ہے۔

ع الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

بعض شیعہ مجتہدین کا فتویٰ کہ خنزیر پاک ہے

اعتراض

علامہ محمد بن عبدالرحمٰن دمشقی عثمانی شافعی نے رپورٹ دی ہے کہ امام اہل سنت حضرت مالک فرماتے ہیں کہ خنزیر زندہ ہو تو پاک ہے کیونکہ زندہ خنزیر کی نجاست پر ہمارے

پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۱۷۵)

الجواب

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فتویٰ ان کے اجتہاد پر مبنی ہے۔ اور چونکہ ہم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں لہٰذا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا اجتہاد ہمارے لئے حجت نہیں۔ اور ہم اس مسئلہ میں انہیں خطا پر سمجھتے ہیں لیکن چونکہ آپ مجتہد تھے اور اگر کسی مسئلہ میں مجتہد سے خطا واقع ہو جائے تو بھی اسے اجر و ثواب ملتا ہے لیکن شیعوں کو پھر بھی طعن کرنے کا حق نہیں پہنچتا۔ بعض شیعہ مجتہدین نے بھی خنزیر کو پاک لکھا ہے۔

حوالہ: شیخ طوسی نے لکھا ہے کہ:

وقال بعضهم الحيوان كله طاهر في حال حيوته ولم يستثن الكلب والخنزير قال انما ينجس الخنزير والكلب بالقتل و الموت

(المبسوط ج۶ ص۲۷۹ کتاب الاطعمہ)

بعض شیعہ مجتہدین کا کہنا ہے کہ خنزیر اور کتے سمیت تمام حیوان جب تک زندہ ہیں پاک ہیں، کتا اور خنزیر دو طرح سے نجس ہوتے ہیں ایک قتل کرنے سے دوسرا مرنے سے۔

چوہا اگر تیل یا گھی میں گر جائے

اعتراض

اہل سنت کی معتبر کتاب ''فتاویٰ قاضی خان ج۱ ص۷'' اہل سنت کی معتبر کتاب ''فتح الباری ج۱ ص۳۴۳'' ان النبی سئل من فارة سقطت فی سمن فقال خذوها

وما حولها فاطرحوه نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پوچھا گیا کہ چوہا گھی میں گر گیا فرمایا چوہا اور ارد گرد کا گھی پھینک دو اور باقی کو استعمال کرو۔ (تحفہ حنفیہ ۱۸۷)

الجواب

یہ مسئلہ خود شیعہ کتب میں ائمہ اہل بیت کی روایت سے منقول ہے:

عن علی عن اخیه موسی علیه السلام قال سألته عن الفارة تموت فی السمن والعسل الجامد ایصلح اکله ؟ قال اطرح ماحول مکانها الذی ماتت فیه و کل مابقی ولا بأس (بحار الانوار ج ۸ ص ۳۷)

علی بن جعفر نے اپنے بھائی موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ سے پوچھا چوہا اگر گھی اور جمے ہوئے شہد میں گر کر مر جائے تو کیا اس کا کھانا جائز ہے۔ امام نے فرمایا جس جگہ پر وہ مردہ پایا گیا ہے اس جگہ سے تھوڑا سا نکال کر پھینک دو باقی کھالو۔

بلکہ شیعہ مذہب میں تو ارد گرد سے نکال کر پھینکنے کی بھی ضرورت نہیں ہے بغیر پھینکے ہی پاک ہے۔

حوالہ: عن سعید الاعرج قال سألت ابا عبدالله علیه السلام عن الفارة و الکلب یقع فی السمن والزیت ثم یخرج منه حیا ؟ فقال لا بأس باکله (فروع کافی ج ۶ ص ۲۶۱ باب الفارة تموت فی الطعام)

سعید اعرج شیعہ کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تیل اور گھی میں چوہا اور کتا گر پڑے پھر انہیں اس سے زندہ نکال لیا جائے تو اس کا کیا حکم ہے فرمایا اس

کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ایک طرف تو شیعہ کتے کے نجس العین ہونے کے دعوے دار ہیں دوسری طرف اگر وہ تیل یا گھی میں گر جائے تو ایسے گھی سے پراٹھا بنانے کو بھی جائز قرار دیتے ہیں اور جب ہم گرفت کرتے ہیں تو جواب میں وہ مسئلہ پیش کرتے ہیں جس میں یہ حکم ہے کہ جہاں سے ایسی چیز برآمد ہو وہاں سے گھی وغیرہ کو پھینک دیا جائے، اب آپ بتائیے کہ ان دونوں مسئلوں کا آپس میں کیا تعلق ہے۔ ہم تو ظاہر ہے کہ نجس سمجھتے ہیں تب ہی تو اردگرد کے گھی کو پھینکنے کا حکم لگاتے ہیں جبکہ شیعہ کتے کو نجس بھی کہتے ہیں اور گھی کو پاک بھی سمجھتے ہیں اس عجیب منطق کا کوئی آیۃ اللہ ہی حل نکال سکتا ہے آج کل کے ایرے غیرے نتھو خیرے شیخ الاسلام، حجۃ الاسلام فاضل نجف وعراق سے یہ گتھی سلجھنا مشکل ہے۔

کافر اور مشرک کے پاک ہونے کے متعلق بحث

اعتراض

میزان الکبری کی عبارت اجماع العلما الاربعة علی طهارة جسم المشرك اہل سنت کے چاروں اماموں کا اتفاق ہے کہ مشرک کا بدن پاک ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۱۸۸)

الجواب

یہودی اور عیسائی شیعہ مذہب میں پاک ہیں۔ مجلسی نے لکھا ہے کہ:

عن العیص قال سألت ابا عبدالله علیه السلام عن المواکلة الیهود و النصاری والمجوس فقال اذا اکلوا من طعامك و توضوا فلا بأس

(بحار الانوار ج ۱ ص ۳۰، کتاب المحاسن ج ۲ ص ۲۴۰)

عیص نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ یہودیوں، عیسائیوں اور مجوسیوں کے ساتھ کھانے کے بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں امام نے فرمایا جب وہ اپنے ہاتھ دھولیں اور تمہارے طعام میں سے کھائیں تو کوئی حرج نہیں۔

ملا مجلسی اس روایت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

وظاهره طهارة اهل الكتاب وان نجاستها عارضيه (بحار الانوار ج ۱ ص ۳۱)

یہ روایت اس بات پر ظاہراً دلالت کر رہی ہے کہ یہودی اور عیسائی پاک ہیں اور ان کی نجاست عارضی ہے یعنی اگر پانی سے ہاتھ دھولیں تو ہاتھ پاک ہو جائیں گے۔ اسی طرح ان کا سارا جسم پاک ہو جائے گا۔

اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ شیعہ مجوسی، یہودی اور عیسائیوں کو ناپاک نہیں سمجھتے اگر ناپاک سمجھتے تو ان کے ساتھ طعام تناول کرنا جائز نہ ہوتا کیونکہ نجس آدمی کے ہاتھ لگانے سے کھانا ناپاک ہو جاتا جس طرح خنزیر ناپاک ہے، اگر اس کو پانی سے نہلایا جائے تو بھی وہ ناپاک ہی رہتا ہے اور کوئی شخص خنزیر کو اپنے ساتھ کھلانا پسند بھی نہیں کرے گا۔

معلوم ہوا کہ خود شیعوں کے نزدیک یہودی، عیسائی اور مجوسیوں کی طہارت ثابت ہے آخر یہودیوں، عیسائیوں اور مجوسیوں میں کون سی خوبی ہے کہ انہیں پاک قرار دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ شیعہ مذہب یہودیت، عیسائیت اور مجوسیت کا معجونِ مرکب ہے اور خاص طور پر یہودیت سے ماخوذ ہے لہٰذا ان کا حق ادا کرتے ہوئے انہیں پاک قرار دیا گیا ہے۔ ملا باقر مجلسی نے مزید لکھا ہے کہ:

یدل بظاهره علی طهارة اهل الکتاب او طهارة مالا تحله الحیاة من الکفار (بحار الانوار ج ا ص ۳۳)

یہ روایت بظاہر کفار کے ان اعضا جن میں حیات نہیں پائی جاتی اور یہودیوں عیسائیوں کی طہارت پر دلالت کرتی ہے۔

یعنی شیعہ مذہب میں کفار کے ناخن، بال، دانت اور یہودی عیسائی پاک ہیں۔

ایک وضاحت

سورۃ توبہ کی جس آیت میں مشرکین کے نجس ہونے کے متعلق بیان کیا گیا ہے وہاں پر ان کے عقیدے کی نجاست مراد ہے اگر ان کے ابدان کی نجاست مراد ہوتی تو پھر شیعہ پر بھی اعتراض ہوتا ہے کہ وہ کیوں یہود و نصاریٰ کی طہارت کے قائل ہیں جب کہ آج کل کے یہود و نصاریٰ شرک میں مبتلا ہیں۔

ایک لطیفہ

کچھ محققین نے یہاں پر یہ بھی تحقیق کی ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کو شیعوں کی طرح پاک اس لئے کہا گیا ہے کہ اس سے خمینی کا دفاع کیا جا سکے کیونکہ خمینی کو یہودی النسل کہا جاتا ہے، ایران کے شیعوں نے تو اس کے سید ہونے کا بھی انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ خمینی کے آباؤ اجداد حامد حسین لکھنوی کے ہاتھ پر سکھ مذہب چھوڑ کر شیعہ بنے تھے۔

بہر حال ہمیں کیا خمینی کے بڑے سکھ ہوں یا یہودی یہ شیعوں کا اندرونی معاملہ ہے وہ جانے ان کا کام جانے۔

شیعہ مذہب میں منی کی فضیلت

نجفی نے تحفہ حنفیہ ۱۸۹ اور ۲۰۵ پر منی کے متعلق اعتراض کیا ہے کہ اہل حدیث اور ان کی ماں عائشہ کے نزدیک منی پاک ہے اور اس کا کھانا حلال ہے۔

اہل سنت کی معتبر کتاب الہدایہ ج ا ص ۷۳۸، اہل سنت کی معتبر کتاب فتح الباری ج ا ص ۳۳۲ باب غسل المنی، اہل سنت کی معتبر کتاب ترمذی شریف ج ا ص ۳۹ باب حکم المنی، اہل سنت کی معتبر کتاب عمدۃ القاری ج ا ص ۹۰۸ باب حکم المنی، اہل سنت کی معتبر کتاب شرح بخاری کرمانی ج ۳ ص ۸۲، اہل سنت کی معتبر کتاب ارشاد الساری ج ا ص ۲۹۷، اہل سنت کی معتبر کتاب نیل الاوطار ج ا ص ۶۸، اہل سنت کی معتبر کتاب نووی شرح مسلم ج ا ص ۱۴۵ باب حکم المنی۔ نووی شرح مسلم کی عبارت: وذهب كثيرون الى ان المنى طاهر، روى ذلك عن على بن ابى طالب سعد بن ابى وقاص و عبدالله بن عمر وعائشة و داؤد واحمد فى اصح الروايتين وهو مذهب اصحاب شافعى و الحديث زیادہ علما اہل سنت کا یہ فتویٰ ہے کہ منی پاک ہے اور منی کے پاک ہونے کی بابت روایت آئی ہے سعد بن ابی وقاص سے اور عبداللہ بن عمر اور حضرت عائشہ سے داؤد اور احمد سے اور منی کے پاک ہونے کی بابت امام شافعی کا بھی اور اصحاب حدیث کا بھی فتویٰ ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۲۰۵)

الجواب

حوالہ ا: منی تو خود شیعہ مذہب میں بھی پاک ہے۔ حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

عن ابى اسامة قال قلت لابى عبدالله (عليه السلام) تصيبنى السماء

و علی ثوب فتبله وانا جنب فیصیب بعض ما اصاب جسدی من المنی افاصلی فیه ؟ قال نعم (وسائل الشیعہ ج ۲ ص ۴۳۵)

ابو اسامہ کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے پوچھا اگر میں حالت جنب میں ہوں اور بارش برستی ہے جس سے میرے پہنے ہوئے کپڑے بھیگ جاتے ہیں جس کی وجہ سے کچھ منی میرے جسم کو بھی لگ جاتی ہے کیا میں اس حالت میں نماز پڑھ سکتا ہوں ؟ امام نے فرمایا، ہاں۔

نماز کے لئے جسم اور لباس کا نجاست سے پاک ہونا ضروری ہے مگر شیعہ راوی کے جسم اور کپڑے دونوں پر منی لگی ہوئی ہے اس کے باوجود امام فرماتے ہیں کہ نماز پڑھی جاسکتی ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ شیعہ مزعومہ ائمہ کے نزدیک بھی منی پاک ہے ۔ان روایات کو دیکھ کر ملا باقر مجلسی کو بھی لکھنا پڑا کہ:

حوالہ۲: ''او علی التقیة لمساهلتهم فی امر المنی کثیرا''

(مراۃ العقول فی شرح اخبار آل الرسول ج ۱۳ ص ۱۵۴ حاشیہ فروع کافی ج ۳ ص ۵۲)

تقیہ کی وجہ سے ائمہ اہل بیت نے منی کے مسئلہ میں لوگوں کو بہت زیادہ سہولتیں دی ہیں۔

قارئین کرام! سہولتیں فراہم کرنیوالے شیعہ کے مزعومہ ائمہ ہیں اور اعتراض اہل سنت و جماعت پر ہے۔ائمہ اہل بیت کی طرف سے مروی سہولتیں خود شیعہ راویان حدیث نے ہی ہضم کرلیں۔اور دیگر شیعوں کو ان کی ہوا تک لگنے نہ دی۔

زرارہ کہتا ہے کہ:

اور اگر میں تمہیں امام جعفر صادق کی ساری باتیں بتا دوں تو تمہارے آلہ تناسل لکڑی کی طرح سخت ہو جائیں۔ (رجال الکشی ۲۳۶ باب زرارہ بن اعین)

تامل فرمائیے! یہ علم تو شیعہ مردوں کے لئے ہے۔ ان کے آلہ تناسل لکڑی کی طرح سخت ہو جاتے۔ خدانخواستہ اگر اس معصوم امام کے یہ روشن فرامین شیعہ عورتیں سن لیتیں تو ان کا کیا بنتا۔ اور اس میدان کارزار کی شائق بنی کی ماں اگر یہ روایتیں سن لیتی تو اس بیچاری کا کیا بنتا۔

حوالہ۳: عن زرارة قال سألته عن الرجل يجنب في ثوبه ايتجفف فيه من غسله فقال نعم لابأس به الا ان تكون النطفة فيه رطبة فان كانت جافة فلا بأس

(وسائل الشیعہ ج ۲ ص ۶۵۱ کتاب الطہارۃ باب طہارۃ بدن الجنب)

زرارہ کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ ایک شخص کو ایک کپڑے میں جنابت ہوتی ہے آیا غسل کر کے اس کپڑے سے بدن خشک کر سکتا ہے فرمایا ہاں کوئی حرج نہیں مگر یہ کہ نطفہ ہنوز تر ہو اور اگر خشک ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

شیعہ محدث بہاؤ الدین محمد بن الحسین بن عبدالصمد الحارثی العاملی نے یہ روایت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ:

حوالہ۴: وظاهر هذا الحديث مشكل فانه يشعر بطهارة المني اذا كان جافا كما هو مذهب بعض العامة۔ (الحبل المتین ج ۲ ص ۱۷۵)

اس حدیث کا ظاہر مفہوم بہت ہی مشکل ہے کیونکہ یہ منی کی طہارت کی خبر دے رہا ہے، جبکہ وہ خشک ہو جیسا کہ بعض ائمہ کا مذہب ہے۔

حوالہ ۵: اس روایت کو نقل کرنے سے پہلے جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام میں شیعہ شیخ الفقہا محمد حسن نجفی نے لکھا ہے کہ:

وهل ما فی الصحیح والموثق والخبر من الاشعار بطهارته فی الجملة صدر موافقه له تقیه ففی احدها (جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام ص ۹۹)

شاید صحیح اور موثق روایتیں جو فی الجملہ منی کی طہارت کا پتا دیتی ہیں، امام سے تقیۃً صادر ہوئی ہیں انہیں میں سے ایک یہ بھی ہے اور پھر مذکورہ بالا روایت کو قلم بند کیا ہے اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ مذکورہ روایت طہارت منی کی خبر دے رہی ہے۔

حوالہ ۶: سئل ابوعبدالله علیه السلام وانا حاضر عن رجل اجنب فی ثوبه فیعرق فیه ؟ فقال ما اری به باسا قال انه یعرق حتی لوشاء ان یعصره عصره قال فقطب ابوعبدالله فی وجه الرجل فقال ان ابیتم فشئ من ماء فانضحه به۔ (وسائل الشیعه ج ۱ ص ۶۵۰)

علی بن ابوحمزہ کہتا ہے کہ امام جعفر صادق سے یہ مسئلہ پوچھا گیا جبکہ میں بھی وہاں حاضر تھا کہ ایک شخص کو کپڑے میں جنب ہوا اور پھر اسے اس میں پسینہ آیا تو فرمایا میں تو اس میں کوئی قباحت نہیں سمجھتا، سائل نے عرض کیا کہ اس قدر پسینہ آتا ہے کہ اگر نچوڑنا چاہے تو نچوڑ سکتا ہے۔ امام نے تیوری بدل کر سائل کے چہرہ پر نظر کی اور فرمایا اگر انکار

کرتے ہو تو اس پر تھوڑا سا پانی چھڑک دو۔

حوالہ ۷: شیعہ آیۃ اللہ الخوئی نے لکھا ہے کہ:

وفی قبالها جملة من الاخبار تقتضی طهارة المنی (کتاب الطہارت ج ا ص ۴۷۸) اس کے مقابلہ میں دوسری روایات موجود ہیں جن سے منی کی طہارت ثابت ہوتی ہے۔ (پھر مذکورہ روایتوں کو ذکر کیا ہے)

حوالہ ۸: حر عاملی نے روایت نقل کی ہے کہ:

زرارہ حضرت امام محمد باقر سے اور محمد بن ابی عمیر حضرت امام جعفر صادق کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر شادکونہ پر جنابت (منی) لگی ہوئی ہو تو اس پر نماز پڑھی جاسکتی ہے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ (وسائل الشیعہ ۳۹۸ کتاب الطہارۃ) فقال ان ابیتم فشی من ماء فانفحه به (وسائل الشیعہ ۶۵۰)

پس اگر تمہارا دل انکار کرے تو تھوڑا سا پانی اس پر چھڑک ڈالو۔

معلوم ہوا کہ یہ شیعہ روایات منی کی طہارت کی مقتضی ہیں، اس کے باوجود فقہا احناف کو مطعون کرنا کہ ان کے نزدیک منی پاک ہے خود فریبی نہیں تو دیگر فریبی ضرور ہے۔

چه دلاور است دزدیکه درکف چراغ می دارد

منی ناپاک ہے فقہا احناف کا فتویٰ

نجفی نے طہارت منی کے متعلق ہدایہ کا حوالہ دے کر خیانت اور بے حیائی کی حد کردی ہے۔ صاحب ہدایہ نے تو صاف لکھا ہے کہ منی ناپاک ہے۔

حوالہ: والمنی نجس یجب غسلہ (الھدایۃ ج۱ص۳۶باب الانجاس و تطھیرھا)

منی ناپاک ہے اس کا دھونا واجب ہے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نجاستہ المنی عندنا مغلظۃ (فتاویٰ شامی ج۲ص۴۵۹باب الانجاس)

ہمارے نزدیک منی کے متعلق نجاست مغلظہ کا فتویٰ ہے۔

حوالہ: علامہ شیخ زادہ رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں کہ: والمنی نجس (مجمع الانھر ج۱ص۱۳۹)

حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مسلک

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری شریف میں روایت نقل فرمائی ہے کہ:

عن سلیمان بن یسار قال سألت عائشۃ عن المنی یصیب الثوب فقالت کنت اغسلہ من ثوب رسول اللہ ﷺ فیخرج الی الصلوۃ واثر الغسل فی ثوبہ بقع الماء (بخاری شریف۱۹۲)

سلیمان بن یسار سے اس کپڑے کے متعلق روایت ہے جسے منی لگ جائے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میں اسے رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے دھویا کرتی آپ نماز کے لئے تشریف لے جاتے اور پانی سے دھونے کا نشان باقی رہتا تھا۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کی شرح میں رقم طراز ہیں کہ:

حوالہ: ومن احکام ھذا الحدیث انہ حجۃ للحنیفۃ فی قولھم ان المنی نجس لقول عائشۃ کنت اغسل الجنابۃ من ثوب النبی وقولھا کنت

یدل علی تکرار هذا الفعل منها فهذا ادل دلیل علی نجاسة المنی

(عمدۃ القاری ج ۵ ص ۷۳ باب غسل المنی وولہ)

اس حدیث سے مستفاد احکام میں سے ایک یہ بھی ہے کہ منی کے نجس ہونے کے بارے میں احناف کی یہ روایت دلیل ہے کیونکہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول ہے کہ میں اسے حضور ﷺ کے کپڑے سے دھویا کرتی تھی اور بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول کنت اس فعل کے تکرار پر دلالت کرتا ہے نجاست منی پر یہ بہت بڑی دلیل ہے۔

حوالہ: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

قال ابن الملك فيه دليل على نجاسة المنى (مرقاۃ المفاتیح ج ۲ ص ۴۲۹)

ابن الملک کہتے ہیں کہ یہ روایت منی کی نجاست پر دلیل ہے۔

حوالہ: علامہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس روایت کو دلیل نجاست قرار دیا ہے، آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

" فلو كان طاهراً لمنعها من اتلاف الماء لغير حاجة "

(فتح القدیر ج ۱ ص ۳۶۱ باب الانجاس وتطهیرها)

اگر منی پاک ہوتی تو حضور ﷺ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلا وجہ پانی ضائع کرنے سے منع فرماتے۔

ان حوالوں سے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مسلک پتا چل جاتا ہے۔

کپڑے سے منی کھرچنے کا مسئلہ

باقی جن روایات میں منی کھرچنے کی بات مروی ہے وہ روایات بھی طہارت منی کی دلیل نہیں بن سکتیں، ان روایات سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ خشک منی اگر کپڑے سے کھرچ لی جائے تو خلاف قیاس کپڑا پاک ہو جاتا ہے اس کی نظیر بھی شیعہ کتب میں موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

پاؤں پر اگر گندگی لگ جائے تو امام جعفر صادق رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ویجوز ان یمسح رجله ولا یغسلهما (وسائل الشیعہ ج ۲ ص ۶۵۷)

پاؤں اگر نجس ہو جائیں تو ان کو رگڑ ڈالے، دھونا ضروری نہیں۔

حوالہ: عن حفص بن ابی عیسی قال قلت لابی عبدالله (علیه السلام) انی وطئت عذرة بخفی و مسحته حتی لم ار فیه شیئا ما تقول فی الصلاة فیه ؟ قال لاباس (وسائل الشیعہ ج ۲ ص ۶۵۶)

حفص بن ابی عیسی کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے عرض کیا کہ میں نے موزے پہنے ہوئے تھے اور خشک پاخانہ کے اوپر سے گزرا اور ان کو اس قدر زمین پر رگڑا اب ان میں کوئی چیز نظر نہیں آتی ہے ان کو پہن کر نماز پڑھنے کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: عن زرارة بن اعین قال قلت لابی جعفر (علیه السلام) رجل وطأ علی عذرة فساخت رجله فیها اینقض ذلك وضوئه ؟ وهل یجب علیه غسلها ؟ فقال لایغسلها الا ان یقذرها ولکنه یمسها حتی یذهب

اثرها ویصلی (وسائل الشیعہ ج ۲ ص ۲۵۶)

زرارہ بن اعین کہتا ہے کہ میں نے امام محمد باقر کی خدمت میں عرض کی کہ ایک شخص پاخانہ کے اوپر سے گزر رہا تھا کہ اس کا پاؤں اس میں دھنس گیا، آیا اس سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا اور آیا اس پر پاؤں کا دھونا واجب ہے؟ فرمایا پانی سے دھونا واجب نہیں بلکہ زمین پر رگڑنے سے بھی پاک ہوسکتا ہے کہ نجاست کا اثر ختم ہو جائے اس میں نماز بھی پڑھ سکتا ہے مگر پاؤں کو گندہ سمجھ کر دھونا چاہے تو دھولے۔

ان حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ شیعہ مذہب میں پاؤں پر نجاست لگ جائے تو صرف اسے رگڑنا ہی کافی ہے دھونا واجب نہیں، پاؤں پاک ہو جائے گا۔ جب یہ مسئلہ خود شیعہ کتب کی زینت ہے تو پھر منی کے کھرچنے والی روایات پر اعتراض کیوں ہے؟ خشک منی کے کھرچنے کے بعد اگر کپڑا ناپاک ہے تو پھر پاؤں پر نجاست لگ جانے کے بعد اسے رگڑنا بھی بے سود ہے پاؤں کو بھی نجس ہونا چاہئے چونکہ یہ مسئلہ شیعہ کے مزعومہ ائمہ سے مروی ہے اس لیے نجفی کی گز بھر کی زبان خاموش ہے اور کوئی اعتراض نہیں۔

نیل الاوطار غیر مقلد شیعہ قاضی شوکانی کی تصنیف ہے اس کا حوالہ ہمارے لیے حجت نہیں۔

نووی شرح صحیح مسلم کی عبارت میں خیانت

نجفی نے بحوالہ شرح صحیح مسلم لکھا ہے کہ کیا منی کو کھانا حلال ہے اس میں دو فتوے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ منی کھانا حلال نہیں ہے البتہ دوسرا فتویٰ یہ ہے کہ منی کھانا حلال ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۲۰۶)

حسب عادت نجفی نے اس حوالہ میں بہت بڑی بددیانتی اور خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اظہر قول منی کی حرمت کا لکھا ہے جسے نجفی منی کی طرح ہضم کر گیا ہے اور ڈکار تک نہیں لی، علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

اظهرهما لايحل لانه مستقذر فهو داخل فی جملة الخبائث المحرمة علينا (شرح نووی ج ا ص ۱۴۰)

صحیح قول یہ ہے کہ منی حلال نہیں کیونکہ اس سے گھن آتی ہے اور یہ فی الجملہ ان خبائث میں داخل ہے، جو ہم پر حرام ہیں۔

کیا ایسی واضح عبارت کے بعد بھی کوئی اشتباہ باقی رہ جاتا ہے؟ البتہ جن کے دماغ میں رفض کی منی ہو انھیں ہر جگہ منی کی حلت نظر آتی ہے۔

لطیفہ

نجفی نے نووی شرح مسلم کے حوالہ سے لکھا ہے کہ: وذهب كثيرون الى ان المنی طاهر روی ذلك عن سعد بن ابی وقاص وعبدالله بن عمر و عائشة و داؤد و احمد (تحفہ حنفیہ ۲۰۵)

اس حوالہ میں روی ذلك کے بعد عن علی بن ابی طالب کے الفاظ بھی موجود ہیں۔ جسے نہ جانے کیوں نجفی نے حذف کر دیا ہے۔ شیعہ مذہب میں مذی، ودی، رطوبتِ فرج و دبر پاک ہیں۔ محقق علی رطوبت فرج و دبر کے بارے میں اس طرح تحقیق فرماتے ہیں کہ:

حوالہ: رطوبة فرج المرأة و رطوبة الدبر طاهرتان (کتاب المعتبر ج ا ص ۴۰۸)

عورت کی شرمگاہ کی رطوبت اور دبر کی رطوبت شیعہ مذہب میں پاک ہے۔

حوالہ: عن بريد بن معاوية قال سألت احدهما (عليهما السلام) عن المذى فقال لاينقض الوضوء ولا يغسل منه ثوب ولا جسد انما هو بمنزلة المخاط والبصاق (وسائل الشیعہ ج ۱ ص ۸۲)

برید بن معاویہ کہتا ہے کہ میں نے کسی ایک امام سے مذی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا اس سے وضو نہیں ٹوٹتا اور نہ ہی جسم اور کپڑے کو دھونے کی ضرورت ہے یہ تو ناک کی رینٹ اور تھوک کی طرح ہے۔

حوالہ: عن زرارة عن ابى عبدالله عليه السلام قال ان سأل من ذكرك شى من مذى او ودى وانت فى الصلاة فلاتغسله ولا تقطع له الصلوة ولاتنقض له الوضوء وان بلغ عقبيك (وسائل الشیعہ ج ۱ ص ۱۱۵)

زرارہ کہتا ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا اگر تمہارے آلۂ تناسل سے مذی یا ودی ایڑیوں تک بہہ نکلے تو اس سے نہ ہی نماز فاسد ہوگی نہ ہی وضو ٹوٹے گا، اور اسے دھونے کی بھی ضرورت نہیں۔

شیعہ کتب میں مذی اور ودی کی طہارت پر بے شمار حوالے ہیں۔ بوجہ اختصار صرف دو حوالوں پر اکتفا کیا گیا ہے۔

شیعہ مذہب میں شراب پاک ہے

اعتراض

کافر اور مشرک پاک ہے، شراب پاک ہے، منی پاک ہے، بتایئے کتے اور خنزیر اور مشرک اور کافر سے کون سی رشتہ داری ہے کہ آپ ان کو پاک سمجھتے ہیں۔ (تحفہ حنفیہ ۱۹۱)

الجواب

شراب، شیخ صدوق شیعہ کے نزدیک پاک ہے۔

حوالہ: ولابأس بالصلاة فی ثوب اصابه خمر لان الله عزوجل حرم شربها ولم یحرم الصلاة فی ثوب اصابته

(من لایحضره الفقیه ج۶ ص۴۱ باب حدمن شرب الخمل)

کپڑے کو اگر شراب لگ جائے تو اسی کپڑے میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اللہ تعالیٰ نے شراب کا پینا حرام فرمایا ہے مگر اس کپڑے میں نماز پڑھنے کو حرام قرار نہیں دیا ۔جس میں شراب لگ جائے۔

حوالہ: شیعہ عالم محقق حلی نے لکھا ہے کہ:

وقال محمد بن بابویه وابن ابی عقیل منا لیست نجسة (کتاب المعتبر ج۱ ص۴۱۱) ابن بابویہ اور ابن ابی عقیل کا عقیدہ ہے کہ شراب نجس نہیں۔

نجفی صاحب! بتایئے ان لوگوں کی شراب سے کون سی رشتہ داری ہے جو انہوں نے شراب کو بھی پاک قرار دیا ہے پہلے اپنے گھر کی فقہ تو پڑھ لیں پھر اہل سنت جماعت پر اعتراض کریں۔فقہا احناف کے نزدیک شراب ناپاک ہے۔گزشتہ صفحات میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ منی، مذی، ودی، رطوبت فرج و دبر شیعہ مذہب میں پاک ہے۔خنزیر کے بالوں کی طہارت کے متعلق بھی ایک شیعہ عالم شریف مرتضیٰ کا فتویٰ پڑھ چکے ہیں۔کافر و مشرکین کے متعلق بھی آپ لوگ گزشتہ صفحات میں حوالے پڑھ

چکے ہیں۔ یہ سب چیزیں شیعہ مذہب میں پاک ہیں نجفی نے امام غائب کی طرح ان مسائل کو غائب کرنے کی کوشش کی ہے۔

شیعہ کتب میں لفظ ناصبی کا مطلب

شیعہ کتب میں لفظ ناصبی کا اطلاق شیعہ مخالفین پر ہوا ہے چونکہ وطن عزیز پاکستان میں کوئی بھی تعلیم یافتہ آدمی ان روافض خبیثوں کو مسلمان نہیں سمجھتا۔ بلکہ مثلِ یہود سمجھتا ہے ۔لہٰذا ابن سبا کے یہ پیروکار ہم سنیوں کو ناصبی کہہ کر دل کی بھڑاس نکالتے ہیں اور دوسری طرف بڑی معصومیت سے اخوت و یکجہتی کی باتیں بھی کرتے ہیں اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آپ اخوت کے کس طرح علمبردار ہو سکتے ہیں جبکہ آپ کی کتب میں سنیوں کو کتوں سے بدتر لکھا گیا ہے (نعوذ باللہ)، تو نجفی جیسے بے نسل فنکار میدان میں آجاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ناصبی سے ہماری مراد دشمن اہل بیت ہے، سنی ہرگز نہیں ۔یہاں پر ہم ان کے اس فریب کو طشت از بام کرتے ہیں۔

نجفی کی پرفریب عبارت

مولوی محمد علی کی ناصبی کے معنی میں بدترین خیانت اس نے اپنی کتاب فقہ جعفریہ ج ا ص ۱۷۳، ناصبی کے معنی میں تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ناصبی اہل سنت کو کہتے ہیں اور کتب شیعہ سے مذمت نواصب میں چند روایات نقل کر کے لفظ ناصبی کا ترجمہ سنی کیا ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۱۹۴)

الجواب

محقق اہل سنت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے ناصبی کے معنی میں کسی بددیانتی اور خیانت کا

ارتکاب نہیں کیا، بلکہ انہوں نے تو ٹھوس عبارتوں سے ثابت کیا ہے کہ تمہارے آباؤ اجداد ناصبی کہہ کر ہم سنیوں کو گالیاں دیتے تھے اور آج بھی تمہاری کتابیں اسی گندگی اور بیہودگی سے بھری پڑی ہیں۔ چونکہ وطن عزیز پاکستان کے باشعور عوام نے شیعوں کی بولتی بند کر دی ہے لہٰذا وہ کھل کر اپنے مذہب کا اظہار نہیں کر سکتے ورنہ حقیقت وہی ہے جو حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے رقم فرمائی ہے۔ مزید چند حوالہ آپ ملاحظہ فرمائیں:

حوالہ: بان المراد بالناصب فی الروایات علی الظاهر مطلق المخالفین لاخصوص من ظهر عداوة اهل البیت (مصباح الفقیہ ج ۴ ص ۱۵۱)

شیعہ روایات میں لفظ ناصبی کا اطلاق ظاہری طور پر مطلقاً شیعہ مخالفین پر ہوتا ہے خاص طور پر صرف وہی نہیں جو اہل بیت سے عداوت رکھتا ہو۔

حوالہ: عن ابی عبدالله علیه السلام قال لیس الناصب من نصب لنا اهل البیت لانك لاتجد احداً یقول انا ابغض محمدا وآل محمد ولکن الناصب من نصب لکم وهو یعلم انکم تتولونا وانکم من شیعتنا (بحار الانوار ج ۶۹ ص ۱۳۱، وسائل الشیعہ ج ۹ ص ۱۰، علل الشرائع ج ۲ ص ۴۵۸)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ناصبی وہ نہیں جو ہم اہل بیت سے دشمنی کرتا ہو کیونکہ تمہیں ایک شخص بھی ایسا نہیں ملے گا جو کہتا ہو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض و عداوت رکھتا ہوں اس لئے ناصبی وہ ہے جو تمہارا مخالف ہو کیونکہ اسے علم ہے کہ تم ہم اہل بیت سے دوستی رکھتے ہو اور تم ہمارے شیعہ ہو۔

امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے اس فرمان (لیس الناصب من نصب لنا اھل بیت بل الناصب من نصب لک) وہ نہیں جو ہم اہل بیت سے دشمنی رکھتا ہو) سے ثابت ہوا کہ کتب شیعہ میں مذکور روایت سے یہ ظاہر ہے کہ اہل بیت سے دشمنی رکھنے والا ناصبی نہیں شیعہ مخالف تو ناصبی ہے۔

حوالہ: ان الائمة علیهم السلام خوصهم اطلقوا لفظ الناصبی علی ابی حنیفة وامثاله مع ان ابا حنیفة لم یکن ممن نصب لعداوة لاهل البیت بل کان له انتصار لهم و کان یظهر حبهم لهم۔

(انوار النعمانیہ ج ۱ ص ۳۳)

ائمہ اور ان کے خواص نے امام ابوحنیفہ اور ان جیسے دوسرے افراد پر ناصبی کا اطلاق کیا ہے کہ حالانکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان لوگوں میں سے نہیں جو اہل بیت سے عداوت و بغض رکھتے ہوں بلکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تو ائمہ اہل بیت کے ساتھ خاص طور پر محبت تھی اور آپ ان سے اظہار محبت و مودت فرماتے تھے۔

اس حوالہ میں اہل بیت سے محبت کرنے کے باوجود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ساتھیوں کو ناصبی کہا گیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ شیعہ کے نزدیک اگر چہ ائمہ اہل بیت کے ساتھ کتنی محبت ہو مگر جب تک ان کے گھناؤنے مذہب کو قبول نہیں کرتا تب تک ان کے نزدیک بمنزلہ کتے اور سؤر کے سمجھا جائے گا۔

سید مرتضیٰ اور ابن ادریس ہر شیعہ مخالف کو نجس کہتے تھے

وقول السید المرتضی وابن ادریس ... [illegible]

الکتاب والسنة فتناولهم هذا الفظ حيث يطلق ولانك قد تحققت ان اكثر هم نواصب لهذا المعنى (انوار النعمانیہ ج۲ ص۳۰۶)

سید مرتضیٰ، ابن ادریس اوران کے بعض معاصرین کے اس قول کو تقویت ملتی ہے کہ اہل تشیع کے ہر مخالف کو نجس کہتے ہیں کیونکہ ان لوگوں نے یہ دیکھا کہ ان مخالفین کے لئے کتاب وسنت میں مطلق کفر اور شرک کے الفاظ آئے ہیں اس لئے جب کفر وشرک کا لفظ مطلقاً بولا جائے تو ان سب کو وہ شامل ہوتا ہے اسی لئے ابھی تم تحقیق کر چکے ہو کہ ان مخالفین میں اکثریت ناصبی لوگوں کی اسی معنی میں تھی۔

خلاصہ: شیعہ مخالف، شیعہ ملاؤں کے نزدیک ناصبی ہے اگرچہ اس کا سینہ محبت اہل بیت کے ساتھ معمور ہو، چونکہ وہ شیعہ نہیں لہٰذا بقول شیعہ معاذ اللہ وہ کتے یا خنزیر کی طرح نجس ہے۔

ان حوالوں سے شیعہ کے اس دھوکہ کی بھی قلعی کھل جاتی ہے کہ ہم صرف دشمن اہل بیت کو ناصبی کہتے ہیں جبکہ کتب شیعہ کی روشنی میں ثابت ہوتا ہے اہل بیت سے دشمنی رکھنا ناصبیت نہیں۔ البتہ ہماری کتب میں تصریح ہے کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے دلی بغض رکھنا ناصبیت ہے۔ نجفی نے بھی کتب اہل سنت سے چند حوالے ناصبیت کے بارے میں لکھے ہیں لیکن یہ حوالے نجفی کے لئے مفید نہیں کیونکہ شیعہ کتب میں ہر مخالف کے لئے ناصبی کا اطلاق ہوا ہے اگرچہ اس نے محبت اہل بیت کا جام نوش کر رکھا ہو صرف اس قصور کی پاداش میں اسے ناصبی کہا گیا کہ اس نے رافضیت جیسے گندے

مذہب کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اسی طرح تاج العروس کی عبارت بھی نجفی کے لئے مفید نہیں کیونکہ علامہ زبیدی نے اس عبارت کے ساتھ تصریح فرمائی ہے کہ:

وهم طائفة من الخوارج واخبارهم مستوفاة فی کتاب المعالم للبلاذری

(تاج العروس ج ۱ ص ۹۷۴)

ناصبی خارجیوں کا ایک گروہ ہے ان کے بارے میں زیادہ تفصیل سے روایات علامہ بلاذری کی کتاب المعالم میں موجود ہیں۔

شیعہ ہی دراصل منافق ہیں

نجفی نے لکھا ہے کہ منافق وہ ہے جو ہمارے مولی کا دشمن ہو۔ (تحفہ حنفیہ ۱۹۶)

الجواب

جی ہاں! حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دلی بغض و کینہ رکھنا نفاق ہے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی بھی صحابی سے بغض رکھنا نفاق ہے، یہی وجہ ہے کہ خود ائمہ اہل بیت نے بھی شیعوں کو منافق گردانا ہے۔ امام جعفر صادق رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ما انزل الله سبحانه اية فی المنافقين الا وهی فيمن ينتحل التشيع

(رجال الکشی ص ۵۱۸)

قرآن حکیم میں اللہ تعالی نے جتنی آیتیں منافقین کے بارے میں نازل فرمائی ہیں وہ تمام ان لوگوں پر صادق آتی ہیں جن میں شیعیت پائی جاتی ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ یقیناً امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے نزدیک بھی یہی نکتہ ہوگا کہ جس

طرح حضرت سیدنا علی المرتضی ﷺ سے بغض و کینہ رکھنا نفاق ہے، اسی طرح رسول ﷺ کے ہر صحابی سے بغض رکھنا بھی موجب حبط ایمان و علامت نفاق ہے اسی لیے آپ نے شیعوں کے لئے یہ فیصلہ صادر فرمایا۔

مشکل بہت پڑے گی برابر کی چوٹ ہے
آئینہ دیکھئے گا ذرا دیکھ بھال کر

اعتراض

نجفی نے بحوالہ ترمذی شریف حضرت ابوسعید خدری ﷺ کا قول نقل کیا ہے کہ ہم پہچان کرتے تھے منافقین کی امیر المؤمنین کی دشمنی کے ساتھ۔ (تحفہ حنفیہ ۱۹۶)

الجواب

یہ روایت صحیح نہیں اس کی سند میں مشہور کذاب راوی ابوھارون العبدی موجود ہے۔

۱﴾ کذبہ حماد بن زید حماد بن زید نے ابوھارون العبدی کو جھوٹا قرار دیا ہے۔ (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۷۴، عمارۃ بن جوین ابوھارون العبدی)

۲﴾ صالح بن محمد ابوعلی لکھتے ہیں: اکذب من فرعون، فرعون سے بھی زیادہ کذاب ہے۔ (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۷۴)

۳﴾ امام شعبہ ارشاد فرماتے ہیں کہ: میری گردن زدنی مجھے ھارون عبدی سے روایت کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔ (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۷۴)

۴﴾ وقال دارقطنی متلون خارجی و شیعی (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۷۴)

رنگ بدلنے والا خارجی اور شیعہ ہے۔

۵﴾ امام نسائی فرماتے ہیں: متروك الحديث (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۷۴) متروک الحدیث ہے۔

۶﴾ امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ: ضعيف لايصيد ق فی حديث (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۷۴) ضعیف ہے اس کو حدیث میں سچا نہیں سمجھا جا سکتا۔

۷﴾ حافظ ابن حجر عسقلانی ارشاد فرماتے ہیں: شيعی متروك منهم من كذبه (تقریب التہذیب ج ۲ ص ۲۹۲ لسان المیزان ج ۳ ص ۲۷۸) ابوھارون العبدی متروک الحدیث شیعہ ہے بعض محدثین نے اس کی تکذیب کی ہے۔

۸﴾ علامہ جوزجانی نے لکھا ہے کہ: كان رافضيا (کتاب المجروحین ج ۲ ص ۱۷۷) ابوھارون العبدی رافضی تھا۔

۹﴾ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: تركه يحيٰى القطان (التاریخ الکبیر ج ۶ ص ۴۹۹ عمارۃ بن جوین) حضرت یحییٰ ابن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ترک کر دیا تھا۔

۱۰﴾ امام ابن سعد فرماتے ہیں كان ضعيفاً فی الحديث (طبقات ابن سعد ج ۷ ص ۲۴۶) حدیث میں ضعیف تھا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض

نجفی نے اپنی گندی زبان سے بکواس کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اور معاویہ کا حضرت علی سے دشمنی رکھنا اور آنجناب کو گالیاں دینا محتاج بیان نہیں ہے یہ بات قابل غور ہے اولاد حلالہ اس دشمن علی کا نوٹس کیوں نہیں لیتی، چپ چپ کھڑے ہو ضرور کوئی بات ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۱۹۶)

الجواب

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بے حد تعظیم کرتے تھے۔ بلکہ دوران گفتگو اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ آجاتا تو آپ کی آنکھیں مانند سیلاب امڈ پڑتیں۔

فذرفت دموع معاویة علی لحیته فمایملکها وهو ینشفها بکمه وقد احتنق القوم بالبکاء ثم قال معاویة رحم الله ابا الحسن کان والله کذلك (حلیة الابرار ج ۱ ص ۳۴۵ باب ۲۵ فی زهده فی الدنیا)

راوی نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل کا ذکر سنا تو بے اختیار آنسو آپ کی داڑھی مبارک پر گرنے لگے آپ انہیں اپنی آستین کے ساتھ پونچھنے لگے اور سننے والوں کے گلے رونے رونے بند ہو گئے، پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ضرار سے مخاطب ہوئے اور فرمایا اے ضرار اللہ جل مجدہ کی قسم جیسا تو نے بیان کیا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایسے ہی تھے۔

حوالہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

واعلم یا بنی ان ابا حسن من اهلك وجدك من بعد ولده وجده من امك (ملل اول، مطبوعہ ۸۰۷)

میرے بیٹے تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ تمہارے والد پھر تمہارے والد کے ان کے نانا پھر تمہارے نانا ہیں اور ان کی والدہ تمہاری والدہ سے افضل ہیں۔

یہ وہ ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے محبت کے ترجمان ہیں اگر اولاد علی ان حوالوں سے اپنی آنکھیں بند کر لیتی ہے تو اس میں جناب سے

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا تو کوئی قصور نہیں اور سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے ذریت سبا کے منہ پر قفل لگا دیا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میرے لئے میرے شیعوں سے زیادہ بہتر ہیں

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

اری واللہ ان معاویۃ خیر لی من ھؤلاء یزعمون انھم لی شیعۃ

(احتجاج طبرسی ج ص ۱۰ تاریخ ابن عساکر ترجمہ امام حسن رضی اللہ عنہ)

پروردگار عالم کی قسم! میں سمجھتا ہوں کہ معاویہ میرے حق میں ان لوگوں سے زیادہ بہتر ہیں جو گمان کرتے ہیں کہ وہ میرے شیعہ ہیں۔

اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دشمن سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہوتے یا حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کرنے والے ہوتے تو امام حسن رضی اللہ عنہ ان کو اپنے شیعوں پر ہرگز ترجیح نہ دیتے جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی تھے ان کا دامن دشمنی اہل بیت کے الزامات سے پاک ہے۔ شیعوں نے تو امام کو بھی لوٹ لیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو ہر ماہ امام حسن رضی اللہ عنہ کو پیسے بھیجتے تھے امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

ابتغوا قتلی وانتھبوا ثقلی واخذوا مالی (احتجاج طبرسی ج ص ۱۰)

وہ میرے لیے میرے شیعوں سے بہتر ہیں کیونکہ شیعوں نے تو میرا مال لوٹ لیا۔ شیعہ نے مجھے مار ڈالنے کا ارادہ کیا میرا اثاثہ لوٹ لیا اور میرا مال چھین لیا۔ جبکہ سیدنا

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو حسنین کریمین کو پیسے بھیجا کرتے تھے۔ برائے ادمال بسیار فرستاد

(جلاء العیون ج ا ص ۳۷۶ زندگانی امام مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کے لیے بہت زیادہ مال بھیجا۔

اب وہ حرام خور شیعہ جنہوں نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کی کوشش کی اور آپ کا مال واسباب بھی چھین لیا کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دشمن اہل بیت تھے۔ افسوس ہے ایسی گندی ذہنیت پر۔

شیعہ ناصبیوں سے بھی بدتر ہیں

نجفی نے بحوالہ تحفہ اثنا عشریہ ۹ لکھا ہے کہ شاہ عبدالعزیز کا فتویٰ کہ نواصب کتے اور خنزیر کے برابر ہیں۔ (تحفہ حنفیہ ۱۹۷)

الجواب

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بالکل صحیح لکھا ہے اور ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے لیکن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

ان من الشیعه بعدنا منهم شر من النصاب قلت جعلت فداك الیس ینتحلون حبکم ویتو لونکم ویتبرؤن من عدو کم قال نعم

(رجال کشی ۴۵۹ فی الواقفہ)

ہمارے بعد ہمارے شیعہ ناصبیوں سے بھی بدتر بن جائیں گے، میں نے کہا میں آپ پر قربان جاؤں! کیا وہ آنے والے شیعہ آپ لوگوں سے محبت نہیں کریں گے؟ اور کیا وہ

آپ کے دشمن سے بیزاری نہ کریں گے؟ امام نے فرمایا ہاں! بالکل ایسا ہی کریں گے۔

اس سے ثابت ہوا کہ شیعہ ناصبیوں سے بھی بدتر اور درحقیقت محبت اہل بیت کے دعوی کے باوجود بھی یہ بدتر ناصبی ہیں، اپنی ناصبیت کو چھپانے کی خاطر خواہ مخواہ اہل سنت وجماعت پر ناصبیت کا جھوٹا الزام عائد کرتے ہیں۔

اعتراض

خلفا بنوامیہ وبنومروان اوران کے عقیدت مند معاویہ خیل علما ناصبی ہیں۔(تحفہ حنفیہ ۱۹۸)

الجواب

خلفا بنومروان سے تو ائمہ اہل بیت کی رشتہ داری تھی ولید بن عبدالملک بن مروان حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی پوتی کا شوہر تھا۔

حوالہ: کان لزید ابنته اسمها نفسیه خرجت الی الولید ابن عبدالملك بن مروان فولدت له وماتت بمصر ولها هناك قبر یزار وهی التی تسمیها اهل مصر الست نفسیة و یعظمون شانها و یقسمون بها (عمدة الطالب ۷۰)

زید بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی ایک صاحبزادی جن کا نام نفیسہ تھا وہ عبد الملک بن مروان کے نکاح میں تھیں ان سے ولید کو اولاد ہوئی اوران کا انتقال مصر میں ہوا وہیں ان کی قبر ہے جو زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔اور وہ وہی ہیں جن کو اہل مصر سیدہ نفیسہ کا نام دیتے ہیں اوران کی نہایت تعظیم کرتے ہیں اوران کی قسمیں کھاتے ہیں۔

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی پوتی کا نکاح سلیمان بن ہشام بن عبدالملک بن مروان سے ہوا۔

حوالہ: و تزوجت رملة بنت محمد بن جعفر بن ابی طالب (سلیمان) ابن هشام بن عبدالملك (کتاب المجید ۴۴۹)

رملہ بنت محمد بن جعفر بن ابی طالب کا نکاح سلیمان بن ہشام بن عبدالملک سے ہوا۔

قارئین کرام! اب شیعوں کو چاہیے کہ وہ ائمہ اہل بیت سے اظہار برأت کریں جنہوں نے اپنی بیٹیوں کا نکاح بنی امیہ خاندان میں کیا نہ صرف بنی امیہ کے خاندان میں بلکہ اولاد مروان میں کیا۔ اب ہم شیعوں سے پوچھتے ہیں کہ جن لوگوں نے اولاد مروان کے ساتھ رشتہ داری کی ان کے لئے کیا حکم ہے۔ ہمارا یہ اعتراض شیعہ اصول کے مطابق ہے۔

اعتراض

البدایہ کی عبارت فقال سعد ابن ابی وقاص لمعاویه ثم وقعت فی علی شتمة سعد صحابی نے معاویہ سے کہا کہ تو علی بن ابی طالب کو گالیاں دینے لگا۔ (تحفہ حنفیہ ۱۹۹)

الجواب

یہ روایت متصلا سند سے مروی نہیں۔ کیونکہ اس روایت کے راوی ابونجیح یسار المکی کا سماع حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں یسار المکی کی حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مرسل روایتیں مروی ہیں۔ علامہ علائی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں:

یسار المکی ابونجیح والد عبدالله قال ابو زرعة روایته عن عمر رضی اللہ عنہ مرسلة و کذالك عن سعد (جامع التحصیل ج ۱ ص ۳۰۲)

عبداللہ کے والد ابونجیح یسار المکی کے لیے امام ابوزرعہ فرماتے ہیں ان کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ

سے روایتیں مرسل ہیں اسی طرح حضرت سعد سے بھی۔

حوالہ: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ارسل عن عمر وسعد و قیس بن سعد بن عبادۃ مخزومۃ بن نوفل

(تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۳۲۱، تہذیب الکمال ج ۳۲ ص ۳۹۸)

حوالہ: الجرح والتعدیل ج ۹ ص ۳۰۶، معانی الاخبار ج ۵ ص ۲۸۳، حضرت عمر حضرت سعد، قیس بن سعد بن عبادہ اور حضرت مخزومہ بن نوفل سے مرسلاً روایتیں بیان کرتا ہے۔

سند کے دوسرے راوی عبداللہ بن ابو نجیح کو محدثین نے قدریہ اور معتزلہ لکھا ہے۔

حوالہ: امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

کان مشھورا بالقدر (تہذیب ج ۶ ص ۴۹) ابن ابو نجیح مشہور قدریہ تھا۔

حوالہ: علامہ عجلی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

کان یری القدر افسدہ عمرو بن عبید (تہذیب ج ۲ ص ۴۹)

عمرو بن عبید نے اس کا عقیدہ خراب کر دیا تھا یہ قدریوں کی رائے رکھتا تھا۔

حوالہ: امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو مدلس کہا ہے۔

ذکرہ النسائی فیمن کان یدلس (تہذیب ج ۶ ص ۴۹ التبیین اسماء المدلسین ج ۱ ص ۳۷) امام نسائی نے اس کو مدلسین میں ذکر کیا ہے۔

حوالہ: قال یحییٰ بن سعید کان قدریا (التعدیل والتجریح ج ۳ ص ۹۴۸)

یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں کہ یہ قدریہ تھا۔

حوالہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

سمعت البخاری قال عبداللہ بن ابی نجیح کان یھتم بالاعتزال و القدر (ضعفاء العقیلی ج ۲ ص ۳۱۷ مغانی الاخبار ج ۳ ص ۱۷۷)

امام بخاری سے سنا ہے کہ عبداللہ ابن ابونجیح مسئلہ قدر و اعتزال کے ساتھ متہم تھا۔

حوالہ: جریر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ:

رأیت بن ابی نجیح ولم اکتب عنہ کان یری القدر (ضعفاء العقیلی ج ۲ ص ۳۱۷)

میں نے ابن ابونجیح کو دیکھا مگر اس سے روایت نہیں لکھی، کیونکہ وہ قدریوں کا عقیدہ رکھتا تھا۔

علامہ علی مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قال کان یریٰ الاعتزال (ضعفاء العقیلی ج ۲ ص ۳۱۷)

عبداللہ بن ابونجیح معتزلہ کا عقیدہ رکھتا تھا۔

عبداللہ بن ابونجیح نے اپنے باپ سے یہ روایت معنعن بیان کی ہے۔ جیسا کہ البدایہ والنھایہ میں ہے محدثین نے اصول حدیث کی کتابوں میں تصریح فرمائی ہے کہ مدلس کا عنعنہ مقبول نہیں۔ لہٰذا یہ روایت ضعیف و غیر مقبول ہے، اسے بطور حجت پیش نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی تھے، ان پر ناصبیت کا الزام عائد کرنا ذریت ابن سبا کی انتہائی کمینگی ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی

خواہش کے احترام میں اپنے بیٹے کا نام بھی معاویہ رکھا تھا۔ (عمدۃ القاری ج ۱۳ ص ۳۷)

اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں معاذ اللہ ناصبیت ہوتی تو حضرت عبداللہ بن جعفر ان سے دوستانہ مراسم کیسے قائم رکھتے؟ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے دوستانہ تعلقات تھے اور ان پر ناصبیت کا اعتراض نجدی جیسی گندی ذہنیت کی پیداوار ہے۔

قاضی ابوبکر بن عربی پر اعتراض ناصبیت

نجدی نے بحوالہ ابن خلدون ج ۱ ص ۱۸۱ اعتراض کیا ہے کہ ابن عربی نے فتویٰ دیا تھا کہ حسین بن علی اپنے نانا کی تلوار سے قتل ہوا ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۲۰۲)

الجواب

علامہ ابن خلدون نے مذکورہ عبارت ابن عربی کی کتاب العواصم کے حوالے سے لکھی ہے۔ اور ساتھ ہی اس کی تردید بھی کی ہے، مگر ابن عربی کی العواصم میں مذکورہ عبارت موجود نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ عالم محقق خواجہ انصاری کو بھی علامہ ابن خلدون کے حوالہ کے باوجود یہ عبارت ابن عربی کی کتابوں میں نہ مل سکی۔

وقد طالعت [illegible] الزلال [illegible] (روضات الجنات ج ۸ ص [illegible]) [illegible] علامہ نے اسے عاجز کر دیا ہے۔

جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ الحاقی عبارت ہے اس [illegible] خواجہ انصاری نے اس عبارت کی تو تلخ [illegible] کر دیا ہے۔

والحق ان لهذا لعبارة معنى صحيحاً

(روضات الجنات ج ۸ ص ۲۵ تذکرۃ القاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن العربی المعافری)

حق اور انصاف یہ ہے کہ ابن عربی کی اس عبارت کا مفہوم و مطلب درست ہے۔

جس عبارت پر شیعہ محقق خوانساری نے اعتراض وارد نہیں کیا بلکہ اس کے مفہوم کو درست قرار دیا ہے اس مصنوعی عبارت کو بنیاد بنا کر اہل سنت و جماعت پر اعتراض کرنا نجفی کی خود شیعہ کتب سے جہالت و بے خبری کی دلیل ہے۔

اعتراض

کتاب اہل سنت تاریخ ابن خلکان ج ا ص ۴۱۳ ذکر الکیاہ الحراسی میں لکھا ہے کہ غزالی مجوسی نے فتویٰ دیا ہے کہ یزید مؤمن ہے اور اس کے لئے دعاء خیر کرنا مستحب ہے اور الصواعق المحرقہ ۱۳۳ میں غزالی کا یہ فتویٰ لکھا ہے کہ واعظ کے لئے امام حسن اور امام حسین کی شہادت بیان کرنا گناہ ہے کیونکہ اس سے دلوں میں صحابہ کا بغض پیدا ہوتا ہے ان دو فتووں کی وجہ سے ہم اس غزالی کو کتے اور خنزیر سے بھی زیادہ نجس جانتے ہیں۔ (تحفہ حنفیہ ۲۰۲)

الجواب

جس امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے جاہل نجفی نے اپنی مادری زبان میں بکواس کی ہے اس امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو شیعہ مذہب کے بہت بڑے عالم نور اللہ شوستری نے حجۃ الاسلام لکھا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں (مجالس المؤمنین ج ۲ ص ۱۹۱)

حوالہ ۲: شیعہ مذہب کے چوٹی کے عالم شیخ بھائی نے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو حجۃ الاسلام

لکھا ہے۔(کشکول بھائی ج ا ص ۹۶)

حوالہ ۳: شیعہ مذہب کے چوٹی کے عالم محقق خوانساری نے بھی ان کو امام اور حجۃ الاسلام لکھا ہے: الشیخ المتبحر الامام حجۃ الاسلام (روضات الجنات ج ۸ ص ۱)

حوالہ ۴: امیر غیاث الدین منصور شیرازی نے بھی ان کو حجۃ الاسلام لکھا ہے۔ (مجالس المؤمنین ج ۲ ص ۱۹۳)

میرا ایک سوال

کیا شیعہ مذہب میں جو شخص کتے اور خنزیر سے بدتر ہو اسے امام اور حجۃ الاسلام کہا جاتا ہے؟ اگر یہی بات ہے تو شیعوں کے سینکڑوں علما مثلاً ملا باقر مجلسی، محقق حلی، محمد بن یعقوب کلینی، شیخ صدوق، شیخ مفید عبداللہ المامقانی الراوندی سارے خنزیر اور کتے سے بدتر قرار پائیں گے کیونکہ شیعہ نے ان کو بھی حجۃ الاسلام قرار دیا ہے اور شیعہ کے مزعومہ حاملان وحی ائمہ کا کیا بنے گا؟ اور پھر خود نجفی بھی کتے اور خنزیر سے بدتر قرار دیا جائے گا کیونکہ شیعہ اسے بھی حجۃ الاسلام قرار دیتے ہیں۔

حوالہ ۵: محقق خوانساری نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ:

تسلم العامة والخاصة له لقب حجة الاسلام (روضات الجنات ج ۸ ص ۱)

سنی اور شیعوں نے ان کے لقب حجۃ الاسلام کو تسلیم کیا ہے۔ امام غزالی کے بارے میں شیعہ علما نے ''رحمۃ اللہ علیہ'' لکھا ہے۔

حوالہ ۶: شیعہ مذہب کے چوٹی کے عالم نور اللہ شوستری نے لکھا ہے کہ:

حجة الاسلام محمد الغزالی الطوسی رحمة الله علیه (مجالس المؤمنین ج ۲ ص ۱۹۱)

اگر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ناصبی ہوتے تو انہیں ''رحمۃ اللہ علیہ'' نہ لکھا جاتا۔ کیا شیعہ مذہب میں جو شخص ناصبی ہو اس کے لئے اس طرح دعا کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر کروڑ رحمتیں نازل فرمائے۔

حوالہ ۸: شیعہ محقق خوانساری نے لکھا ہے کہ:

و قد ذکرہ صاحب مجالس المؤمنین مع نهایة التمجید والتبجیل وعدہ من الشیعة الامامیة (روضات الجنات ج ۸ ص ۴)

صاحب مجالس المؤمنین نور اللہ شوستری نے بے حد عزت و تعظیم کے ساتھ امام غزالی کا ذکر کیا ہے اور ان کو شیعہ امامیہ میں شمار کیا ہے۔

کیا جو شخص ناصبی ہو اس کا ذکر عزت اور احترام کے ساتھ ہوتا ہے؟

حوالہ ۹: علی بن عبد العالی المحقق الکرکی العاملی نے بھی کہا ہے کہ:

" الغزالی منا'' (روضات الجنات ج ۸ ص ۱۳) غزالی ہم میں سے ہے۔

امام غزالی ہمارا آدمی ہے

اگر امام غزالی ناصبی ہیں (معاذ اللہ) تو ان کو الغزالی منا کہنے والے خود ناصبی قرار پائیں گے۔

حوالہ ۱۰: شیعہ مذہب کے چوٹی کے عالم ملا محسن کاشی نے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب سے خوب استفادہ کیا، اس کا رجحان بھی یہی ہے، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ شیعہ ہے۔

ومنهم المولی محسن الکاشی صاحب الوافی الصافی کما یظهر من کتب اخلاقه الماخوذة غالباً من کتب هذا الرجل (روضات الجنات ج ۸ ص ۱۳)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو شیعہ سمجھنے والوں میں سے کتاب الصافی اور وافی کا مصنف ملا محسن کاشی ہے۔ جیسا کہ اس کے اخلاق کے بارے میں لکھی ہوئی کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ غالباً یہ کتابیں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں سے ماخوذ ہیں۔ شیعہ عالم ملا محسن کاشی نے تو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب سے متاثر ہو کر ان کی کتاب احیاء العلوم کا خلاصہ محجة البیضاء فی تهذیب الاحیاء کے نام سے لکھا ہے۔

حوالہ ۱۱: شیخ بھائی نے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کو مفید قرار دیا ہے:

و صنف الکتب المفیدة (روضات الجنات ج ۸ ص ۱۵)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے مفید کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔

حوالہ ۱۲: محقق خوانساری نے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تمام کتب کو نافع اور مفید قرار دیا ہے۔

ثم ان مصنفات الرجل کثیرة بالعربیة والفارسیة فی فنون شتی من العلوم العقلیة والشرعیة والادبیة و الصناعیة و کلها نافعة مفیدة

(روضات الجنات ج ۸ ص ۱۷)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی عقلی، شرعی، ادب اور مختلف علوم وفنون پر عربی اور فارسی زبان میں متعدد تصانیف ہیں آپ کی ساری کتابیں نافع اور مفید ہیں۔

عند الشیعہ اگر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ گنہگار ہیں تو پھر ان کو امام اور رحمۃ اللہ علیہ کہنے والے بھی یقیناً شریک گناہ ہونے چاہئیں، جنہوں نے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی بے حد تعریف وثنا بیان کی ہے۔

اور جہاں تک شہادت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی روایات کی بات ہے تو الصواعق المحرقہ

میں خود ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی ہے کہ:

انہوں نے قتل حسین رضی اللہ عنہ کی روایت اور اس کے بعد ہونے والے واقعات کی حرمت کے متعلق جو کچھ بیان کیا ہے وہ میرے اس بیان کے خلاف نہیں جسے میں نے اس کتاب میں ذکر کیا ہے۔ کیونکہ یہی وہ سچا بیان ہے جس سے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جلالت اور ان کے نقائص سے بری ہونے کا اعتقاد واجب ہو جاتا ہے اس کے برعکس جاہل واعظین موضوع اور جھوٹی روایات بیان کرتے ہیں وضاحتِ محامل اور اس حق کی توضیح بھی نہیں کرتے جس کے مطابق اعتقاد ہونا چاہیے اور ہماری بیان کردہ حقیقت کے خلاف عوام الناس کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے بغض اور تنقیص کے درپے کر دیتے ہیں۔ (الصواعق المحرقہ ۷۴۰، اردو نوری بکڈپو)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ واعظین موضوع اور جھوٹی روایات بیان کرتے ہیں محامل کی توضیح بھی بیان نہیں کرتے، لہذا ایسے واعظین کو شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کی روایات بیان کرنا حرام و ناجائز ہے۔

شیعہ علما کی گواہی

اس طرح خود شیعہ علما نے بھی تصریح کی ہے کہ واعظین جھوٹی اور بے سروپا روایتیں بیان کرتے ہیں جس کی وجہ سے ائمہ اہل بیت کی توہین ہوتی ہے۔

حوالہ: اس بات کا چوتھا شاہد کہ:

ان لوگوں میں خلوص نہیں ہے وہ مجالس کی ظاہری کامیابی کے لیے (جو آج

کل صرف فضائل سن کر واہ واہ کرنے اور مصائب سن کر آہ و بکا کرنے میں منحصر ہے) جھوٹی روایات اور بالکل بے سروپا واقعات کو بے تحاشا بیان کرتے ہیں اور اپنی عاقبت برباد کرتے ہیں اور تو اور خود خدا اور رسول خدا اور ائمہ ھدیٰ پر کذب وافترا پردازی کرنے میں ذرہ برابر بھی شرم وحیا نہیں کرتے جو کہ اکبر الکبائر گناہ ہے۔(اصلاح الرسوم ۱۳۵)

محمد حسین نجفی نے مزید لکھا ہے کہ:

یہ لوگ اس قدر جری و بے باک ہوگئے ہیں کہ بلا جھجک امام یا اہل حرم کی طرف وہ کلمات اور افعال منسوب کرتے ہیں جس سے ان کی سراسر توہین ہوتی ہے۔(اصلاح الرسوم ۱۳۵)

ایسی صورتحال کو دیکھتے ہوئے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے واعظین کے لئے مقتل حسین علیہ السلام کی روایات کو بیان کرنا حرام قرار دیا ہے تو کون سا گناہ کیا ہے۔ایسی روایات سے توہین اہل بیت لازم آتی ہے۔

ابن حزم اور ابن تیمیہ پر اعتراض ناصبیت

اعتراض

نجفی نے ابن حزم اور ابن تیمیہ کو ناصبی لکھا ہے۔(تحفہ حنفیہ ۲۰۲،۲۰۳)

الجواب

ابن حزم اور ابن تیمیہ دونوں وہابی تھے، ناصبیت، رافضیت وہابیت ایک ہی چیز کے

مختلف نام ہیں۔ ان دونوں وہابیوں کی وجہ سے اہل سنت و جماعت پر اعتراض کرنا درست نہیں اور نہ ہی ہم ان کی عبارتوں کے ذمہ دار ہیں۔ ہمارے اکابرین نے ان کے عقائد باطلہ سے بیزاری کا اظہار کیا ہے۔ یہ نجفی کی جہالت ہے کہ جن لوگوں سے ہم پہلے ہی اظہار برأت کر چکے ہیں انہیں بنیاد بنا کر اعتراض کرنا عوام الناس کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے۔

ابن کثیر دمشقی پر اعتراض ناصبیت

اعتراض

نجفی نے ابن کثیر دمشقی پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس نے اپنی کتاب (البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۲۸۹ باب الانوار) میں لکھا ہے کہ نبی کریم کی بیٹی جناب فاطمہ زہرا ایک عام عورت تھی اور معصومہ عورت نہیں تھی۔ (تحفہ حنفیہ ۲۰۳)

الجواب

علامہ ابن کثیر پر شیعہ کی طرف سے اعتراض کی اصل وجہ یہ ہے کہ انھوں نے شیعوں کو کتے اور خنزیر سے بھی بدتر سمجھا ہے اپنی دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے شیعوں نے مذکورہ اعتراض کی صورت میں ایک ناکام چال چلی ہے۔ علامہ ابن کثیر نے تو صرف اتنا لکھا ہے کہ:

امرأة من بنات آدم تاسف كمايا ياسفون وليست بواجبة العصمة

(البدایۃ والنہایہ ج ۵ ص ۲۸۹)

حضرت سیدتنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت آدم میں سے ایک عورت تھیں، ان کو بھی اسی طرح دکھ ہوتا تھا جس طرح اوروں کو ہوتا ہے اور انبیاء کی طرح عصمت بھی ان کے لئے واجب نہیں۔

بتایئے اس عبارت میں کون کی توہین ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے لئے خود شیعہ عصمت تسلیم نہیں کرتے۔ بیشتر شیعہ کا یہ عقیدہ چودہ معصوم والا مشہور عقیدہ کسی سے اوجھل نہیں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا، بی بی صغریٰ اور بی بی سکینہ رضی اللہ عنہا کو بھی خود شیعہ معصوم تسلیم نہیں کرتے۔ سب سے بڑے ناصبی تو یہ خود ہوئے۔ ملا باقر مجلسی نے بھی تصریح کی ہے کہ ائمہ کے زمانے میں شیعہ راوی ائمہ اہل بیت کو معصوم تصور نہیں کرتے تھے۔

حوالہ نہم چنانچہ از احادیث ظاہر میشود کہ جمعی از رواۃ وبانکہ در اعصار ائمہ بودہ اند از شیعیان اعتقاد بعصمت ایشان نداشتہ اند بلکہ ایشان را از علما نیکوکار میدانستہ اند چنانچہ از جال کشی ظاہر میشود و مع ذالک ائمہ حکم بایمان بلکہ بعدالت ایشان میکردہ اند

(حق الیقین ۵۴۲ مطبوعہ ایران و اسلام و کفر و ارتداد)

احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ ائمہ کے زمانہ میں شیعہ راویوں کی ایک جماعت ائمہ اہل بیت کو معصوم تصور نہیں کرتی تھی بلکہ ان کو نیک علما کی طرح شمار کرتے تھے۔ جیسا کہ

رجال کشی سے ظاہر ہوتا ہے اس کے باوجود بھی ائمہ نے ان کے عادل اور صاحب ایمان ہونے کے متعلق حکم جاری فرمایا ہے۔

اس عبارت سے ظاہر ہوا کہ اگر شیعہ کے نزدیک اگر کوئی شخص بارہ ائمہ کی عصمت کو تسلیم نہ کرے تو بھی وہ صاحب عدالت اور ایمان ہے اس کے ایمان میں کسی طرح کی کوئی برائی نظر نہیں آتی۔

نوٹ: عصمت سے مراد عام عرفی نہیں بلکہ مخصوص شیعہ اصطلاح والی عصمت مراد ہے۔

قارئین کرام! شیعہ والی مخصوص عصمت کو غیر لازم قرار دینے کی وجہ سے اگر علامہ ابن کثیر ناصبی ہے تو پھر وہ بے شمار شیعہ راویان حدیث جو کہ ائمہ اہل بیت کی عصمت کے قائل نہ تھے وہ بدرجہ اولیٰ ناصبی اور کتے اور خنزیر سے بدتر قرار پائیں گے۔ جن شیعہ راویان احادیث نے ائمہ اہل بیت کو معصوم تصور نہیں کیا تو انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق یہ عقیدہ کہاں سے رکھا ہوگا۔ لہٰذا سب سے بڑا ناصبی تو ان کو ہونا چاہئے اور ان مزعومہ ائمہ معصومین کو کیا کہیں گے جنھوں نے ایسے راویوں کے ایمان وعدالت پر مہر ثبت کی۔

ع اک گناہ یہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

ابن خلدون اور عبدالغنی مقدسی پر اعتراض ناصبیت

نجفی نے بحوالہ تاریخ نواصب ۴۲ ابن خلدون کے لئے لکھا ہے کہ یہ ناصبی حضرت علی کی اولاد سے منحرف تھا۔ اور حافظ زاہد نور ہیثمی امام اہل سنت ابن خلدون پر لعنت کرتا

تھا۔ مزید لکھا ہے کہ تاریخ نواصب ۹۳ میں لکھا ہے کہ عبدالغنی مقدسی سے یزید کی خلافت کے بارے میں سوال ہوا تو اس نے کہا یزید کی خلافت صحیح ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۲۰۳)

الجواب

تاریخ نواصب غیر معروف اور غیر معتبر کتاب ہے۔ اسے بطور حوالہ پیش نہیں کیا جا سکتا ۔شیعہ عالم ملا باقر مجلسی نے ابن خلدون کی تعریف کی ہے اور اسے المؤرخ الکبیر لکھا ہے۔ (بحار الانوار ج ا ص ۲۶) بے شمار شیعہ راوی ائمہ اہل بیت سے منحرف تھے اس کے باوجود بھی وہ شیعہ کتب کی زینت ہیں۔ شیعہ مذہب کے آیت اللہ الخوئی نے لکھا ہے کہ:

لاینبغی الشك فی ان عثمان بن عیسی کان منحرفاً عن الحق و معارضاً للرضا علیه السلام و غیر معترف بامامته وق، استحل اموال الامام علیه السلام ولم یدفعها الیه ! واما توبته ورده الاموال بعد ذلك فلم تثبت فانها روایة نصر بن الصباح وهو لیس بشیء ولکنه مع ذلك کان ثقة بشهادة روایة الشیخ نصر بن صباح وهو لیس بشیء وعلی بن ابراهیم وابن شهر اشوب (معجم رجال الحدیث ج ۱۱ ص ۱۲۰ عثمان بن عیسی)

اس بات میں شک کرنا مناسب نہیں کہ عثمان بن عیسی حق سے منحرف، امام رضا رضی اللہ عنہ کا مخالف اور ان کی امامت کا قائل نہ تھا۔ اس نے مال امام کو حلال جانا اور امام رضا کے حوالے نہیں کیا۔ اس کی توبہ اور امام رضا کو مال واپس کرنے والی روایت ثابت نہیں

کیونکہ یہ روایت نصر بن صباح کی ہے اور وہ ضعیف ہے۔ان ساری باتوں کے باوجود یہ عثمان بن عیسی ثقہ راوی ہے اس کی توثیق پر ابن قولویہ، شیخ طوسی علی بن ابراھیم اور ابن شھر اشوب کی شہادتیں موجود ہیں۔ یہ عثمان بن عیسی امام موسی کاظم ؓ کا وکیل تھا امام موسی کاظم ؓ نے بہت زیادہ مال اس کے حوالے کیا تھا۔ امام موسی کاظم ؓ کے وصال کے بعد شیعہ مذہب کے اس مایہ ناز سپوت کی آنکھیں پتھرا گئیں، اس نے مال امام کو محرم کی نیاز سمجھ کر ہضم کر ڈالا جب امام رضا نے اس سے اپنے والد کے مال کا مطالبہ کیا تو اس نے امام رضا کی امامت کا ہی انکار کر ڈالا اور کہا کہ اگر آپ کے والد فوت نہیں تو بھی آپ کو مال لینے کا کوئی حق نہیں اگر وہ وصال بھی کر چکے ہیں تو بھی آپ کا حق نہیں بنتا کیونکہ انہوں نے آپ کو مال دینے کا کوئی حکم مجھے نہیں دیا تھا۔

یہ ساری باتیں معجم رجال الحدیث ج ۱۱ ص ۱۲۰ پر موجود ہیں۔

قارئین کرام! آیت اللہ الخوئی، علی بن ابراھیم شیخ طوسی، ابن قولویہ اور ابن شھر اشوب کو ڈوب کر مر جانا چاہیے کہ ایسے ناصبی کو جس نے مال امام کو ہضم کر ڈالا، امام رضا کی مخالفت کی، انکی امامت کا انکار کیا، اس کے باوجود ان علما شیعہ نے اس راوی کو اپنے مذہب کا مایہ ناز سپوت تسلیم کر کے ثقہ قرار دیا ہے۔ اگر غیر معروف اور غیر معتبر کتاب کے حوالہ کی بنیاد پر ابن خلدون کے بارے میں اعتراض ہے تو پھر یہی اعتراض عثمان بن عیسی اور اسے ثقہ کہنے والے شیعہ علما پر بھی ہونا چاہیے۔ اگر ان شیعہ علما کے لئے یہ کہا جائے کہ ایک غلیظ ترین ناصبی کو ثقہ قرار دینے کی وجہ سے یہ لوگ کتے

اور خنزیر سے بھی بدتر ہیں تو میرے خیال سے کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے شیعہ مذہب کا یہ ہونہار سپوت تقریباً ۱۷۴۳ احادیث کا راوی ہے اور شیعوں کی گندی زبان بھی اس گندے عقیدے والے شخص کے لئے خاموش ہے۔

عبدالغنی مقدسی کے متعلق حوالے کی توضیح

یہ حوالہ بھی غیر معروف اور غیر معتبر کتاب تاریخ نواصب سے ماخوذ ہے لہذا حجت نہیں البتہ شیعہ کتب میں تصریح ہے کہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے یزید کے لیے اقرار غلامی کیا۔ ملاحظہ فرمائیں:

ان یزید بن معاویة دخل المدینة وهو یرید الحج فبعث الی رجل من قریش فاتاه فقال له یزید: اتقر لی انك عبد لی ان شئت بعتك وان شئت استرققتك فقال له الرجل والله یا یزید ما انت باکرم منی فی قریش حسبا ولاکان ابوك افضل من ابی فی الجاهلیة والاسلام وما انت بافضل منی فی الدین ولا بخیر منی فکیف اقر لك بماسألت فقال له یزید ان لم تقر لی والله قتلتك فقال له الرجل لیس قتلك ایای باعظم من قتلك الحسین بن علی ابن رسول الله ﷺ فامربه فقتل ثم ارسل ابی علی بن الحسین علیهما السلام فقال له مثل مقالته للقرشی فقال له علی بن الحسین علیهما السلام أرأیت ان لم اقرلك الیس تقتلنی کما قتلت الرجل بالامس ؟ فقال له یزید

لعنه الله بلى فقال له على بن الحسين عليه السلام قد اقررت لك بماسألت انا عبدمكره فان شئت فامسك وان شئت فبع

(مستدرک سفینۃ البحار، ج ا ص ۴۹ بحار الانوار ج ۴۶ ص ۱۳۸ وسائل الشیعہ ج ۶ ص ۲۴۹ خاتمۃ المستدرک روضہ کافی ج ۸ ص ۲۳۴)

یزید بن معاویہ حج کے ارادہ سے مدینہ میں داخل ہوا پھر اس نے ایک قریشی شخص کو بلایا وہ حاضر ہوا تو یزید نے اس سے کہا کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ تم میرے غلام ہو اگر چاہوں تو تمہیں بیچ ڈالوں اگر چاہوں تو اپنی غلامی میں رکھوں، اس قریشی شخص نے کہا خاندان قریش میں تم مجھ سے زیادہ معزز نہیں ہو؟ اور نہ ہی تمہارا باپ ایام جاہلیت اور اسلام میں میرے باپ سے زیادہ افضل تھا اور نہ ہی تم دین کے معاملہ میں مجھ سے افضل ہو پھر میں کس طرح تمہارے لئے اقرار غلامی کروں؟ یزید نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم اگر تم نے غلامی کا اقرار نہ کیا تو میں تمہیں قتل کر ڈالوں گا۔ قریشی شخص نے جواب میں کہا میرا قتل تمہارے لئے امام حسین ؓ سے زیادہ نہیں پھر اس قریشی شخص کو یزید کے حکم سے قتل کیا گیا اس کے بعد یزید نے امام زین العابدین ؓ کو بلوایا بعد ازاں ان سے بھی وہی باتیں کیں جو اس قریشی نوجوان سے ہوئی تھیں۔ امام زین العابدین ؓ نے کہا اگر میں تمہاری غلامی کا اقرار نہ کروں تو مجھے بھی اسی طرح قتل کر دیا جائے گا جس طرح اس شخص کو قتل کیا گیا تھا۔ یزید نے کہا ہاں، بالکل، امام زین العابدین ؓ نے کہا جس بات کا تم نے سوال کیا ہے میں تمہارے لئے اس کا اقرار کرتا ہوں میں مجبور غلام ہوں اگر چاہو تو تم مجھے پاس رکھو اگر چاہو تو بیچ ڈالو۔

شیعہ کتب کے اس حوالے سے ثابت ہوا کہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے یزید کے لئے اقرار غلامی کرلیا تھا اگر کہا جائے کہ آپ نے جان کے خوف سے اس طرح اقرار کیا تھا تو بھی باصول شیعہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی دینی غیرت پر حرف آئے گا کیونکہ پھر تو یہی ثابت ہوگا کہ وہ قریشی نوجوان جس نے پیام اجل کو لبیک کہا اور یزید کی غلامی کو پسند نہیں کیا وہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے زیادہ غیور اور شجاع تھا۔

ثانیاً: حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے شہر سے دور دشت کربلا میں بھی یزید کی غلامی کا اقرار نہیں کیا اور جام شہادت نوش کیا پھر ان کے صاحبزادے نے اپنے ہی شہر میں اپنے والد بزرگوار کے مسلک کے خلاف یزید کے لئے اقرار غلامی کیوں کرلیا۔ ان ساری باتوں کے پیش نظر اگر امام زین العابدین رضی اللہ عنہ پر اعتراض نہیں تو عبدالغنی مقدسی پر اعتراض کیوں ہے؟۔

نوٹ: یہ ساری گفتگو الزاماً ہے اور شیعہ کتب کی روشنی میں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خیر البشر ہونے والی روایت کا جواب

نجفی نے مختلف کتب کے حوالے لکھے ہیں کہ علی بن ابی طالب خیر بشر من شک فیہ کفر علی تمام بشر سے افضل ہیں اور اس میں جو شخص شک کرے وہ کافر ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۲۰۴)

الجواب

یہ روایت بیشک جھوٹی اور من گھڑت ہے۔

حوالہ ا: علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن عراق الکنانی ارشاد فرماتے ہیں کہ:

وھو موضوع (تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ ج ا ص ۵۰) یہ روایت موضوع ہے۔

حوالہ۲: علامہ علی المتقی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

وقال منکر (کنز العمال ج ۱۱ ص ۶۲۵ النکت علی مقدمہ ابن الصلاح ج ا ص ۲۲۱)

خطیب نے کہا ہے کہ یہ روایت منکر ہے۔

حوالہ۳: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الحدیث الباطل علی خیر البشر (لسان المیزان ج ا ص ۲۷۹ ذکر الحر بن سعید النخعی)

حر بن سعید نخعی نے علی خیر البشر والی باطل خبر روایت کی ہے۔

حوالہ۴: حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

الباطل الجلی (میزان الاعتدال ج ا ص ۵۲۱) ظاہر ظہور باطل ہے۔

(ذکر الحسن بن محمد بن یحیٰی بن الحسن)

حوالہ: وھذا مما اتھم بوضعه ابو محمد ھذا (تاریخ الاسلام ج ۶ ص ۱۸۰)

اس روایت کو گھڑنے کے ساتھ یہ ابو محمد متہم ہے۔

حوالہ۵: سبط ابن العجمی نے لکھا ہے کہ:

قال ابن الجوزی والمتھم به الجرجانی الشیعی (الکشف الحثیث ۲۴۳)

ابن الجوزی نے کہا کہ جرجانی شیعہ اس روایت کو گھڑنے کے ساتھ متہم ہے۔

حوالہ۶: علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وھو مما من ینکر علی الحاکم اخراجه (طبقات الشافعیہ ج ۴ ص ۹۲)

اس روایت کو بیان کرنے کی وجہ سے امام حاکم پر اعتراض کیا گیا ہے۔

حوالہ۷: علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں کہ:

هذا حديث منكر لا اعلم رواه سوى العلوى بهذا الاسناد وليس بثابت (تاریخ بغداد ج ۷ ص ۴۲)

یہ حدیث منکر ہے میں نہیں جانتا کہ علوی کے علاوہ کسی اور نے اسے بایں اسناد روایت کیا ہو بہر حال یہ روایت ثابت نہیں۔

حوالہ۸: علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ:

فهو موضوع من الطريقين معاً قبح الله من وضعه

(البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۲۵۹)

یہ روایت دونوں طرق کے ساتھ موضوع ہے اللہ تعالیٰ اس کے گھڑنے والے کو تباہ کرے۔

حوالہ۹: امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

وهذا الحديث كذب (المغنی فی الضعفاء ج ۱ ص ۱۵۵) یہ روایت جھوٹ ہے۔

حوالہ۱۰: علامہ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اخرجه الخطيب وقال هذا حديث منكر لا اعلم رواه سوى العلوى بهذا السناد وليس بثابت (جمع الجوامع ج ۱ ص ۸۴۰)

خطیب نے اس روایت کی تخریج کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث منکر ہے میں نہیں جانتا کہ علوی کے علاوہ کسی اور نے اس سند کے ساتھ روایت کیا ہو، بہر حال یہ سند ثابت نہیں۔

پتھروں سے استنجا کرنے کے متعلق بحث

نجفی نے حسب عادت صرف پتھروں سے استنجا کرنے پر بھی بڑا شور مچایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔(تحفہ حنفیہ ۲۰۷)

الجواب

شیعہ مذہب میں بھی صرف پتھروں سے استنجا کرنا جائز ہے۔

حوالہ ۱: حر عاملی شیعہ نے لکھا ہے کہ:

یجزی من الغائط المسح بالاحجار (وسائل الشیعہ ج ۱ ص ۱۵۳)

پاخانہ کرنے کے بعد صرف پتھروں سے استنجا کرنا جائز ہے۔

حوالہ ۲: شیعہ مذہب کے بہت بڑے پنڈت شیخ طوسی نے لکھا ہے کہ:

ویجوز الاقتصار علی واحد منها (کتاب الخلاف ج ۱ ص ۱۰۳)

پانی یا پتھروں میں سے کسی ایک پر اکتفا کرنا جائز ہے۔

شیعہ عقیدہ امام حسین رضی اللہ عنہ پتھروں سے استنجا کرتے تھے۔

حوالہ: کان الحسین بن علی علیه السلام یمسح بثلاثة احجار

امام حسین رضی اللہ عنہ پتھروں سے استنجا کرتے تھے۔(وسائل الشیعہ ج ۱ ص ۱۲۲)

امام محمد باقر کا فتویٰ پتھروں سے استنجا کرنا جائز ہے

حوالہ: عن ابی جعفر علیه السلام انه قال یجزی من الغائط المسح بالاحجار (وسائل الشیعہ ج ۱ ص ۱۶۶)

امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ پاخانہ کے بعد پتھروں سے استنجا کرنا بھی کافی ہے۔

ان حوالوں سے صاف ظاہر ہے کہ شیعہ مذہب میں بھی پاخانہ کے بعد پانی سے استنجا کرنا ضروری نہیں اگر صرف پتھروں پر اکتفا کیا جائے تو بھی جائز ہے فقہ حنفی میں بھی یہی مرقوم ہے کہ اگر کوئی شخص صرف پتھروں سے استنجا کرتا ہے تو جائز ہے، مگر نجفی نے اپنے مذہب کی کتابیں پڑھے بغیر فقہ حنفی کا اس طرح مذاق اڑایا ہے۔

اعتراض

استنجا کرنا امام اعظم کے نزدیک نماز کے لئے واجب نہیں ہے۔ پس جس مذہب میں نماز کی خاطر پاخانے کی جگہ دھونا واجب نہیں ہے، ان کو کوئی حق نہیں پہنچتا ہے کہ وہ آب استنجا کے بارے میں مفتی بنے پھریں، بلکہ وہ پہلے اپنے مقعد کے گڑ کی طرف توجہ دیں۔ (تحفہ حنفیہ ۲۱۰)

الجواب

چونکہ یہ مسئلہ بعینہ شیعہ کتب میں بھی موجود ہے۔ اس لئے ہم بھی نجفی کی طرح یوں تبصرہ کر سکتے تھے کہ استنجا کا یہ حکم شیعہ مرد و عورت دونوں کے لئے ہے اور شیعہ مذہب میں شیعہ عورتوں کو یہ اجازت دی گئی ہے کہ وہ اپنی اندھی کھوئی کے گڑ کو اگر نہ دھوئیں اور مقعد کی صابن سے صفائی نہ بھی کریں تو بھی شیعہ مذہب میں ان شیعہ عورتوں کی اندھی کھوئی پاک صاف ہے۔ جس مذہب میں جب خود اس طرح کے مسئلہ موجود ہوں ان کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ فقہ حنفی پر اعتراض کریں۔ گھر میں نہیں دانے اماں گئی بھنوانے

مگر اس طرح کا تبصرہ کر کے ہم اپنی علمی کتاب کو معیوب کرنا نہیں چاہتے اور نجفی کی مادری زبان کے بارے میں خاموشی اختیار کرتے ہیں۔

اہم نکتہ

نجفی نے اپنی کتاب میں مقعد، آلۂ تناسل، شرمگاہ، خصیتین اور علت ابنہ کا جابجا ذکر کیا ہے میرے ایک ساتھی نے کہا کہ یہ بچپن کی زبان ہے مادری وراثت میں جو چیز نجفی کو گھر کے ماحول میں گھر کی عورتوں سے سیکھنے کو ملیں وہ بڑھاپے میں یاد رہیں۔

اگر پانی سے استنجا کو واجب قرار نہ دینے کی وجہ سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض ہے تو یہی اعتراض امام حسین رضی اللہ عنہ اور امام محمد باقر رضی اللہ عنہ پر بھی ہونا چاہیے، جنہوں نے بقول شیعہ کتب خود بھی استنجا میں صرف پتھروں پر اکتفا کیا اور دوسروں کو بھی اجازت دی۔

اعتراض

نجفی نے انتہائی بے حیائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اعتراض کیا ہے کہ صحابہ کرام پانی سے استنجا نہیں فرماتے تھے۔ (تحفہ حنفیہ ۲۱۱)

پھر آگے اپنی گندی زبان سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مذاق بھی اڑایا ہے۔

الجواب

شیعہ کتب میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے لیے بھی لکھا ہوا ہے کہ آپ پانی سے استنجا نہیں کرتے تھے۔

کان الحسین بن علی یتمسح من الغائط بالکرسف ولا یغسل (وسائل شیعہ ج ۱ ص ۱۷۰) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ قضائے حاجت کے بعد روئی سے صفائی

کرتے تھے اور آپ پانی سے استنجا نہیں کرتے تھے۔

شیعہ کے اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ پانی سے استنجا نہ کرنا امام حسین ؓ کا بھی مذہب ہے۔ لیکن نجفی نے اس مسئلہ کو بنیاد بنا کر صحابہ کرام ؓ کا مذاق اڑایا ہے، چونکہ نجفی نے انتہائی بازاری اور گندی زبان استعمال کی ہے اس لیے ہم اسے نقل کرنا بھی پسند نہیں کرتے درحقیقت نجفی کا تمسخر صحابہ کرام ؓ سے نہیں بلکہ ائمہ اہل بیت ؓ سے ہے کیونکہ جس مسئلہ کی بنیاد پر صحابہ کرام ؓ کا تمسخر اڑایا گیا وہ مسئلہ خود ائمہ اہل بیت ؓ سے مروی ہے۔ شیعوں کو چاہیے کہ وہ نجفی جیسے بے پدر مولویوں کو لگام دیں ورنہ ان کے اس طرح کے بیہودہ اعتراضات وتبصرے خود ان کے گلے پڑ سکتے ہیں، چونکہ ہم سنی ائمہ اہل بیت کے احترام کو کمال ایمان کی کسوٹی سمجھتے ہیں مگر رافضیوں کے بھائی خارجیوں کو نجفی کے یہ اعتراضات اگر مل گئے تو وہ بھی کتب شیعہ سے اس طرح کے حوالے پیش کر کے اس کے اوپر نجفی جیسے لوگوں کے تبصروں کو پیش کر دیں گے اور معاذ اللہ ائمہ اہل بیت کا اسی طرح سے تمسخر اڑائیں گے جس طرح نجفی نے صحابہ کرام ؓ کا اڑایا ہے۔

اعتراض

صحابہ کرام کے مایہ ناز وکیل شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اپنے فتوے میں حسن بصری کی زبانی صحابہ کی یہ شان بیان کی ہے کہ استنجا کی بابت ان کا حال نہ پوچھا جائے صحابہ پاخانہ کے بعد استنجا میں پتھروں پر گزارہ کرتے تھے کیونکہ وہ پاخانہ مینگنی کی طرح خشک نکالتے تھے اور تم لوگوں کا پاخانہ سرش اور رک کی طرح ہوتا ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۲۱۱)

الجواب

پتھروں سے استنجا کے متعلق ہم پچھلے صفحات میں کافی حوالہ جات پیش کر چکے ہیں مزید تسلی کے لئے سنیے۔

حوالہ ۱: امام محمد باقر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

ویجزیك من الا ستنجاء ثلاثة احجار بذلك جرت السنة من رسول الله ﷺ (وسائل الشیعہ ج ۱ ص ۱۵۲)

استنجا کرنے کے لئے تمہارے لئے تین ڈھیلے ہی کافی ہیں اور حضور ﷺ سے بھی یہ طریقہ جاری ہے۔

اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسی طریقہ پر عمل کیا ہے تو کون سا گناہ کیا ہے؟ اس عمل کی بنیاد پر صحابہ کرام کا مذاق اڑانا خود ائمہ اہل بیت کی توہین نہیں؟

حوالہ ۲: امام محمد باقر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

کان الناس یستنجون بثلاثة احجار لانهم کانوا یأکلون البسر (وسائل الشیعہ ج ۱ ص ۱۶۹)

لوگ تین ڈھیلوں سے استنجا کیا کرتے تھے، اس لئے مینگنی کی طرح خشک پاخانہ کیا کرتے تھے کیونکہ وہ اکثر کھجور وغیرہ کھایا کرتے تھے۔

کیا اس حوالہ میں امام محمد باقر رضی اللہ عنہ بعینہ وہی بات ارشاد نہیں فرما رہے جو امام حسن بصری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کی ہے اس کے

باوجود نجفی اوراس کی ذریت نے امام محمد باقرؒ پر اعتراض کرنے کے بجائے خواہ مخواہ صحابہ کرامؓ پر اعتراض کیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ یا تو شیعہ بالکل ہی جاہل اوران پڑھ ہیں اوران لوگوں نے اپنی کتب کا بھی مطالعہ نہیں کیا یا انتہائی متعصب ہیں کہ اہل سنت وجماعت کی دشمنی میں خود اپنی فقہ کے مسائل پر بھی اعتراض کر ڈالا ہے۔

شیعہ مذہب کا ایک عجیب مسئلہ

شیعہ مذہب میں پیشاب کرنے کے بعد پانی سے طہارت حاصل کرنا واجب ہے اور پاخانہ کے بعد پانی سے استنجا کرنا ضروری نہیں۔امام محمد باقرؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

یجزی من الغائط الاستنجاء بالحجار ولا یجزی من البول الا الماء

(کتاب الخلاف ج ا ص ۱۰۴، تہذیب الاحکام ج ا ص ۵۰، الاستبصار ج ا ص ۵۷)

پاخانہ کے بعد پتھروں سے استنجا کرنا کافی ہے مگر پیشاب کے بعد پانی کے علاوہ کوئی دوسری چیز کافی نہیں۔

اس مسئلہ کو تو کوئی آیۃ اللہ، مجتہد العصر والزمان ہی حل کرسکتا ہے کہ پاخانہ کی کثیر اور انتہائی بدبودار نجاست بھی ڈھیلوں سے استنجا کرنے کی وجہ سے دور ہوجاتی ہے۔اور پاکی حاصل ہوجاتی ہے جبکہ سوراخ ذکر پر پیشاب کی لگی ہوئی قلیل مقدار ڈھیلوں سے پاک کیوں نہیں ہوتی؟ جب یہ باتیں ہم شیعوں سے پوچھتے ہیں تو شیعوں کی گز بھر کی زبان باہر نکل کر دو گز کی بن جاتی ہے اور پھر گالی اور بکواس سے اپنے روحانی آباؤ اجداد کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر اعتراض کا جواب

اعتراض

حضرت عمر کا غلام بیان کرتا ہے کہ جب حضرت عمر پیشاب کرتے تھے تو مجھ کو فرماتے تھے کہ مجھے کوئی چیز دیں جس کے ساتھ میں استنجا کروں میں ان کو کوئی لکڑی یا پتھر دیتا تھا یا حضرت عمر پیشاب کی نالی کو پکڑ کر کسی دیوار یا زمین پر رگڑتے تھے امام اہل سنت بیہقی فرماتے ہیں کہ استنجا کی بابت یہ سب سے زیادہ صحیح طریقہ ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۲۱۲)

الجواب

مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ نجفی کو اس روایت میں کس بات پر اعتراض ہے اگر غلام سے لکڑی یا پتھر وغیرہ مانگنے پر اعتراض ہے تو پھر یہی اعتراض اسے شیعوں کے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ پر بھی کرنا چاہئے، کیونکہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ بھی غلاموں سے اس طرح کی اشیا طلب کرتے تھے۔

حوالہ: حر عاملی شیعہ نے لکھا ہے کہ:

عن روح بن عبد الرحیم قال بال ابو عبداللہ (علیہ السلام) وانا قائم علی راسہ و معی اداوۃ اوقال کوز فلما انقطع شخب البول قال بیدہ ھکذا الی فناولتہ الماء فتوضاء مکانہ (وسائل الشیعہ ج ۱ ص ۱۶۷)

روح بن عبدالرحیم کہتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا اور میں ان کے سر پر کھڑا تھا اور میرے پاس چمڑے کا چھوٹا سا ظرف تھا یا ایک لوٹا تھا جب

پیشاب کی دھار ختم ہوئی تو آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ چنانچہ میں نے پانی پیش کیا جس سے انہوں نے وہیں استنجا کیا۔

اگر دیوار کے ساتھ پیشاب کی نالی کو رگڑ کر استنجا کرنے پر اعتراض ہے تو پھر یہی اعتراض امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ پر بھی ہونا چاہیے، کیونکہ یہ مسئلہ ان سے بھی مروی ہے۔

حوالہ: عن عبداللہ بن بکیر قال قلت لابی عبد اللہ (علیہ السلام) الرجل یبول ولا یکون عندہ الماء فیمسح ذکرہ بالحائط قال کل شیء یابس ذکی (وسائل الشیعہ ج ا ص ۱۶۷)

عبداللہ بن بکیر کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ایک شخص پیشاب کرتا ہے اور اس کے پاس پانی موجود نہیں پھر وہ اپنے آلۂ تناسل کو دیوار کے ساتھ رگڑتا ہے تو آپ کیا فرماتے ہیں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہر خشک چیز پاک کرنے والی ہے۔

اس روایت سے واضح ہوا کہ دیوار کے ساتھ اطہارت حاصل کرنے کی اجازت تو خود ائمہ اہل بیت سے مروی ہے۔ اور دوسری بات یہ بھی ثابت ہوئی کہ اس دور میں دیوار کے ساتھ طہارت حاصل کرنا لوگوں کا معمول تھا امام کا اس پر نکیر نہ کرنا اور اس شخص کو طہارت کا سرٹیفکیٹ دینا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ عمل جائز ہے جب امام نے اس عمل پر کوئی اعتراض نہیں کیا پھر نجفی جیسے جاہل آدمی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ اعتراض کرے۔

اعتراض

نجفی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ والی روایت پر اس طرح تبصرہ کیا ہے کہ شرفاء دیوبند

اس طرح رفع حاجت کے بعد غلاموں کو اور مریدوں کو آواز مارتے ہیں کہ ہمیں استنجا کراؤ جتنی بے حیائی اور بے شرمی اس روایت میں ہے خدا کی پناہ کہ حضرت عمر آلہ تناسل پکڑ کر لوگوں کے سامنے دیوار پر رگڑتے تھے۔ (تحفہ حنفیہ ۲۱۳)

الجواب

پیشاب کرنے کے بعد غلاموں سے ڈھیلہ یا پتھر مانگنا بے حیائی ہے تو جناب من یہ عمل تو خود امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے بھی ثابت ہے تو پھر نجفی جیسی گندی زبان سے معاذ اللہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی کوئی اعتراض کر سکتا ہے کہ وہ استنجا کرانے کے لیے آوازیں مارتے تھے اور لوگوں کے سامنے استنجا کرتے تھے (معاذ اللہ) اس طرح کی بکواسات سے تو خود ائمہ اہل بیت کے دامن پر زد پڑتی ہے اور کس بیوقوف نے کہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کے سامنے اس طرح کرتے تھے لوگوں کے سامنے کا لفظ نجفی کے گھر کی پیداوار ہے شاید اس کے گھر میں اس طرح ہوتا ہوگا۔ اور شیعہ مذہب میں تو اس کی منع بھی نہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

حوالہ: عن عبيدالله المرافقي في حديث انه دخل حماماً با المدينة فاخبره صاحب الحمام ان ابا جعفر عليه السلام كان يدخله فيبدأ فيطلي عانته وما يليها ثم يلف ازاره على اطراف احليله ويد عوني فاطلي سائربدنه فقلت له يوماً من الايام ان الذي تكره ان اراه قد رأيته قال كلا ان النورة سترة

(وسائل الشیعہ ج ا ص ۳۷۸ کتاب الطہارت، فروع کافی ج ۶ ص ۴۹۷ کتاب الزی والتجمل)

عبیداللہ المرافقی کہتا ہے کہ میں مدینہ منورہ کے ایک حمام میں گیا مجھے حمام کے مالک نے بتلایا کہ امام محمد باقر ؓ بھی یہاں آتے ہیں آپ سب سے پہلے اپنی ناف کے نیچے والے بالوں وغیرہ پر چونے کا لیپ کرتے ہیں پھر ایک کپڑا اپنے آلۂ تناسل پر لپیٹ کر مجھے بلاتے ہیں میں ان کے بقیہ جسم پر لیپ کرتا ہوں ایک دن میں نے عرض کیا وہ خاص عضو جس کو آپ مجھے دکھانا پسند نہیں کرتے میں تو اسے یقیناً دیکھ لیا ہے، فرمانے لگے ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا چونے سے اس کو چھپا رکھا ہے اور چونا بھی پردہ کا کام دیتا ہے۔

قارئین کرام! آپ شیعہ راویوں کی بے حیائی ملاحظہ کرسکتے ہیں کہ کس طرح ان لوگوں نے بے حیائی و بے شرمی والے مسائل کو ائمہ کی طرف منسوب کر کے شرم وحیا کا جنازہ نکالا ہے آلۂ تناسل پر چونا لگالو تو پردہ ہوگیا پھر جس کے سامنے آؤ کوئی حرج نہیں ،امام جعفر صادق ؓ کا فتویٰ موجود ہے۔ایسی بے حیائی والی باتوں کے باوجود اہل سنت وجماعت پر اعتراض ہے ''شرم تم کو مگر نہیں آتی'' اور کیا خوب منظر ہوگا جب کوئی شیعہ آیۃ اللہ، حجۃ الاسلام اس طرح چونا لگا کر اپنے گھر کی عورتوں کو محظوظ ولطف اندوز کرتا ہوگا اور میں سمجھتا ہوں کہ جب آیۃ اللہ کی بیٹی باپ کے چونا لگائے ہوئے آلۂ تناسل کو دیکھتی ہوگی تو اس کے تو چودہ طبق روشن ہوجاتے ہوں گے، گھر بیٹھے خمینی کا دربار نظر آجاتا ہوگا اگر کوئی شریف بیٹی اپنے باپ سے یہ کہہ بھی دے ابا جان یہ کیا بے حیائی ہے تو اس آیۃ اللہ کے پاس جواب موجود ہوگا کہ یہ چونا ہے اس سے پردہ ہوجاتا ہے اور تمہیں سب کچھ نظر آنے کے باوجود کچھ نظر نہیں آرہا۔

جن کے ہاں استنجا واجب نہیں ان کی دبر کا مسواک پتھر ہے

اعتراض

اہل سنت کی معتبر کتاب شرح الفیہ ۹۳ اباب اعراب الفعل ابی علما الناس ان یخبرونی بناطقة خرساء مسواکھا الحجر ترجمہ عاجز ہیں علما خبر دینے سے کہ وہ گنگی بولنے والی کیا ہے جس کا مسواک پتھر ہے یہ ایک چیستان ہے دبر کے بارے میں۔ (تحفہ حنفیہ ۲۱۰)

الجواب

﴿۱﴾ استنجا کرنا شیعہ مذہب میں واجب نہیں۔ جیسا کہ گزشتہ صفحات میں اس کے متعلق مع دلائل تفصیلی بحث کی جا چکی ہے۔ اس کے باوجود اسی مسئلہ پر فقہ حنفیہ پر طعن کرنا خود شیعہ کتب سے بے خبری کی دلیل ہے۔

﴿۲﴾ امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح الفیہ علم النحو پر لکھی گئی کتاب ہے اس میں مختلف الفاظ کی توضیح کے لیے مختلف اشعار مرقوم ہیں۔ اس شعر کی حقیقت اتنی ہے کہ لغت کے مشہور عالم ابنِ عربی نے شعر میں موجود لفظ ناطقہ اور خرساء کے متعلق ایک ماہر لغت سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ دبر کو کہا جاتا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو قلم بند کیا ہے۔ یاد رہے کہ ابن عربی لغت النحو کے بہت بڑے عالم ہیں اور خود شیعہ علما نے انہیں امام النحو واللغۃ تسلیم کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: (روضات الجنات ج ۷ ص ۲۷۰)

نجفی نے اپنی گندی ذہنیت کا اظہار کرتے ہوئے اس واقعہ کو بھی مسخری اور استہزاء

کا سبب بنایا ہے۔ مگر نجفی شاید یہ بھول گیا ہے کہ یار لوگوں کی کتابوں میں جو درھائے گرانمایا پائے جاتے ہیں وہ بھی کسی سے مخفی نہیں۔

ایک دکاندار کا سلطان شاہ عباس شیعہ کی دبر کے ساتھ مذاق

شیعہ عالم نعمۃ اللہ الجزائری نے لکھا ہے کہ:

فاتی لیلة الی بقال فقال ایها البقال انا رجل فقیر ولیس عندی الا نصف فلس و ارید هذه اللیلة لانام فاعطنی بهذا النصف شمعة تشتعل الی الصباح فقال الشمعة لا یکون هذا حالها ولکن ابعیك راسا من الثوم کبیرا تضعه فی دبرك فانه یشتعل به الی الصباح ولاتقدر ان تنام فضحك و مضی عنه (انوار النعمانیہ ج۴ ص۱۴۹)

ایک رات شیعہ سلطان شاہ عباس صفوی دکاندار کے پاس آیا اور اس سے کہا میں ایک غریب آدمی ہوں اور میرے پاس نصف روپیہ ہے میں آج ساری رات سونا نہیں چاہتا مجھے نصف روپیہ میں ایسی شمع دیدو کہ صبح تک جلتی رہے اس دوکاندار نے کہا (جو کہ غالباً شیعہ ہوگا کیونکہ ایسی زبان شیعہ ہی استعمال کرتے ہیں) شمع تو ایسی ہوتی ہی نہیں البتہ میں تم کو بڑا سا لہسن دے سکتا ہوں اسے تم اپنی دبر میں ڈالدو صبح تک جلتا بھی رہے گا اور تم سو بھی نہ پاؤ گے۔ سلطان ہنسا اور لہسن لے کر چل دیا۔

اگر نعمۃ اللہ جزائری، شیعہ سلطان شاہ عباس صفوی کی دبر کا اس طرح مذاق نہ اڑاتا تو کیا شیعہ مذہب میں اس کی کتاب ''انوار النعمانیہ'' کو مقبولیت حاصل نہ ہوتی۔

شیعہ علما کا شیعہ عورت کی شرمگاہ سے مذاق

شیعہ عالم نعمۃ اللہ جزائری نے لکھا ہے کہ:

وقد تمتع رجل من اصحابنا امرأة و كان ذلك فقيراً فصار القرار على درهمين تقريباً فجامعها تلك الليلة خمس مرات فلما اصبح طالبته بالدرهمين ولم يكن عنده شيء فالحت عليه بحضور جماعة من المؤمنين فقالت ايها الناس انه جامعها خمس مرات ولم يعطها شيئا فقال لها يا حبابة تعالى ثم انه نام ورفع ارجله وقال تعالى جامعيني سبع مرات عوض الخمس مرات فقال الحاضرون الحق مع العالم

(انوار النعمانیہ ج۴ ص ۱۱۷)

ہمارے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ دو درھم کے عوض متعہ کا معاہدہ کیا اور وہ شخص انتہائی قلاش تھا، اس رات اس شخص نے اس عورت کے ساتھ پانچ مرتبہ متعہ کیا صبح کے وقت اس عورت نے دو درھم طلب کئے تو اس ''مؤمن'' شخص کے پاس دینے کے لئے پھوٹی کوڑی بھی نہ تھی وہ عورت وہاں پر موجود مؤمنین کی جماعت میں مقدمہ لے کر آئی اور کہا کہ اس شخص نے پانچ مرتبہ میرے ساتھ متعہ کیا ہے اور مجھے پیسے بھی نہیں دے رہا اس شخص نے کہا ڈارلنگ یہاں آؤ اور پھر وہ لیٹ گیا اور اپنی ٹانگیں اوپر اٹھا کر کہا یہاں آجاؤ اور میرے ساتھ پانچ مرتبہ کے بجائے سات مرتبہ جماع کرلو (مجھے انکار نہیں) حاضرین نے کہا حق ہمارے عالم کے ساتھ ہے۔

قارئین کرام! آپ نے دیکھا کس طرح شیعہ علما نے شیعہ عورت کی شرمگاہ کا مذاق اڑایا ہے۔ ایک تو اس شیعہ عورت کو پیسے بھی نہیں دیئے، اور پھر ٹانگیں اٹھا کر بھری بزم میں اس کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔

اگر شیعہ عالم نور نعمۃ اللہ جزائری اس طرح کے واقعات کو قلم بند نہ کرتا تو کیا اس کی کتاب انوار النعمانیہ کو شیعہ مذہب والے قدر کی نگاہ سے دیکھتے۔ نعمۃ اللہ جزائری نے شیعہ عورتوں کی شرمگاہ کا مذاق اڑا کر انتہائی زیادتی کی ہے۔

ایک شیعہ عورت کا شیعہ لونڈے کی دبر کے ساتھ مذاق

شیعہ عالم نور نعمۃ اللہ جزائری رقم طراز ہے کہ:

ونظير هذا ان شاباً حسن الصورة من اهل اصفهان كان جالسا في السوق وهو مغرور بحسنه وجماله ويعبث بكل من يمر به فمرت به فتاة جميلة فقال لها ايتها المرلة كيف يباع القبل والدبر عندكم ؟ فقالت له اما القبل فلا يباع بالموازين والمثاقيل واما الدبر فانت اعرف به مني كيف يباع فانقطع من الكلام (انوار النعمانیہ ج۴ ص۱۱۷)

اصفہان شہر کا ایک خوبصورت لڑکا بازار میں بیٹھا تھا اسے اپنے حسن و جمال پر بڑا گھمنڈ تھا جو ہر گزرنے والے کے ساتھ مذاق کرتا وہاں سے ایک خوبصورت لڑکی کا گزر ہوا تو اس لڑکے نے لڑکی کو مخاطب کر کے کہا، تمہارے یہاں شرمگاہ اور دبر کیسے فروخت کی جاتی ہے، لڑکی نے کہا بہر حال شرمگاہ تو ترازو اور باٹوں کے ذریعے فروخت نہیں ہوتی

(بلکہ اس کے لئے متعہ شریف کرنا پڑتا ہے) رہی بات دبر کی تو تم مجھ سے زیادہ اس کے بارے میں جانتے ہو کہ کس طرح دبر کو فروخت کیا جاتا ہے لڑکے کی بولتی بند ہوگئی۔

شیعہ مذہب میں استنجا کے لئے پانی کی مقدار

اعتراض

اہل سنت کی معتبر کتاب فتاویٰ مولانا عبدالحیٔ ۲۰۱، سوال: پیشاب و پاخانہ کے وقت ڈھیلہ کو چھوڑ کر صرف پانی پر اکتفا کرنا روافض کا خاصہ ہے اگر مسلمان ایسا کریں تو ان کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے تو مسلمان کو کیا کرنا چاہیے۔ (تحفہ حنفیہ ۳۱۱)

الجواب

سائل کا مقصد صرف اتنا ہے کہ دیار ھند میں شیعہ بول و براز کے بعد استنجا کرتے وقت ڈھیلے استعمال نہیں کرتے صرف پانی پر اکتفا کرتے تھے علامہ عبدالحیٔ لکھنوی سے سائل نے صرف اس بات کی وضاحت چاہی کہ اگر کوئی سنی مسلمان استنجا میں پانی پر اکتفا کرتا ہے اور ڈھیلے استعمال نہیں کرتا تو اس صورت میں اسے مشابہت کفار تو لازم نہیں آئے گی۔

قارئین کرام! آپ غور فرمائیں کہ اس سوال میں اعتراض کی کون سی بات ہے چونکہ نجفی کی الٹی کھوپڑی ہے اور کھوپڑی میں دماغ کے بجائے کچھ اور ہی بھرا ہوا ہے اس لئے اسے ہر جگہ ایسی بے تکی باتیں سوجھتی ہیں اور شیعہ جتنے پانی سے دبر کا گٹر صاف کرتے ہیں شاید چمار اور بھنگی بھی اس سے زیادہ پانی استعمال کرتے ہوں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملہ میں بھنگی اور چمار بھی شیعوں سے زیادہ صفائی پسند ہیں۔

شیعہ راوی ہارون بن حمزہ استنجائے پانی کے متعلق بیان کرتا ہے۔

عن هارون بن حمزة عن ابی عبدالله (علیه السلام) قال یجزیك من الغسل والاستنجاء ما بلت یمینك (وسائل الشیعہ ج ۱ ص ۱۵۵)

امام جعفر صادق ؒ نے فرمایا تمہیں استنجا کرنے اور اس مقام کو دھونے کے لئے اتنا پانی کافی ہے جس سے تمہارا دایاں ہاتھ تر ہو جائے۔

اور ظاہر ہے کہ صرف تر شدہ دائیں ہاتھ سے استنجا کہاں ہوگا، بلکہ شیعہ مولویوں کی دبر میدان جنگ بن جائے گی۔ اگر اتنے پانی سے استنجا کرنے کے بعد شیعہ مولویوں کی دبر کی خطرناک بدبو فضا کو آلودہ کر رہی ہو تو بھی امام فرماتے ہیں کوئی پرواہ نہیں۔

حوالہ: الریح لاینظر الیها (وسائل الشیعہ ج ۱ ص ۱۵۵) بدبو کو مدنظر نہیں رکھا جائے گا۔

یہ تو پاخانہ کے بعد استنجا کے پانی کی مقدار تھی جو ابھی ہم نے شیعہ کتب سے بیان کی۔ اب پیشاب کے بعد استنجا کے پانی کی حد بیان کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

عن نشیط بن صالح عن ابی عبدالله (علیه السلام) قال سألته کم یجزی من الماء فی الاستنجاء من البول؟ فقال مثلا ما علی الحشفة من البلل (وسائل الشیعہ ج ۱ ص ۱۶۴ باب ان اقل ما یجزی من الاستنجاء من البول)

امام جعفر صادق ؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ پیشاب کے استنجا میں اس قدر پانی کافی ہے جس قدر حشفہ پر تری ہوتی ہے۔ (یعنی ایک قطرہ) (وسائل الشیعہ اردو، ڈھکوج ۱ ص ۲۱۸)

یعنی شیعہ مذہب میں صرف اس قدر پانی سے بھی استنجا کرنا جائز ہے۔ استنجا کے ایسے مسائل کتب شیعہ میں مرقوم ہونے کے باوجود بھی نجفی شیعہ کی ضد ہے کہ استنجا صرف

شیعہ کرتے ہیں اور اتنے پانی سے استنجا کرنا شیعوں کا معیاری استنجا ہے۔ اگر استنجا یہی ہے تو پھر میں شیعہ کو مشورہ دیتا ہو کہ وہ استنجا نہ ہی کیا کریں۔ ایسے استنجا سے استنجا نہ کرنا بہتر ہے اور پھر مسجد میں ریح خارج کرنا بھی جائز ہے۔ ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے کہ:

واما خروج الريح فالعامة يكرهون ذلك لما رووا انه تتاذى به الملائكة والخبر يدل على عدم الكراهة (بحار الانوار ج ۸۰ ص ۳۵۹)

مسجد میں ریح خارج کرنے کو سنی مکروہ جانتے ہیں، کیونکہ ان کی کتب میں روایت ہے کہ اس سے ملائکہ کو تکلیف ہوتی ہے۔ مگر شیعہ روایات سے ثابت ہے کہ مسجد میں ریح خارج کرنا مکروہ نہیں۔

شیعہ مُردوں کی دبر میں روئی ٹھونسی جائے

نجفی نے اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: اہل سنت کی معتبر کتاب فتاویٰ مولانا عبد الحیٔ ۳۰۲، المرأة تدبر بالحجر الاول و تقبل بالثانی و تدبر بالثالث فی کل حال ان کان الزمان صیفاً و تعکس ان کان شتاء اگر موسم گرما ہو تو دیوبندی عورت پاخانہ سے فارغ ہونے کے بعد ایک پتھر تو پاخانہ کی جگہ میں لے اور دوسرا پیشاب کی جگہ میں، اور پھر تیسرا پتھر پاخانہ کی جگہ میں لے، اور ان پتھروں سے خواہ اس کو کتنی تکلیف ہو، اس کو لینے پڑیں گے، اور موسم سرما میں اس کا الٹ کرنا ہوگا۔ (تحفہ حنفیہ ۲۱۳)

الجواب

نجفی نے انتہائی کمینگی اور بے حیائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس طرح کا واہیات اعتراض کیا ہے۔ حالانکہ فتاویٰ عبدالحیٔ کی عبارت کا مطلب صرف اتنا ہے کہ ڈھیلوں

سے استنجا کرتے وقت عورت پہلے پتھر کو پیچھے کی جانب سے آگے کی طرف کھینچے گی اور دوسرے پتھر کو آگے کی طرف سے پیچھے کی جانب اور تیسرے پتھر کو پیچھے کی جانب سے آگے کی طرف کھینچے گی، لیکن چونکہ شیعہ مذہب میں پتھروں سے استنجا کا مطلب شاید یہی ہے کہ دبر اور فرج میں پتھر ڈالنا ہوتا ہے اور جب بھی کوئی شیعہ عالم یا شیعہ عالمہ ڈھیلوں سے استنجا کرتے ہیں تو اپنی دبر اور فرج میں پتھر ڈالتے ہیں، اس لئے نجفی نے اپنے مذہب کے مطابق عبارت کا ترجمہ کیا ہے۔ ویسے شیعہ مذہب میں زندہ تو زندہ مردوں کو بھی معاف نہیں کیا گیا۔ شیعہ عالم ابن ادریس حلی رقم طراز ہے کہ:

حوالہ: ویحشو القطن فی دبرہ (الاقتصادالھادی ج ا ص ۲۵۰، کتاب الاسرار ج ا ص ۱۵۵، ذخیرۃ المعاد ج ا ص ۴۰۱، النھایہ ج ا ص ۴۵۲) مردے کی دبر میں روئی کو ٹھونس کر بھرنا چاہئے۔ (الوسیلہ الی نیل الفضیلۃ ج ا ص ۲۱۸)

ابن جنید شیعہ نے تو ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے لکھا ہے کہ عورت کی شرمگاہ نے کون سا قصور کیا ہے کہ اس نعمت غیر مترقبہ سے محروم رکھا جا رہا ہے۔ لہٰذا اس کی شرمگاہ میں ٹھونس کر روئی بھرنا چاہیے، اور ساتھ ہی خوشبو بھی ہوتا کہ لطف دوبالا ہو جائے۔

وقال ابن جنید فاذا غسل حشا القبل والدبر من المرأۃ و الرجل بالقطن والذریرۃ (المختلف ج ا ص ۳۹۷، ۳۹۸)

ابن جنید نے کہا کہ جب میت کو غسل دیا جا چکا ہو تو عورت اور مرد کی قبل اور دبر کو روئی اور ذریرہ سے بھرنا چاہیے۔

نوٹ: کتب لغت میں ذریرہ، زعفران، خوشبو، ستو، پھکی وغیرہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ مطلب جس شیعہ کو جو چیز بآسانی دستیاب ہو سکے وہ استعمال کرے۔ بہر حال دبر اور قبل کو خالی چھوڑنا نہ چاہیے۔ چونکہ شیعہ عورت کو متعہ کا چسکا لگ چکا ہوتا ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ شیعہ مذہب کے مطابق قبر میں کسی کو دعوت بزم آرائی دیدے۔ اس لئے ضروری ہے اس کی شرمگاہ میں روئی تھوڑی زیادہ ڈالنی چاہیے اور چونکہ شیعہ مرد متعہ کرنے کے بعد شیعہ عورتوں کو پیسے نہیں دیتے اور اپنی ٹانگیں اٹھا لیتے ہیں، اس لئے ان کی دبر میں روئی ٹھونسنا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ اسی حالت میں اگر کسی کرموں جلی نے اپنے بھائی یا شوہر کو بلا لیا تو اس شیعہ کا کیا بنے گا اس لیے ایسے مکروہ وقت کے لیے روئی ٹھونسنا انتہائی ضروری قرار دیا گیا ہے۔

کعبۃ اللہ شریف کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنا شیعہ مذہب میں جائز ہے

نجفی نے اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: عن جابر قال رایتہ قبل موتہ بعام یبول مستقبل القبلۃ جابر صحابی روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم کو آنجناب کی وفات سے ایک سال پہلے دیکھا تھا کہ حضور خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے پیشاب فرما رہے تھے۔ (تحفہ حنفیہ ۲۱۵)

الجواب

﴿۱﴾ حدیث جابر رضی اللہ عنہ محدثین کے نزدیک صحیح نہیں۔

حوالہ ۱: حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

وضعف حدیث جابر (التمہید ج ۱ ص ۳۰۶)

حدیث جابر کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔

حوالہ۲: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

ولم یصححه حدیث جابر الذی اشرنا الیه (فتح الباری ج۱ص۲۲۳)

محدثین کے نزدیک حدیث جابر صحیح نہیں جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے۔

﴿۲﴾ بالفرض اگر حدیث کو صحیح تسلیم کر بھی لیا جائے تو بھی احتمال عذر موجود ہے۔

علامہ ابو محمد علی بن زکریا رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

یحتمل ان یکون هذا کان لعذر (اللباب فی الجمع بین السنة و الکتاب ج۱ص۱۹۷) اس بات کا قوی احتمال موجود ہے کہ یہ فعل عذر پر مبنی تھا۔

﴿۳﴾ اگر عذر سے بھی صرف نظر کر لیا جائے تو بھی یہ فعل ہے اور محدثین کے نزدیک قول فعل پر مقدم ہے۔

کعبۃ اللہ شریف کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنے کی ممانعت

عن ابی ایوب الانصاری قال قال رسول الله ﷺ اذا اتیتم الغائط فلاتستقبلوا القبلة بغائط ولابول ولاتستدبروها

(ترمذی شریف ج۱ص۸۱، ابواب الطہارۃ، شرح معانی الآثار ج۵ص۳۲۲)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے قضائے حاجت یا پیشاب کے لئے جاؤ تو قبلہ رخ نہ بیٹھو اور نہ ہی ادھر پیٹھ کرو۔

قال ابو عیسی حدیث ابی ایوب احسن شیء فی هذا الباب واصح

(ترمذی شریف ج۱ص۸۱)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی حدیث اس باب میں اصح اور احسن ہے۔

قول فعل پر مقدم ہے

یہ روایت قولی ہے، اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ قولی حدیث فعلی حدیث پر مقدم ہے۔ لہٰذا اس مسئلہ میں بھی اسی روایت کو ترجیح ہوگی۔ اس سلسلے میں چند حوالے ملاحظہ فرمائیں:

حوالہ ۱: علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

ورجح الاول بانه قول و هذا فعل والقول اولى لان الفعل يحتمل الخصوصية والعذر وغير ذلك (فتاویٰ شامی ج ۱ ص ۳۶۹)

اس مسئلہ میں نہی والی روایت کو ترجیح دی گئی ہے کیونکہ وہ قولی روایت ہے جبکہ حدیث جابر فعلی ہے اور قولی اولیٰ ہے کیونکہ فعل کے اندر احتمال خصوصیت اور عذر موجود ہے۔

حوالہ ۲: علامہ زیلعی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لان القول مقدم على الفعل (تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق ج ۲ ص ۲۹۸)

کیونکہ قول فعل پر مقدم ہے۔ (لہٰذا حدیث ابوایوب کو حدیث جابر پر ترجیح ہوگی)

حوالہ ۳: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں کہ:

القول مقدم على الفعل (مرقاۃ المفاتیح ج ۱۱ ص ۱۶۳ کتاب الحدود)

خلاصۂ کلام حدیث جابر رضی اللہ عنہ محدثین کے نزدیک ثابت نہیں اس کے باوجود احتمال عذر موجود ہے۔ علاوہ ازیں یہ فعل ہے اس کے مقابلہ میں قولی روایات موجود ہیں جن

میں قبلہ رخ بیٹھنے کی ممانعت موجود ہے۔ لہٰذا محدثین اور فقہا کے اصول کے مطابق قولی حدیث کو فعلی حدیث پر ترجیح ہوگی۔ لہٰذا نجفی کا مرجوح روایت کو بنیاد بنا کر اہل سنت و جماعت پر اعتراض کرنا درست نہیں۔ ویسے خود شیعہ مذہب میں قبلہ رخ قضائے حاجت کرنے کی اجازت موجود ہے۔

امام رضا رضی اللہ عنہ کے گھر کی لیٹرین قبلہ رخ تھی

حوالہ: قال دخلت علی ابی الحسن الرضا علیہ السلام وفی منزلہ کنیف مستقبل القبلۃ (تہذیب الاحکام ج ا ص ۲۶)

راوی بیان کرتا ہے کہ میں امام رضا کے گھر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ان کے گھر کا بیت الخلا قبلہ رخ ہے۔

نجفی کو چاہیے کہ وہ پہلے امام رضا رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرے، جن کے گھر کا بیت الخلا بھی قبلہ رخ بنا ہوا تھا۔

شیعہ عالم شیخ مفید کا فتویٰ

شیعہ مذہب کا چوٹی کا عالم شیخ مفید رقم طراز ہے کہ:

واذا دخل الانسان داراً قد بنی فیھا مقعد للغائط علی استقبال القبلۃ او استدبارھا لم یضرہ الجلوس علیہ (المقنعہ ج ا ص ۸)

جب انسان ایسے گھر میں داخل ہو جس میں لیٹرین کا رخ قبلہ کی جانب ہو یا قبلہ کو پشت ہوتی ہو تو بھی اس میں قضائے حاجت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

ظاہر ہے شیخ مفید نے یہ حکم امام رضا کے گھر کے بیت الخلا سے اخذ کیا ہوگا۔ جب شیخ مفید نے دیکھا کہ جب امام کے گھر میں بیت الخلا کا رخ قبلہ کی جانب ہے اور امام بھی اسے استعمال کرتے ہوں گے تو اس نے فتویٰ دے دیا کہ قبلہ کی جانب پیٹھ کر کے یا منہ کر کے قضائے حاجت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

شیعہ عالم شیخ سلار کا فتویٰ

شیعہ مذہب کے دوسرے چوٹی کے عالم حمزہ بن عبدالعزیز الدیلمی الملقب بہ سلار المتوفی ۴۶۴ھ نے بھی قبلہ رخ قضائے حاجت جائز قرار دیا ہے۔

وقد رخص فی ذلك فی الدور (المراسم فی الفقه الامامی ج۱ص۱۲۷)

گھروں میں قبلہ رخ قضائے حاجت کرنے میں اجازت مروی ہے۔

ان حوالوں سے ثابت ہوا کہ شیعہ مذہب میں قبلہ رخ قضائے حاجت کرنا جائز ہے، اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ نجفی نے چونکہ اپنے گھر کی پوتھیاں کھول کر نہیں پڑھیں اس لئے بوجہ جہالت اہل سنت پر خواہ مخواہ کے اعتراض کر کے اوراق کی سفیدی کے ساتھ قلم کی سیاہی کو بھی ضائع کیا ہے۔ اس سلسلے میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو مروی ہے وہ ان کا اپنا اجتہاد ہے اور ان کے اجتہاد کی بنا پر ان کا تمسخر اڑانا بھی درست نہیں۔

شیعہ عالم محقق حلی نے لکھا ہے کہ:

واما استقبال ابن عمر ببوله فلا حجة فيه لاحتمال ان يكون صار اليه اجتهاداً (كتاب المعتبر ج۱ص۱۱۲)

پیشاب کرتے وقت ابن عمر کا قبلہ رخ ہونا حجت نہیں بن سکتا، لیکن یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ شاید یہ آپ کا اجتہاد ہو۔

دیکھئے فعل ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر شیعہ عالم محقق حلی کو بھی اعتراض نہیں اس سلسلے میں اس نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مجتہد قرار دیا ہے۔ اور کسی قسم کی کوئی تنقیص نہیں کی۔ لہٰذا شیعوں کو اپنے اس شیعہ عالم سے سبق سیکھنا چاہیے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے افعال پر کسی قسم کا اعتراض وارد نہیں کرنا چاہیے۔

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کے متعلق بحث

اعتراض

نجفی نے بحوالہ صحیح بخاری اور فتح الباری لکھا ہے کہ جناب حذیفہ راوی ہے کہ نبی کریم ایک قوم کے کوڑے پر آئے اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ (تحفہ حنفیہ ۲۱۶)

الجواب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل بوجہ عارضہ صُلب (پشت مبارک) تھا۔ اس عذر کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

حوالہ ۱: علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"انه كان لمرض منعه القعود" (كشف المشكل من حديث الصحيحين ج ۱ ص ۲۴۹)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت مبارکہ ناساز تھی اور آپ بیٹھ نہیں سکتے تھے اس لیے آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا۔

حوالہ۲: علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں کہ:

عن الشافعی رحمه الله ان العرب کانت تشفی بالبول قائما لوجع الصلب (المجموع ج۲ ص۸۴)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ عربوں کو جب کمر کی تکلیف ہوتی تھی تو وہ کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے جس سے ان کو شفا حاصل ہوتی تھی، یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل وجع صلب کی وجہ سے تھا۔

شیعہ عالم ملا باقر مجلسی نے بھی تصریح کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک میں درد رہتا تھا۔ دوسری روایت میں وارد ہے کہ:

پیغمبر نے درد پشت کی خدا سے شکایت کی تو خدا نے فرمایا کہ ہریسہ کھاؤ۔

(حیات القلوب ۲۰۹، اردو)

حوالہ۳: ابو یحییٰ زکریا انصاری شافعی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

فلعله کان به (اسنی المطالب ج۱ ص۲۵۹)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وجع صلب کی تکلیف تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا۔

ان حوالوں سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر کی وجہ سے اس طرح کیا، ورنہ عام حالات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بیٹھ کر پیشاب کرنے کا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ:

... حدثك ان رسول الله ﷺ بال قائما فلا تصدقه انا رايته يبول

قاعداً (المصنف ابن ابی شیبہ ج ا ص ۱۱۶)

جو تمہیں یہ بتائے کہ حضور ﷺ کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتے تھے اس کی تصدیق نہ کرو ، میں نے ہمیشہ آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ بیٹھ کر ہی پیشاب فرمایا کرتے تھے۔

قارئین کرام! اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کا معمول بیٹھ کر پیشاب کرنا تھا اور یہ صرف ایک دفعہ کا واقعہ ہے، وہ بھی عذر پر مبنی ہے۔ حضرت مجاہد ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"ما بال رسول الله ﷺ قائماً الا مرة" (المصنف لابن ابی شیبہ ج ا ص ۱۱۵)

حضور ﷺ نے ایک مرتبہ کے علاوہ کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔

مگر افسوس ہے رافضیوں کی ذہنیت پر، جو فعل حضور ﷺ سے بوجہ عذر ایک مرتبہ صادر ہوا اس پر بھی اعتراض ہے ان بیوقوف رافضیوں کو کون سمجھائے کہ حضور ﷺ کی اس سنت میں بھی امت کے لئے سبق ہے کہ اگر وہ بیمار ہو جائیں اور بیٹھ نہ سکیں تو کھڑے ہو کر بھی پیشاب کر لیں۔ نجفی نے خواہ مخواہ کتاب کے اوراق کو سیاہ کر کے اپنے نامہ اعمال کو مزید سیاہ کیا ہے۔

میں نے کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا قول سیدنا عمر رضی اللہ عنہ

نجفی نے اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے۔ (تحفہ حنفیہ ۲۱۶)

الجواب

اس سلسلہ میں خود حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان موجود ہے جس کے بعد کسی شک کی

گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔ آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

حوالہ: ''قال عمر ﷺ مابلت قائماً منذ اسلمت "(ترمذی شریف ج۱ ص۶۶)

جب سے میں اسلام لایا ہوں میں نے کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔

(مستدرك على الصحيحين ج۲ ص۴۶ امصنف ابن ابی شیبہ ج۱ ص۱۱۶ امسند بزار ج۱ ص۱۷۷ امسند عمر بن الخطاب لابن النجار ج۱ ص۱۹)

"وقال هيثمي رواه البزار ورجاله ثقاة "(مجمع الزوائد ج۱ ص۲۵۲)

بعض لوگوں کو خروج ریح کا عارضہ ہوتا ہے پیشاب کرنے کے ساتھ ہی آواز کے ساتھ ریح خارج ہوتی ہے جس کی وجہ ایسے لوگوں کو بعض اوقات شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے حضرت عمر فاروق ﷺ نے ایسے لوگوں کے لئے ارشاد فرمایا کہ:

" البول قائما احصن للدبر " کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے مقعد کی خروجِ ریح سے حفاظت ہوتی ہے۔

شیعہ مذہب میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے

اور شیعوں کو تو اس مسئلہ پر اعتراض کرنا ہی نہیں چاہیے کیونکہ شیعہ مذہب میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز لکھا ہوا ہے۔

حوالہ: عن ابی عبداللہ قال سألته عن الرجل يطلى فيبول و هو قائم قال لابأس به (وسائل الشیعہ ج۱ ص۲۱۰، فروع کافی ج۶ ص۷۱۲)

امام جعفر صادق ﷺ سے میں نے پوچھا کہ ایک شخص جس کو چونا لگا ہوا ہے وہ کھڑے

ہو کر پیشاب کر سکتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کوئی حرج نہیں۔

حضرت عمرؓ پر اعتراض کا جواب

اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری ج ا ص ۳۷ کتاب الوضو، نبی کریم کی ایک بیوی سودہ بنت زمعہ نامی ایک عورت عشا کے وقت رفع حاجت کے لیے گھر سے باہر آئی اور وہ محترمہ قد کی کچھ دراز تھی راستہ میں عمر بن خطاب نے ان پر آوازے کسی کہ اے سودہ ہم نے تم کو پہچان لیا ہے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۲۱۸)

الجواب

اس واقعہ کا پس منظر صرف اتنا ہے کہ مؤمن عورتیں جب گھروں سے باہر نکلتی تھیں تو اوباش لڑکے ان کو چھیڑتے تھے حضرت عمر اور دیگر مؤمنین کو یہ بات انتہائی ناگوار گزرتی تھی۔ شیعہ کتب میں موجود ہے کہ:

ان النساء کن یخرجن الی المسجد ویصلین خلف رسول اللہ ﷺ واذا کان باللیل خرجن الی صلاۃ المغرب والعشاء والاخرۃ والغداۃ یقعد الشبان لھن فی طریقھن فیؤذونھن

(تفسیر قمی ج ۲ ص ۸۳ سورہ احزاب)

عورتیں مسجد کی طرف نکلتی تھیں وہ نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتی تھیں، رات میں مغرب اور عشا کی نماز کے لئے نکلتی تھیں اور آخری رات میں قضائے حاجت کے لئے نوجوان لڑکے ان کے راستے میں بیٹھے ہوتے اور انہیں ایذا پہنچاتے۔

چونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مزاج میں جلال تھا آپ چاہتے تھے کہ کسی طرح عورتوں کا باہر نکلنا بند ہو جائے۔اس سلسلے میں آپ نے ایک ترکیب یوں کی کہ جب ام المؤمنین بی بی سودہ رضی اللہ تعالی عنہا حاجت کے لیے باہر نکلیں تو آپ نے بی بی صاحبہ رضی اللہ تعالی عنہا کو مخاطب کر کے فرمایا:قد عرفناك یاسودة اے سودہ ہم نے آپ کو پہچان لیا ہے۔اس واقعہ کے بعد آیت حجاب نازل ہوئی فانزل الله آية الحجاب (بخاری شریف ج ا ص ۶۷ باب خروج النساء)

اتنی سی بات تھی جسے افسانہ بنا دیا۔اس واقعہ کو اس طرح کا رنگ دینا کہ عورتوں پر آواز کسنا سنت عمر ہے، انتہائی کمینگی اور بے شرمی ہے۔اور فنداها عمر کا ترجمہ یہ کرنا کہ راستہ میں عمر بن خطاب نے ان پر آوازیں کسیں نہ صرف جہالت بلکہ بہت بڑی بے حیائی ہے اس طرح کے الفاظ تو قرآن حکیم میں بی بی مریم رضی اللہ عنہا کے لیے بھی موجود ہیں۔ملاحظہ فرمائیں (سورۃ مریم آیت ۲۴)

کیا یہاں پر بھی یہ ترجمہ کیا جائے گا کہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے بی بی مریم پر آوازیں کسیں، اور کیا اس عبارت سے یہی مطلب کشید کیا جائیگا کہ معاذ اللہ کنواری عورتوں پر آوازیں کسنا سنت جبرئیل ہے (معاذ اللہ) ہوسکتا ہے کہ شیعوں کو یہ لکھنے میں بھی تامل نہ ہو کیونکہ ان کو تو حضرت جبرئیل سے خاص دشمنی ہے۔ان کے بقول حضرت جبرئیل نے وحی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دینے کے بجائے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدی تھی (معاذ اللہ) لہٰذا شیعوں سے یہ بات بالکل بعید نہیں اس لئے ہم دوسری

دلیل کی جانب بڑھتے ہیں۔

دلیل ۲: قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام میں بھی اس طرح کے الفاظ موجود ہیں جب آپ اپنی بیوی کو ساتھ لے کر شہر مدین سے واپس آرہے تھے تو آپ کو پکارا گیا وہاں پر بھی لفظ نادیٰ موجود ہے، کیا یہاں پر بھی یہ ترجمہ کیا جائے گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر آوازیں کسی گئیں۔ اور پھر نجفی کی گندی ذہنیت کی طرح اس طرح کا مطلب اخذ کیا جائے گا کہ اگر کوئی معزز اور محترم شخص اپنی اہلیہ کے ساتھ گھر سے نکلے تو اس پر آوازیں کسنا سنت ربانی ہے۔ (معاذاللہ)

دلیل ۳: شیعہ عالم ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے کہ: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کنویں پر پہنچے اور آپ نے حضرت شعیب علیہ السلام کے جانوروں کو پانی پلایا تو آپ حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیوں کے پیچھے چل رہے تھے تو:

وکانت الریح تضرب ثوبها فیصف لموسی عجزها فجعل موسی یعرض عنها مرة و یغض مرة فناداها یا امة الله کونی خلفی۔

(بحار الانوار ج ۱۳ ص ۲۱)

ھوا ان کے کپڑوں سے ٹکرانے لگی تو ان کا جسم کھلنے لگا پس حضرت موسیٰ علیہ السلام کبھی اعراض فرماتے اور کبھی آنکھیں بند کر لیتے پس آپ نے پکارا اے اللہ تعالیٰ کی بندی میرے پیچھے ہو جاؤ۔

کیا یہاں پر بھی کوئی شیعہ ملنگ چرس کے نشہ سے مخمور ہو کر اور شیعہ حجۃ الاسلام نوٹوں کی چمک سے مجبور ہو کر یہی کہے گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام کی

بیٹیوں پر آوازیں کسیں۔

دلیل ۴: خود سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے لیے شیعہ کتب میں موجود ہے کہ: آپ نے بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کو پکارا تھا:

وقام علی (علیه السلام) فناداها فی الباب (بحار الانوار ج ۲۶ ص ۵۲)

حضرت علی کھڑے ہوئے اور دروازے پر بی بی ام سلمہ کو پکارا۔

کیا یہاں پر شیعہ یہ ترجمہ کریں گے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا پر آوازیں کسیں۔

دلیل ۵: شیعہ کتب میں موجود ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے وصال کے وقت ان کو یا بنت المصطفی کہہ کر پکارا وہاں پر فناداها یا بنت محمد المصطفی (بحار الانوار ج ۴۳ ص ۱۷۸) کے الفاظ موجود ہیں۔

کیا شیعہ اس کا مطلب بھی اسی طرح لیں گے کہ عورتوں کے وصال کے وقت ان پر آوازیں کسنا سنت مرتضوی ہے۔ (معاذاللہ)

ان حوالوں کی روشنی میں ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خطاب کو آوازیں کسنے سے تعبیر کرنا انتہائی شرمناک عمل ہے۔ اگر معاملہ اس طرح ہوتا جس طرح خبیث نجفی نے عوام الناس کے سامنے پیش کیا ہے تو یقیناً حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ اس پر اعتراض کرتے اور خود شیعہ کتب میں ائمہ اہل بیت سے ایک بھی ایسی روایت مروی نہیں جس میں یہ موجود ہو کہ کسی بھی ایک امام نے اس واقعہ کو بیان کر کے حضرت

عمر رضی اللہ عنہ کی مذمت کی ہو۔ اگر معاذ اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معاذ اللہ کردار ایسا ہی تھا جس طرح نجفی نے اپنی غلیظ کتاب میں پیش کیا ہے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کیوں کروایا؟

نجاست کو دور کرنا

اعتراض

نجفی نے بحوالہ فتاویٰ قاضی خان لکھا ہے کہ اگر کسی انسان کے کسی عضو بدن پر خواہ عضو تناسل پر یا فرج پر یا دبر پر نجاست لگ جائے اور آدمی اس نجاست کو خواہ پاخانہ ہو یا منی اور خون ہو اپنی زبان سے چاٹ لے اس طرح کہ نجاست کو چاٹ چاٹ کر نشان ہی ختم کر دے تو وہ جگہ پاک ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۲۱۹)

الجواب

نجفی نے حسب عادت اس مسئلہ میں بھی انتہائی بے حیائی اور کمینگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ بلکہ شرم وحیا کا جنازہ ہی نکال دیا ہے اس مسئلہ کی اصل حقیقت ہم آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

﴿۱﴾ اس مسئلہ کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ اگر کسی شخص کے کسی عضو کو نجاست لگ جائے اور وہ بیوقوف نجاست کو چاٹ لے تو وہ عضو پاک ہو جائے گا جیسے عورتوں کو کپڑوں وغیرہ پر سلائی کرتے ہوئے بعض اوقات سوئی انگلی میں لگ جاتی ہے اور وہ اپنی خون آلود انگلی کو منہ میں ڈال لیتی ہیں اس کے بعد فوراً خون تھوک دیتی ہیں، اسی صورت میں ان کا ہاتھ پاک ہو جائے گا۔ یہ مسئلہ بھی اس صورت پر مبنی ہے، اس

کتاب میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ نجاست کا چاٹنا جائز ہے۔ نجفی نے اپنی بدنیتی سے مسئلہ کو غلط رنگ دیا ہے اور عوام کے سامنے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ نعوذ باللہ نجاست کا چاٹنا جائز ہے۔ (معاذاللہ)

﴿۲﴾ اس مسئلہ کی دوسری صورت یہ ہے کہ بعض اوقات دودھ پیتے وقت چھوٹے بچے عورتوں کے پستانوں پر معمولی قے کر دیتے ہیں اور دودھ بھی پیتے رہتے ہیں چھوٹے بچوں کے منہ کے لعاب کی وجہ سے قے کی نجاست دور ہو جاتی ہے اب اس صورت میں بھی یہی حکم ہے کہ عورت کا جسم پاک ہے اور وہ اس حالت میں نماز پڑھ سکتی ہے۔ مگر نجفی اپنی رافضیانہ ذہنیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے عجیب طریقے سے اس مسئلہ کا تمسخر اڑا رہا ہے۔ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے کہ بعض اعضا (اگر کسی عضو کو نجاست لگ جائے) اس کی تشریح نجفی نے عضو تناسل، فرج یا دبر کے ساتھ کی ہے کیا شیعہ مذہب میں انسانی اعضا صرف یہی ہیں؟ اور کیا جہاں بھی کتابوں میں اعضا کا لفظ آتا ہے اس سے شیعہ عضو تناسل، فرج، دبر مراد لیتے ہیں؟ اور کیا ایسا بھی ممکن ہے کہ کوئی شخص اپنی دبر سے نجاست کو چاٹ لے؟ جیسا کہ نجفی نے اس مسئلہ کی تشریح میں لکھا ہے۔ چونکہ شیعہ مذہب میں شرمگاہ کو چاٹنا جائز ہے اس لئے نجفی نے شیعہ مذہب کے کالے کرتوتوں کو چھپانے کیلئے اس طرح کی بکواس کی ہے۔

ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے:

حوالہ: از حضرت امام موسی علیہ السلام پرسیدند کہ

اگر درحالت جماع جامه از روی مرد وزن دور شود چیست ؟ فرمود باکی نیست باز پر سیدند اگر کسی فرج زنرا ببوسد چون است ؟ فرمود باکی نیست ، از حضرت صادق علیه السلام پر سیدند که اگر کسی زن خود را عریان کند و باو نظر کند چونست فرمود که مگر لذتی از این بهتر میباشد و پرسیدند که اگر بدست و انگشت بافرج زن و کنیز خود بازی کند چونست ؟ فرمود باکی نیست اما بغیر اجزای بدن خود چیزی دیگر در آنجا نکند ۔

(حلیۃ المتقین ۱۷ فصل جہاں در بیان آداب زفاف وسائل الشیعہ ج ۱۴ ص ۲۹۶، کتاب النکاح)

حضرت امام موسیٰ سے پوچھا گیا کہ اگر حالت جماع میں مرد وعورت کپڑے اتاریں اور بالکل برہنہ ہو جائیں تو کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ پھر پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص عورت کی شرمگاہ کو بوسہ دیتا ہے تو کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ۔اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص عورت کو ننگا کر کے اس کی طرف دیکھتا ہے، تو آپ نے فرمایا اس سے بڑھ کر اور کون سی لذت ہوگی ۔اور پھر پوچھا گیا اگر ہاتھ یا انگلی عورت کی شرمگاہ میں ڈال کر اس کے ساتھ کھیلتا ہے تو کیسا ہے ؟ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ۔ بہر حال اپنے جسم کے اجزا کے سوا دوسری چیز عورتوں کی شرمگاہ میں داخل نہ کرے۔

قارئین کرام! سائل نے تو امام سے صرف ہاتھ اور انگلی ڈالنے کا پوچھا تھا مگر مزعومہ امام کی امامت پر قربان جایئے انہوں نے نہ صرف ہاتھ اور انگلی ڈالنے کی اجازت دی بلکہ یوں امام نے فرمان جاری کیا کہ: بغیر اجزائے بدن خود چیزی نہ کند اپنے اجزائے بدن کے علاوہ دوسری کوئی چیز نہ ڈالے۔ یعنی تم اپنے بدن کے ہر عضو جیسے زبان وغیرہ کو بھی عورت کی شرمگاہ میں ڈال سکتے ہو شیعوں کے تو بڑے مزے ہیں۔ ایک طرف عورت کی شرمگاہ کو چومنا جائز گویا خمینی کا دربار ہے دوسری طرف ہر عضو کو عورت کی شرمگاہ میں ڈالنا جائز پھر اوپر سے فرمان امام پر عمل بھی یعنی، ھم خرما وھم ثواب

حوالہ ۲: اسی طرح کی روایت وسائل الشیعہ میں بھی موجود ہے۔

امام جعفر صادق رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

لابأس ان یستعین بکل شئ من جسدہ علیھا (وسائل الشیعہ ج ۱۴ ص ۲۹۶ کتاب النکاح باب جواز تقبیل الرجل قبل زوجۃ ومباشرتہ بای عضو کان من بدنہ)

اپنے جسم کے کسی بھی عضو سے عورت کے ساتھ مباشرت کرنا جائز ہے۔

حر عاملی نے بھی وسائل الشیعہ میں اس روایت پر مباشرتہ بای عضو کان من بدنہ کے جواز کا باب منعقد کیا ہے۔ اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ شیعہ مذہب میں عورت کے ساتھ جسم کے کسی بھی عضو سے مباشرت جائز ہے۔ پھر چاہے اپنی زبان ڈال دے یا انگلی یا پھر پورا ہاتھ ڈال دے کوئی حرج نہیں اور جب شیعہ ملنگ عورت کی شرمگاہ میں اپنی زبان ڈال کر مباشرت کرے گا تو اسے یقیناً معجون اسطوخودوس کا ذائقہ تو آئے گا

ہی اور پھر اس عمل کا ثواب اگر نجفی کی روح کو ہدیہ کردے تو اس کی روح بھی اس کار خیر میں برابر کی شریک ہو جائے گی۔

شیعہ مذہب میں تھوک سے استنجا جائز ہے

شیعہ محدث ابن بابویہ قمی نے لکھا ہے کہ:

وسأل حنان بن سدير ابا عبدالله عليه السلام فقال اني ربما بلت فلا اقدر على الماء ويشتد ذلك علي فقال اذا بلت و تمسحت فامسح ذكرك بريقك فان وجدت شيئا فقل هذا من ذاك

(من لایحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۴۱ فروع کافی ج ۳ ص ۶۹)

حنان بن سدیر نے امام جعفر صادق سے پوچھا میں بعض دفعہ پیشاب کرتا ہوں لیکن استنجا کے لئے مجھے پانی پر قدرت نہیں اور یہ بات مجھے ناگوار گزرتی ہے۔ فرمایا جب پیشاب سے فارغ ہو جاؤ تو اپنے ذکر پر تھوک مل دیا کرو۔ پھر اگر کوئی چیز پاؤ تو کہنا یہ اس سے ہے۔

قارئین کرام! اس روایت سے ثابت ہوا کہ شیعہ مذہب میں پیشاب کر کے تھوک سے استنجا کرنا جائز ہے۔ لیکن اگر شیعہ مرد و عورت پیشاب کے بعد تھوک سے استنجا کریں گے تو مقام استنجا کی کیسی حالت بنے گی؟ اور پانی کی عدم دستیابی کی صورت میں مٹی موجود ہے جس سے طہارت حاصل کی جا سکتی ہے۔ مگر نہ جانے شیعوں کو تھوک کے اندر کون سا تیزابی مادہ نظر آیا ہے۔

اس روایت پر نجفی نے جرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

جرح ۱: حنان بن سدیر کہتا ہے کہ میں نے خود امام سے نہیں سنا بلکہ ایک مرد سے سنا ہے وہ کہتا ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۲۲۰)

الجواب

یہ اعتراض بھی باطل ہے۔ کیونکہ روایت میں تصریح ہے کہ یہ سوال خود حنان بن سدیر نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے پوچھا ہے۔ حنان بن سدیر اپنی بات کر رہا ہے۔ شاید نجفی نے غور سے اپنی کتابیں نہیں پڑھیں اور جہالت کے گھوڑے پر سوار ہو کر تحفہ حنفیہ جیسی جاہلانہ کتاب ترتیب دی ہے۔

جرح ۲: سائل چونکہ ناصبی تھا اس لیے ابن سدیر نے نفرت کی وجہ سے اس کا نام ذکر نہیں کیا۔ (تحفہ حنفیہ ۲۲۰)

الجواب

سائل خود شیعہ محدث ابن سدیر تھا جیسا کہ روایت میں موجود ہے۔ نجفی نے جوش جہالت میں شیعہ محدث کو ناصبی بنا دیا ہے یہ تو ایک شیعہ محدث ہے اگر تمام شیعوں کو نجفی ناصبی قرار دے دیتا تو بھی ہم کوئی اعتراض نہ کرتے۔ البتہ شیعہ عالم نجاشی نے رجال نجاشی میں حنان بن سدیر کا ذکر کیا ہے اور اس پر فساد مذہب وغیرہ کی کوئی جرح بھی نہیں کی اور جس راوی پر شیعہ فساد مذہب کی جرح نہ کرے، وہ شیعوں کے نزدیک صحیح المذہب ہوتا ہے۔ گزشتہ صفحات میں حوالے پیش کئے جا چکے ہیں مزید ایک حوالہ

ملاحظہ کریں: شیعہ عالم آیۃ اللہ الخوئی ایک راوی کی توثیق کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

لم یتعرض لمذهبه وظاهره انه كان صحيح المذهب نجاشی نے اس راوی پر فساد مذہب کی جرح نہیں کی ہے، لہٰذا یہ صحیح المذہب ہے۔

(معجم رجال الحدیث ج ۱ ص ۱۷۲)

جرح ۳: اس کا جواب یہ ہے کہ جس حدیث کا ایک راوی بھی مجہول ہو جائے تو وہ حدیث نہ صحیح ہے نہ حسن اور نہ ہی وہ موثق ہے بلکہ وہ حدیث ضعیف کہلاتی ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۲۲۱)

الجواب

اس روایت میں ایک راوی بھی مجہول نہیں اور یہ روایت شیعہ علما کے نزدیک موثق ہے جیسا کہ شیعہ عالم آیت اللہ گلپایگانی کتاب الطہارۃ ج ۱ ص ۳۵ میں اور رضا الہمدانی نے مصباح الفقیہ ج ۱ ص ۲۵۲، سید علی الطباطبائی نے ریاض المسائل ج ۱ ص ۱۳۷، سید خوئی نے کتاب الطہارۃ ج ۲ ص ۲۴۲ پر اس روایت کو موثق قرار دیا ہے۔ اور شیعہ علما نے تو اس روایت پر عمل کرتے ہوئے ہر بہنے والی چیز سے طہارت حاصل کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔ سید علی طباطبائی نے ریاض المسائل میں لکھا ہے کہ:

حوالہ: والمنقول عن المرتضى فى الخلاف والمعتبر وغيرهما جواز الازالة بالمائعات مطلقاً (ریاض المسائل ج ۱ ص ۱۳۷)

شیعہ عالم شیخ مرتضیٰ سے کتاب الخلاف اور معتبر میں مائعات سے ازالہ نجاست کا جواز مطلقاً منقول ہے۔

حوالہ: شیخ طوسی نے لکھا ہے کہ:

وقال المرتضی یجوز ذلك (کتاب الخلاف ج ۱ ص ۴۵، الناصریات ۳)

شیخ مرتضیٰ نے کہا ہے کہ ہر بہنے والی چیز سے ازالہ نجاست جائز ہے۔

جس روایت کو شیعہ عالم نے موثق قرار دیا ہے اور شیعہ علما کا اس پر عمل ہو پھر بھی اس روایت کا انکار کرنا نجفی کی جہالت نہیں تو حماقت ضرور ہے۔

جرح ۴: نجفی نے لکھا ہے کہ حدیث میں یہ الفاظ بھی ہے اذا بلت تمسحت کہ جب تو پیشاب کرے اور مقام پیشاب کو پانی سے دھولے مسح کا لغت میں معنی پانی سے دھونا ہیں اس کے بعد وسوسہ دور کرنے کی خاطر مقام مخصوص پر تھوک لگانے میں کیا حرج ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۲۲۲)

الجواب

نجفی بہت دور کی کوڑی لایا ہے مگر اس کی یہ تاویل کسی کام کی نہیں کیونکہ روایت میں یہ الفاظ واضح انداز میں موجود ہیں کہ شیعہ سائل کہتا ہے کہ فلا اقدر علی الماء میں پانی پر قادر نہیں یعنی میرے پاس پانی موجود ہی نہیں اس صورت میں مجھے کیا کرنا چاہیے؟ سائل کے پاس پانی موجود ہی نہیں تو امام ان کو کیسے پانی سے دھونے کا مشورہ دے سکتے ہیں۔ بلکہ امام نے اس کا حل تھوک سے نکالا۔ نجفی کے ان جوابات سے ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ روایت شیعہ مولویوں کے لئے سانپ کے منہ میں چھچھوندر کی طرح پھنس گئی ہے نہ اس کا انکار کر سکتے ہیں اور نہ ہی اقرار۔ اگر روایت کا انکار کرتے ہیں تو شیعہ علما

کی تصریحات اس کے برخلاف موجود ہیں، اگر اقرار کرتے ہیں تو شیعہ عورتوں کو تھوک سے استنجا کرنے میں انتہائی مشکل درپیش آتی ہے۔

دوگونہ عذاب است جان مجنون را
صحبت لیلی وبلائے فرقت لیلی

اعتراض

نجفی نے لکھا ہے کہ: میر صاحب نے فرمایا کہ میں نے چیلنج کر دیا کہ تمام دنیا کے نواصب مل کر شیعہ کتب سے یہ الفاظ دکھائیں کہ تھوک سے استنجا جائز ہے لفظ استنجا کا حدیث کے الفاظ میں ہونا ضروری ہے دکھائیں کہاں لکھا ہے میں نے کہا میر صاحب یہ تو آپ نے مناظرانہ چال چلی ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۲۲۲)

الجواب

ہم میر صاحب سے کہتے ہیں کہ اگر آپ کو اس روایت میں لفظ استنجا سے چڑ ہے تو آپ اس عمل کو ڈِنَر یا لنچ کہہ لیا کریں۔ ولا مناقشة فی الاصطلاح

یہ مناظرانہ چال نہیں بلکہ مکارانہ چال ہے ظاہر ہے پیشاب کرنے کے بعد طہارت کرنے کو استنجا ہی کہا جاتا ہے اگر کسی علاقہ میں شیعوں نے مل کر استنجا کا نام عزاداری اور ذوالجناح رکھ لیا ہو تو ہمیں اس کا کوئی علم نہیں۔

ویسے شیعہ محدثین نے وضو کا نام استنجار کھا ہے۔ ملاحظہ ہو: حر عاملی شیعہ نے لکھا ہے کہ:

ان المراد بالوضوء الاستنجاء (وسائل الشیعہ ج ۱ ص ۱۵ ابابٔ طهارة ماء الاستنجاء)

مقام غور ہے کہ سائل امام سے استنجا کا مسئلہ ہی پوچھ رہا ہے اور امام اسے استنجا کا مسئلہ ہی سمجھا رہے ہیں اگر حدیث میں لفظ استنجا موجود نہیں تو بھی کوئی مضائقہ نہیں اور لفظ استنجا کے لئے اصرار کرنا جہالت نہیں تو حماقت ضرور ہے۔ کیا شیعہ علما کا استنجا تب ہی ہوتا ہے جب وہ جب لفظ استنجا زبان سے ادا کریں اور جب تک زبان سے لفظ استنجا ادا نہیں کریں گے تب تک ان کا استنجا نہیں ہوگا۔

تھوک سے خونِ حیض صاف کرنا

اعتراض

جناب عائشہ نے کہا ہمارے پاس کبھی صرف ایک کپڑا ہوتا تھا اور جب اس کو خون حیض لگ جاتا تو میں اس کو تھوک سے تر کرتی تھی اور ناخن سے رگڑ دیتی تھی۔ (تحفہ حنفیہ ۲۲۳)

الجواب

حوالہ شیعہ عالم محقق علی نے اس روایت کی توضیح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

لان تصمه بالظفر لايقتضي الاقتصار عليه فلعلها بعد ذلك تغسله و خلو الرواية عن ذكر الغسل لايدل على عدمه (کتاب المعتبر علامہ علی ج ۱ ص ۴۱۰)

حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ناخن سے رگڑنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ بعد میں صرف اسی پر اقتصار کرتی تھیں بلکہ یہ ممکن ہے کہ آپ بعد میں پانی سے دھو لیتی ہوں اور روایت میں دھونے کا ذکر نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ آپ پانی سے نہیں دھوتی تھیں۔

قارئین کرام! جس روایت کو بنیاد بنا کر نجفی نے اعتراض کیا تھا اس روایت کی توضیح خود شیعہ علما نے بیان کی ہے جس کے بعد نجفی اور اس کی ذریت کو اس روایت پر اعتراض کرنے کی گنجائش نہیں رہتی اگر اس روایت پر اعتراض ہوتا تو نجفی سے بڑا عالم حلی ضرور اس پر اعتراض کرتا۔ شیعہ عالم حلی کا اس روایت کو اعتراض سے خالی قرار دینا نجفی اور دیگر شیعوں کے منہ پر زوردار طمانچہ ہے۔ علاوہ ازیں شیعہ عالم ابن جنید کے نزدیک مقدار درھم سے کم خون نجس نہیں۔

حوالہ: اذا کانت سعته دون سعة الدرهم الذی سعته کعقد الابهام الاعلی لم ینجس الثوب (کتاب المعتبر ج ا ص ۴۱۰ علامہ حلی)

جب خون کی مقدار درھم سے کم ہو (اور درھم انگوٹھے کے اوپر والے سرے کے برابر ہے) کپڑا نجس نہیں ہوتا۔

یقیناً شیعہ علما کی شہزادیاں ابن جنید کے اس فتوے پر عمل کرتی ہوں گی اور انہیں تو خون حیض سے آلودہ کپڑے دھونے کی ضرورت بھی نہ پڑتی ہوگی۔ یہ ہے گنبد کی صدا

خون حیض اور خون بکارت میں فرق کرنے کا طریقہ

حوالہ: شیعہ عالم ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے کہ:

ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص نے ایسی لڑکی کے ساتھ شادی کی جسے پہلے کبھی حیض نہ آیا تھا جب اس نے لڑکی کے ساتھ مقاربت کی تو دس دنوں تک لڑکی کا خون بند نہ ہوا۔ دائیوں کو دکھایا گیا تو ان میں اختلاف ہوگیا کسی نے

اسے دمِ حیض قرار دیا اور کسی نے دم بکارت ۔آخر یہ معاملہ امام موسیٰ کاظم کی بارگاہ میں پہنچا فالتفت یمینا و شمالا فی الفسطاط مخافة ان یسمع کلامه احد قال ثم نهد الی فقال یا خلف سر الله فلا تذیعوه ولاتعلموا هذا الخلق اصول دین الله بل ارضوا لهم ما رضی الله لهم من ضلال قال ثم عقد بیده الیسری تسعین ثم قال تستدخل القطنة ثم تدعها ملیا ثم تخرجها اخراجاً رفیقا فان کان الدم مطوقا فی القطنة فهو من العذرة و ان کان مستنقعاً فی القطنة فهو من الحیض امام نے خیمے میں دائیں بائیں دیکھا اس خوف سے کہ کوئی یہ راز سن نہ لے پھر میری طرف قریب آئے اور کہا یہ اللہ تعالیٰ کا راز ہے اسے مت پھیلانا اور مخلوق خدا کو اللہ کے دین کے اصول مت سمجھاؤ بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے جس گمراہی پر راضی ہے تم بھی اسی پر راضی رہو۔ پھر آپ نے اپنی انگلیاں بند کر ڈالیں اور پھر فرمایا عورت کی شرمگاہ میں کپاس ڈالو اور کچھ دیر تک وہیں رہنے دو پھر آرام سے اسے نکالو اگر خون کپاس میں گول دائرے کی شکل میں ہو تو خون بکارت ہے اگر وہ کپاس میں ایک جگہ جمع ہو جائے تو دم حیض ہے۔ (بحار الانوار ج ۴۸ ص ۱۱۲)

اب شیعہ علماء کو چاہیے کہ کپاس کی بوریاں ساتھ رکھا کریں۔ اور جب بھی انکی بہن بیٹیوں کے ساتھ اس طرح کا معاملہ درپیش ہو فرمان امام پر عمل کرتے ہوئے مندرجہ بالا طریقہ سے خون حیض اور خون بکارت کو چیک کر لیا کریں۔

نکتہ :چونکہ شیعہ عورتیں متعہ کی دلدادہ ہوتی ہیں لہٰذا شادی کے بعد خون بکارت کا تو کوئی امکان ہی نہیں ویسے شیعہ احتیاطاً اگر اس طرح کرلیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

دوسرا نکتہ :اس روایت کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کے نزدیک عورت کی شرمگاہ میں کپاس ڈالنا اسرار خداوندی اور اصول دین ہے۔ مسئلہ خلافت بھی شیعہ کے نزدیک اصولِ دین میں سے ہے اور عورت کی شرمگاہ میں کپاس ڈالنا بھی مسئلہ اصول دین ہے۔ یعنی شیعہ کے نزدیک ان دونوں مسائل کی حیثیت ایک برابر ہے۔ نجفی خبیث نے تھوک سے ذکر کا استنجا کرنے والے مسئلہ کے جواب میں حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کو پیش کیا ہے لیکن چونکہ نجفی انتہائی جاہل اور کمینہ شخص ہے اس نے اپنی کتابوں کا تھوڑا سا بھی مطالعہ نہیں کیا اگر وہ کتب شیعہ کا مطالعہ کر لیتا تو اسے اس طرح کے بیہودہ جوابات لکھنے کی ضرورت نہ پڑتی کیونکہ کتب شیعہ میں تصریح موجود ہے کہ تھوک سے خون کو صاف کرنا جائز ہے۔

حوالہ ۱: امام محمد باقر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

قال لایغسل بالبزاق شیء غیر الدم (وسائل الشیعہ ج ۱ ص ۱۰۷)

تھوک سے خون کے علاوہ اور کسی چیز کو نہیں دھویا جاسکتا۔

حوالہ ۲: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان:

لابأس ان یغسل الدم بالبصاق (وسائل الشیعہ ج ۱ ص ۱۰۷)

تھوک سے خون کو دھونے میں کوئی حرج نہیں۔

جب تھوک سے خون کو پاک کرنے کی اجازت خود کتب شیعہ میں موجود ہے تو اس کے باوجود حدیث بی بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا پر اعتراض کرنا چہ معنی دارد چونکہ ان شیعہ روایات سے ثابت ہے کہ تھوک سے خون کے علاوہ کسی اور چیز کو پاک نہیں کیا جاسکتا تو پھر حدیث عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا پر قیاس کر کے تھوک سے استنجا کرنا کس طرح درست ہوگا؟ جس طرح نجفی خبیث نے حدیث عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو تھوک سے استنجا کرنے پر قیاس کر کے تمسخر اڑایا ہے اس طرح پھر ہمیں بھی حق ہوگا ہم بھی یوں کہیں کہ جب شیعہ مذہب میں پیشاب کے بعد تھوک سے استنجا جائز ہے تو پھر پاخانہ کے بعد بھی تھوک سے استنجا کرنا کیوں جائز نہیں اگر شیعہ یوں گوہر افشانی کریں کہ تھوک کی مقدار تھوڑی ہوتی ہے اس لئے اس سے پاخانہ کے بعد استنجا ممکن نہیں تو اس کا بھی حل موجود ہے کوئی آدمی تنخواہ پر رکھ لیں جب بھی کوئی شیعہ پاخانہ کرے تو فوراً وہ آدمی شیعوں کی مقعد پر تھوک دیا کرے اور جن شہروں میں پانی کی قلت ہے وہاں تو یہ نسخہ انتہائی کارآمد ثابت ہوگا۔

نہ تم صدمے ہمیں یوں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

حوالہ: حر عاملی شیعہ نے وسائل الشیعہ میں روایت بیان کی ہے کہ:

دخل ابو جعفر الباقر (علیه السلام) الخلاء فوجد لقمة خبز فی القذر فاخذها و غسلها ودفعها الی مملوك معه فقال تكون معك

لاکلها اذا خرجت فلما خرج (علیه السلام) قال للمملوك این اللقمة ؟ فقال اکلتها یا ابن رسول الله فقال (علیه السلام) انها مااستقرت فی جوف احد الا وجبت له الجنة فاذهب فانت حر۔

(وسائل الشیعہ ج ا ص ۱۷ باب ان من دخل الخلاء فوجد لقمة خبز فی القذر استحب له غسلها واکلها بعد الخروج)

امام محمد باقر بیت الخلا میں داخل ہوئے تو انہیں گندگی میں ایک روٹی کا ٹکڑا ملا، آپ نے اسے اٹھا کر دھویا اور غلام کو دیکر کہا یہ اپنے پاس رکھو جب میں بیت الخلا سے فارغ ہو کر نکلوں گا تو اسے تناول کروں گا۔ جب آپ باہر تشریف لائے اور غلام سے کہا وہ روٹی کا ٹکڑا کہاں ہے؟ غلام نے عرض کیا، ابن رسول اللہ اسے تو میں نے کھالیا آپ نے ارشاد فرمایا یہ ٹکڑا جس کسی کے پیٹ میں جاتا ہے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے جاؤ تم آزاد ہو۔

اس روایت کا جواب دیتے ہوئے نجفی نے لکھا ہے کہ:

ارباب انصاف اس روایت پر اہل سنت مولانا خوب تنقید فرماتے ہیں حالانکہ اس میں کوئی چیز قابل اعتراض نہیں۔ روٹی نعمت خدا ہے اگر بیت الخلا میں پڑی ہو تو اس کا اٹھا نا ضروری ہے اگر وہ نجس ہوگئی ہو تو اس کا پاک کرنا اور پھر اگر وہ کھانے کے قابل ہوگئی تو اس کو کھالینا اس میں کیا حرج ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۲۲۶)

الجواب

﴿۱﴾ روٹی کا ٹکڑا صرف بیت الخلا میں نہیں بلکہ پاخانہ میں پڑا تھا جیسا کہ روایت کے الفاظ ہیں فوجد لقمة خبز فی القذر امام کو گندگی میں ایک روٹی کا ٹکڑا پڑا ہوا ملا۔

﴿۲﴾ نجفی صاحب آپ نے گندگی میں پڑے ہوئے ٹکڑے کو دھونے کی بات کی ہے۔ مگر آپ کے شیعہ عالم اس ٹکڑے کو دھونا بھی ضروری نہیں سمجھتے بلکہ مستحب سمجھتے ہیں۔ حر عاملی شیعہ نے اس روایت پر باب منعقد کیا ہے کہ:

حوالہ: باب ان من دخل الخلاء فوجد لقمة خبز فی القذر استحب له غسلها واکلها بعد الخروج (وسائل الشیعہ ج ا ص ۱۷۱ کتاب الطہارۃ)

جو شخص بیت الخلا میں داخل ہوا سے پاخانہ میں روٹی کا ٹکڑا ملے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ اس روٹی کے ٹکڑے کو دھولے اور نکلنے کے بعد اسے کھالے۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ پاخانہ میں پڑے ہوئے روٹی کے ٹکڑے کو دھونا ضروری نہیں بلکہ مستحب ہے یعنی اگر بغیر دھوئے کوئی شیعہ مؤمن اسے تناول کرے تو جنت کا حق دار بن جاتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کی شان تقویٰ سے بھی یہ بعید ہے کہ آپ ایسے ٹکڑے کے کھانے کی تمنا کرتے جو پاخانے میں پڑا ہوا تھا جب کہ خود شیعہ کتب میں فرمان امام محمد باقر رضی اللہ عنہ موجود ہے کہ:

ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ ایک برتن میں گھی اور تیل پڑا ہوا تھا جس میں چوہا گر گیا اس کے کھانے کے بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں آپ نے فرمایا لاتاکله تمہیں یہ نہ کھانا چاہیے۔

(وسائل الشیعہ ج ا ص ۱۰۸۔باب نجاسۃ المضاف بملاقات النجاسات)

امام محمد باقر ؒ جب ایسے کھانے کی بھی اجازت نہیں دے رہے جس میں چوہا گر گیا ہو تو آپ پاخانہ میں پڑا ہوا لقمہ کھانے کی تمنا کیسے کر سکتے ہیں۔اور اس لقمہ کو کھانے والے کو جنت کی بشارت کیسے دے سکتے ہیں۔ویسے شیعہ اگر پاخانہ میں پڑا ہوا لقمہ کھالیا کریں یا خود پاخانہ ہی ہضم کرلیں تو بھی ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

منی اور پاخانہ

چونکہ شیعہ مذہب میں پاخانہ میں پڑے لقمہ کو کھانا جائز ہے اور اس کا دھونا لازمی بھی نہیں تو یہ یقینی بات ہے کہ اس لقمہ کے ساتھ پاخانہ کا کچھ حصہ یقیناً پیٹ کی خوراک بنے گا۔یعنی شیعہ مذہب میں پاخانہ بمنزلہ سالن کے ہے۔

نجفی نے شیعہ مذہب کی پیشانی سے پاخانہ کے کلنک کو مٹانے کے لئے یہ چال چلی ہے کہ اس نے منی کے متعلق وہابیوں کی کتابوں کے حوالے دیئے ہیں۔حالانکہ فن مناظرہ سے تھوڑا سا بھی تعلق رکھنے والے افراد جانتے ہیں کہ میدان مناظرہ میں مسلّمات خصم سے استدلال کیا جاتا ہے۔فقہ حنفیہ کے رد میں غیر مقلدین کی کتابوں کے حوالے پیش کرنا کوئی دانشمندی نہیں۔عرف الجادی، فقہ محمدیہ غیر مقلدین کی مایہ ناز کتابیں ہیں، یہ ہمارے لیے حجت نہیں اور ویسے بھی غیر مقلدین اور شیعہ ایک ہی تھالی کے بینگن ہیں۔باقی رہا منی کا مسئلہ تو ہم سابقہ صفحات میں اس کے متعلق کافی تفصیلی بحث کر چکے ہیں۔البتہ نجفی کو چھٹی کا دودھ یاد دلانے کے لئے تھوڑی سی مزید وضاحت

کر دیتے ہیں۔

شیعہ مذہب میں عورت کی شرمگاہ کا بوسہ لینا جائز ہے اور دوران بوسہ اگر شیعہ عورت کی منی نکل آئی تو سیدھی شیعہ مرد کے منہ میں جائے گی اگر منی شیعہ مذہب میں شیعوں کی خوراک نہ ہوتی تو عورت کی شرمگاہ کا بوسہ لینے کی بھی اجازت نہ ہوتی۔

چرا کارے کندی عاقل کہ باز پشیمانی آید

یہ تو ظاہر بات ہے کہ عورت کی شرمگاہ سے منی اور پیشاب ہی نکلے گا کوئی دودھ کے فوارے تو نکلیں گے نہیں۔

اعتراض

سنی اندھے حافظ کا عورت کی شرمگاہ میں روٹی لگا کر کھانا۔ (تحفہ حنفیہ ۲۲۷)

الجواب

وہ حافظ اندھا ہو یا نہ ہو ایک بات ضرور ثابت ہوگئی کہ نجفی ضرور اندھا ہے۔ وہ حافظ وہابی تھا اور افاضات یومیہ وہابیوں کی معتبر کتاب ہے۔ اسے بطور الزام اہل سنت و جماعت کے مقابلہ میں پیش کرنا اسی اندھے حافظ کی طرح اندھے پن کا مظاہرہ ہے اور جو شخص روز روشن میں اس طرح اندھے پن کا مظاہرہ کرتا ہو اور وہابیوں کی کتابوں کو اہل سنت و جماعت کے خلاف پیش کرتا ہو اس سے کیا بعید کہ وہ رات کے اندھیرے میں اس اندھے حافظ کے طریقہ پر عمل نہ کرتا ہوگا۔

اذا جاء اجل البعیر حام حول البعیر

مسئلہ مذی اور ودی

اعتراض

نجفی نے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے اعتراض کو غلط پیرایہ میں پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ناصبی نے اپنی کتاب تحفہ اثنا عشریہ میں شیعہ خیرالبریہ پر اپنے گمان باطل میں اس طرح کیچڑ اچھالنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ شیعہ مذہب میں مذی پاک ہے اور اس سے وضو باطل نہیں ہوتا نیز ان کے مذہب میں ودی پاک ہے حالانکہ گاڑھا پیشاب ہے۔ (تحفہ سنیہ ۲۲۸)

الجواب

جناب من! آپ نے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے اعتراض کو غلط رنگ میں پیش کیا ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے تو لکھا ہے کہ:

وازا نجملہ ست حکم طہارۃ مذی و آن مخالف ۔حدیث صحیح متفق علیہ ست (روی الراوندی عن موسی ابن جعفر عن آبائہ عن علی انہ قال سألت النبی ﷺ عن المذی فقال یغسل طرف ذکرہ) وابو جعفر طوسی نیز روایات صریحہ در نجاست مذی آوردہ لکن فتویٰ و عمل بران ندارد وازا نجملہ است حکم بعدم انتقاض وضو بخروج مذی حالانکہ از ائمہ خلاف آن روایت کنند (روی الطوسی عن یعقوب بن یقطین عن ابی

الحسن انه قال المذی منه الوضو وروی الراوندی عن علی قال قلت لابی ذرسئل النبی ﷺ عن المذی فقال یتوضا کوضونه لصواته) ترجمہ پرسیدہ شد پیغمبر ﷺ ازمذی پس فرمود وضو کند مثل وضو نماز وازان جملہ است کہ حکم کنند بطہارت ودی وآن ابول غلیظ است بلاشبہ وبول نجس است

(تحفہ اثنا عشریہ ۲۴۸)

جن مسائل میں شیعوں نے ثقلین (قرآن واہل بیت) کی مخالفت کی ہے ان میں سے ایک مسئلہ مذی کی طہارت کا بھی ہے۔اور یہ صحیح متفق علیہ حدیث کے مخالف ہے۔ راوندی نے موسی بن جعفر سے اور وہ اپنے آباء سے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے مذی کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ شرمگاہ کو دھونا چاہیے۔اور ابو جعفر طوسی نے ایسی روایات بیان کی ہیں جن سے مذی کی نجاست ثابت ہوتی ہے لیکن شیخ طوسی کا فتویٰ اور عمل ان روایات پر نہیں۔اسی طرح ان مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ شیعہ مذی کے خروج کو ناقص وضو نہیں سمجھتے، حالانکہ وہ خود ائمہ سے اس کی مخالفت میں روایت نقل کرتے ہیں۔طوسی نے یعقوب بن یقطین سے روایت کی ہے کہ وہ حضرت امام ابوالحسن سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا مذی سے وضو لازم ہوجاتا ہے اسی طرح راوندی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ مذی کے بارے میں حضور اکرم ﷺ سے سوال پوچھیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا نماز کی

مانند وضو کرنا چاہیے۔ان مسائل میں سے ایک مسئلہ ودی کی طہارت کا بھی ہے حالانکہ وہ غلیظ پیشاب ہے۔اور پیشاب اجماعی نجس ہے۔

حضرت عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اعتراض کا مقصد مذی یا ودی کی طہارت وعدم طہارت کا نہیں بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ وہ مسائل ہیں جن میں خود شیعوں نے ائمہ اہل بیت کے دامن کو چھوڑ دیا ہے۔نجفی کو چاہیے تھا کہ وہ اس اعتراض کی صفائی پیش کرتا اور شاہ صاحب نے اس طرح کے جتنے بھی اعتراض کئے ہیں ان کا رد لکھتا مگر نجفی میں اتنی جرأت کہاں اس کے مجتہدین بھی تحفہ اثنا عشریہ کا صحیح جواب لکھنے سے عاجز رہے اور شہر خموشاں میں ہمیشہ کے لئے خاموش لیٹ گئے۔مگر نجفی نے راہ فرار اختیار کرتے ہوئے ودی اور مذی کی طہارت اور عدم طہارت کا مسئلہ چھیڑ دیا ہے۔

جب خود شیعہ کتب حدیث میں ائمہ اہل بیت کی ایسی روایتیں موجود ہیں جن سے مذی کی نجاست ثابت ہوتی ہے تو پھر شیعہ علما کو مذی میں آخر ایسی کون سی خوبی نظر آرہی ہے کہ وہ مذی کی طہارت کے درپے ہیں اور خواہ مخواہ مذی کو پاک ثابت کرنا چاہتے ہیں۔حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تو ڈنکے کی چوٹ پر ثابت کر دیا کہ شیعہ علما نے ان مسائل میں ثقلین (قرآن واہل بیت) کی مخالفت کی ہے۔ائمہ اہل بیت کے واضح فرامین ہونے کے باوجود بھی شیعہ مجتہد وآیت اللہ اس بات پر مصر ہیں کہ مذی پاک ہے۔شیعوں کو چاہئے کہ وہ اپنے اوپر لگائے گئے اس الزام کی صفائی پیش کریں اور ان روایات کا معقول جواب دیں جن میں یہ تصریح موجود ہے کہ المذی منہ الوضوء۔

مسئلہ مذی میں شیعہ علماء اور ائمہ اہل بیت کا اختلاف موجود ہے۔ پہلے اسے رفع کریں اس کے بعد اہل سنت و جماعت پر اعتراض کریں۔

نجفی کی بے جا تاویل کا رد

بفرض محال اگر شیعوں کی کتب احادیث میں ایسی حدیثیں آئی ہیں کہ جن میں لکھا ہے کہ مذی ناقص وضو ہے یا مذی کے بعد مقام پیشاب کو دھوئیں تو یہ قول مفتی بہ نہیں ان احادیث کو فقہا شیعہ نے ان کے ضعیف ہونے کے باعث ٹھکرا دیا ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۲۳۲)

الجواب

﴿۱﴾ شیعہ کتب میں ایسی روایات بکثرت موجود ہیں۔ لہٰذا بفرض محال لکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔

المذی منه الوضو (وسائل الشیعہ ج ۱ ص ۲۲ باب حکم البول) نجفی کے اس بفرض محال لکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ انتہائی قلیل المطالعہ جاہل آدمی ہے اس نے اپنی درسی کتابیں بھی نہیں پڑھیں ورنہ اسے بفرض محال لکھنے کی جرأت نہ ہوتی۔

﴿۲﴾ مقام حیرت ہے کہ مذہب اہل بیت کا راگ الاپنے والوں میں مذہب وقول امام تو مفتیٰ بہ نہ ہو اور قول ذاکر و ملا مفتیٰ بہ ہو پھر بھی یہ دعویٰ کہ ہمارا مذہب، مذہب اہل بیت ہے۔ اگر شیعہ مذہب میں یہ روایات نا قابل التفات ہیں، تو پھر شیعہ مذہب کا نامور عالم ابن الجنید مذی کی نجاست کا قائل کیوں ہے۔ ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے کہ:

وقال ابن الجنید بنجاسة ما کان بشهوة (مراۃ العقول ج ۱۳ ص ۱۵۶)

ابن الجنید کہتا ہے کہ جو مذی شہوت سے نکلے وہ نجس ہے۔

چونکہ مذی شیعوں کی پسندیدہ خوراک ہے۔اس لئے انہوں نے فرامین ائمہ وفتویٰ ابن الجنید کو بالائے طاق رکھتے ہوئے خمینی کے غلاف کی طرح مذی کی طہارت کا فتویٰ دیا ہے۔

﴿۳﴾ فقہا شیعہ نے احادیث کو ضعیف ہونے کے باعث نہیں بلکہ اہل سنت و جماعت کی مخالفت کے جوش میں آ کر رد کیا ہے۔

حر عاملی نے ان روایات کو رد کرنے کی ایک وجہ یہ بھی لکھی ہے کہ:

لانه يوافق مذهب اكثر العامة۔(وسائل الشیعہ ج ا ص ۲۲ باب حکم البلل)

یہ روایت اکثر ائمہ کے مذہب کے موافق ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ان روایتوں کے رد کرنے کی اصل وجہ بھی یہی ہے کیونکہ اکثر علما اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ مذی نجس ہے۔لہٰذا شیعوں نے مخالفت کرتے ہوئے اسے پاک قرار دیا ہے اور اس مخالفت کے جوش میں خود ائمہ اہل بیت کی روایات کی بھی کچھ پرواہ نہ کی بلکہ نعرہ مذی زندہ آباد لگا کر مجالس عزا کو مذی کی بو سے خوب معطر کیا ہے۔مذی کی طہارت کے مسئلہ میں نجفی نے کتب اہل سنت سے بھی حوالے پیش کرنے کی سعی لا حاصل کی ہے۔مگر شیعہ مذہب کے نامور سپوت شیخ طوسی نے ایسے حوالوں کو رد کر دیا ہے۔وہ لکھتا ہے کہ:

المذى والودى والوذى لاينقضان الوضوء ولايغسل منهما الثوب وخالف جميع الفقهاء فى ذلك واوجبوا منهما الوضوء و غسل الثوب

(کتاب الخلاف شیخ طوسی ج ا ص ۱۰۱، مسئلہ ۶۰)

مذی، ودی اور وذی سے وضو نہیں ٹوٹتا اگر یہ اشیا کپڑوں کو لگ جائیں تو دھونا بھی لازم نہیں۔ اس مسئلے میں تمام فقہا نے ہماری مخالفت کی ہے، اور وضو اور دھونے کو واجب قرار دیا ہے۔

اگر کچھ فقہا اس مسئلہ میں شیعوں کے ہمنوا ہوتے (جیسا کہ نجفی نے امام مالک وغیرہ کے لئے لکھا ہے) تو یقیناً شیعہ مذہب کا شیخ الطائفہ طوسی ضرور ذکر کرتا۔ بلکہ اس نے تو یہاں تک لکھا کہ جمیع فقہا اس مسئلہ میں ہمارے مخالف ہیں اس حوالے سے نجفی کا دعویٰ درست نہیں۔ بلکہ امام مالک رضی اللہ عنہ نے تو مؤطا میں ایک پورا باب الوضو من المذی قائم کیا ہے جس کا مطلب ہے مذی سے وضو لازم آتا ہے۔ نجفی نے اندھے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مؤطا امام مالک اہل علم کے پاس موجود ہے ہر شخص اس کو خود دیکھ لے اس میں پورا ایک باب ہے کہ الرخصة فی ترك الوضوء من المذی مذی سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ مؤطا امام مالک میں یہ باب ہرگز موجود نہیں ہر شخص مؤطا امام مالک کو کھول کر خود ملاحظہ کر سکتا ہے۔ اگر مؤطا میں ایسا باب ہوتا تو طوسی کیوں لکھتا کہ تمام فقہا اس مسئلہ میں شیعوں کے مخالف ہیں۔ اب یا تو نجفی جھوٹا ہے، یا اس کا روحانی باپ طوسی جھوٹا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بطور الزام ودی کو پیشاب قرار دیا ہے۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ شیعہ عالم شیخ طوسی نے لکھا ہے کہ:

لا نه یخرج من دبرة البول اشارة الی ان ذلك اما بول او یخالطه بول

(کتاب الاستبصار ج ا ص ۵۹، باب حکم المذی)

کیونکہ ودی پیشاب کے بہاؤ کے ساتھ نکلتی ہے اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہ پیشاب ہے یا اس کے ساتھ پیشاب ملا ہوا ہے۔

جب شیعہ عالم شیخ طوسی نے شرح اسباب کو ملحوظ نہیں رکھا اور ودی کو مخلوط بول (پیشاب) قرار دیا تو شاہ صاحب نے بطور الزام اگر اسے پیشاب لکھ دیا تو آخر کون سا گناہ کیا؟

مقدار درھم سے کم نجاست معاف ہے

اعتراض

نجفی نے اعتراض کیا ہے کہ: اہل سنت کی فقہ میں روپے کی چوڑائی سے کم نجاست معاف ہے۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فتاویٰ قاضی خان ۱۱، اہل سنت کی معتبر کتاب رحمۃ الامہ فی اختلاف الائمۃ ص ۱۰، اعتبر ابو حنیفة فی سائر النجاسات قدر الدرهم البغلی فجعل ما دونه معفواً عنه۔ ترجمہ ابوحنیفہ امام اہل سنت کہتا ہے کہ روپے کی مقدار سے کم ہر قسم کی نجاست معاف ہے خواہ خون ہو یا پاخانہ وغیرہ اور یہ چیزیں خواہ بدن پر ہوں یا لباس پر لگے ہوں۔ (تحفہ حنفیہ ۲۳۱)

الجواب

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے درھم سے کم نجاست کو پاک قرار نہیں دیا، بلکہ معاف قرار دیا ہے۔ اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ اگر کسی شخص کو اس قدر نجاست لگ جائے اور وہ اس کے ساتھ نماز ادا کر لے اس کی نماز ہو جائے گی۔ درھم کی مقدار تقریباً ۳ ماشا، ارتی' کے برابر ہوتی ہے، تو عام حالات میں اس قدر نجاست سے بچنا ناگزیر ہوتا

ہے، راستوں میں چلتے پھرتے ناپاک پانی کے چھینٹے تک نمازی لوگوں کے کپڑوں پر لگ جاتے ہیں۔ لہٰذا ایسے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اس طرح کا فتویٰ دیا ہے۔ خود شیعہ علما نے بھی مقدار درہم کا اعتبار کیا ہے۔

حر عاملی شیعہ نے اپنی مایہ ناز کتاب وسائل الشیعہ میں باب قائم کیا ہے کہ:

باب جواز الصلوة مع نجاسة الثوب والبدن بما ينقص عن سعة الدرهم من الدم مجتمعاً عدا ما استثنى (وسائل الشیعہ ج ۱ ص ۲۳۵)

درھم کی مقدار سے کم خون سوائے (مستثنیٰ شدہ خون کے) کپڑے اور بدن کو لگ جائے تو اس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

اور پھر اس مسئلہ کی تائید میں حر عاملی نے روایت بیان کی ہے کہ:

عن ابی جعفر عليه السلام قال فی الدم يكون فی الثوب ان كان اقل من قدر درهم فلا يعيد الصلوة وان كان اكثر من قدر الدرهم وكان راه فلم يغسله حتى صلى فليعد صلاته وان لم يكن راه حتى صلى فلا يعيد الصلوة (وسائل الشیعہ ج ۲ ص ۳۵، ابواب النجاسات)

امام محمد باقر فرماتے ہیں کہ اگر کسی آدمی کے کپڑے میں خون لگا ہوا ہو اور وہ اس میں نماز پڑھے تو اگر درھم کی مقدار سے کم ہے تو نماز کا اعادہ نہ کرے اور اگر اس سے زیادہ ہے اور اس شخص نے نماز سے پہلے اسے دیکھا بھی تھا مگر اسے دھویا نہیں تھا کہ نماز پڑھ لی تو اس نماز کا اعادہ کرے گا اور اگر نماز سے پہلے نہیں دیکھا تو اعادہ نہیں کرے گا۔

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ کیا کہ درھم کے برابر نجاست خود شیعہ مذہب میں معاف ہے۔ اس قدر نجاست کے ساتھ نماز ادا ہو جاتی ہے۔ جب یہ مسئلہ خود شیعہ مذہب میں موجود ہے، اس کے باوجود فقہ حنفی پر اعتراض کرنا کس طرح مناسب ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس جاہل شیعہ نے اپنے مذہب کی پٹاریاں کبھی کھولیں ہی نہیں ورنہ اسے اس طرح لایعنی اعتراض کی جرات نہ ہوتی۔ ویسے شیعہ مذہب میں چاہے کتنا ہی پاخانہ لگ جائے تو بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔

حوالہ: شیعہ عالم حر عاملی نے روایت نقل کی ہے کہ:

وسألته عن الرجل يمشي في العذرة وهي يابسة فتصيب ثوبه و رجليه هل يصلح له ان يدخل المسجد فيصلي ولايغسل ما اصابه قال اذا كان يابسا فلا بأس (وسائل الشیعہ ج ا ص ۱۹۵)

میں نے امام سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا جو خشک پاخانہ کے اوپر چلتا ہے اور وہ پاخانہ اس کے کپڑوں اور پاؤں پر لگ جاتا ہے کیا اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اس چیز کو جو اسے لگی ہے بغیر دھوئے مسجد میں داخل ہو اور اسی حالت میں نماز ادا کرے امام نے فرمایا جب پاخانہ خشک ہو تو کوئی مذائقہ نہیں۔

نا یہ پاخانہ خشک ہونے کے بعد عطر بن گیا ہو، لہٰذا اگر کپڑے اور پاؤں پر لگ گیا تو کون سا فرق پڑتا ہے۔ اسی طرح حر عاملی نے وسائل الشیعہ میں دوسری جگہ باب قائم کیا ہے کہ: باب طهارة البول والروث من كل مايوكل لحمه (وسائل الشیعہ ج ا ص ۱۸۰

) جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا پیشاب اور پاخانہ پاک ہے۔

حوالہ: شیعہ راوی زرارہ امام جعفر صادق سے روایت کرتا ہے کہ

ان کان مما یوکل لحمہ فالصلوۃ فی وبرہ وبولہ وشعرہ وروثہ ولبنہ وکل شیء منہ جائز اذا علمت انہ ذکی (وسائل الشیعہ ج۳ ص۱۸۰)

شیعہ مذہب میں ان ساری نجاستوں پر نماز پڑھنا جائز ہے۔ اس کے باوجود بھی حنفی پر اعتراض درحقیقت شیعہ مذہب سے بے خبری کی دلیل ہے۔

اعتراض

سنی فقہ میں پھوڑہ اور زخموں کا خون معاف ہے۔ اہل سنت کی معتبر کتاب رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمہ ۱۰ الخص امام اہل سنت امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک پھوڑوں کا خون معاف ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۲۳۱)

الجواب

یہ خون تو شیعہ مذہب میں طیب وطاہر ہے۔ شیعہ عالم حر عاملی نے لکھا ہے کہ

حوالہ: عن لیث المرادی قال قلت لابی عبداللہ (علیہ السلام) الرجل تکون بہ الدمامیل والقروح فیمدہ ولیابہ مملوۃ دما ولیس ولیابہ یمدلہ جلدہ فکان یصلی فی ثیابہ ولا یغسلہا ولا لشیء منہ

(وسائل الشیعہ ج۱ ص۹۳۹)

لیث المرادی کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے کہا ایک شخص کے جسم پر پھوڑے ہیں

زخم اس قدر ہیں کہ اس کی جلد خون اور پیپ کے ساتھ بھری پڑی ہے اور اس کے کپڑے اس کی جلد کی طرح خراب ہیں امام نے فرمایا وہ شخص ان کپڑوں میں ہی نماز ادا کرے اسے کپڑے دھونے کی بھی ضرورت نہیں اور اس کے اوپر کوئی ملامت بھی نہیں۔

بلکہ خود ائمہ اہل بیت بھی خون آلود کپڑوں میں نماز ادا کرتے تھے۔

عن ابی بصیر قال دخلت علی ابی جعفر (علیه السلام) وهو یصلی فقال لی قائدی ان فی ثوبه دماً فلما انصرف قلت له : ان قائدی اخبرنی ان بثوبك دماً فقال لی ان بی دمامیل ولست اغسل ثوبی حتی تبرأ

(وسائل الشیعہ ج ا ص ۶۴۵، کتاب الطهارة باب جواز الصلوة مع نجاسة الثوب)

ابو بصیر شیعہ کہتا ہے کہ میں امام محمد باقر کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت نماز ادا فرما رہے تھے میرے قائد نے مجھے بتایا کہ ان کے کپڑوں پر خون لگا ہوا ہے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے ان سے کہا میرے قائد نے مجھے بتایا ہے کہ آپ کے کپڑوں پر خون لگا ہوا ہے آپ نے فرمایا میرے جسم پر پھوڑے نکل آئے ہیں اور جب تک یہ ٹھیک نہیں ہو جاتے تب تک میں کپڑوں کو نہیں دھوؤں گا۔

اب پتا نہیں کہ امام کے پھوڑے اور زخم کتنے دنوں میں ٹھیک ہوئے اور امام نہ جانے کب تک ان خون آلود کپڑوں میں نمازیں ادا کرتے رہے۔ یہ مسئلہ اور اس طرح کے دیگر مسائل کتب شیعہ کی زینت ہیں۔ مگر اس کے باوجود شیعہ علما کا اس طرح کے مسائل پیش کر کے اہل سنت و جماعت پر الزام عائد کرنا کتب شیعہ سے لاعلمی اور جہالت کی دلیل ہے۔

اہم بات

نجفی نے شیعہ مذہب سے اعتراضات رفع کرنے کی خاطر حنبلی، مالکی اور شافعی فقہ کی کتابوں کے حوالے بھی پیش کئے ہیں۔اس بارے میں ہمارا واضح موقف یہی ہے کہ ہم فروعات میں ان مسائل کو خطا پر جانتے ہیں لیکن چونکہ مجتہد کی خطا بھی اس کے لئے باعث اجر وثواب ہے۔لہٰذا یہ ائمہ مجتہدین خطا کے باوجود بھی ماجور ہیں لیکن اہل سنت وشیعہ کا اختلاف ائمہ اربعہ کے اختلاف کی طرح نہیں کیونکہ شیعہ اپنے اماموں کو معصوم عن الخطا تصور کرتے ہیں اور ان سے خطا کے صدور کو محال تصور کرتے ہیں۔جبکہ ہم ائمہ اربعہ کو معصوم عن الخطا تصور نہیں کرتے۔لہٰذا ان مسائل کو جن کو ہم پہلے ہی خطا پر سمجھتے ہیں ان مسائل کو رفع الزام کے سلسلے میں پیش کرنا درست نہیں۔شیعوں کو چاہئے کہ وہ شیعہ کے دامن سے داغ نجاست کو مٹانے کے لئے فقہ حنفی کے مفتیٰ بہ اقوال پیش کریں۔

نجفی نے تحفہ حنفیہ ۲۳۱، کتاب فقہ نافع کے حوالے سے بھی اعتراض کیا ہے فقہ نافع کوئی غیر معروف کتاب ہے جس کے مؤلف ومصنف کا کچھ پتا نہیں یہی وجہ ہے کہ نجفی نے براہ راست کتاب فقہ نافع سے حوالہ نقل کرنے کے بجائے نزھہ اثنا عشریہ کے حوالے سے حوالہ نقل کیا ہے۔جس سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کے بارے میں خود نجفی کو بھی پتا نہیں۔اور منقول از نزھہ اثنا عشریہ لکھ کر اس کتاب کی ساری ذمہ داری مرزا کامل دھلوی پر ڈال دی ہے۔یہ دجال مرزا تو آنجھانی ہو چکا، جس سے اس

کتاب کے بارے میں پوچھا جاتا، اب شیعہ سپوتوں کی ہی ذمہ داری ہے اس کتاب کا کھوج لگا کر کتاب کے متعلق مکمل معلومات فراہم کریں۔

پیشاب اور خون سے قرآن حکیم لکھنے کا مسئلہ، اعتراض اور جواب

نجفی خبیث نے اعتراض کیا ہے کہ فتاویٰ قاضی خان کی عبارت: لو کتب بالبول او بالدم او علی جلد المیتة لابأس به ابوبکر خصاف امام اہل سنت فرماتے ہیں کہ اگر قرآن شریف کو پیشاب اور خون سے یا مردار کی کھال پر لکھا جائے تو کوئی گناہ نہیں۔ (تحفہ حنفیہ ۲۳۳)

الجواب

کتب شیعہ میں ہے کہ نکسیر کا خون بند کرنے کے لئے اس خون سے قرآن حکیم کی آیت لکھے اس کا خون بند ہو جائے گا۔ ملاحظہ کریں: (انوار النعمانیہ ج ۴ ص ۱۶۶ ارقیہ رعاف) باقی مزید تفصیل کے لئے فتاویٰ رضویہ شریف ملاحظہ کریں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا لکھا، نجفی نے کیا سمجھا

نجفی نے لکھا کہ، شاہ عبدالعزیز محدث کا ایک اور غلط اعتراض: شاہ صاحب نے تحفہ باب ۲، ص ۲۴۹ میں لکھا ہے کہ شیعہ مذہب والے مرغیوں کی بیٹ کو پاک جانتے ہیں مرغیوں میں کیا خوبی ہے کہ ان کی بیٹ پاک ہے۔ (جواب) اہل سنت کے مذہب میں مرغیوں کی بیٹ پاک ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۲۳۵)

الجواب

نجفی کے اعتراض و جواب پر من چه می گویم و دنبوره چی می گوید

والی مثال خوب صادق آتی ہے۔ نجفی نے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اعتراض کو سمجھا ہی نہیں۔ جس بیچارے میں اتنی قابلیت نہیں کہ وہ فریق مخالف کے اعتراض کو سمجھ سکے اسے کس پاگل نے کتاب لکھنے کا مشورہ دیا ہے۔ اور ویسے یہ قصور نجفی کا نہیں بلکہ نجفی کے بزرگ غفران مآب اور کامل علی آغا بھی شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اعتراضات کو سمجھنے سے قاصر و عاجز رہے۔ اور اس سلسلے میں تحفہ اثنا عشریہ کے بیشمار رد بھی منظر عام پر آئے۔ مگر ان کی امید بر نہ آئی اور دل کی حسرت دل ہی میں لے کر اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ جب شیعہ کے مجتہدین تحفہ اثنا عشریہ کا صحیح جواب نہ دے سکے تو نجفی جیسا جاہل کس کھیت کی مولی ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اعتراض کی حقیقت

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تو بس اتنا ارشاد فرمایا ہے کہ وہ مسائل جن میں شیعوں نے دامن اہل بیت کو بھی ہاتھوں سے چھوڑ دیا ہے۔ اور ائمہ اہل بیت کی صریح نافرمانی کی ہے۔ ان میں سے ایک مسئلہ مرغی کی بیٹ کا بھی ہے۔ شیعہ مرغی کی بیٹ کو پاک جانتے ہیں۔ جبکہ ائمہ اہل بیت اس کو ناپاک سمجھتے ہیں اب کس کے قول کو درست تسلیم کیا جائے۔ تحفہ کی اصل عبارت ملاحظہ کریں:

وازانجملہ آنست کہ پنجال مرغ خانگے و خروس و ماکیان پاک ست حالانکہ بنصوص ائمہ نجاست او ثابت شدہ در کتب معتبرہ ایشان (روی محمد بن الحسن الطوسی

عن فارس انه کتب رجل الی صاحب العسکر یسأله عن ذرق الدجاج هل یجوز الصلوة فیه فکتب لا)و نیز مخالف قاعده کلیه خود ایشان ست که (ان ذرق الحلال من الحیوان نجس نص علیه ابن المطهر فی المنتهی)پس درماکیان و خروس چه خوبی حادث شدکه پنیمال آنها پاك گردید (تحفہ اثنا عشریہ ۲۴۹)

جن مسائل میں شیعوں نے ثقلین کی مخالفت کی ہے ان میں سے ایک مسئلہ گھروں میں رہنے والی مرغیوں کی بیٹ کی طہارت کا بھی ہے۔ حالانکہ نص ائمہ سے ان کی نجاست ثابت ہے۔ محمد بن الحسن طوسی نے ایک فارسی سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے امام عسکری کے محاسب کو لکھا کہ وہ امام سے مرغیوں کی بیٹ کے بارے میں پوچھے کہ ان کے ساتھ نماز جائز ہے آپ نے لکھا کہ نہیں اور شیعوں کے قاعدہ کلیہ کے بھی خلاف ہے۔ ابن المطہر نے کلیہ بیان کیا ہے کہ حلال جانوروں کا پاخانہ نجس ہے۔ اس کے باوجود شیعوں کو مرغیوں میں کون سی خوبی نظر آتی ہے اسے ان لوگوں نے پاک قرار دیا ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اس اعتراض میں شیعوں کی ائمہ اہل بیت کے ساتھ بغاوت ظاہر کی ہے۔ نجفی کو چاہئے تھا کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس اعتراض کو رفع کرتا یا امام کے قول کو غلط قرار دیتا یا شیعہ مذہب کو غلط قرار دیتا۔ مگر اس نے ایک چال یوں چلی کہ اس مسئلہ کو شیعہ و سنی مختلف فیہ قرار دیا ہے۔ حالانکہ اس مسئلہ میں شیعہ و سنی کے اختلاف کی بات نہیں ہو رہی بلکہ شیعہ و ائمہ اہل بیت کے اختلاف کی بات

ہو رہی ہے۔ یعنی یہ مسئلہ شیعوں وائمہ اہل بیت کے اختلافی مسائل میں سے ایک ہے ۔اس مسئلہ کو مالکی اور حنفی اختلاف پر قیاس کرنا درست نہیں۔ کیونکہ ہم اس مسئلہ میں مالکیوں کو خطا پر جانتے ہیں مگر انکی یہ خطا مبنی بر اجتہاد ہے۔لہٰذا اس پر بھی مالکی ماجور اور غیر مطعون ہیں۔ جبکہ شیعہ وائمہ اہل بیت کے اختلاف کی نوعیت جداگانہ ہے مجھے شیعہ بتائیں کہ اس مسئلہ میں وہ ائمہ اہل بیت کو غلط سمجھتے ہیں یا شیعہ مذہب کو۔ اگر ائمہ اہل بیت کو غلط سمجھتے ہیں تو بھی شیعہ مذہب باطل ثابت ہوتا ہے اور خود شیعہ مذہب کو ہی باطل سمجھتے ہیں تو بھی شیعہ مذہب کا کام تمام ہو جاتا ہے۔اور ابن سبا کے تخیلات پر رکھی ہوئی شیعہ مذہب کی بنیاد اکھڑ جاتی ہے۔

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ اثنا عشریہ میں ۱۰۵ مسائل ایسے ذکر کئے ہیں جن میں شیعہ نے ائمہ اہل بیت کی صریح نافرمانی کی ہے۔ اور آج تک کسی شیعہ میں شاہ صاحب کے اعتراضات کو دور کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ جن لوگوں نے جواب دینے کی سعی لاحاصل کی ہے ان لوگوں نے بھی نجفی کی طرح بکواس کر کے جان چھڑائی ہے ۔شاہ صاحب کے ان اعتراضات سے شیعہ کے اس دعویٰ کی قلعی بھی کھل جاتی ہے کہ مذہب شیعہ مذہب اہل بیت ہے۔ اگر مذہب شیعہ مذہب اہل بیت ہوتا تو شیعہ ان ایک سو پانچ مسائل میں ائمہ اہل بیت کی مخالفت نہ کرتے۔ بلکہ فرامین ائمہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ شیعہ مذہب ائمہ اہل بیت کا مذہب نہیں، بلکہ شیعہ راویوں نے ان گھناؤنے مسائل کو گھڑ گھڑ کر ائمہ اہل بیت کے ذمہ لگایا

ہے اور اس جھوٹے مذہب کا نام فقہ جعفریہ رکھ دیا ہے۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ جیسی پاکباز ہستی کا ان مسائل سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔

کتیا کے دودھ کے متعلق بحث

نجفی نے اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے کہ کتاب اہل سنت حیاۃ الحیوان ۲۹۷ ذکر کلب میں لکھا ہے کہ: ولبن الکلبتہ اذا شرب نفع من السجومہ اور کتیا کا دودھ جب پیا جائے تو ہر قسم کے زہر سے یقینی طور پر نفع دیتا ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۲۳۷)

الجواب

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے کتب طب میں سے کتیا کے دودھ کی طبی خاصیت بیان کی ہے۔ اس کی حلت کا فتویٰ نہیں دیا۔ نجفی نے اپنی بیوقوفی کی وجہ سے طبی خاصیت کو حلت کا فتویٰ سمجھ لیا ہے۔ اگر اشیا کی طبی خاصیتوں پر اعتراض ہے تو یہ اعتراض انبیا علیہم الصلوۃ والسلام پر عائد ہوگا کیونکہ بقول شیعہ، شیعہ عوام کو انہوں نے ہی اشیا کی خاصیتوں سے آگاہ کیا ہے۔

ان خواص الادویة واجناسها ومنافعها و مناسبتها للامراض انما وصل الی الخلق باخبار الرسل علیهم الصلوة والسلام ولم یصل الخلق الیها بعقولهم و تجار بهم (بحار الانوار ج ۳ ص ۱۸۵)

ادویہ کے خواص واجناس اور ان کے منافع اور امراض کے ساتھ مناسبت مخلوق تک بذریعہ اخبار انبیا علیہم الصلوۃ والسلام پہنچی ہے اور مخلوق نے خود اپنی عقل اور تجربے

کی بنیاد پر یہ چیزیں حاصل نہیں کیں۔

اس حوالہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اشیا کی جتنی بھی خاصیتیں ہیں وہ ساری انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے توسط سے مخلوق تک پہنچی ہیں۔ اور مخلوق خداوندی نے محض اپنی عقل اور تجربہ کی بنیاد پر ان خاصیتوں تک رسائی حاصل نہیں کی۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے بحوالہ کتب طب جتنی بھی خاصیتیں بیان کی ہیں وہ بقول ملا باقر مجلسی انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کی فرمودہ ہوں گی کیونکہ عقل انسانی ان خواص تک پہنچنے سے قاصر ہے۔

اور شیعہ مذہب کے ماننے والوں کو چاہیے کہ وہ پہلے زہر پی لیں اور پھر وہ دنیا کی کسی بھی کتیا کا دودھ پی لیں اگر ان کو نفع ہو تو وہ معاذ اللہ انبیا علیہم الصلوۃ والسلام پر اعتراض کریں کہ انہوں نے عوام کو خواص اشیا سے کیوں آگاہ کیا۔ اور اگر کتیا کا دودھ پینے کے بعد ان کو فائدہ نہ ہو تو پھر وہ امام دمیری رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کر سکتے ہیں۔

ع اک گناہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل

نوٹ: نجفی نے امام دمیری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب حیاۃ الحیوان میں مرقوم دیگر طبی خواص پر بھی اعتراض کیا ہے۔ جس کے بارے میں ہمارا واضح جواب یہی ہے کہ ہمارے نزدیک اضطراری حالت کے سوا حرام اشیا سے علاج کرنا جائز نہیں۔ اور خود امام دمیری رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں کہ:

وروی ابن عبدالبر فی التمهید عن الشعبی انه سئل عن رجل یتداوی بلحم الکلاب فقال لا شفاه الله۔ (حیاۃ الحیوان ج۲ ص۱۳۳ ذکر الکلب)

ابن عبدالبر نے تمہید میں روایت بیان کی ہے کہ ایک شخص نے ان سے کتے کے گوشت سے علاج کرنے کے بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا جائز نہیں اور اللہ تعالیٰ اس کو شفا نہ دے۔

اس حوالہ سے امام دمیری رحمۃ اللہ علیہ کا شرعی مؤقف بھی سامنے آجاتا ہے کہ حرام اشیا سے علاج جائز نہیں لہٰذا طبی خواص کو بنیاد بنا کر امام دمیری رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرنا درست نہیں۔

شیعہ مذہب میں گدھی کا دودھ جائز ہے

عن عیص بن القاسم قال سألت ابا عبداللہ علیہ السلام عن شرب البان الاتن فقال اشربھا (وسائل الشیعہ ج ۱۷ ص ۸۲ کتاب الاطعمۃ)

عیص بن القاسم کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے گدھی کے دودھ کے بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا پی سکتے ہو۔

شیعہ مذہب میں اونٹنی کا پیشاب بھی جائز ہے

عن سماعۃ قال سألت ابا عبداللہ علیہ السلام عن شرب الرجل ابوال الابل والبقر والغنم تنعت لہ من الوجع ھل یجوز لہ ان یشرب قال نعم لابأس بہ (وسائل الشیعہ ج ۱۷ ص ۸۱ کتاب الاطعمۃ)

شیعہ راوی سماعہ کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کسی شخص کو درد ہے اور اس کے لیے اونٹ، گائے اور بھیڑ، بکری کا پیشاب تجویز کیا گیا ہے آیا وہ پی

سکتا ہے فرمایا ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

گدھی کے دودھ کی دہی

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

هذا شيراز الاتن اتخذناه لعليل لنا فمن شاء فليأكل ومن شاء فليدع

(وسائل الشیعہ ج ۱۷ ص ۸۹ کتاب الاطعمہ)

یہ گدھی کے دودھ کی دہی ہے جو کہ ہم نے اپنے ایک بیمار کے لئے بنائی ہے جو کھانا چاہے وہ کھا سکتا ہے اور نہ کھانا چاہے تو بھی اس کی مرضی ہے۔

اس طرح کے بے شمار مسائل کتب شیعہ کی زینت ہیں۔ جن میں اس طرح اشیا کی خاصیتوں کے ساتھ ائمہ اہل بیت کی طرف سے فتویٰ جواز بھی منقول ہے۔ نجفی کو چاہیے کہ وہ شیعہ مذہب پر اعتراض کرے اور شیعہ مذہب کے ماننے والوں کے لئے تو خاص مشورہ ہے کہ مارکیٹ میں دہی مہنگی ملتی ہے اس لئے وہ گدھی کے دودھ کی دہی بنالیا کریں۔ گھر والوں کے بھی کام آئے گی اور مریضوں کے بھی۔ ھم خرما و ھم ثواب

تحفہ حنفیہ ۲۳۸ پر انسانی پیشاب

نجفی نے حیاۃ الحیوان میں انسان کے پیشاب کے بارے میں مرقوم طبی خواص پر اعتراض کیا ہے اور لوگوں کو یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ معاذ اللہ احناف کے نزدیک انسان کا پیشاب پینا جائز ہے۔ (معاذ اللہ)

ہم کئی مرتبہ پہلے بھی وضاحت کر چکے ہیں کہ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اشیا کی صرف طبی

خاصیتیں بیان کی ہیں ان کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا۔ اب اگر کوئی کوڑھ مغز علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ طبی خواص کو جواز کا فتویٰ سمجھ لیتا ہے تو وہ اس نالائق کی بیوقوفی ہے۔ اس میں اہل سنت و جماعت کا کون سا قصور ہے۔ ویسے خود شیعہ مذہب میں جانوروں کا پیشاب پینا جائز ہے۔

حوالہ: شیعہ عالم حر عاملی نے روایت بیان کی ہے کہ:

عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے آباء طاہرین کے سلسلہ سند سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے پیشاب پینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (وسائل الشیعہ ج ۱۷ ص ۸۱ کتاب الاطعمہ والاشربہ)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا فرمان

حوالہ: سماعہ کا بیان ہے کہ:

میں نے حضرت امام جعفر صادق سے پوچھا کہ کسی شخص کو درد کی شکایت ہے اس کے لئے اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری کا پیشاب تجویز کیا جاتا ہے آیا وہ پی سکتا ہے؟ فرمایا ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (وسائل الشیعہ ج ۱۷ ص ۸۲)

جب شیعہ مذہب میں گائے، اونٹ، بھیڑ، بکری اور نہ صرف یہ جانور بلکہ ہر حلال جانور کا پیشاب پینا جائز ہے، تو عند الشیعہ آخر حضرت انسان نے کون سا گناہ کیا ہے۔ شیعہ مذہب کے اصول پر انسان کا پیشاب طبی خاصیتوں سے کیوں محروم ہے؟

دودھ سے زیادہ شفاء پیشاب میں ہے

نجفی نے تحفہ حنفیہ ۲۳۸ پر وہی رونا رویا ہے اور حیاۃ الحیوان کے حوالے سے لکھا ہے کہ اونٹ کا پیشاب پینا جگر کے ورم کو نفع دیتا ہے۔ اور قوت باہ مردانہ طاقت کو زیادہ کرتا ہے۔

الجواب

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے کتب طب سے اونٹ کے پیشاب کی طبی خاصیت بیان کی ہے، جواز کا فتویٰ نہیں دیا۔ مگر شیعہ مذہب میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی روایت موجود ہے کہ شیعہ راوی مفضل بن عمر بیان کرتا ہے کہ:

میں نے سخت ضیق النفس (دمہ) کی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں شکایت کی، امام نے فرمایا اونٹنی کا پیشاب پی، چنانچہ میں نے پیا اور اللہ تعالیٰ نے میری وہ بیماری دور فرمادی۔ (وسائل الشیعہ ج ۱۷ ص ۸۲)

علاوہ ازیں شیعہ مذہب میں اونٹ کا پیشاب اس کے دودھ سے بہتر ہے حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

اونٹ کا پیشاب اس کے دودھ سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے دودھ میں شفا رکھی ہے۔ (وسائل الشیعہ ج ۱۷ ص ۸۲)

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ کیا شیعہ مذہب میں اونٹ کا پیشاب اس کے دودھ سے زیادہ اکسیر ہے۔ اور خاص طور پر جانوروں کا پیشاب تو شیعوں کے لئے اکسیر اعظم ہے اور شیعوں کو چاہیے کہ مریضوں پر لاکھوں روپے خرچ کرنے کے بجائے جانوروں کا پیشاب سیر ہو کر پیا کریں پیسے بھی بچ جائیں گے اور قول امام پر عمل بھی ہوگا۔ ھم خرما و ھم ثواب

اگر کوئی شیعہ پیٹ بھر کر پیشاب پی بھی لے اور اسے فائدہ نہ ہو تو اس کی نیت کا قصور ہے۔ قول امام کا کوئی قصور نہیں کیونکہ مریض کو چاہئے کہ ائمہ کی فرمودہ مذکورہ ادویات پر دل و جان سے بھروسہ رکھے۔ جیسا کہ شیعہ عالم نعمت اللہ جزائری نے لکھا ہے کہ:

نعم ینبغی للمریض ان یتعاطی تلك الادرویه عزائم القلب و صمیمة وان لایتوهم من شئ منها ۔(انوار النعمانیہ ج۴ص۱۶۳)

مریض کو چاہیے کہ ان ادویہ کو صمیم قلب اور پکے ارادہ کے ساتھ استعمال کرے اور ان کے نافع ہونے میں ذرہ برابر بھی شک نہ کرے۔

نجفی خبیث نے شیعہ مذہب کی گندگی چھپانے کے لیے علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کیا ہے۔ حالانکہ ہم کئی مرتبہ واضح کر چکے ہیں کہ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اشیا کی صرف خاصیتیں کتب طب سے نقل کی ہیں ان کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا۔ شیعہ مذہب میں اشیا کی خاصیتوں کے ساتھ ائمہ اہل بیت کا جواز کا فتویٰ بھی منقول ہے۔ ایسی صورت میں شیعہ مذہب پر اعتراض کرنے کے بجائے اہل سنت و جماعت پر اعتراض کرنا کہاں کی دانشمندی ہے۔

شیعہ مذہب میں آلۂ تناسل کھانے کا جواز اور لومڑ اور گدھے اور بیل اور بجو کے آلۂ تناسل کے فضائل اور کرامات

نجفی نے اعتراض کیا ہے کہ اہل سنت کی معتبر کتاب الرحمۃ فی الطب ص۱۱۱، باب ۱۲۵، فعلاجه بذکر الثعلب و بذکر حمار الوحشی یأکلها المربوط بالعقاقیر المذکورة سبعة ایام یبرأ باذن الله۔ ترجمہ امام اہل سنت حجۃ الاسلام مفتی فقہ

عائشہ حضرت جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص پر جادو کر دیا گیا ہو اور اس کا آلۂ تناسل اپنی بیوی سے ہم بستری کے وقت کھڑا نہیں ہو رہا۔ تو مذکورہ بوٹیوں کے ہمراہ لومڑ اور گدھے کا آلۂ تناسل ملا کر سات دن تک کھائے خدا تعالیٰ کے اذن سے اس دیوبندی کو شفا ملے گی۔ (تحفہ حنفیہ ۲۴۰)

الجواب

نجفی خبیث نے جس کتاب الرحمۃ فی الطب سے مذکورہ عبارت نقل کی ہے۔ وہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف نہیں۔ بلکہ شیعوں کی معتبر کتاب ہے۔ اس راز کا انکشاف مفتی فقہ ابن سبا آقا بزرگ تہرانی نے الذریعہ الی تصانیف الشیعہ ۲۱۰ میں اس کتاب کو شیعہ تصانیف میں شمار کر کے کیا ہے۔ اور شیعہ مذکورہ نسخہ کی وجہ سے اس کتاب کی اس طرح پوجا کرتے ہیں جیسے ہندو گیتا رامائن اور وید کی۔ یہی وجہ ہے شیعہ امام باڑوں میں گھوڑے بھی پالے جاتے ہیں۔ بلکہ شیعہ عورتیں تو خاص طور پر اس گھوڑے کا مشاہدہ کرنے کے لیے بے تاب ہوتی ہیں۔ خود نجفی نے بھی شیعوں کے اس پوشیدہ مرض کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

> شیعوں کو تو بعض اوقات خصیتین پر اور آلۂ تناسل پر سخت قسم کی خارش بھی ہو جاتی ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۳۹۲)

ایسے وقت میں گدھے گھوڑے کے آلۂ تناسل کو چبا کر کھانا بقول کتب شیعہ نہایت اکسیر ہے۔

چرا کارے کندی عاقل کہ باز آید پشیمانی

نجفی خبیث نے ۲۴۰، سے لیکر ۲۵۵، تک تقریباً ۱۵، صفحات کتاب الرحمہ فی الطب کے حوالوں سے سیاہ کئے ہیں۔ جس کی ہم وضاحت کر چکے ہیں کہ یہ کتاب امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف نہیں بلکہ شیعہ منافقین کی کاروائی ہے۔ لہٰذا اس کتاب کے جملہ حوالوں کو شیعہ کا عقیدہ سمجھنا چاہیے۔ یہاں پر ہم قارئین کی سہولت کی خاطر اس کتاب میں سے چند حوالے پیش کرتے ہیں۔

شیعہ مذہب میں کتے کے آلۂ تناسل کی خصوصی برکتیں

۱: جب کتا کتیا پر چڑھے اور اڑ جائے تو آپ جلدی سے اس کی دم جڑ سے کاٹ لیں اور چالیس دن تک اس کو زمین میں دفن کریں پھر نکالیں تو صرف ہڈیاں ہوں گی، ان کو پھر کسی دھاگے میں باندھ لیں ہڈیوں کو جو شیعہ کولھے پر باندھ کر کسی شیعہ عورت سے متعہ کرے گا تو اس کو انزال نہ ہوگا۔ (شیعوں کی معتبر کتاب الرحمہ ۱۲۰، باب ۱۲۹)

۲: شیعہ مذہب میں آلۂ تناسل کھڑا کرنے کی ترکیب: اپنے قدموں کو چمگادڑ کے خون سے لال کرلے گا تو اس کا آلۂ تناسل خوب اٹھے گا۔ (شیعہ کی معتبر کتاب الرحمۃ فی الطب ۱۳۱)

۳: آلۂ تناسل مضبوط کرنے کا نسخہ: زنبیل کا آلۂ تناسل لے کر اس کو شہد میں جلا کر سرمہ کی مانند اس کو باریک پیسیں اور جب ہمبستری کرنا ہو تو اس سفوف کو شہد میں ملا کر چاٹ لیں آلۂ تناسل خوب کھڑا ہوگا۔ (شیعہ مذہب کی معتبر کتاب الرحمۃ فی الطب ۱۲۸)

اگر یہ نسخہ مہنگا ہو اور غریب شیعوں کی دسترس سے باہر ہو تو اس کا حل بھی شیعہ کتب میں موجود ہے:

عن زرارة وله وحدثت بكلمة سمعتها من ابي عبدالله عليه السلام
فكدت ان اكفر لو جدل على الخشب [illegible]

زرارہ کہتا ہے کہ اگر میں تم کو وہ حضرت جعفر صادق کی وہ حدیث بتاتا جو میں نے ان سے سنی ہے تو تمہارے گھٹنے کانپنے لگ جاتے۔

اگر شیعہ مردان باوقار کا حال یہ ہے تو پھر شیعہ عورتوں کا کیا ہوگا؟

جماعت کے آلہ تناسل کی برکات

۴: شیعہ مذہب میں جو چاہے کہ تناسل کو بھوکا رکھائیں تو ان کے آلہ کو برکات ملیں گے۔ (شیعہ مذہب کی معتبر کتاب الرحمۃ فی الطب ۱۳۸)

کتے کے آلہ تناسل کے فیوضات

۵: جو شیعہ مجتہد آلہ تناسل کو اپنی ران کے ساتھ باندھے گا اس کا اتنا سخت ہو کر اٹھے گا کہ ہرگز نہ سوئے جب تک کتے کے آلہ کو جدا نہ کریں۔ (شیعہ مذہب کی معتبر کتاب الرحمۃ فی الطب ۱۳۹)

خصی چھترے یا خچر کے پیشاب کی کرامات

۶: جب کسی خصی چھترے کے پیشاب یا خچر کا پیشاب (شیعہ) عورتیں نوش کریں اور لگاتار دو مہینے تک تو حمل قائم نہ ہوگا۔ (شیعہ مذہب کی معتبر کتاب الرحمۃ فی الطب ۱۴۸)

نوٹ: متعہ کے بعد رسوائی سے بچنے کے لئے یہ نسخہ شیعہ مذہب میں اکسیر اعظم کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر کوئی شیعہ عورت حاملہ ہونا چاہے تو اس کا نسخہ بھی شیعہ معتبر کتاب

الرحمۃ فی الطب میں بایں الفاظ موجود ہے۔ اگر کوئی شیعہ عورت حیض سے پاک ہو کر کتے کے پیشاب میں روئی تر کر کے شرمگاہ میں رکھے پھر اس کے ساتھ اگر کوئی اس کا خصم ہمبستری کرے تو وہ فوراً حاملہ ہو جائے گی۔ اگر قنفذ چھایا کہ آلۂ تناسل کو جدا کر کے اس میں گندم ملا کر پیس لے اور پھر شہد ملا کر عشاء کے بعد چاٹ لے تو بھی حاملہ ہو جائے گی۔

شیعہ مذہب میں منی کھانے کی برکت

۷ : شیعہ مذہب کی معتبر کتاب الرحمۃ فی الطب ص ۱۶۴ پر مرقوم ہے کہ اگر کوئی شیعہ اپنی منی لے کر گڑ یا شکر یا مصری کے اوپر مل کر اپنی بیوی کو کھلائے تو وہ عورت دیوانی ہو جائے گی۔

اگر کوئی شیعہ ذاکرہ عشرہ پڑھنے جائے گی تو بھی وہ شیعہ عورت کسی اور مرد کا منہ تک نہ دیکھے گی۔

نوٹ: شیعہ ذاکرین کو چاہیے کے عشرہ پڑھنے سے پہلے شیعہ ذاکرہ عورتوں کے منہ میں ہی انزال کیا کریں تا کہ نسخہ اپنا سو فیصد اثر ظاہر کرے۔

شیعہ مذہب کی معتبر کتاب میں بے غیرت بنانے کا عظیم الشان نسخہ

۸ : شیعہ مذہب میں متعہ کے فتویٰ نے جہاں مجتہدین کو بے غیرت بنا دیا تھا تو اس کے اثرات شیعہ طبیبوں پر بھی پڑے اور انہوں نے شیعہ لوگوں کو مزید بے غیرت بنانے کے لئے طب امامیہ سے بھی معاونت حاصل کی ہے۔

شیعہ مذہب کی معتبر کتاب الرحمۃ فی الطب ص ۱۶۵، پر مرقوم ہے:

اگر کوئی شیعہ عورت کتے کے دل کو لے کر خشک کرے اور کسی طریقہ سے وہ دل اپنے شوہر کو کھلائے تو اس کا شوہر اپنی عورت کے بارے میں بے غیرت ہو جائے گا۔

نوٹ: اگر وہ شیعہ عورت ایک ہزار لوگوں سے بھی متعہ کرائے گی تو پھر بھی اس شیعہ مرد کے کان پر جوں تک نہ رینگے گی۔ واہ شیعہ مذہب واہ! کیا کہنا ہے۔

شیعہ مذہب میں اونٹ کا پیشاب اکسیر اعظم ہے

۹ : شیعہ مذہب کی معتبر کتاب الرحمۃ فی الطب ص ۱۰۴، میں لکھا ہے کہ:

اگر کسی شیعہ عورت کے بچہ کی ولادت کے بعد آنول باہر نہیں آرہی ہو تو اس کو اونٹ کا پیشاب پلایا جائے شفا ہوگی۔

اور بقول شیعہ عالم اگر اونٹ کا پیشاب نہ ملے تو اپنا پلایا جائے۔ (تحفہ حنفیہ ۲۴۶)

شیعہ عورت کی شرمگاہ پر تالا

۱۰ : اگر کوئی شیعہ ذاکر یا مجتہد عشرہ پڑھنے کے لیے کہیں دور جا رہا ہو اور اسے اپنی شیعہ بیوی کے لچھنوں سے اچھائی کی توقع نہ ہو اور چاہتا ہو کے اس کی بیوی کے اوپر غیبی تالا لگ جائے اسے چاہیے کہ بھیڑیے کا پتا لے کر اس کو پیسے آلۂ تناسل پر مل کر مجامعت کرے غیبی تالا لگ جائے گا۔ (شیعہ مذہب کی معتبر کتاب الرحمۃ فی الطب ۱۳۱)

جماع سے مست کرنے کا نسخہ: از طب امامیہ

۱۱ : مرغ کی چربی اور شہد ملا کر آلۂ تناسل پر ملیں اور جماع کریں تو شیعہ عورت کے چودہ طبق روشن ہو جائیں گے۔ (شیعہ مذہب کی معتبر کتاب الرحمہ فی الطب ۱۳۲)

شیعہ خواتین کو جماع پر آمادہ کرنے کا نسخہ: از طب امامیہ

۱۲ : اگر کوئی شیعہ عورت متعہ پر آمادہ نہ ہو اور اس میں جماع کی خواہش پیدا نہ ہوتی ہو تو اس کا حل بھی شیعہ طب میں موجود ہے:

اگر کوئی شیعہ عورت زنجار اور نوشادہ برابر لے کر پیس لے اور پانی میں ملا کر اس سے استنجا کرے تو اس عورت میں فوراً خواہش جماع پیدا ہوگی۔ (اور ضرور بذریعہ متعہ اپنا منہ کالا کروائے گی)

آلۂ تناسل کو موٹا کرنے کا نسخہ: از شیعہ طب

۱۳ : شیعہ مذہب میں جہاں فقہی مسائل کا حل موجود ہے، وہیں طبی مسائل کا بھی حل موجود ہے۔ اگر کوئی شیعہ ذاکر اور مجتہد زبدالبحر یعنی سمندر کی جھاگ لے کر خشک کرے اور پانی میں ملا کر آلۂ تناسل کو رگڑے تو خمینی کی برکت سے موٹا ہو جائے گا۔ (شیعہ مذہب کی معتبر کتاب الرحمہ فی الطب ۱۳۴)

بخار والی عورت سے جماع

۱۴ : شیعہ مذہب کی معتبر کتاب الرحمہ فی الطب ۱۳۵ میں ہے:

جس عورت کو بخار ہو اس عورت کے ساتھ جماع کرنے میں زیادہ لذت ہوتی ہے۔

شیعہ عورت کی فرج کی خشکی ختم کرنے کا نسخہ

۱۵ : شیعہ مذہب کی معتبر کتاب الرحمہ فی الطب ۱۳۵ پر ہے:

بھیڑ کی چشم کی میل جمع کر کے (شیعہ) عورت فرج میں رکھے خشکی ختم ہو جائے گی۔

شرمگاہ کی بدبو دور کرنے کا کیمیائی نسخہ

۱۶ : شیعہ مذہب کی معتبر کتاب الرحمہ فی الطب ۱۳۵ پر ہے کہ:

سنبل کو باریک پیس کر گلاب کے پانی میں معجون بنایا جائے اور اس کو جو (شیعہ) عورت فرج میں رکھے گی اس کی فرج میں گرمی بھی پیدا ہوگی اور اس کی بدبو بھی ختم ہوگی۔

۱۷ : شرمگاہ کو تنگ کرنے کا نسخہ: از شیعہ طب

سرمہ اور پھٹکری کو باریک پیس کر جو شیعہ عورت فرج میں رکھے گی اس کی فرج تنگ ہو جائے گی۔ (شیعہ مذہب کی معتبر کتاب الرحمہ فی الطب ۱۳۵)

کنوارا پن لوٹانے کی ہدایت: از شیعہ طب

۱۸ : جو (شیعہ) عورت بیل کا پتا لے کر اس میں روئی بھگو کر شرمگاہ میں رکھے گی اگر اس کا پردہ بکارت زائل ہو چکا ہے تو خمینی کی برکت سے دوبارہ لوٹ آئے گا۔ (شیعہ مذہب کی معتبر کتاب الرحمہ فی الطب ۱۳۶)

حمل گرانے کی شیعائی ترکیب

۱۹ : اگر کوئی شیعہ عورت متعہ کی برکت سے حاملہ ہو جائے اور اسے خوف رسوائی ہو تو اس کے لیے بھی شیعہ مذہب میں خصوصی ہدایات موجود ہیں۔

اگر کوئی (شیعہ) عورت تھوڑا سا کتیا کا دودھ اور شہد ملا کر چاٹ لے اس کا حمل گر جائے گا۔ (شیعہ مذہب کی معتبر کتاب الرحمہ فی الطب ۱۵۴)

احتلام روکنے کا مجرب نسخہ: از طب امامیہ

۲۰ : جو (شیعہ) اپنی دائیں ران پر آدم اور بائیں پر حوا کا نام لکھے گا اس کو احتلام نہ ہوگا۔ (شیعہ مذہب کی معتبر کتاب الرحمہ فی الطب ۱۳۷)

شیعہ مذہب میں آلۂ تناسل کو کھولنے کا نسخہ

مشہور شیعہ عالم نعمت اللہ جزائری نے لکھا ہے کہ:

اگر کسی (شیعہ مجتہد) کی قوت مردی کو بند کر دیا گیا ہو تو اس شخص کو چاہیے کہ یوں لکھے اے اللہ میں تیرے اس نام کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں جو کاف اور نون کے درمیان پوشیدہ ہے اور حضور ﷺ اور اہل بیت عظام کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں کہ فلاں بن فلاں کے ذکر کو فلانہ بنت فلانہ کے ذکر سے کھول دے اور ک ھ ی ع ص اور ح م ع س ق کا وسیلہ ہے آگے آیتوں کا بھی وسیلہ لکھا ہے۔ (انوار النعمانیہ ج ۴ ص ۱۷۴، النور فی الامراض ودوائها)

نوٹ: نعمت اللہ جزائری نے لکھا ہے کہ:

میں نے جو نسخے لکھے ہیں وہ تمام مجرب ہیں ولکن ما ذکرناہ مما لاشك فیه ولاریب یعتریه به (انوار النعمانیہ ج ۴ ص ۱۷۴ النور فی الامراض و دوائها) جو نسخے میں نے درج کئے ہیں ان میں کوئی شک وشبہ نہیں بلاشبہ درست ہیں۔

مجفی اور اس کی ذریت کو دعوت فکر: ائمہ اہل بیت کے نام ہمبستری کے محاذ میں آپ کے مشکل کشا اور حاجت روا ہیں۔ یہ شیعہ مذہب بھی عجیب ہے اگر کسی کا آلۂ تناسل کھڑا نہ

ہو تب بھی امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی حدیثیں سناؤ کھڑا ہو جائے گا۔ اگر کسی کی قوت مردنی کو شیعہ عورت نے تالا لگا دیا ہے تب بھی ائمہ اہل بیت کے نام لے کر دعا کرو کہ فلاں کا آلۂ تناسل بحق ائمہ کھل جائے کیا ائمہ اہل بیت کے اسماء اور ان کی روایتیں صرف آلۂ تناسل کو کھڑا کرنے کے لیے ہیں؟ یہ حوالے اور اعتراضات نجفی اصول کے مطابق قائم کیے گئے ہیں کیونکہ اس نے اعتراضات کا یہی اصول قائم کیا ہے۔

غسل جنابت کے بعد وضو کرنا

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ اثنا عشریہ ۲۴۶ پر لکھا ہے کہ:

ونیز گویند کہ وضوء ہمراہ غسل جنابت حرام است وایں حکم صریح مخالف سنت پیغمبر ست کہ ہمیشہ در غسل جنابت اول وضو میفرمود و گویند کہ ان آب بر بدن میریخت چنانچہ بتواتر ثابت است و نیزمخالف روایات ائمہ (روی الکلینی عن محمد بن مبشر عن ابی عبداللہ علیہ السلام والحسن بن سعد عن الخضرمی عن ابی جعفر انھما قالا توضا ثم تغسل حین سئل عن کیفیۃ غسل الجنابۃ

(تحفہ اثنا عشریہ ۲۴۹ صفت وضو و غسل و تیمم)

اور شیعہ کہتے ہیں کہ غسل جنابت کے ہمراہ وضو کرنا حرام ہے اور یہ حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے صریح خلاف ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ غسل جنابت سے پہلے وضو فرمایا کرتے

تھے اور اس کے بعد بدن پر پانی بہاتے تھے۔ جیسا کہ تواتر سے ثابت ہے اور روایات ائمہ کے بھی خلاف ہے۔ کلینی نے محمد بن مبشر کے واسطہ سے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے اور حسن بن سعید کے واسطہ سے امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ان دونوں ائمہ سے غسل جنابت کی کیفیت پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا پہلے وضو کر کے اس کے بعد غسل کرنا چاہیے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ عبارت پر اعتراض کرتے ہوئے کذاب زمانہ نجفی نے لکھا ہے کہ: شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا ایک اور غلط اعتراض دھلوی صاحب نے تحفہ ۲۴۹ باب میں لکھا ہے کہ شیعہ غسل جنابت کے بعد وضو کو حرام جانتے ہیں اور یہ بات سنت پیغمبر کے خلاف ہے نبی کریم بھی غسل جنابت کے بعد وضو نہیں فرماتے تھے۔ (تحفہ حنفیہ ۲۵۲)

الجواب

غلط اعتراض حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں کیا بلکہ غلط اعتراض خود نجفی صاحب نے کیا ہے۔ جس طرح ساون کے اندھے کو ہر جگہ ہریالی نظر آتی ہے اسی طرح آپ کو ہر جگہ غلط ہی نظر آ رہا ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے غسل جنابت کے بعد وضو پر اعتراض نہیں کیا بلکہ غسل جنابت سے پہلے وضو کے مسئلہ پر شیعوں کی ائمہ اہل بیت سے بغاوت ظاہر کی ہے۔ چونکہ بغض صحابہ نے آپ کو اندھا کر دیا ہے۔ دو بڑی بڑی آنکھیں ہوتے ہوئے بھی آپ کو کچھ نظر نہیں آتا بلکہ اگر

دماغی توازن درست نہ ہو تو سب کچھ نظر آتے ہوئے بھی کچھ نظر نہیں آتا۔ آپ مذکورہ عبارت کو غور سے پڑھیں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے غسل جنابت سے پہلے وضو کرنے کے متعلق لکھا ہے غسل جنابت کے بعد وضو کرنے پر اعتراض نہیں کیا۔ آپ نے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے اعتراض کو سمجھے بغیر ہی واویلا کرنا شروع کر دیا ہے۔

نجفی کذاب نے غسل جنابت کے بعد وضو نہ کرنے کے مسئلہ پر چند حوالے بھی نقل کئے ہیں وہ ہمارے لیے مضر نہیں۔ علما احناف کے نزدیک غسل کے بعد وضو کرنا ضروری نہیں۔

دو شرمگاہوں کے ملنے سے غسل واجب ہو جاتا ہے

نجفی کذاب نے اس مسئلے پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: غسل جنابت کے حکم میں اہل سنت نے صحابہ کی نافرمانی کی ہے۔

اہل سنت کی معتبر کتاب فتاویٰ قاضی خان ۲۱، اہل سنت کی معتبر کتاب کنز الدقائق ۱، اہل سنت کی معتبر کتاب الدر المختار ۱۲، اہل سنت کی معتبر کتاب کنز الدقائق ۳۱، اہل سنت کی معتبر کتاب شرح وقایہ ۳۴، اہل سنت کی معتبر کتاب فتح القدیر ۵۵، اہل سنت کی معتبر کتاب بہشتی زیور ۶۱، اہل سنت کی معتبر کتاب کشف الغمہ ۵۶، اہل سنت کی معتبر کتاب الرحمہ فی اختلاف الائمہ ۱۸، میزان الکبری ۱۳۰، بخاری شریف ۶۲، فتح الباری ۳۹۶۔

الجواب

کذاب زمانہ نجفی خبیث نے اس مسئلہ میں بھی مغالطہ دینے کی ناکام کوشش کی ہے۔ اس سلسلے میں اہل سنت کا مؤقف یہ ہے کہ جب دو شرمگاہیں باہم مل جائیں تو غسل

واجب ہوجاتا ہے اور یہ بھی صحابہ کبار ﷺ کا مسلک ہے اس مسئلہ میں اہل سنت و جماعت نے صحابہ کی نافرمانی نہیں کی اور جن کتابوں کا نجفی کذاب نے حوالہ دیا ہے ان میں صرف اتنا مرقوم ہے کہ دو شرمگاہوں کے باہم ملنے سے غسل واجب ہوجاتا ہے۔

اصل عبارتیں ملاحظہ فرمائیں:

۱﴾ وایلاج حشفة۔ الدر المختار ۳۰، کتاب الطہارہ

حشفہ کے داخل ہونے سے غسل واجب ہوجاتا ہے اگرچہ منی نہ نکلے۔

۲﴾ وتواری حشفه فی قبل او دبر (کنز الدقائق ج ا ص ۶، کتاب الطہارۃ)

حشفہ کے قبل و دبر میں داخل ہونے سے غسل واجب ہوجاتا ہے۔

نجفی خبیث نے نمبر شمار بڑھانے کیلئے کنز الدقائق کا دو مرتبہ حوالہ دیا ہے۔

۳﴾ وغیبة حشفه فی قبل و دبر علی الفاعل والمفعول (شرح الوقایہ ج ا ص ۸۲) قبل یا دبر میں حشفہ کے داخل ہونے سے فاعل اور مفعول دونوں پر غسل واجب ہوجاتا ہے۔

۴﴾ فتح القدیر میں بھی اسی طرح مرقوم ہے ج ا ص ۱۰۷۔

ناظرین کی خدمت میں التماس ہے کہ مذکورہ کتابوں کی عبارتیں بغور ملاحظہ فرمائیں۔ اور نجفی کی ذریت سے پوچھیں کہ ان کتابوں میں کہاں لکھا ہوا ہے کہ اہل سنت و جماعت نے اس مسئلہ میں صحابہ کرام ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔

رحمہ اور میزان کی عبارت کا جواب

صحابہ کا فتویٰ کہ صرف سپاری داخل کرنے سے غسل واجب نہیں ہوتا۔ وحکی عن داؤد وھو قول جماعۃ من الصحابۃ ان الغسل لایجب الا بالانزال ترجمہ امام اہل سنت حضرت داؤد اور اصحاب کرام کا فرمان ہے کہ خواہ سارا یا آدھا داخل کرے غسل واجب نہیں ہوتا۔ (تحفہ حنفیہ ۲۵۸)

الجواب

ابتدا میں بعض صحابہ کا یہ مذہب تھا بعد میں انہوں نے رجوع کرلیا تھا۔ حضرت ابی ابن کعب ارشاد فرماتے ہیں کہ:

حوالہ ۱: ان الفتیا التی کانت الماء من الماء رخصۃ ارخصھا رسول اللہ ﷺ فی اول الاسلام ثم امر بالغسل (السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱ ص ۱۶۵)

انزال کی صورت میں غسل واجب ہونے والا فتویٰ ابتداء اسلام میں تھا یہ حضور ﷺ کی طرف سے ایک رخصت تھی پھر آپ ﷺ نے غسل کا حکم دیا۔

حوالہ ۲: عن ابن المسیب قال کان عمر و عثمان و عائشۃ و المھاجرون الاولون یقولون اذا مس الختان الختان فقد وجب الغسل (مصنف عبدالرزاق ج ۱ ص ۲۴۵)

حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں حضرت عمر و عثمان، ام المؤمنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور مہاجرین اولین کا مذہب یہ تھا کہ اگر دو شرمگاہیں باہم مل جائیں تو غسل

واجب ہوتا ہے۔

ان حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ تھا اگر بلا انزال دخول ہو جائے تو بھی غسل واجب ہو جاتا ہے۔

حوالہ ۳: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ابتدا میں فتویٰ دیتے تھے کہ جب تک انزال نہ ہو تو غسل واجب نہیں مگر انہوں نے وفات سے پہلے رجوع کر لیا تھا۔

فقال زید ان ابیا قبل ان یموت نزع عن ذلك (مصنف عبدالرزاق ج ۱ ص ۲۴۵ مؤطا امام مالک ۷۱)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب نے وفات سے پہلے اس مسئلہ سے رجوع کر لیا تھا۔

ان حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کا بھی یہی مسلک تھا کہ دخول سے غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔ اور میزان اور رحمہ کی عبارت میں قول صحابہ سے ان کا سابقہ فعل مراد ہے حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

حوالہ: وقول اکثر اهل العلم من اصحاب رسول الله صلی الله تعالی علیه وآله وسلم منهم ابوبکر و عمر و عثمان و علی و عائشه والفقهاء من التا بعین ومن بعد هم مثل سفیان الثوری والشافعی واحمدواسحق قالوا اذا التقی الختان وجب الغسل۔

(ترمذی شریف ابواب الطهارة باب ماجاء اذاالتقی الختانان وجب الغسل ۱۲۴)

اکثر صحابہ کرام جن میں حضرت ابوبکر وعمر وعثمان وعلی اور حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا شامل ہیں اور تابعین اور بعد کے فقہا مثلاً سفیان ثوری، شافعی، احمد اور اسحٰق کا بھی قول ہے کہ شرمگاہوں کے باہم ملنے سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ

نجفی خبیث نے بددیانتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے۔تحفہ حنفیہ ۲۶۱، پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا غسل جنابت کے بارے میں وہ قول نقل کیا ہے جس سے آپ رجوع کر چکے ہیں۔

نجفی کا اعتراض، بخاری شریف کی عبارت: زید بن خالد نے عثمان سے پوچھا کہ جب مرد عورت کے ساتھ جماع کرے اور منی بھی نہ نکلے تو کیا غسل واجب ہوتا ہے عثمان نے جواب دیا کہ آلۂ تناسل کو دھولے اور حسب دستور نماز کے لیے وضو کرلے اور پھر عثمان نے کہا میں نے اس مسئلہ کو نبی کریم سے سنا ہے۔(تحفہ حنفیہ ۲۶۱)

الجواب

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے اس فتوے سے رجوع کرلیا تھا حضرت امام علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

حوالہ: اسنادہ جید ولکنہ حدیث شاذ (التمہید فی الموطا ۱۰۱)

اس کی سند جید ہے مگر یہ روایت شاذ ہے۔

حضرت علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

وھو حدیث انفرد بہ یحیی بن ابی کثیر و قد جاء عن عثمان و

علی وابی بن کعب ما یدفعه من نقل الثقات الاثبات ویعارضه وقد دفعه جماعة منهم احمد بن حنبل وغیره وقال علی وابی بخلافه

(التمہید فی الموطا ج۲۳ص۱۰۱)

اس روایت کو بیان کرنے میں یحییٰ بن کثیر منفرد ہے اور خود حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ثقہ راویوں نے غسل کے واجب ہونے والی روایت نقل کی ہے۔ ایک جماعت نے اس روایت کا انکار کیا ہے ان میں سے حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ وغیرہ بھی ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اس کے برخلاف روایت منقول ہے۔

حوالہ: امام یعقوب بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

هو حدیث منسوخ کان فی اول الاسلام ثم جاء بعد عن النبی ﷺ انه امر بالغسل (التمہید فی الموطا ج۲۳ص۱۰۷)

یہ روایت منسوخ ہے ابتدا اسلام میں یہ حکم تھا اس کے بعد خود آقائے دوجہاں ﷺ نے غسل کا حکم دیا۔

حوالہ: علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

وحدیث عثمان المرفوع لایصح لانه لو صح عن عثمان و عنده ما خالف وقد کان یفتی بخلافه (التمہید فی الموطا ج۲۳ص۱۱۷)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت درست نہیں اگر آپ کے نزدیک یہ روایت

درست ہوتی تو آپ خود اس کی مخالفت نہ کرتے ! بلکہ آپ اس روایت کے برخلاف فتویٰ دیتے تھے۔

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کی گواہی

مشہور تابعی حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مسلک کی گواہی دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ:

حدثنی یحیی بن مالك عن ابن شهاب عن سعید بن المسیب ان عمر بن الخطاب و عثمان بن عفان و عائشة زوج النبی ﷺ کانوا یقولون اذامس الختان الختان فقد وجب الغسل ۔

(مؤطا امام مالک ص ۷۱ باب واجب الغسل اذا التقی الختان)

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتے تھے کہ جب ختنے سے ختنہ مل گیا تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

ان حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مسلک یہ تھا کہ التقاء ختانین سے غسل واجب ہو جاتا ہے اس معاملے میں اہل سنت و جماعت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مخالفت ہرگز نہیں کی بلکہ ان کی اتباع کی ہے۔ صحابہ کے ان اقوال کو جن سے صحابہ کرام رجوع کر چکے ہیں بطور حجت پیش کرنا درست نہیں اور نجفی کذاب نے تحفہ حنفیہ ۲۵۸، پر کشف الغمہ سے ایک روایت نقل کر کے بی

بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی انتہائی تضحیک وتوہین کی ہے۔ ہم یہ روایت کشف الغمہ کے اصل ماٴخذ یعنی مؤطا امام مالک سے نقل کرتے ہیں۔ کیونکہ کشف الغمہ میں بھی حدیث کی دیگر کتابوں سے روایتیں منقول ہیں۔

حوالہ: عن سعید بن المسیب ان ابا موسی الاشعری اتی عائشة زوج النبی ﷺ فقال لها لقد شق علی اختلاف اصحاب النبی ﷺ فی امر انی لاعظم ان استقبلك به فقالت ماهو ما كنت سائلا عنه امك فسئلنی عنه فقال الرجل یصیب اهله ثم یكسل ولا ینزل فقالت اذا جاوز الختان الختان فقد وجب الغسل فقال ابو موسی الاشعری لا اسأل عن هذا احدا بعدك ابداً (مؤطا امام مالک ۷۱، کتاب الطہارۃ باب واجب الغسل اذا التقی الختان)

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض گزار ہوئے کہ مجھ پر اصحاب رسول کا اختلاف انتہائی گراں گزرا ہے جس کو آپ کی خدمت میں پیش کرنے کو بہت بڑا سمجھتا ہوں۔ بی بی عائشہ نے کہا جو تم اپنی ماں سے پوچھ سکتے ہو وہ پوچھ لو، عرض گزار ہوئے کہ ایک آدمی اپنی بیوی سے مقاربت کرتا ہے پھر دخول ہو اور انزال نہ ہو، فرمایا کہ جب ختنہ ختنہ سے تجاوز کر جائے تو غسل واجب ہو گیا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری نے کہا کہ میں اب اس کے بارے میں کبھی کسی سے نہ پوچھوں گا۔

قارئین کرام! یہ وہ روایت ہے جسے بنیاد بنا کر نجفی نے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توہین وتنقیص کی ہے۔ اس روایت میں کون سی ایسی بات ہے جو باعث

اعتراض ہو۔ مگر چونکہ نجفی خبیث اور اس کی ذریت ام المؤمنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی ماں نہیں سمجھتے جیسا کہ عبداللہ مامقانی رافضی نے لکھا ہے کہ:

طلقها امير المؤمنين بوصية من رسول الله فخرجت عن امومتنا

(تنقیح المقال ج ۳ ص ۸۱ تذکرہ بی بی عائشہ)

حضرت امیر المؤمنین نے حضور ﷺ کی وصیت کے مطابق بی بی عائشہ کو طلاق دے دی لہٰذا وہ ہماری ماں ہونے سے خارج ہیں۔

اس لئے جب بھی صدیقۂ کائنات رضی اللہ عنہا کا نام آتا ہے تو یہ لوگ پاگل کتوں کی طرح بھونکنے لگتے ہیں اور عجیب منطق ہے کہ بیٹے کے ہاتھوں ماں کو طلاق دلوائی جارہی ہے۔ اور شاید شیعہ مذہب میں بیٹے اپنی ماں کو طلاق دیتے ہیں۔

قارئین کرام! ان لوگوں نے تو ان گرامی قدر ہستیوں کو نہیں بخشا جن کو ماننے کا یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں اور اپنے آپ کو فخر سے امامی کہلواتے ہیں ان ائمہ اہل بیت کی ماؤں بہنوں کی بھی دل کھول کر خوب توہین کی ہے۔ پھر کس طرح ان سے حضور اکرم ﷺ کے اہل بیت کی عظمت وعزت کی توقع رکھی جاسکتی ہے۔

شیعہ عالم کلینی، امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی ماں کی توہین کرتے ہوئے رقم طراز ہے کہ:

عکاسہ راوی امام محمد باقر کے پاس آیا امام جعفر صادق بھی پاس کھڑے تھے آپ نے انگوروں کا ایک خوشہ اس کے سامنے رکھا اور ایک ایک دانہ کھانے لگا فرمایا ایک ایک دانا تو بڈھا یا بچہ کھاتا ہے اور چار چار مریض آدمی کھا جاتا

ہے تم دو دو دانے کھاؤ یہ مستحب ہے۔ پھر اس نے امام محمد باقر سے پوچھا آپ امام جعفر صادق کی شادی کیوں نہیں کر دیتے اب تو وہ شادی کے قابل بھی ہیں اس وقت آپ کے سامنے ایک مہر بھری تھیلی رکھی تھی فرمایا عنقریب ایک بردہ فروش آنے والا ہے جو دار میمون میں قیام کرے گا اس سے ہم کنیز خریدیں گے۔ راوی کہتا ہے کہ کچھ دن گزرنے کے بعد ہم امام محمد باقر کے پاس آئے فرمایا میں تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ وہ بردہ فروش جس کا میں نے ذکر کیا تھا آ گیا ہے، تم جاؤ اس تھیلی کے بدلے کنیز خرید لو راوی کہتا ہے ہم بردہ فروش کے پاس آئے اس نے کہا جو میرے پاس تھا میں بیچ چکا اب تو میرے پاس دو بیمار کنیزیں ہیں، ایک ان میں دوسری سے اچھی ہے ہم نے کہا ہمیں دکھاؤ تو اس نے دکھائیں، ہم نے کہا یہ جو بہتر ہے اس کی کیا قیمت ہے؟ اس نے کہا ستر دینار ہم نے کہا اس تھیلی کے بدلے خریدتے ہیں جتنے ہوں ہمیں اس کا علم نہیں اس کے پاس ایک شخص جس کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے بیٹھا تھا اس نے کہا تھیلی کھول کر رقم گن لو بردہ فروش نے کہا تم مت کھولو اگر ستر سے کم نکلے تو میں نہیں بیچوں گا بڈھے نے کہا میرے پاس آؤ اور تھیلی کی مہر توڑ ڈالو جب ہم نے کھولا تو اس میں ستر ہی دینار تھے نہ کم نہ زیادہ، ہم نے خرید لیا اور اسے لے کر امام محمد باقر کی خدمت میں آئے، امام جعفر صادق ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ہم نے امام محمد باقر سے کل احوال بیان کیا حضرت نے خدا کی

حمد و ثنا بیان کی اس کے بعد کنیز سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا تم حمیدہ ہو دنیا میں اور محمودہ ہو آخرت میں مجھے بتاؤ تم باکرہ ہو یا ثیبہ انہوں نے کہا باکرہ فرمایا یہ کیسے! خاوند کے ہاتھ میں جو عورت آتی ہے وہ اسے باکرہ رہنے نہیں دیتے انہوں نے کہا قد کان یجئ فیقعد منی مقعد الرجل من المرأة یہ شخص میرے پاس آتا تھا اور میرے اوپر اس طرح بیٹھتا تھا جیسے عورت سے جماع کرنے مرد بیٹھتا ہے، پس خدا نے اس پر ایک مرد بزرگ کو مسلط کیا جس نے اسے طمانچہ مارا اور وہ اٹھ کھڑا ہوا، کئی بار اس نے میرے ساتھ اس طرح کیا مگر ہر بار بزرگ مانع آئے آپ نے فرمایا اے جعفر اس کو اور اس کے بطن سے اہل زمین کا بہتر شخص موسیٰ بن جعفر پیدا ہوگا۔

(اصول کافی ج ۱ ص ۴۷۶، کتاب الحجۃ باب مولود ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام)

امام محمد باقر رحمہ اللہ کا اپنی ہونے والی بہو سے لوگوں کے مجمع میں یہ پوچھنا کہ تم کنواری ہو یا ثیبہ اور پھر کنواری ہونے پر دلیل طلب کرنا اور بھری محفل میں امام موسیٰ کاظم رحمہ اللہ کی اس مصنوعی ماں کا یہ کہنا کہ وہ آدمی میرے اوپر اس طرح سوار ہوتا تھا جس طرح مرد عورت سے جماع کرنے کے وقت سوار ہوتا ہے۔ کیا امام موسیٰ کاظم رحمہ اللہ کی والدہ کی توہین نہیں؟ جب توہین پر مبنی اس طرح کی روایات شیعہ کتب کی زینت ہیں تو پھر کس طرح ان دریدہ دہن مصنوعی مجتہدوں سے توقع کی جاسکتی ہے کہ یہ لوگ خاندان نبوت کے دیگر افراد کی توہین سے باز آئیں گے۔ ویسے بھی ان کے مذہب

میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی توہین مروی ہے۔ (تفسیر قمی)

نوٹ: شیعہ مجتہدین کو چاہیے کہ اپنی ہونے والی بیوی کو محل میں کنواری ہونے کے متعلق ضرور پوچھا کریں اور اگر کوئی کمبخت شیعہ عورت کنواری ہونے کا اقرار کرے تو اس سے مزعومہ امام کی پیروی میں یہ ضرور پوچھا کریں شائقین متعہ کی بدمعاشی ہونے کے باوجود تم کنواری کیسے رہ سکتی ہو، جبکہ ملت جعفریہ میں اوباش اور کمینے لوگوں کی کوئی کمی نہیں۔ اور اگر وہ عورت پھر بھی یہ کہے کہ دلدادگان متعہ کی بسیار کوشش کے باوجود میں سفید ریش کی برکت سے روسیاہ ہونے سے بچ گئی ہوں تو پھر آپ بیشک اسے اپنی بیوی بنا لیں کیونکہ کوئی نہ کوئی شیعوں کا مصنوعی امام زمانہ تو ضرور اس سے پیدا ہو ہی جائے گا۔

یہ ہے گنبد کی صدا

قارئین کرام! جس طرح نجفی نے روایت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر اعتراض کیا ہے اس طرح تو نجفی جیسی گندی ذہنیت رکھنے والا آدمی قرآن حکیم پر بھی اعتراض کر سکتا ہے کیا قرآن حکیم میں یہ آیت موجود نہیں۔ ''تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں پس تم اپنی کھیتی میں آؤ جس طرح چاہو''۔

نجفی جیسا کوئی حجۃ الاسلام یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ معاذ اللہ قرآن حکیم ایسی کتاب ہے جسے کوئی باپ اپنی بیٹی کو ترجمہ کے ساتھ نہیں پڑھا سکتا۔ تو کیا ائمہ اہل بیت نے اس آیت کی وجہ سے اپنی اولاد کو قرآن حکیم کی تعلیم دینا چھوڑ دی تھی؟ اور کیا ائمہ اہل بیت کے گھروں میں قرآن حکیم کی تلاوت نہ ہوتی تھی؟ شیعوں کو چاہیے یہ اعتراض ہم

المؤمنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذات پر کرنے کے بجائے اللہ جل مجدہ پر کرنا چاہئے (معاذ اللہ)۔ اور جہاں تک روایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعلق ہے تو اس میں فقط اتنی سی بات ہے مسئلہ غسل جنابت پر مہاجر و انصار صحابہ میں اختلاف ہو گیا تھا اس اختلاف کو ختم کرنے کے لئے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت بی بی عائشہ سے پوچھ لیا۔ مسئلہ پوچھنے سے پہلے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے باقاعدہ اجازت طلب کی اور کہا میں ایسا مسئلہ پوچھ رہا ہوں جسے پوچھنے سے مجھے حیا آ رہی ہے۔ بی بی صاحبہ نے فرمایا جو بات تم اپنی اس والدہ سے پوچھ سکتے ہو جس نے تمہیں پیدا کیا ہے وہ بات تم مجھ سے بھی پوچھ سکتے ہو، میں بھی تمہاری ماں ہوں پھر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بی بی صاحبہ سے مسئلہ پوچھا اور حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو مسئلہ بتایا۔

قارئین کرام! آپ انصاف سے بتایئے اس واقعہ میں اعتراض کی کون سی بات ہے مگر جس کے دماغ میں رافضیت ہو اور جس کا سینہ خاندان نبوت کی دشمنی سے لبریز ہو اگر اس کو اس واقعہ میں قابل اعتراض بات نظر آ رہی ہے یا اپنی بیہودگی کی وجہ سے اعتراضات پیدا کر رہا ہے تو یہ اس کے دماغ کا فتور ہے۔ پھر اسے چاہیے کہ قرآن حکیم سے ان آیات کو بھی نکال دے جن میں اس طرح کے احکامات بیان کیے گئے ہیں۔ حلال چیز بیان کرنے میں غیرت نہیں کرنی چاہیے شیعہ کتب میں تو باقاعدہ تصریح موجود ہے کہ:

" بسند حسن از حضرت صادق علیه السلام روایت کرده است غیرتی درحلال روا نیست "

(جلاء العیون ج ا ص ۱۹۴، تہران زندگی فاطمہ زہرا، جلاء العیون اردو ج ا ص ۲۵۱)

حضرت امام جعفر صادق سے بسند حسن روایت منقول ہے کہ حلال چیز بیان کرنے میں غیرت نہیں کرنی چاہیے۔

یعنی بلا جھجک بیان کی جاسکتی ہے۔اور پھر شیعہ عالم باقر مجلسی نے اس کی مثال بیان کی ہے۔

حوالہ: حضرت رسالت ﷺ علی و فاطمه علیها السلام درشب زفاف گفت که کارے نه کنند تامن نزد شما بیایم ۔

(جلاء العیون ۲۵۱، تہران، زندگی فاطمہ زہرا ۱۹۴)

حضور ﷺ نے شب زفاف میں حضرت علی اور فاطمہ سے فرمایا کہ جب تک میں نہ آؤں کام نہ کرنا۔

قارئین کرام! آپ غور فرمائیں کہ کیا حضور ﷺ اس طرح اپنی بیٹی کو ارشاد فرما سکتے ہیں یا اپنی بیٹی کے شوہر کو اس طرح کی بات ارشاد فرما سکتے ہیں؟ صحابہ کرام اور ازواج مطہرات کی شان میں بھونکنے والے کتوں کی زبان اس موقع پر کیوں خاموش ہو جاتی ہے ۔کلینی سے لیکر خمینی تک جتنے گستاخ پیدا ہوئے ہیں انہیں لعنت کی شمشیر بے نیام سے تہہ تیغ کیوں نہیں کر دیتے۔ان جاہل مجتہد العصر والزماں اور مصنوعی حجۃ الاسلام ملاؤں کو شرم سے ڈوب کر مرجانا چاہئے جب ان کی کتب میں اس طرح کی واہیات روایات موجود ہیں پھر وہ کس منہ سے مسلک اہل سنت و جماعت پر اعتراض کرتے ہیں۔

حوالہ ۱: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا یا علی مہینہ کے آخری درجہ میں جبکہ اس کے ختم ہونے سے صرف دو دن باقی ہوں اپنی بیوی سے مقاربت نہ کرنا کیونکہ اس کے نتیجے میں تمہارے کوئی بیٹا پیدا ہوا تو وہ عشر خوار ہوگا، ظالموں کا مددگار ہوگا، بہت سے لوگوں کی ہلاکت کا باعث ہوگا۔

(وسائل الشیعہ ج ۱۴ ص ۱۱۲، اردو کتاب النکاح باب ۶۳)

حوالہ ۲: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا یا علی مہینہ کی پہلی اور درمیانی اور آخری تاریخ میں اپنی بیوی سے مباشرت نہ کرو کیونکہ اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی اولاد پر جنون کا خطرہ ہوتا ہے۔

اس طرح کے بے شمار حوالے کتب شیعہ میں موجود ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں کے سوال

کتب شیعہ میں بے شمار ایسی روایتیں موجود ہیں جن میں عورتوں نے اس طرح کے سوالات خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے ہیں۔ ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے کہ:

حوالہ ۱: ان امرأۃ سألت رسول اللہ ﷺ عن المرأۃ ترى في المنام مثل ما يرى الرجل فقال عليه السلام اتجد لذة؟ فقالت نعم فقال عليها مثل ما على الرجل (بحار الانوار ج ۷۸ ص ۲۶۰)

ایک عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اس عورت کے بارے میں جو خواب میں وہ کچھ دیکھتی ہے جو مرد دیکھتے ہیں آپ نے پوچھا کیا وہ عورت لذت محسوس کرتی ہے اس نے

کہا ہاں، تو آپ نے فرمایا اس کے اوپر غسل واجب ہے۔

حوالہ۲: عن اسماء بنت عميس قالت : قال لی رسول الله ﷺ وقد كنت شهدت فاطمة وقد ولدت بعض ولدها فلم نرلها دما فقلت يا رسول الله ان فاطمة ولدت فلم نر لها دما فقال رسول الله ﷺ يا اسماء ان فاطمة خلقت حورية انسية۔ (بحار الانوار ج ۷۸ ص ۲۹۴)

بی بی اسماء رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں مجھ سے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنی اولاد کو جنم دے رہی تھیں میں اس وقت موجود تھا اور میں نے ان کا خون نہیں دیکھا پھر میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ فاطمہ نے بچے کو جنم دیا اور ہم نے ان کا خون نہ دیکھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا فاطمہ ایک حور ہیں جو انسانی روپ میں پیدا کی گئی ہیں۔

سوال پوچھنے میں حیا نہیں

شیعہ کتب میں یہ تصریح موجود ہے کہ سوال پوچھنے میں حیا نہیں کرنی چاہئے۔

شیعہ مذہب کی سب سے معتبر کتاب اصول کافی میں روایت موجود ہے کہ:

حوالہ: عن ابی عبد الله عليه السلام قال من رق وجهه رق علمه

(اصول کافی ج ۲ ص ۱۲۷ باب الجہاد)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو سوال پوچھنے میں حیا کرتا ہے اسے کم علم نصیب ہوتا ہے۔

اس روایت کی شرح میں ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے کہ:

المراد برقة الوجه الاستحياء عن السوال و طلب العلم وهومذموم فانه لاحياء فی طلب العلم ولا فی اظهار الحق وانما الحياء عن الامر القبيح قال تعالٰی ان الله لا يستحيی من الحق (بحارالانوارج ۶۸ص ۳۳۵)

رقۃ الوجہ سے مراد طلب علم اور سوال پوچھنے میں حیا کرنا مراد ہے اور یہ انتہائی مذموم ہے علم کی طلب، حق کو ظاہر کر کے بیان کرنے میں کوئی حیا نہیں۔ جیسے ارشاد ربانی ہے بیشک اللہ تعالیٰ حق کہنے کو ترک نہیں فرماتا۔

ان حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ شرعی مسائل پوچھنے کو بے حیائی سے تعبیر کرنا خود بہت بڑی بے حیائی ہے۔ نجفی کے تمام اعتراضات اس طرح کی بے حیائی پر مبنی ہیں۔

ایک برتن میں غسل کرنے والی روایت

نجفی نے اعتراض کیا ہے کہ اہل سنت کی معتبر کتاب بخاری شریف ج ا ص ۵۵ کتاب الغسل، عن عائشة قال كنت اغتسل انا والنبی من اناء واحد حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں اور نبی پاک ﷺ ایک برتن میں غسل کرتے تھے۔

نوٹ: حضرت عائشہ نے یہ رپورٹ عروہ صحابی کو دی ہے اور ہمارا مقصد اس روایت سے یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ کو کیا ضرورت اور مجبوری تھی کہ وہ اپنی خلوت کی باتیں مردوں کو بتاتی تھیں۔ شرفا گھرانے کی بیٹیاں ایسی باتیں نہیں کرتی۔ جیسی روح ویسے فرشتے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۲۶۸)

الجواب

اس طرح کی روایات تو خود ائمہ اہل بیت سے بھی مروی ہیں۔ شیعہ مذہب کے مشہور

محدث حر عاملی نے لکھا ہے کہ:

حوالہ۱: عن احدهما (عليهما السلام) قال سألته عن وقت غسل الجنابة كم يجزى من الماء فقال كان رسول الله ﷺ يغتسل بخمسة امداد بينه وبين صاحبته ويغتسلان جميعا من اناء واحد

(وسائل الشیعہ ج۱ص۳۲۹ کتاب الطهارة باب جواز غسل الرجل و المراة من اناء واحد)

محمد بن مسلم نے امامین میں سے کسی ایک امام سے پوچھا غسل جنابت کے لئے کس قدر پانی کافی ہے انہوں نے فرمایا جناب رسول خدا پانچ مد پانی کے ساتھ اپنی بیوی سمیت غسل کیا کرتے تھے اور وہ دونوں ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے۔

حوالہ۲: عن معاوية بن عمار قال سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقول كان رسول الله ﷺ يغتسل بصاع واذا كان معه بعض نسائه يغتسل بصاع و مد

(وسائل الشیعہ ج۱ص۳۳۵ کتاب الطهارت باب جواز غسل الرجل و المراة من اناء واحد)

معاویہ بن عمار کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے سنا کہ حضور ﷺ ایک صاع پانی کے ساتھ غسل فرمایا کرتے تھے اور اگر آپ کے ساتھ آپ کی زوجہ بھی ہمراہ ہوتیں تو پھر ایک صاع اور ایک مد کے ساتھ غسل کرتے تھے۔

حوالہ۳: قال ابو جعفر عليه السلام اغتسل رسول الله ﷺ هو وزوجته من خمسة امداد من اناء واحد فقال له زرارة كيف صنع فقال بدأ هو

فضرب بيده الماء قبلها فأنقى فرجه ثم ضربت هي فأنقت فرجها ثم
نوض هو و نوضت هي على نفسها حتى فرغا و كان الذي اغتسل به
النبي ﷺ ثلاثة امداد والذي اغتسلت به مدين وانما اجزأ عنهما
انهما اشتركا فيه جميعا

(وسائل الشیعہ ج ۱ ص ۳۳۵ کتاب الطہارۃ باب جواز غسل الرجل و المرأۃ من اناء واحد)

زرارہ بن اعین جعفر نے فرمایا حضرت رسول خدا اپنی زوجہ سمیت پانچ مدوں کے ساتھ ایک صاع اور ایک مد پانی سے اور ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے میں نے عرض کیا کہ کس طرح کرتے تھے فرمایا آپ اس طرح کرتے تھے کہ پانی ہاتھ میں لے کر پہلے اپنے مقام ستر کو صاف کرتے تھے بعد ازاں وہ پانی لے کر اپنے "مقام ستر" کو صاف کرتی تھیں پھر وہ اپنے جسم پر پانی ڈالتے اور وہ اپنے جسم پر پانی ڈالتی تھیں یہاں تک کہ وہ دونوں غسل سے فارغ ہو جایا کرتے تھے۔ الغرض آپ تین مد سے اور وہ دو مد سے غسل کرتی تھیں اور یہ تھوڑا سا پانی اس لیے کافی ہوتا تھا کہ وہ دونوں مشترکہ غسل کرتے تھے۔

حضرت بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا کی روایت

عن ابن عباس عن ميمونة قالت اجنبت انا و رسول الله (ﷺ)
فاغتسلت من جفنة، و فضلت فيها فضلة فجاء رسول الله (ﷺ)
فاغتسل منها فقلت: يارسول الله انها فضلة مني او قالت اغتسلت
فقال ليس الماء جنابة

(وسائل الشیعہ ج ۱ ص ۳۳۵ کتاب الطہارت باب جواز غسل الرجل و المرأۃ من اناء واحد)

ابن عباس سے روایت ہے کہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ ایک بار میں اور حضرت رسول خدا ﷺ جنبی ہوئے میں نے دیگ نما ایک بڑے برتن سے پانی لے کر غسل کیا اور اس میں کچھ پانی بچ رہا پھر رسول خدا ﷺ تشریف لائے اور اس بچے ہوئے پانی سے غسل شروع کر دیا میں نے عرض کیا یا رسول ﷺ یہ تو میرے غسل سے بچا ہوا پانی ہے فرمایا پانی میں تو کوئی جنابت نہیں۔ (وسائل الشیعہ ج ا ص ۱۶۴ اڈھکو)

حوالہ: امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

وکان رسول اللہ (ﷺ) یغتسل ھو و عائشۃ فی اناء واحد، و یغتسلان جمیعا (وسائل الشیعہ ج ا ص ۱۹ ا باب طہارت سور الجنب)

حضور ﷺ اور بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک ہی برتن سے ایک ساتھ غسل فرمایا کرتے تھے۔

قارئین کرام! نجفی نے جو اعتراض سیدہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر وارد کیا ہے، وہ اعتراض ائمہ اہل بیت خاص طور پر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ پر بھی وارد ہوتا ہے۔ انہوں نے اس طرح کی روایات کیوں بیان کیں جو نجفی کے نزدیک توہین اور گستاخی پر مبنی ہیں توہین اور گستاخی کا یہ الزام امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ پر بھی عائد ہوتا ہے۔

شیعوں کو تو بوجہ حضرت صدیق اکبر، بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما سے بغض ہے مگر ان لوگوں کے بے حیائی پر مبنی اعتراضات کی زد دیگر ازواج مطہرات پر بھی پڑتی ہے جو روایت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، اسی طرح وہی روایت

کتب شیعہ میں ام المومنین بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔ پھر یہ معت
اللہ نجفی کی بکواس سے بی بی میمونہ کا دامن طہارت داغ دار نہیں ہوتا نجفی خبیث کے
گندے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

کیا کوئی دانشمند اور غیور خاتون اپنے شوہر کے ساتھ خلوت کی باتیں عورتوں یا مردوں سے
بیان کرنا گوارہ کرتی ہے عائشہ نے تو نہ ہی سسرال اور نہ ہی میکے کے گھر کی عزت کا خیال کیا
پس یہ ملاں کائنات کے بدترین کافر اور بے حیائی کے کپتان ہیں۔ (تحفہ حنفیہ ۲۶۷)

یہ اعتراض تو آپ کو امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اور امام محمد باقر رضی اللہ عنہ پر کرنا چاہیے۔ جنہوں نے
بقول شیعہ اپنے ننھیال کا بھی خیال نہیں رکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نجی حالات کو بر سر محفل
بیان کیا۔

بقول شیعہ کیا کوئی دانش مند اور غیور آدمی اپنے اجداد کے نجی حالات کو اس طرح بیان
کرتا ہے نجفی جیسے بد زبان لوگوں کی زبان ایسے موقع پر بند کیوں ہو جاتی ہے یہ
اعتراضات کرنے کے لیے ان لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہی ملتی ہیں۔

ع تم کو مگر نہیں آتی

لڑکیوں کے ختنہ کا مسئلہ

اعتراض

شرح فتح القدیر لعاجز الفقیر میں لکھا ہے کہ الختان اس مقام کو کہتے ہیں کہ مرد کے ذکر
اور عورت کی فرج سے جہاں تھوڑا سا کاٹا جاتا ہے (اور اسی چیز کو ختنہ کہا جاتا ہے) اور

یہ ختنہ مرد کے لیے سنت ہے اور عورت کے لیے مکرمۃ اور عزت ہے کیونکہ ختنہ شدہ عورت سے جماع کرنے میں لذت زیادہ ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۲۶۲)

الجواب

یہ روایت کتب شیعہ میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ نجفی میں ذرا بھی غیرت ہوتی تو پہلے وہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتا۔

حوالہ ۱: وقال الصادق علیہ السلام الختان سنة فی الرجال مکرمة للنساء (بحار الانوار ج ۱۰۱ ص ۱۲۶)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ ختنہ مردوں کے لئے سنت اور عورتوں کے لئے عزت ہے۔

حوالہ ۲: حضور ﷺ سے بھی مروی ہے عن النبی ﷺ الختان سنة للرجال مکرمة للنساء (بحار الانوار ج ۱۰۱ ص ۱۲۳)

حضور ﷺ سے بھی مروی ہے کہ ختنہ مردوں کے لئے سنت ہے اور عورتوں کے لئے عزت ہے۔

بی بی سارۃ نے بی بی ہاجرہ کا ختنہ کیا: از کتب شیعہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا:

اول من خفض من النساء ؟ فقال هاجر ام اسماعیل خفضتها سارة (وسائل الشیعہ ج ۱۲ ص ۲۴۴)

عورتوں میں سب سے پہلے ختنہ کس نے کیا آپ نے فرمایا بی بی ہاجرہ نے اور ان کا ختنہ بی بی سارہ نے کیا۔

حوالہ۳: عن علی (علیہ السلام) انہ قال یامعشر النساء اذا خفضتن بناتکن فبالغن من ذلک شیئا فانہ انقی لالوانھن، و احظی لھن عند ازواجھن (مستدرک الوسائل ج ۱ ص ۱۰۸)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا اے عورتوں کے گروہ! جب تم اپنی بیٹیوں کا ختنہ کرو تو کچھ کھال باقی رہنے دیا کرو اس سے ان کا رنگ صاف رہتا ہے اور یہ چیز ان کے شوہروں کے لیے باعث لذت ہے۔

جو بات صاحب فتح القدیر علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہے بعینہ وہی بات کتب شیعہ میں بھی موجود ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نجفی نے انتہائی بدحواسی کے عالم میں یہ کتاب لکھی ہے۔ اس کتاب میں نجفی شیعہ نے فقہ حنفیہ کا رد کرنے کے بجائے شیعہ مذہب کا ہی رد کر ڈالا ہے اور خود ہی فرامین ائمہ اہل بیت کو بے حیائی سے تعبیر کیا ہے۔

ع ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں

شیعہ مذہب میں عورتوں کا ختنہ

شیعہ مذہب میں تو عورتوں کے بجائے مرد ہی بالغ عورتوں کا ختنہ کرتے ہیں۔ شاید نجفی صاحب نے شیعہ مذہب کی کتابیں نہیں پڑھیں۔ شیعہ مذہب کا محقق عالم نعمت اللہ جزائری رقم طراز ہے کہ:

ان رجلا من الاخوان تمتع ایضا فی شراز و کان معنا فی مدرسة منصوریة قال فلما تکشفت لی واستقلت علی قفاھا نظرت الی

ذلك الموضع واذا هي غلقاء لم تختتن فعمدت الى سكين صغير و اتيت به و ختنتها فصاحت وجر الدم فلما قامت طالبتني بالجراحة فطالبتها بكروة الختان وغلبتها واخذت منها القيمة لكن لا من جنس الدراهم والدنانير (انوار نعمانیہ ج۴ ص۱۵۲)

میرے ایک مؤمن بھائی نے شیراز میں متعہ کی سعادت حاصل کی اور وہ ہمارے ساتھ منصوریہ مدرسہ میں تھا اس شخص نے کہا جب کپڑے اتارے اور وہ چت لیٹ گئی تو میں نے اس کی شرم گاہ کی طرف دیکھا تو اس کا ختنہ نہیں ہوا تھا پس میں قینچی کی طرف بڑھا اور اس عورت کا ختنہ کر ڈالا وہ عورت خوب چلائی اس کا خون بہہ نکلا جب وہ کھڑی ہوئی تو اس نے مجھ سے زخم کے پیسے طلب کئے میں نے اس سے ختنہ کا عوض طلب کیا میں اس پر غالب رہا اور قیمت وصول کر لی لیکن وہ قیمت درہم اور دینار کی صورت میں نہ تھی۔ (بلکہ بصورت متعہ تھی)

شیعوں کو چاہیے وہ اپنی بیٹیوں کا ختنہ کروایا کریں متعہ کے لئے معقول درخواستیں ملیں گی اور کسی مجتہد اور آیۃ اللہ کو بزم متعہ میں چھری اٹھانے کی ضرورت بھی نہیں پڑے گی اور مزعومہ قول امام پر عمل بھی ہو جائے گا۔ ھم فرماوھم ثواب

حضرت سلیمان علیہ السلام کی توہین

نجفی کا اعتراض فتاویٰ قاضی خان ص ۲۱ اور رد المحتار لابن عابدین باب الغسل میں لکھا ہے کہ اگر نعمانی عورت کو جن چود جائے تو عورت پر غسل واجب نہیں ہے نعمانی عورتوں

کو بہت سہولت ہے اگر ان کو مرد چودیں اور منی نہ نکلے تو ان پر غسل نہیں اگر ان سے جن یہ کام کریں تو بھی ان پر غسل نہیں ہے۔

نوٹ: جو سنی ملاں فقہ جعفریہ کے خلاف زیادہ بھونکتے ہیں ان کو دعوت فکر ہے کہ وہ اپنی فقہ اور اسلام کی صفائیاں پیش کریں۔ (تحفہ حنفیہ ص ۲۶۲)

الجواب

شیعوں نے حضور ﷺ کی ازواج کی دل کھول کر توہین کی ہے۔ ائمہ اہل بیت کی بہنوں اور بیٹیوں کو بھی نہیں بخشا، ائمہ اہل بیت کی ماؤں کی بھی خوب توہین کی ہے، اگر وہ سنی عورتوں کو گالیاں بکیں تو یہ ان کے لئے کوئی بڑی بات نہیں۔ ویسے شیعہ مذہب کے ہونہار سپوتوں نے اس طرح کی گالی حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویوں کو بھی دی ہے۔

تفسیر برہان میں 'سورۃ ص' میں ایک طویل قصہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک انگوٹھی کی بدولت حکومت کیا کرتے تھے جس پر اسم اعظم کندہ تھا وہ ایک سرکش جن نے چوری کر لی پھر اس جن نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی صورت اختیار کر لی اور معاذ اللہ آپ کی بیویوں کے پاس جاتا رہا بنی اسرائیل کو جب شبہ ہوا تو انہوں نے معاملے کی تفتیش کی حضرت سلیمان علیہ السلام کی والدہ سے بھی پوچھا اور آپ کی بیویوں سے بھی پوچھا انہوں نے کہا۔

وانکرت بنو اسرائیل الشیطان الذی تصور فی صورۃ سلیمان وصاروا الی امہ فقالوا لھا اتنکرین من سلیمان شیئاً ؟ فقالت کان

ابر الناس بی وھو الیوم یبغضنی اوصاروا الی جواریہ ونسائہ فقالوا اتنکرن من سلیمان شیئاً؟ قلن کان لہ یکن یاتینا فی الحیض وھو الان یاتینا فی الحیض (تفسیر البرہان ج۴ص۴۲۴ سورۃ ص)

بنی اسرائیل نے اس مصنوعی شیطان کا انکار کیا جس نے حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کا روپ دھارا ہوا تھا اور آپ کی ماں کی خدمت میں آئے اور کہا کہ آپ سلیمان میں کوئی انوکھی تبدیلیاں محسوس کر رہی ہیں انہوں نے کہا سب سے زیادہ مجھ سے محبت سے پیش آتے ہیں مگر آج وہ غضب ناک ہوئے تھے پھر بنی اسرائیل حضرت سلیمان علیہ السلام کی لونڈیوں اور بیویوں کے پاس آئے اور ان سے بھی یہی پوچھا انہوں نے کہا وہ حالت حیض میں مقاربت نہیں کرتے تھے مگر اب وہ حالت حیض میں بھی مقاربت کرتے ہیں۔

اس شیعہ روایت میں یہ تصریح ہے کہ وہ شیطان جس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی صورت اختیار کر رکھی تھی حالت حیض میں آپ کی بیویوں کے پاس جاتا تھا (معاذ اللہ) جب شیعوں کی گندی زبان سے انبیا علیہم السلام کی ازواج محفوظ نہیں اگر وہ دختران اہل سنت کو اپنے سب وشتم کا نشانہ بنائیں تو کوئی عجب نہیں۔

نوٹ: یہ روایت تفسیر برہان میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

اور جہاں تک فتاویٰ قاضی خان اور فتاویٰ شامی کی عبارت کی بات ہے تو اس میں صرف اتنا مسئلہ مرقوم ہے کہ اگر کوئی جن کسی عورت کے ساتھ مجامعت کرے تو اس کے لئے کیا حکم ہے غسل واجب ہوگا یا نہیں۔ یہ ایک شرعی مسئلہ ہے جس کا نجفی نے

بھونڈے انداز میں مذاق اڑایا ہے اس لئے ہم سب سے پہلے کتب شیعہ کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ شیطان عورتوں کے ساتھ اس طرح کی حرکتیں کرتا ہے یا نہیں؟

سورۃ بنی اسرائیل آیت ۶۴ میں ہے کہ شیطان اموال اور اولاد میں شرکت کرتا ہے۔

اس کے تحت تفسیر عیاشی میں ہے کہ

حوالہ: محمد بن مسلم نے امام محمد باقر سے شیطان کی شرکت کے بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا جو مال حرام ہوتا ہے اس میں شیطان کی شرکت ہوتی ہے، شیطان آدمی کے ساتھ ہوتا ہے یہاں تک کہ جماع بھی کرتا ہے اس کا اور شیطان کا نطفہ مل جاتا ہے۔

(تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۱۰۲)

حوالہ: تفسیر قمی میں ہے کہ:

اذا جامع الرجل اهله ولم يسم شاركه الشيطان (تفسیر قمی ج ۲ ص ۲۱)

جب آدمی عورت کے ساتھ جماع کرتا ہے اور تسمیہ نہیں پڑھتا تو شیطان بھی شریک ہو جاتا ہے۔

حوالہ: ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے کہ:

ومن لعب الشيطان به الاحتلام الذى يو جب الغسل

(بحار الانوار ج ۵۸ ص ۲۱۳)

احتلام جس سے غسل واجب ہوتا ہے شیطان کا انسان کے ساتھ ایک کھیل ہے۔

حوالہ: شیعہ عالم محمد بن اقرع نے احتلام کو شیطانی حرکت قرار دیا ہے۔

الاحتلام شيطانه (بحار الانوار ج ۵۰ ص ۲۹۰)

امام جعفر صادق ؓ نے تو اس شیطانی حرکت سے بچنے کے لئے نسخہ بھی تجویز کیا ہے ۔آپ فرماتے ہیں:

اذا خفت الجنابة فقل فی فراشك اللهم انی اعوذ بك من الاحتلام ومن سوء الاحلام ومن ان یتلاعب بی الشیطان فی الیقظة والمنام

(بحار الانوار ج ۷۳ ص ۱۹۷)

اگر تم کو جنابت کا خوف ہو تو اپنے بستر پر لیٹنے کے وقت کہا کرو اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں احتلام اور برے خوابوں سے اور نیند اور حالت بیداری میں شیطان کے کھیلنے سے۔

اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ شیطان کا داؤ حالت بیداری میں بھی انسان پر ہوتا ہے ۔اور احتلام تو ایک امر واقع ہے جس کا کوئی ذی شعور آدمی انکار نہیں کر سکتا۔ حالت احتلام میں بھی تو شیطان انسان کے ساتھ کھیلتا ہے اگر نجفی صاحب کو اس مسئلے میں اتنا غصہ ہے تو وہ بتائیں کیا شیعہ عورتوں کو احتلام نہیں ہوتا اور ان سے کھیلنے کے لیے شیطان کے بجائے کیا بھاگ جانے والا مصنوعی امام غار سے نمودار ہوتا ہے۔ ویسے اس کی نشانیوں میں ایک نشانی کتب شیعہ میں یہ بھی موجود ہے کہ:

از علامات ظهور حضرت قائم آنست که بدن برهنه ای در پیش قرص آفتاب ظاهر خواهد شد (حق الیقین ج ۱ ص ۳۴۷)

امام غائب کے ظاہر ہونے کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ قرص آفتاب کے سامنے

بالکل ننگا ظاہر ہوگا۔

اس فرضی مسنونی لکھے امام نے شاید غلطی سے شیعہ عورتوں کی شرم گاہ کو قرص آفتاب سمجھ لیا ہو تو ہم کچھ کہہ نہیں سکتے۔ اور جب سے تقریباً ۱۰۰۰ سال تک سورج اور اس کی ٹکیا بھی نہ دیکھی ہو اس بیچارے کو سورج کا کیا پتا بس وہ غلطی سے مہتاب میں آفتاب دیکھ لے اور ننگا ہو جائے تو اس کا کوئی کیا کر سکتا ہے۔

ع یہ ہے گنبد کی صدا جیسا کہے ویسا سنے

اعتراض

اہل سنت کی معتبر کتاب فتح القدیر للعاجز الفقیر ج ا ص ۵۴۰ شرح ہدایہ فتح القدیر میں لکھا ہے کہ اگر کوئی نعمانی مرد نعمانی عورت سے ہم بستری کرے یا گدھی سے برائی کرے اور اس کی منی خارج نہ ہو تو اس مرد پر غسل واجب نہیں۔ (تحفہ حنفیہ ص ۲۶۲)

الجواب

غسل دو چیزوں سے واجب ہوتا ہے۔ (۱) زندہ آدمی کے قبل و دبر میں دخول سے (۲) خروج منی سے۔

گدھی سے مجامعت کرنا حرام ہے اور گدھی سے مجامعت کرنے سے طبعاً نفرت ہوتی ہے۔ لہٰذا جب تک خروج منی نہ ہوگا غسل کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔ یہ ایک فقہی مسئلہ ہے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ معاذ اللہ گدھی یا معاذ اللہ کسی جانور سے اس طرح کے فعل کا ارتکاب کرنا جائز ہے۔ (معاذ اللہ) بلکہ فقہا احناف نے یہ ایک مسئلہ بیان کیا ہے

اور کیا اس طرح کے واقعات رونما نہیں ہوتے؟ کیا کمبخت اور روسیاہ انسان اس طرح کی حرکات شنیعہ کے مرتکب نہیں ہوتے؟ جرم کے بجائے احکامات کا مذاق اڑانا کہاں کی دانش مندی ہے یہ تو اس طرح ہے ایک مجرم کوئی جرم کرے اور جب اس کو معقول سزا دی جائے تو جرم کے بجائے سزا کا مذاق اڑایا جائے مجرم کو مطعون کرنے کے بجائے سزا دینے والوں کو نشانہ طعن بنایا جائے۔

میں منصف مزاج شیعہ عالموں کو طلاقِ زن کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا اس طرح کے واقعات رونما نہیں ہوتے؟ اور خود فقہ جعفریہ میں ان مسائل کا کیا حکم ہے؟

روزہ دار عورت کی دبر میں مجامعت کرنے سے غسل واجب نہیں

کتب شیعہ میں تو یہاں تک لکھا ہوا ہے کہ:

حوالہ: روزہ دار عورت کی دبر میں جماع کرنے سے روزہ بھی نہیں ٹوٹے گا اور غسل بھی واجب نہیں ہوگا۔

(وسائل الشیعہ ج ا ص ۳۱۱ کتاب الطھارۃ حکم الوطی فی الدبر من غیر انزال)

شیعوں کے تو مزے ہیں، جماع کا لطف بھی اٹھایا وہ بھی دبر میں اور روزہ کا ثواب بھی ہاتھ سے نہ گیا۔

رند کے رند رہے جنت بھی ہاتھ سے نہ گئی

ایک آیت اللہ سے زیادہ مطالعہ

کافی عرصہ سے ہر فن میں کتب شیعہ میرے مطالعے میں ہیں، میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ شیعہ کتب کے سلسلے میں میرا مطالعہ ان کے کسی آیۃ اللہ سے بھی زیادہ ہے۔

کیونکہ جو شخص شیعہ فقہ میں تخصص کرتا ہے تو اسے آیۃ اللہ کی ڈگری دی جاتی ہے، یعنی شیعہ آیۃ اللہ کا خاص فن فقہ ہوتا ہے۔ مگر میں تو شیعہ علم التفسیر، حدیث، رجال اور فقہ پر بھی گہری نظر رکھتا ہوں، چونکہ میرا مطالعہ ایک شیعہ آیۃ اللہ سے زیادہ ہے لہٰذا میں مذکورہ مسئلے کے بارے میں شیعہ کتب کی روشنی میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ تو ایک مرد ہے جس نے روزہ دار عورت کی ماری ہے اور اس کا روزہ بھی باطل نہ ہوا اور غسل بھی واجب نہ ہوا اگر ایک ہزار مرد بھی اس شیعہ عورت کا یہ حشر کریں تو دوستوں کی مہربانی سے مذہب امام زمانہ پر کوئی حرف نہیں آئے گا۔

حمام میں قرأت قرآن

اعتراض

صحیح بخاری امام اہل سنت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ حمام میں قرآن پڑھنے میں کوئی گناہ نہیں۔ (تحفہ حنفیہ ص ۲۶۳)

الجواب

اس مسئلے میں حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مختلف روایات مروی ہیں۔ ایک دوسری روایت میں ہے، آپ نے حمام میں قرآن حکیم کی تلاوت کو ناپسند فرمایا ہے۔

عن حماد عن ابراهيم سئل عن القرأة فى الحمام فقال ليس لذلك بنى (شعب الایمان امام بیہقی ج ۳ ص ۵۳۷)

حضرت ابراہیم نخعی سے حمام میں قرأت کے بارے میں سوال پوچھا گیا تو آپ نے

فرمایا حمام قرأت قرآن کے لیے نہیں بنائے گئے۔

حوالہ: مسند سعید بن منصور میں روایت مروی ہے کہ:

"عن حماد بن ابی سلیمان قال سألت ابراهیم عن القرأة فی الحمام فقال یکره ذلك" (عمدۃ القاری ج۴ص۹۴)

حضرت حماد بن ابی سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابراہیم نخعی سے حمام میں قرأت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا مکروہ ہے۔

اعتراض

فتح الباری کی عبارت: و سوی الحلیمی بینه و بین القراة حال قضاء الحاجة اور امام اہل سنت حلیمی نے فرمایا ہے کہ پاخانے کی حالت اور حمام برابر ہیں دونوں میں قرآن پڑھنا جائز ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۲۶۳)

الجواب

نجفی نے اس عبارت کو سمجھنے میں جہالت کا مظاہرہ کیا ہے۔ ہم مکمل عبارت اور اس کا ترجمہ آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں:

فی شرح الکفایة للصمیری لا ینبغی ان یقرأ و سوی الحلیمی بینه و بین القراة حال قضاء الحاجة (فتح الباری ج۱ص۸۷)

شرح کفایہ میں امام صمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حمام میں قرأت قرآن مناسب نہیں۔ امام حلیمی نے حمام اور قضائے حاجت کی حالت کو برابر قرار دیا ہے۔

یعنی امام حلیمی رحمۃ اللہ علیہ تو حمام میں قرأت قرآن کو جائز قرار نہیں دیتے، بلکہ آپ یہاں تک مبالغہ کرتے ہیں کہ جس طرح قضائے حاجت کے وقت قرآن پڑھنا جائز نہیں اسی طرح حمام میں بھی قرأت قرآن درست نہیں۔ مگر نجفی نے اپنے احمقانہ دماغ سے یہ سمجھ لیا کہ معاذ اللہ قضائے حاجت کے وقت قرآن پڑھنا جائز ہے۔ ہمارے نزدیک تو پیشاب و پاخانہ کرتے وقت عام گفتگو کرنا بھی جائز نہیں (فتاویٰ شامی ج ۲ ص ۵۹ فصل فی الاستنجا) قرآن حکیم پڑھنا کہاں سے جائز ہو گیا۔ مگر شیعوں کے اس بغض باطنی کا کیا کرنا چاہیے کہ انہیں ہر جگہ الٹ ہی نظر آتا ہے۔ امام حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے حمام میں قرأت قرآن کو جائز قرار نہیں دیا تو اس کے ذمہ شیعوں کے حجۃ الاسلام نے یہ الزام لگا دیا کہ وہ قضائے حاجت کی حالت میں قرآن کی تلاوت کو جائز قرار دیتے ہیں اور پھر کتاب کے اوپر لکھا ہے کہ اس کتاب کو نابالغ بچے اور عورتیں نہ پڑھیں۔ یہ جملہ تو وسائل الشیعہ، فروع کافی، تہذیب الاحکام اور استبصار کے اوپر بھی لکھنا چاہیے تھا جن میں مذہب امام زمانہ کی مہربانی سے وہ گندے گندے مسائل لکھے ہوئے ہیں جو کوک شاستر جیسی بدنام زمانہ اور رسوائے زمانہ کتابوں میں بھی نہیں۔

شیعہ مذہب میں حمام میں قرآن پڑھنا جائز ہے

امام رضا رضی اللہ عنہ کی روایت:

حوالہ: عن محمد بن اسماعیل بن بزیع عن ابی الحسن الرضا (علیہ السلام) قال سألته عن الرجل یقرأ فی الحمام و ینکح فیه؟ قال لا

بأس به (وسائل الشیعہ ج ا ص ۵ کتاب الطهارة باب جواز القرآن کله فی الحمام)

امام رضاؓ سے میں نے سوال کیا ایک شخص حمام میں قرآن پڑھتا اور جماع بھی کرتا ہے آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

پیشاب کرتے وقت ذکر اللہ کرنا جائز ہے: شیعہ مذہب

امام جعفر صادقؓ کی روایت

حوالہ: عن ابی عبد الله (علیه السلام)قال : لا بأس بذکر الله و انت تبول ،(وسائل الشیعہ ج ا ص ۱۵۰ کتاب الطهارة باب عدم کراهة ذکر الله)

امام جعفر صادقؓ نے فرمایا پیشاب کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

شیعہ مذہب کے محدث اعظم حر عاملی نے تو وسائل الشیعہ میں باب منعقد کیا ہے کہ :"باب عدم کراهة ذکر الله و تحمیده و قراة آیة الکرسی علی الخلا" لیٹرین میں اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا ذکر اور آیت الکرسی پڑھنا مکروہ نہیں۔

حوالہ: عن ابی عبد الله (علیه السلام) قال سألته : اتقرأ النفساء، والحائض، و الجنب، والرجل یتغوط القرآن ؟ فقال : یقرؤن ما شاؤوا۔ (وسائل الشیعہ ج ا ص ۱۵۰ کتاب الطهارة باب عدم کراهة ذکر الله)

راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادقؓ سے پوچھا کہ آدمی دوران قضائے حاجت اور جنبی اور حیض و نفاس والی عورتیں قرآن پڑھ سکتی ہیں آپ نے فرمایا جو چاہیں وہ پڑھ سکتے ہیں۔

بلکہ شیعہ مذہب میں تو پیشاب و پاخانہ کرتے وقت اذان کہنا ترقی رزق کا موجب ہے۔ حضرت موسیٰ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لان ذلك يزيد في الرزق (وسائل الشیعہ ج ا ص ۱۵۲)

پیشاب پاخانہ کی حالت میں اذان کہنا ترقی رزق کا موجب ہے۔

نجفی خود اپنے جال میں پھنس گیا

نجفی نے لکھا ہے: اس اعلیٰ حضرت پر ہم واضح کرنا چاہتے ہیں کہ آپ اس گندے مذہب کے پیروکار ہیں جس میں پاخانہ کرتے وقت قرآن پڑھنے کی اجازت ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۲۶۳)

الجواب

مذہب حنفیہ میں تو پیشاب و پاخانہ کرتے وقت بولنے کی بھی اجازت نہیں، جیسا کہ ہم نے فتاویٰ شامی کے حوالے سے واضح کیا البتہ خود شیعہ ایسے مذہب کے پیروکار ہیں جس میں حالت پاخانہ میں قرآن کی تلاوت جائز اور اذان کہنا ترقی رزق کا سبب ہے اور نجفی صاحب کے بقول جس مذہب میں ایسے مسئلے ہوں وہ گندا مذہب ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ دنیا میں شیعہ مذہب سے گندا کوئی مذہب نہیں گٹر صاف کرنے والے بھنگی بھی ان شیعہ مجتہدوں سے بہتر ہیں کم از کم وہ حالت استنجا میں گیتا اور رامائن تو نہیں پڑھتے۔

اعتراض

اہل سنت کے ساتویں خلیفہ عبدالملک کا محراب مسجد میں چار مرتبہ پیشاب کرنا۔ (تحفہ حنفیہ ۲۶۴)

الجواب

یہ اعتراض ہم پر کرنے کے بجائے امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد پر کرنا چاہیے۔ حضرت امام

حسن کی پوتی نفیسہ اسی عبدالملک بن مروان کے بیٹے ولید کی زوجیت میں تھیں۔ جیسا کہ مشہور شیعہ کتاب حاشیہ عمدۃ الطالب میں مرقوم ہے کہ:

خلف زید بن الحسن السبط علی لبابه بعد العباس بن علی بن ابی طالب فا ولدها نفیسة تزوجها الولید بن عبد الملك بن مروان

(حاشیہ عمدۃ الطالب ج ا ص ۴۲)

لبابہ سے عباس بن علی بن ابی طالب کے بعد زید بن حسن نے شادی کر لی تھی اور ان سے نفیسہ نامی بیٹی پیدا ہوئیں ان کا نکاح ولید بن عبدالملک بن مروان سے ہوا۔

یعنی یہ عبدالملک بن مروان، امام حسن رضی اللہ عنہ کی پوتی نفیسہ کا سسر ہے۔ یہ اعتراض تو اہل بیت عظام پر وارد ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی بیٹیوں کا رشتہ ایسی جگہ کیا جہاں ان کے سسرال والے مسجد میں پیشاب کرنے کا خواب دیکھتے تھے۔

علاوہ ازیں عبدالملک بن مروان اہل سنت و جماعت کا ساتواں (7) خلیفہ نہیں۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن ۱۲ خلفا کی بابت ارشاد فرمایا ہے ان کے نام درج ذیل ہیں۔

چاروں خلفا راشدین، امام حسن، حضرت امیر معاویہ، ابن زبیر، عمر بن عبد العزیز یہ آٹھ ہوئے انہی خلفا میں المھدی کو بھی شامل کرنا چاہیے کیونکہ عہد عباسی میں ویسے ہی انصاف شعار و عادل ہوئے ہیں جیسے بنوامیہ میں عمر بن عبد العزیز گزرے۔ دسواں خلیفہ الطاہر کو شمار کرنا چاہیے اس لیے کہ یہ عدل و انصاف کا پیکر تھا ان دس کے بعد دو خلفا منتظر باقی رہے۔ (تاریخ الخلفا ص ۴۸)

ننگے امام کے ننگے مقتدی

نجفی نے اعتراض کیا ہے: شاہ عبدالعزیز کی بکواس اور اس کا دندان شکن جواب تحفہ اثنا عشریہ ص ۲۵۰ باب نہم میں شاہ عبدالعزیز اس ذریعت بنو ذرقاء نے لکھا ہے کہ مقام شرم پر کچھ کیچڑ لگا لیا جائے تو نماز صحیح ہے شیعوں کے نزدیک۔ اب اس کا جواب سنئے: فقہ اہل سنت میں ہے کہ بجائے دھوتی باندھنے کے اگر آلۂ تناسل اور خصیتین پر کیچڑ لگا کر نماز پڑھیں تو نماز درست ہے۔ ملاحظہ ہو۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الدر المختار باب ساتر، اہل سنت کی معتبر کتاب رد المحتار ج ا ص ۴۱۰ کتاب الصلاۃ، در المختار کی عبارت: ولا یضر التصاقه وتشکله ولو حریرا او طینا لیبقی الی تمام صلوة او ماء کدراً اگر کپڑا مقام شرم سے چمٹ جائے اور آلہ تناسل کا ڈیزائن نظر آئے یا اس قسم کا کیچڑ جو نماز ختم ہونے تک لگا رہے نماز صحیح ہے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۲۶۵)

الجواب

ہم تحفہ اثنا عشریہ سے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اصل عبارت نقل کرتے ہیں، اس کے بعد نجفی کے حوالہ کا جائزہ لیں گے۔

ونیز گویند کہ اگر شخصے از تمام بدن برهنه باشد وقدرے گل بر ذکر و خصیتین خود چسپاینده بے ضرورت نماز بخواند نماز او جائز ست وظاہر ست که در شرع ستر عورت در جمیع حالات خصوصا در و حالت صلوة

و مناجات بچہ مرتبہ مؤکد فرمودہ اند لہٰذا جماعت از متأخرین امامیہ برین ساعت متنبہ شدہ قول جمہور خود را ترک کردہ اندو بر بطلان آن بآثار مرویہ از ائمہ اہل بیت استدلال نمودہ (تحفہ اثنا عشریہ ص ۲۵۰ باب نہم در احکام فقیہہ)

شیعہ کہتے ہیں بلاضرورت اگر کوئی شخص بدن برہنہ ہو اور کچھ مٹی خصیتین اور آلۂ تناسل پر لگالے اور نماز ادا کرے تو اس کی نماز جائز ہے ظاہر ہے کہ شریعت میں تمام حالات اور خاص طور پر حالت مناجات اور نماز میں مقام ستر کو ڈھانپنا کس قدر مؤکد ہے اس لیے متأخرین شیعہ اس نکتہ پر متنبہ ہوئے اور اپنے جمہور متقدمین کے قول کو ترک کر کے اس طرح نماز ادا کرنے والے کی نماز کو باطل قرار دیا ہے اس سلسلے میں انہوں نے اقوال ائمہ اہل بیت سے بھی استدلال کیا ہے۔

سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت میں واضح الفاظ موجود ہیں کہ متقدمین شیعہ بلاضرورت آلۂ تناسل اور خصیوں پر مٹی لگا کر نماز ادا کرنے کو جائز قرار دیتے تھے۔ اور در المختار اور رد المحتار کی عبارت کا مقصد یہ نہیں ہے کہ بلا ضرورت کیچڑ لگا کر نماز پڑھنا درست ہے۔ بلکہ یہ مسئلہ عدم ساتر کے لئے ہے جس کے پاس ستر کرنے کے لئے اتنا کپڑا بھی موجود نہ ہو جس سے وہ ستر پوشی کر کے نماز پڑھ سکے تو اسے چاہئے جس قدر اسے کپڑا میسر ہوا ہے وہ آلۂ تناسل پر ڈال لے یا اگر کپڑا نہیں تو جس قدر کیچڑ موجود ہے وہ مقام ستر پر لگا کر نماز ادا کرے یہ بات تو

حالت اضطرار کی ہے حالت اختیار کی نہیں ۔ اس مسئلہ کو مسئلہ نورہ پر قیاس کرنا بھی درست نہیں کیونکہ خود امام شامی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ شامی کتاب الحظر والاباحۃ میں اس مسئلہ کی وضاحت کی ہے ایسے آدمی کے مقام ستر کو دیکھنا بھی جائز نہیں۔

ان رؤية الثوب بحيث يصف حجم العضو ممنوعة ولو كثيفا لاترى البشرة منه (کتاب الحظر والاباحۃ ج ۷ ص ۳۸۵)

اگر عضو کے اوپر موٹا کپڑا لپیٹا ہوا ہے جس میں سے جلد نظر نہیں آتی بلکہ عضو کا حجم ظاہر ہو رہا ہے۔ تو ایسے کپڑے پہنے ہوئے کو بھی دیکھنا جائز نہیں۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے تو خوب وضاحت سے لکھ دیا ہے کہ جس نے اس قدر موٹا کپڑا پہنا ہوا ہے جس سے جلد نظر نہیں آ رہی بس یوں چمٹا ہوا ہے جس سے عضو کا حجم ظاہر ہو رہا ہے تو بھی اسے دیکھنا حرام ہے۔

اس عبارت کا اس نورہ والی بیہودہ عبارت سے کیا تعلق ۔ جس میں صاف لکھا ہوا ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ عضو تناسل پر نورہ لگا کر لوگوں کے سامنے آ گئے لوگوں نے ٹوکا ارے امام جو چیز آپ چھپانا چاہتے ہیں وہ تو ہمیں نظر آ رہی ہے تو بھی امام بضد ہیں کہ میں نے مقام ستر ڈھانپ لیا ہے۔

شیعہ مذہب میں عورت چڈی پہن کر نماز پڑھ سکتی ہے

مشہور شیعہ عالم ابن الجنید کا فتویٰ ہے کہ:

وقال ابن الجنيد الذى يجب ستره من البدن العورتان وهما القبل والدبر من الرجل والمرأة (بحار الانوار ج ۸۰ ص ۳۵۷ باب ستر العورة)

ابن الجنید کہتا ہے کہ مرد اور عورت کی اگلی اور پچھلی شرمگاہیں مقام ستر ہیں، نماز میں صرف ان کا ڈھانپنا واجب ہے۔

یعنی شیعہ مذہب میں عورت چڈی پہن کر نماز پڑھ سکتی ہے۔ شیعوں کو خاص تاکید ہے کہ وہ اپنی عورتوں کو چڈی پہنا کر نماز پڑھایا کریں۔ تاکہ مذہب امام زمانہ کا احیا ہو سکے۔ یہی وجہ ہے کہ دوران نماز شیعہ مردوں کی مذی بھی نہیں رکتی۔ ملا باقر مجلسی نے عورتوں کے بعد مردوں کے لئے مقام ستر کی بھی وضاحت کی ہے۔

مردوں کے لئے چڈی کی بھی ضرورت نہیں

ملا باقر مجلسی نے شیعہ عورتوں کے لئے چڈی کو جائز قرار دینے کے بعد مردوں کے لئے خاص طور پر رعایت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

ان عورة الرجل التي يجب سترها في الصلوة وغيرها قبله و دبره اعني الذكر والانثيين و حلقة الدبر دون الاليتين والفخذين و نقل ابن ادريس عليه للاجماع (بحار الانوار ج ا ص ۳۵۶ باب ستر العورة)

مرد کا وہ مقام ستر جسے نماز اور نماز سے باہر ڈھانپنا واجب ہے وہ قبل اور دبر ہے۔ یعنی ذکر اور انثیین اور مقعد کا حلقہ، چوتڑ اور رانیں نہیں۔

اگر کسی شیعہ مرد یا عورت نے ایسا کپڑا پہنا ہوا ہے جس سے مقام ستر کا حجم واضح نظر آ رہا ہو تو کیا اس کا اعتبار ہوگا یا نہیں۔ اس کا جواب دیتے ہوئے ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے کہ:

وهل يعتبر كونه ساتراً للحجم قال الفاضلان لا (بحار الانوار ج ۸۰ ص ۳۶۱)

کیا ساتر کے لئے اس قدر اعتبار کیا گیا ہے کہ اس سے حجم مستور ہو جائے شیعہ مذہب کے دونوں فاضلوں کا کہنا ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں یعنی حجم کا مستور ہونا ضروری نہیں۔ اگر کسی شخص نے ایسا کپڑا پہنا ہوا ہے جس سے مقام ستر کی جلد کا رنگ بخوبی نظر آ رہا ہے تو شیعہ مذہب کے شہید اول اور شہید ثانی نے کہا ایسا کپڑا ساتر نہیں بن سکتا۔ مگر ملا باقر مجلسی نے قول معصوم سے ان دونوں کی تردید کر دی اور لکھا ہے کہ:

وقول الصادق (علیه السلام) النورة سترة یدل علی خلافه

(بحار الانوار ج ۸۰ ص ۳۶۱)

امام جعفر صادق نے فرمایا نورہ سترہ ہے امام کے اس قول سے ان کی تردید ہو جاتی ہے۔ یعنی شیعہ مذہب میں عورت چڈی پہن کر نماز پڑھے اور وہ چڈی اس قدر باریک ہو جس سے اس کی شرمگاہ کا حجم اور رنگ نظر آ رہا ہو تو وہ پہننی بھی جائز ہے۔ مرد کو تو کسی چیز کے پہننے کی ضرورت ہی نہیں وہ صرف آگے پیچھے ہاتھ رکھ لے اس کا ستر ہو جائے گا۔

یہ ملا باقر مجلسی شیعہ علما متاخرین میں سے ہے، اس کا یہ حال ہے تو شیعہ متقدمین کا نہ جانے کیا حال ہوگا شاید وہ بالکل ہی ننگے نماز پڑھتے ہوں گے۔ جیسا مفروضہ امام ننگا ویسے مقتدی ننگے۔

کچھ لوگوں نے متقدمین شیعہ کے ننگے ہو کر نماز پڑھنے کی شکایت امام کے سامنے پیش بھی کی تھی۔ ملاحظہ فرمائیں:

قلت لابی عبد الله (علیه السلام) ان الناس یقولون ان الرجل اذا صلی

وازراره محلولة ويداه داخلة في القميص انما يصلي عريانا قال لا بأس

(وسائل الشیعہ ج ۳ ص ۱۷۲ کتاب الصلوۃ باب جواز الصلوۃ الرجل محلول الازرار)

راوی کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے کہا لوگ کہتے ہیں کہ ایک آدمی بٹن کھول کر نماز پڑھتا ہے اس کے دونوں ہاتھ قمیض میں داخل ہوتے ہیں گویا وہ ننگا ہو کر نماز پڑھتا ہے۔ امام نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

نجفی کو سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پر ناراض ہونے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ

هرچه بمن کرد آں آشنا کرد

یہ آپ کے ہی مصنوعی اماموں کا فیضان ہے ہم تو آپ کو صرف آپ کی کہاوتیں آپ کی کتابوں سے سنا رہے ہیں، اس پر بھی آپ اتنا خفا ہوتے ہیں۔ اگر یہ باتیں اتنی ہی بری ہیں تو آپ ایسے گندے مذہب کو چھوڑ کیوں نہیں دیتے۔

آپ نے تو ہر ایرے غیرے کے مسئلے کو ائمہ اہل بیت کے ذمہ لگا دیا ہے۔ ائمہ اہل بیت کا مذہب ہرگز ایسا نہ تھا ان نفوسِ قدسیہ کی طہارت وتقویٰ کا زمانہ گواہ ہے۔ ان مسائل کو جن افراد سے آپ منسوب کر رہے ہیں وہ آپ کے خانہ ساز منصوص من اللہ مصنوعی امام تو ہو سکتے ہیں خاندان اہل بیت کے چشم و چراغ ہرگز نہیں۔

شیعہ مذہب میں حالت جنب میں قرآن پڑھنا جائز ہے

اس سے متعلق ہم امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے روایت نقل کر چکے ہیں۔ جس میں یہ تصریح موجود ہے کہ بحالت جنب قرآن پڑھا جا سکتا ہے۔ شیعہ مذہب

کے اس مسئلہ کو چھپانے کے لئے الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے والی مثال کو سچ ثابت کرتے ہوئے نجفی نے اس مسئلہ پر بھی اعتراض کر ڈالا ہے۔

نجفی نے بحوالہ کشف الغمہ ص ۹، رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ اور میزان الکبریٰ لکھا ہے کہ امام اہل سنت امام اعظم نے جائز قرار دیا ہے کہ جنب شخص قرآن کی کچھ آیت پڑھ سکتا ہے اور امام اہل سنت امام مالک نے ایک یا دو آیات قرآن کا پڑھنا جنب شخص کے لئے جائز قرار دیا ہے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۲۶۶)

الجواب

شیعہ مذہب میں بحالت جنب قرآن پڑھنے کا مسئلہ اس قدر مقبول ہے کہ اس پر شیعہ علماء نے اجماع نقل کیا ہے۔

نقل المرتضی والشیخ والمحقق الاجماع علیه (بحار الانوار ج ۷۸ ص ۲۵)

مرتضیٰ، شیخ طوسی اور محقق حلی نے لکھا ہے بحالت جنب قرآن پڑھنے پر اجماع ہے۔

نجفی کا عوام کو یہ تاثر دینا کہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک قرآن بحالت جنب پڑھنا جائز ہے۔ اس بات کی تردید خود شیعہ عالم ملا باقر مجلسی نے کر دی ہے۔

واخبار المنع اکثرها ضعیفة عامیة والحکم مشهور بین العامة فلا یبعد حملها علی التقیة (بحار الانوار ج ۷۸ ص ۲۵۵ باب وجوب غسل الجنابة)

جن روایتوں میں حالت جنب میں قرآن پڑھنے کی ممانعت وارد ہے وہ اکثر ضعیف ہیں یا اہل سنت کی روایتیں ہیں۔ کیونکہ منع کا حکم اہل سنت و جماعت میں مشہور ہے۔

لہٰذا وہ روایتیں جن میں لکھا ہے کہ بحالت جنب قرآن نہ پڑھا جائے ان کا تقیہ پر محمول ہونا بعید از امکان نہیں۔

شیعہ مذہب کے چوٹی کے عالم ملا باقر مجلسی نے خود تصریح کر دی کہ حالت جنابت میں قرآن حکیم کی تلاوت اہل سنت و جماعت کے نزدیک ممنوع ہے اس کے بعد نجفی کے اعتراض کی وقعت وحیثیت ہی کیا رہ جاتی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بغیر وضو کے نماز پڑھی: کتب شیعہ

اعتراض

کتاب اہل سنت کشف الغمہ ص ۶۱ میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیر عمر نے لوگوں کو نماز صبح حالت جنابت میں پڑھائی تھی پھر کپڑوں میں منی دیکھ کر فرمانے لگے کہ جب سے ہم خلیفہ ہوئے ہیں ہمیں احتلام زیادہ ہوتا ہے۔ (تحفہ حنفیہ ۶۶)

اہل سنت کی معتبر کتاب بخاری شریف ص ۵۹ کتاب الغسل اقیمت الصلوۃ و عدلت الصفوف قیاما فخرج رسول اللہ الینا فلما قام فی مصلاہ ذکر انہ جنب فقال لنا مکانکم ترجمہ بلی کا باپ صحابی ابو ہریرہ بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ نماز کی صفیں نماز کی خاطر تیار ہو گئیں اور نبی کریمؐ ہماری طرف گھر سے نکلے اور جب مصلے پر پہنچ گئے تو یاد آیا کہ آنجناب جنب ہیں پھر فرمایا کہ اسی جگہ انتظار کرو حضور گھر گئے اور غسل فرمایا پھر باہر آئے اور بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے پھر نماز پڑھائی۔ (تحفہ حنفیہ ص ۶۷)

الجواب

﴿۱﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی توہین کرنا نجفی کے بغض باطنی کی دلیل ہے۔ ہماری

خاندانی شرافت اسی ردیف وقافیہ میں جواب دینے سے مانع ہے جس طرح نجفی نے اعتراض کیا ہے اس طرح ناموں پر اعتراض کیا جائے تو عباس کا مطلب ہے تیوری چڑھانے والا (المنجد) پھر معاذ اللہ ان کو اس طرح مخاطب کرنا یقیناً شان حضرت عباس رضی اللہ عنہ میں توہین ہوگی، لہٰذا نجفی اور اس کے چیلوں کو مشورہ ہے کہ وہ اس باب سے دور ہی رہیں ورنہ انہیں اس طرح کے اعتراضات مہنگے پڑیں گے۔

کردم اشارتے مکرر نمے گویم

﴿۲﴾ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اگر سہواً حالت جنب میں نماز پڑھائی تو اس میں اعتراض کی کون سی بات ہے۔ خود شیعہ کتب میں اس سلسلے میں باب موجود ہے کہ:

''باب من صلی بقوم علی غیر وضوء'' (الاستبصار ج ۱ ص ۴۳)

جو شخص بغیر وضو کے لوگوں کو نماز پڑھائے۔

ائمہ کی روایتیں موجود ہیں کہ اگر ایسا معاملہ پیش آجائے تو بھی کوئی بات نہیں۔

حوالہ ۱: حمزہ بن حمدان نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے سوال پوچھا کہ:

عن رجل امنّا بالسفر وھو جنب وقد علم ونحن لا نعلم ؟ قال لابأس (الاستبصار ج ۱ ص ۴۳۲)

ایک شخص نے سفر میں حالتِ جنب میں ہمیں نماز پڑھائی اسے پتا تھا اور ہم بے خبر تھے امام نے فرمایا کوئی بات نہیں۔

حوالہ ۲: عبداللہ بن ابی یعفور کہتا ہے کہ:

قال سئل ابو عبد اللہ عن رجل ام قوماً وھو علی غیر وضوء فقال

لیس علیھم اعادۃ وعلیه ھو ان یعید (الاستبصار ج ا ص ۴۳۲)

امام جعفر صادق سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے بغیر وضو کے لوگوں کو نماز پڑھائی امام نے کہا لوگوں کو نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں صرف امام کو چاہئے کہ وہ دوبارہ نماز پڑھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ فعل بے خبری میں سرزد ہوا، لہٰذا اس فعل کو بنیاد بنا کر آپ کی ذات پر طعن کرنا درست نہیں کیونکہ بے خبری میں اس طرح کا فعل سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی واقع ہوا ہے جس کی تصریح شیعہ کتب میں واضح طور پر موجود ہے۔

اگر بے خبری میں پیشاب لگ جائے تو.....

حوالہ: حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"عن علی علیه السلام قال ما ابالی ابول اصابنی او ماء اذا لم اعلم"

(الاستبصار ج ا ص ۸۰ اباب الرجل یصلی فی ثوب فیه نجاسة قبل انه یعلم)

پیشاب کرتے وقت اگر پیشاب لگ جائے تو مجھے اس کی پرواہ نہیں جبکہ مجھے علم نہ ہو۔

دیکھئے جس طرح نماز کے لئے طہارت ضروری ہے اسی طرح نمازی کے لئے اس کے کپڑوں کا پاک ہونا بھی ضروری ہے مگر بقول شیعہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تو بے خبری کی حالت میں پیشاب لگ جانے کو کوئی اہم بات نہیں سمجھتے بلکہ معمولی مسئلہ تصور کرتے ہیں اسی طرح بے خبری کی حالت میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی تو آخر کون سی قیامت آگئی۔ علاوہ ازیں نجفی خبیث نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سہو پر بھی اعتراض کیا ہے، اس طرح کا واقعہ خود کتب شیعہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی مروی ہے۔

حوالہ: عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال صلی علی بالناس علی غیر طھر و کانت الظھر فخرج منادیہ ان امیر المؤمنین علیہ السلام صلی علی غیر طھر فاعیدو و لیبلغ الشاھد الغائب

(الاستبصار ج ا ص ۴۳۳، مستند الشیعہ ج ۸ ص ۱۵۹ انتقی زاتی)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز ظہر بغیر طہارت کے پڑھائی پھر ایک منادی نے اعلان کیا کہ بے شک امیر المؤمنین نے بغیر طہارت کے نماز پڑھائی ہے اپنی نمازیں لوٹاؤ اور حاضر غائب تک یہ بات پہنچا دے۔

نجفی کا سہو سے انکار

نجفی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے سہو کی نفی کرتے ہوئے انتہائی گندی زبان میں لکھا ہے کہ: ارباب انصاف اس روایت میں ابو ہریرہ صحابی نبی کریم کی توہین کر کے کافر ہو گیا ہے کیونکہ اس نے کہا ہے کہ نبی کریم غسل جنابت کرنا بھول گئے تھے اور اس سے لازم آتا ہے کہ جو بندہ غسل جنابت جیسا خاص کام بھول سکتا ہے وہ دین کے اور احکام بھی بھول سکتا ہے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۲۶۷)

الجواب

﴿۱﴾ اس عبارت میں نجفی نے سہو انبیا علیہم السلام کا انکار کیا ہے۔ جبکہ شیعہ مذہب کے چوٹی کے عالم شیخ ابن بابویہ قمی نے لکھا ہے کہ:

"ان الغلاۃ والمفوضۃ لعنھم اللہ ینکرون سھو النبی ﷺ"

(من لا یحضرہ الفقیہ ج ا ص ۲۳۴)

غالی اور مفوضہ ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کہ حضور ﷺ سے سہو کا انکار کرتے ہیں۔

﴿۲﴾ نجفی نے لکھا ہے کہ اگر اس مسئلہ میں سہو کو تسلیم کر لیا جائے تو دیگر امور میں بھی سہو لازم آتا ہے یہ بھی بعینہ غالی اور مفوضہ (جو کہ لعنتی فرقے ہیں) کا اعتراض ہے۔

یقولون لو جاز ان یسهو علیه السلام فی الصلوة لجاز ان یسهو فی التلیغ (من لا یحضره الفقیه ج۲ص۳۴)

غالی اور مفوضہ کہتے ہیں کہ اگر نماز میں حضور ﷺ کے لئے سہو کو تسلیم کر لیا جائے تو امور تبلیغ میں بھی سہو لازم آتا ہے۔

اس اعتراض کا جواب خود ابن بابویہ قمی نے دیا ہے۔ نجفی اور اس کے چیلوں کے دماغ سے لعنت کا زہر اتارنے کے لئے یہی کافی ہے۔

وهذا لا یلزمنا و ذلك لان جمیع الاحوال المشترکة یقع علی النبی ﷺ فیها ما یقع علی غیره وهو متبعد بالصلوة کغیره ممن لیس بنبی ولیس کل من سواه بنبی کهو فالحالة التی اختص بها هی النبوة والتبلیغ من شرائطها ولا یجوز ان یقع علیه فی التبلیغ ما یقع علیه فی الصلوة لانها عبادة مخصوصة والصلوة عبادة مشترکة

(من لا یحضره الفقیه ج۱ص۲۳۴)

یہ اعتراض ہم پر لازم نہیں آتا کیونکہ تمام عام احوال مشترکہ حضور ﷺ پر اسی طرح واقع ہوتے ہیں جیسا کہ دیگر لوگوں پر اور حضور ﷺ نماز کو بطور عبادت اسی طرح انجام دیتے

ہیں جیسا کہ دوسرے لوگ جو کہ نبی نہیں ہیں۔ اور جو لوگ نبی نہیں وہ بھی حضور ﷺ کی طرح انجام دیتے ہیں۔ بہر حال جس حالت کے ساتھ آپ مخصوص ہیں وہ نبوت ہے اور تبلیغ اس کے لئے شرط ہے۔ تبلیغ میں آپ سے سہو ہونا ممکن نہیں کیونکہ یہ حالت مخصوصہ ہے جبکہ نماز عبادت مشترکہ ہے۔

اگر نجفی نے شیعہ حجۃ الاسلام بننے سے پہلے اپنے جھوٹے دھرم کی کتاب ''من لا یحضرہ الفقیہ'' پڑھ لی ہوتی اور جامعۃ المنتظر کے جہلا کی الٹی کھوپڑی میں یہ بات سمجھ آ گئی ہوتی تو انہیں اس طرح کا غلط اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔ اگر یہ روایت بیان کرنے کی وجہ سے معاذ اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کافر ہو گئے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے متعلق یہ روایت بیان کرنے کی وجہ سے شیخ طوسی، حر عاملی کافر کیوں نہیں؟ بلکہ انہیں شیعہ مذہب میں تو دنیا کا بدترین کافر ہونا چاہئے۔

بغیر غسل کے کئی عورتوں سے جماع

اعتراض

اہل سنت کی معتبر کتاب بخاری شریف ج ۱ ص ۵۸ کتاب الغسل ترجمہ انس بن مالک فرماتے ہیں کہ نبی کریم دن اور رات میں صرف ایک گھنٹہ میں اپنی گیارہ بیویوں سے ہمبستری فرما لیتے تھے کسی نے پوچھا کیا حضور پاک میں اتنی قوت باہ تھی انس نے کہا آنجناب میں تیس مردوں کے برابر قوت تھی۔ (تحفہ حنفیہ ص ۶۸)

الجواب

نجفی نے یہ اعتراض ایک رسوائے زمانہ کتاب سے نقل کیا ہے اس کتاب کا نام لکھنا بھی

ہم مناسب نہیں سمجھتے ہیں۔ البتہ ایک اشارہ کر دیتے ہیں کہ اس کتاب کی پاداش میں حضرت غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اس خبیث مصنف کو واصلِ جہنم کیا تھا۔ اس اعتراض سے نجفی کے مذہب اور اس خبیث مصنف کے مذہب میں یکسانیت اور مماثلت کا پتا چل جاتا ہے۔

جیسی روح ویسے فرشتے

یہ اعتراض کرنے سے پہلے نجفی کو کتب شیعہ کا مطالعہ کر لینا چاہیے تھا۔

انبیا کثرت سے جماع کرتے ہیں: از شیعہ کتب

شیعہ کتب میں تصریح ہے کہ:

ثلاث من سنن المرسلين التعطر واحفاء الشعر و كثر الطروقة يعنى الجماع. (بحار الانوار ج ۷۳ ص ۸۳)

تین چیزیں انبیا کی سنت ہیں۔ خوشبو لگانا، بالوں کا کاٹنا، اور کثرت سے جماع کرنا۔

چالیس مردوں کے برابر قوت

شیعہ کتب میں روایت ہے کہ:

قال قال رسول الله ﷺ ضعفت عن الصلوة والجماع فنزلت على قدر من السماء فاكلت فزاد فى قوتى قوة اربعين رجلا فى البطش و الجماع (بحار الانوار ج ۶۳ ص ۸۷)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے نماز اور جماع میں ضعف لاحق ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے ہریسہ نازل کیا جس کے کھانے کی وجہ سے چالیس مردوں کے برابر قوت مل گئی۔

ایک رات میں ستر عورتوں سے جماع

شیعہ کتب میں تصریح ہے کہ:

ان سلیمان علیه السلام قال یوما فی مجلسه لاطوفن اللیلة علی سبعین امرأة تلد کل امرأة منهن غلاما یضرب بالسیف فی سبیل الله و لم یقل ان شاء الله فطاف علیهن فلم تحمل منهن الا امرأة واحدة۔

(تفسیر مجمع البیان ج ۸ ص ۳۱۸)

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک دن اپنی مجلس میں ارشاد فرمایا کہ میں آج رات اپنی ستر بیویوں کے ساتھ مقاربت کروں گا پھر میری ہر ایک زوجہ بیٹا جنے گی جو کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے گا مگر آپ نے انشاء اللہ نہ کہا پس آپ نے اپنی تمام بیویوں سے مقاربت کی صرف ایک بیوی حاملہ ہوئی۔

اس روایت میں صاف تصریح موجود ہے ایک رات میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے ستر بیویوں سے مقاربت فرمائی۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی ۹۹ بیویاں

تفسیر قمی میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی ننانوے بیویاں تھیں۔ (تفسیر قمی ج ۲ ص ۹۵)

حر عاملی شیعہ کی گواہی:

اذا شاء غشی نسائه کلهن فی لیلة واحدة (وسائل الشیعہ ج ۱۴ ص ۳۵۱)

پس جب آپ چاہتے تھے تو ایک ہی رات میں ان تمام ازواج کے ساتھ مقاربت فرماتے۔

ان حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جو بات بخاری شریف میں لکھی ہوئی ہے وہی شیعہ کتب میں بھی موجود ہے نجفی کو چاہئے تھا کہ اس مشرک کو جواب دینے میں اپنی ساری توانائیاں صرف کرتا مگر اس نے مشرک کی تردید کرنے کے بجائے مسلمانوں پر ہی اعتراض کیا ہے۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی

معلوم ہوتا ہے کہ گستاخ مشرکین اور رافضیوں میں گہرا تعلق ہے، اس لئے گستاخ مشرکین کی تقلید کرتے ہوئے شیعہ شان نبوت میں گستاخی کرنے سے بھی باز نہیں آتے۔

گستاخ مشرکین نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی جس طرح توہین کی ہے نجفی نے وہی راہ اپناتے ہوئے اس سے زیادہ بکواس کی ہے۔

حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں نجفی کی گستاخی

اعتراض

بخاری شریف کی عبارت: دخلت انا و اخو عائشة علی عائشة فسألها اخوها عن غسل النبی فدعت باناء النحو من صاع فاغتسلت و افاضت علی رأسها و بيننا و بينها حجاب۔ عمر بن سعد قاتل امام حسین کا پوتا ابوبکر بن حفص بیان کرتا ہے کہ میں نے ابوسلمہ سے سنا وہ کہہ رہا تھا میں اور کوئی بھائی عائشہ کا عائشہ کے پاس آئے پس عائشہ کے بھائی نے ان سے نبی کریم کے غسل کے بارے میں سوال کیا عائشہ نے ایک برتن

جس میں ایک صاع تقریباً تین سیر پانی آسکتا تھا منگوایا پھر اس پانی سے غسل کر کے ہمیں دکھایا اور پانی سر پر ڈالا اور ہمارے اور اس کے درمیان پردہ تھا۔ (تحفہ حنفیہ ص ۲۷۰)

الجواب

﴿۱﴾ نجفی نے ام المؤمنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں بکواس کر کے اپنے لعنتی ہونے کا ثبوت دیا ہے اگر اس بے حیا کو بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ادب کرنے کا خیال نہ آیا تو کم از کم حضور ﷺ کا ہی ادب ملحوظ خاطر رکھتا۔ مگر کسی نے سچ کہا ہے،

بے ادب ماں باادب اولاد نہیں جن سکتی

رات کے اندھیرے میں منہ کالا کرنے والی عورتوں کی اولاد نجفی کی طرح حجۃ الاسلام ہوتی ہے۔ شیعہ مجتہدین کا ماضی رات کے اندھیروں سے ہی شروع ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ اس طرح کی گندی کتابیں لکھ کر اپنے جوہر کی واضح عکاسی کرتے ہیں۔

روایت بخاری شریف کی توضیح

حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مسئلہ پوچھنے والا آپ کا بھائی تھا جس کی بخاری شریف میں واضح تصریح موجود ہے۔ خیال رہے کہ وہ آپ کے رضاعی بھائی عبد اللہ بن یزید تھے۔ (فتح الباری ج ۱ ص ۳۵۶) جبکہ دوسرا شخص آپ کے رضاعی بھانجے حضرت ابو سلمہ تھے۔ اب دونوں کے متعلق یوں بکواس کرنا کہ "ارباب انصاف اس روایت میں علما اہل سنت نے شرم حیا کی تمام حدیں توڑ دیں اور اس روایت نے

گواہی دی کہ صحابہ کرام میں ایسے بے حیا لوگ تھے کہ وہ نبی کی بوڑھی بیویوں کو چھوڑ کر آنجناب کی محبوب اور جوان بیوی سے غسل جنابت کا طریقہ سیکھتے تھے"۔ (تحفہ حنفیہ ۲۷۵)

جس طرح بے حیائی اور کمینگی کا مظاہرہ یہودی مذہب کے شیعہ حجۃ الاسلام سوامی نجفی نے اس عبارت میں کیا ہے شاید ہی کسی گستاخ اور کمینے شخص نے اس طرح دریدہ دہنی اور بے حیائی کا مظاہرہ کیا ہو۔ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مسئلہ پوچھنے والے کوئی اور نہیں آپ کے بھائی اور بھانجے تھے، ان کے لئے اس طرح کی باتیں کرنا انتہائی کمینگی اور بے حیائی ہے۔ ویسے شیعوں سے حیا اور شرافت کی توقع بھی ممکن نہیں کیونکہ انہیں بہن اور ماں پر بھی بیوی کا خیال آجاتا ہے۔ اور شاید ہی کوئی جوان بہن کسی شیعہ مجتہد اور حجۃ الاسلام کی ہوس سے محفوظ رہی ہو۔ لہٰذا جب شیعہ حجۃ الاسلام اپنی بہن اور ماں کے تقدس کا خیال نہیں رکھتے تو مؤمنین کی ماؤں کا کیا خاک ادب کریں گے۔

﴿۲﴾ جس طرح اس روایت میں ام المؤمنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لئے فاغتسلت کے الفاظ وارد ہیں۔ اسی طرح شیعہ کتب میں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے بھی موجود ہیں۔

حوالہ ۱: عن سلمٰی امرأة ابی رافع قالت مرضت فاطمة فلما کان الیوم الذی ماتت فیه قالت هیئی لی ماء فصببت لها فاغتسلت کاحسن ماتغسل (بحار الانوار ج ۴۳ ص ۱۷۲)

ابورافع کی بیوی ام سلمٰی ارشاد فرماتی ہیں کہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا جب بیمار تھیں تو آپ نے اپنے وصال والے دن ارشاد فرمایا میرے لئے پانی تیار کرو میں نے آپ کے لئے پانی رکھا آپ نے معمول سے زیادہ بہتر غسل فرمایا۔

اس روایت میں بھی اغتسلت کا لفظ وارد ہے کیا شیعہ یہاں بھی وہی مقصد مراد لیں گے جو سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے مراد لیتے ہیں۔

حوالہ۲: ام المؤمنین بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا کے لئے بھی کتب شیعہ میں فاغتسلت کے الفاظ وارد ہیں:

عن ابن عباس عن میمونة زوجة رسول الله ﷺ قال اجنبت انا و رسول الله ﷺ فاغتسلت من جفنة و فضلت فیها فضلة فجاء رسول الله ﷺ فاغتسل منها فقلت یا رسول الله ﷺ انها فضلة منی او قالت اغتسلت منها فقال لیس الماء جنابة (بحار الانوار ج ۱۷ ص ۱۳۴)

حضرت ابن عباس بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں اور حضور ﷺ جنبی ہوئے میں نے ایک بڑے برتن میں سے غسل کیا جس میں کچھ پانی باقی رہ گیا پھر حضور ﷺ تشریف فرما ہوئے اور آپ نے اس بچے ہوئے پانی سے غسل فرمایا میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ میرا بچا ہوا پانی ہے آپ نے فرمایا پانی میں جنابت نہیں۔

حوالہ۳: اسی طرح کے الفاظ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی بیوی کے لئے بھی موجود ہیں۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہلاک ہو گیا میں نے جماع کیا ہے اور پانی موجود نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے محمل اور پانی کا حکم دیا میں نے اور میری بیوی نے محمل کے پردے میں پانی سے غسل کیا۔ (بحار الانوار ج ۷۸ ص ۱۶۹)

شیعوں کو اہم مشورہ

نجفی نے لکھا ہے کہ: وہ ملا جو سگہائے بنو امیہ ہیں اور شیعان حیدر کرار کے مذہب کے بارے میں یوں عوعو کرتے ہیں کہ شیعوں نے لکھا ہے جب امام مہدی آئے گا تو برہنہ آئے گا اس کا پہلا جواب امام مہدی جب آئے گا علانیہ آئے گا دوسرا جواب کھلم کھلا آئے گا نہ کہ ننگا ہو کر آئے گا اور کپڑے اتار کر آئے گا امام مہدی مرد ہے عورت نہیں۔ (تحفہ حنفیہ ص ۲۷۱)

الجواب

﴿۱﴾ امام مہدی رضی اللہ عنہ واقعی مرد ہیں عورت نہیں ہیں مگر ستر پوشی کرنا تو مرد و عورت دونوں پر فرض ہے یا شیعہ مذہب میں مردوں کے لئے کوئی پردہ نہیں وہ بیشک کپڑے اتار کر امام زمانہ کی سنت ادا کر سکتے ہیں۔

﴿۲﴾ جب شیعہ مذہب میں برہنہ کا مطلب ہے علانیہ، (جیسا کہ آپ نے جواب اول میں اپنی دانائی کا مظاہرہ کیا ہے) تو جناب ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ شیعہ کتب میں لکھا ہوا ہے کہ برہنہ آئے گا تو آپ کو مرچیں کیوں لگ جاتی ہیں اور آپ کے ترجمہ کے مطابق امام زمانہ کو برہنہ کہنے میں کوئی عیب نہیں اور یہ تو اکیلا امام زمانہ ہے اگر سارے شیعہ مرد و خواتین برہنہ ہو جائیں تو بھی ہمیں اعتراض نہیں اور لفظ برہنہ پر تو شیعوں کو بھی اعتراض نہیں۔

حالت حیض میں مباشرت

اعتراض

بخاری شریف میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں فیابشرنی رسول اللہ وانا حائض میں حالت حیض میں ہوتی تھی تو رسول پاک میرے ساتھ مباشرت فرماتے تھے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۲۷۲)

الجواب

﴿۱﴾ یہ روایت صرف کتب اہل سنت میں نہیں بلکہ شیعہ کتب میں بھی موجود ہے۔ اور یہاں پر لفظ مباشرت سے مراد جماع بھی نہیں بلکہ ایک ساتھ لیٹ جانے کو بھی مباشرت کہا جاتا ہے۔

حوالہ: وفی الحدیث کان یباشر بعض نسائه وهی مؤتزرة فی حالة الحیض (مرأۃ العقول ج ۹ ص ۳۵)

حدیث میں مروی ہے کہ حضور ﷺ اپنی بعض بیویوں سے مباشرت فرماتے تھے جب کہ وہ حالت حیض میں ہوتی تھیں۔ اور ازار بندھا ہوا ہوتا تھا۔

﴿۲﴾ نجفی کو یہ اعتراض تو شیعہ مذہب کے چوٹی کے عالم ملا باقر مجلسی پر کرنا چاہئے جس نے اس روایت کو بیان کر کے شیعوں کے منہ پر جوتا مارا ہے۔

علاوہ ازیں خود شیعہ مذہب میں حالت حیض میں شرمگاہ کے علاوہ باقی بدن سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہے۔

حوالہ:عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال اذا حاضت المرأۃ فلیأتھا زوجھا حیث شاء ما اتقی موضع الدم (وسائل الشیعہ ج۲ص۵۰)

جب عورت حائضہ ہوتو اس کا شوہر شرمگاہ کے علاوہ جہاں آنا چاہے آسکتا ہے۔

شیعہ مذہب میں حالت حیض میں وطی کی بھی اجازت ہے۔شیعہ مذہب کا مشہور ملا حر عاملی رقم طراز ہے کہ:

باب جواز وطی الحائض فیما عد القبل والاستمتاع منھا بما دونہ (وسائل الشیعہ ج۴ص۴۶۲)

قبل کے علاوہ حائضہ عورت سے وطی کرنا اور اس سے استمتاع حاصل کرنا جائز ہے۔

لفظ مباشرت جماع کے لئے خاص نہیں

نجفی نے لفظ مباشرت پر بحث کرتے ہوئے قرآن حکیم کی آیت بھی پیش کی ہے اس جاہل کو اتنا بھی پتہ نہیں لفظ مباشرت جماع کے لئے خاص نہیں لفظ مباشرت کتب شیعہ میں جماع کے علاوہ دیگر معنی میں بھی استعمال ہوا ہے۔

حوالہ:عن ابی جعفر علیہ السلام قال لیس فی القبلۃ ولاالمباشرۃ ولا مس الفرج وضوء (وسائل الشیعہ ج۱ص۱۴۳)

امام محمد باقرؒ فرماتے ہیں بوسہ مباشرت اور شرمگاہ کو مس کرنے سے بھی وضو لازم نہیں آتا۔

حوالہ: عن ابی عبد اللہ رخصۃ للشیخ فی المباشرۃ (وسائل الشیعہ ج۱ص۱۴۴)

امام جعفر صادق نے بوڑھے آدمی کو مباشرت کی اجازت دی ہے۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

والمباشرة ليس بها بأس (وسائل الشیعہ ج ا ص ۱۴۳)

روزہ کی حالت میں مباشرت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

پھر وسائل الشیعہ میں یہ بھی مرقوم ہے کہ:

باب ان القبلة والمباشرة والمضاجعة و مس الفرج مطلقاً و نحو ذلك مما دون الجماع لا ينقض الوضوء (وسائل الشیعہ ج ا ص ۱۳۳ کتاب الطهارة مضاجعة)

مباشرت اور شرمگاہ کو مس کرنے سے اور اس طرح کی دیگر چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

اگر مباشرت کا مطلب جماع ہے تو پھر تو شیعہ بڑے مرتد ہیں!

ان حوالوں سے ثابت ہوا کہ روایت بخاری میں لفظ مباشرت کو جماع پر محمول کرنا درست نہیں، محض بوسہ دینے کو اور ساتھ لیٹ جانے کو بھی عربی زبان میں مباشرت کہا جاتا ہے۔ اور پھر اس طرح کی روایت شیعہ کتب میں بھی موجود ہے۔ لہٰذا انصاف کا تقاضہ یہی ہے کہ شیعوں کو اہل سنت و جماعت پر اعتراض کرنے سے پہلے کتب شیعہ کو دریا برد کر دینا چاہئے۔ اگر بالفرض لفظ مباشرت کا مطلب صرف جماع ہو تو بھی اصول شیعہ کے مطابق اعتراض لازم نہیں آتا کیونکہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی صاف تصریح موجود ہے کہ والمباشرة ليس بها بأس مباشرت میں کوئی حرج نہیں۔

لطیفہ: نجفی نے لفظ مباشرت کا مطلب صرف جماع کو قرار دیا ہے اور قرآن حکیم کی

آیت بھی لکھی ہے کہ روزہ کی حالت میں مباشرت جائز نہیں۔ جبکہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے مباشرت کی اجازت دی ہے لہٰذا نجفی کی الٹی منطق کے مطابق خود امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ مخالف قرآن ثابت ہوئے۔

من حفر بئراً لاخیه وقع فیه

اعتراض

کشف الغمہ ص ۶۵ میں لکھا ہے کہ جابر فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میری حالت حیض میں نبی کریم میرے ساتھ اس طرح مباشرت فرماتے تھے کہ مجھے حکم دیتے تھے کہ میں ایک بڑی چادر باندھ لوں پھر یلتزم صدرھا و ثدیھا میری چادر باندھ لینے کے بعد آنجناب میری چھاتی اور پستانوں کو پکڑے تھے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۲۷۳)

جواب

﴿۱﴾ اس طرح کی روایت وسائل الشیعہ میں امام جعفر صادق سے بھی مروی ہے۔

ان میمونة کانت تقول ان النبی ﷺ کان یأمرنی اذا کنت حائضا ان اتزر بثوب ثم اضطجع معه (وسائل الشیعہ ج ۱ ص ۳۶۴)

﴿۲﴾ کشف الغمہ کی اس روایت کی مکمل سند نسائی شریف میں موجود ہے۔ جس میں جمیع بن عمیر التیمی الکوفی راوی ضعیف ہے۔ امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

وقال ابن حبان رافضی یضع الحدیث (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۱۵۳ تذکرۃ جمیع بن عمیر) یہ شخص رافضی تھا اور حدیثیں گھڑتا تھا۔

سند کا دوسرا راوی صدقہ بن سعید بھی ضعیف ہے۔ محمد بن وضاح فرماتے ہیں کہ

ضعیف (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۴۳۵) یہ راوی ضعیف ہے۔

امام الباجی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

لیس بشئ (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۴۲۵) یہ کوئی چیز نہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

عند عجائب (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۴۲۵) اس کے پاس عجیب روایتیں ہیں۔

معلوم ہوا کہ یہ روایت شیعہ راویوں کی مہربانی سے معرض وجود میں آئی ہے۔ لہٰذا اس روایت کو بنیاد بنا کر اعتراض کرنا درست نہیں۔

کتب شیعہ کی ایک بے ہودہ روایت

حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آرام فرما تھے ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سن کر جدا ہونے کا ارادہ کیا آپ نے فرمایا:

بحق علیکما لا تفترقا حتیٰ ادخل علیکما فرجعنا الی حالنا و دخل ﷺ وجلس عند رؤسنا و ادخل رجلیه فیما بیننا واخذت رجله الیمنیٰ فضمتها الی صدری واخذت فاطمة رجله الیسریٰ فضمتها الی صدرها (بحار الانوار ج ۴۳ ص ۱۳۳)

تمہیں میرے حق کا واسطہ جب تک میں نہ آجاؤں جدا نہ ہونا پس ہم اسی حالت پر برقرار رہے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سرہانے آکر بیٹھ گئے آپ نے ہمارے

درمیان اپنے دونوں پاؤں داخل کئے میں نے آپ کا بایاں پاؤں اپنے سینے سے ملایا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کا بایاں پاؤں اپنے سینے سے ملایا۔

اعتراض

نجفی نے اعتراض کیا ہے کہ بعض دفعہ اس طرح مباشرت فرماتے تھے کہ یلقی علی فرجها خرقة قطن غیر شدها علی وسطها۔ (تحفہ حنفیہ ص ۲۷۳)

الجواب

یہ روایت درست نہیں۔ کشف الغمہ کی اس روایت کی مکمل سند مسند اسحاق بن راہویہ میں بایں الفاظ موجود ہے۔

اخبرنا عبد الاعلی نا عباد بن منصور عن عطاء عن عائشة

(مسند اسحاق بن راھویہ ج ۲ ص ۶۳۶)

یہ حضرت عطا کی معنعن روایت ہے۔ محدثین نے لکھا ہے کہ جب حضرت عطا بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عن سے روایت کریں تو وہ لائق حجت نہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"ورواية عطاء عن عائشة لا يحتج بها الا ان يقول سمعت"

(تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۱۷۹)

حضرت عطا کی بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایتیں لائق احتجاج نہیں جب تک وہ سماع کی تصریح نہ کریں۔

نجفی نے ایک ضعیف اور غیر معتبر روایت سے استدلال کر کے اپنی شکست پر مہر ثبت کی ہے۔

شیعہ مذہب میں حالت حیض میں قرآن حکیم پڑھنے کا جواز

اعتراض

حضرت عائشہ کی حیض کی حالت میں اس کی گود میں سر رکھ کر قرآن پڑھنا۔ (تحفہ حنفیہ ص ۲۷۴)

الجواب

﴿۱﴾ شیعہ مذہب میں تو خود حائضہ عورت کا قرآن پڑھنا بھی جائز ہے۔ امام جعفر صادق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

الحائض تقرأ القرآن (وسائل الشیعہ ص ۳۷۳) حائضہ عورت قرآن پڑھ سکتی ہے۔

جب حائضہ عورت خود قرآن پڑھ سکتی ہے تو بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حالت حیض میں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گود میں سر مبارک رکھ کر قرآن پڑھا تو وجہ اعتراض کیا ہے۔

﴿۲﴾ حائضہ عورت کو نجس کہنا نجفی کی شیعہ مذہب سے جہالت کی دلیل ہے۔ شاید نجفی نے اپنے مذہب کی کتابیں نہیں پڑھیں ان میں صاف تصریح موجود ہے کہ:

باب طهارة بدن الحائض و عرقها (وسائل الشیعہ ج ۲ ص ۶۵۲)

حائضہ عورت کا پسینہ اور جسم پاک ہے۔

حائضہ کا قرآن پڑھنا بھی عند الشیعہ جائز، حائضہ کا جسم بھی پاک۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ کی گود میں سر مبارک رکھ کر قرآن حکیم کی تلاوت کی تو اس میں کون سی قباحت ہے۔

اعتراض

حیض کی حالت میں حضرت عائشہ کا نبی پاک کے سر کو دھونا۔ (تحفہ حنفیہ ص ۲۷۴)

الجواب

نجفی کا یہ اعتراض بھی جہالت پر مبنی ہے اس طرح کی روایت شیعہ کتب میں موجود ہے۔

حوالہ ا: عن ابی عبد الله علیه السلام قال سألته عن الحائض تناول الرجل الماء فقال قد کان بعض نساء النبی ﷺ تسکب علیه الماء وهی حائض و تناوله الخمرة

(وسائل الشیعہ ج ۲ ص ۳۷۸ باب جواز مناولة الحائض الرجل الماء والخمرة)

میں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے سوال پوچھا کیا حائضہ عورت مرد کو پانی دے سکتی ہے آپ نے فرمایا حضور ﷺ کی بعض بیویاں حالت حیض میں آپ ﷺ کے اوپر پانی بہاتی تھیں اور آپ کو خمرہ بھی دیتی تھیں۔ (خمرہ: نماز کی چٹائی)

حوالہ ۲: امام محمد باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

قال رسول الله ﷺ لبعض نسائه نا ولینی الخمرة فقالت له انا حائض فقال لها احیضك فی یدك (وسائل الشیعہ ج ۲ ص ۳۷۲ باب جواز مناولة الحائض)

حضور ﷺ نے اپنی کسی زوجہ سے خمرہ یعنی چٹائی لانے کے لئے کہا تو اس نے کہا میں حائضہ ہوں آپ نے فرمایا کیا حیض تمہارے ہاتھ میں ہے۔

اس روایت سے ثابت ہوا کہ اگر حائضہ عورت اپنے شوہر کی خدمت کرتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہ تو نجفی کی جہالت ہے اس نے کتب شیعہ کو پڑھے بغیر ان روایات پر اعتراضات کئے ہیں جو کتب شیعہ میں بھی موجود ہیں نہ جانے کس جاہل

استاد نے اس جاہل کو فاضل کی ڈگری دی ہے۔ اگر یہ بے ادبی ہے تو ان روایات کو بیان کرنے والے ائمہ اہل بیت کے لئے شیعہ مجتہدین کا کیا فتویٰ ہے۔

اعتراض

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میرے ذمہ رمضان شریف کے قضا روزے ہوتے تھے اور میں صرف ان کو شعبان میں رکھ سکتی تھی امام اہل سنت حضرت یحییٰ فرماتے ہیں اس کی وجہ یہ تھی وہ دن میں نبی کریم کے ساتھ مشغول رہتی تھی۔ (تحفہ حنفیہ ص ۲۷۵)

الجواب

حضرت سیدہ ام المؤمنین بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کا کلام صرف اتنا ہے کہ:

کان یکون علی الصوم من رمضان فما استطیع ان اقضی الا فی شعبان (صحیح بخاری ج ۲ ص ۲۸۹)

میرے ذمہ رمضان شریف کے قضا روزے ہوتے تھے اور میں صرف ان کو شعبان میں رکھ سکتی تھی۔

اس روایت کا اگلا حصہ راوی یحییٰ کا کلام ہے جس کی روایت میں تصریح موجود ہے۔ محدثین نے یحییٰ راوی کے مدرج کلام کو ضعیف قرار دیا ہے۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

ومما یدل علی ضعف الزیادة انه ﷺ کان یقسم لنسائه فیعدل (فتح الباری ج ۴ ص ۱۹۱)

زیادۃ راوی کے ضعف پر یہ چیز دلالت کرتی ہے کہ بے شک حضور ﷺ نے اپنی بیویوں میں دنوں کی تقسیم کر رکھی تھی پس آپ عدل فرمایا کرتے تھے۔

اندھی کھوئی میں شیطان کی پھونکیں

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا قول: از کتب شیعہ

حوالہ ۱: ان الشیطان ینفخ فی دبر الانسان حتی یخیل الیہ انہ قد خرج منہ ریح فلا ینقض الوضوء (فروع کافی ج ۳ ص ۳۳۶ کتاب الطہارۃ)

بے شک شیطان (شیعوں کی) اندھی کھوئی میں پھونکیں مارتا ہے پھر آدمی کو خیال آتا ہے کہ اس کی ہوا نکل گئی ہے پس اس سے اس کا وضو نہیں جاتا۔

حوالہ ۲: لایوجب الوضوء الا غائط او بول او ضرطۃ تسمع صوتھا او فسوۃ تجد ریحھا (تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۴۶)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا وضو صرف پیشاب پاخانہ اور اس ہوا کے نکلنے سے جاتا ہے جس کی تم آواز سنو یا اس پھسکی سے جو فضا کو مسموم نہ کر ڈالے۔

ان حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ شیعہ مذہب میں مطلقاً ریح ناقض وضو نہیں صرف وہ ریح ناقض ہے جو فضا کو مسموم کر دے یا سننے والوں کے کان بہرے کر دے اگر خروج ریح بغیر بدبو کے ہو تو وہ ناقضِ وضو نہیں۔

اس کے جواب میں کشف الغمہ کی عبارت پیش کرنا درست نہیں کیونکہ کشف الغمہ کی عبارت کا تعلق ایسے شخص سے ہے جسے وسوسے کی بیماری ہے اور اسے بغیر خروج

ریح کے بھی یہ وسوسہ ہوتا ہے شاید اس کی ریح نکل گئی ہے ایسے شخص کے لئے یہ حکم ہے جب تک وہ آواز نہ سن لے یا بو نہ محسوس کر لے تب تک اس کا وضو نہیں جائے گا کیونکہ اسے شک کی بیماری پہلے سے لاحق ہے آواز اور بو سے اس کا شک یقین سے تبدیل ہو جائے گا یہ ایک استثنائی حالت ہے اسے عام حالت پر قیاس کرنا درست نہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پر افترا

نجفی نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پر افترا کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: رحمۃ الامۃ کی عبارت: امام مالک فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر ننگا دھڑ ننگا نماز پڑھ لے تو گنہگار ہے مگر اس کی نماز صحیح ہے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۲۷۸)

الجواب

یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پر افترا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فتویٰ نہیں ہے بلکہ بعض نامعلوم مالکیوں کی طرف منسوب ہے یہاں پر ہم کتاب رحمۃ الامۃ کی مکمل عبارت آپ کے سامنے نقل کرتے ہیں تاکہ پڑھنے والے حقیقت حال سے واقف ہو جائیں۔

واختلفوا فی ستر العورة فقال ابو حنيفة و الشافعی و احمد انه من الشرائط فتكون خمسا عندهم واختلف اصحاب مالك فی ذلك فمنهم من يقول انه من الشرائط مع القدرة والذكر حتٰی لو تعمد و صلٰی مكشوف العورة مع القدرة علی الستر كانت صلوته باطلة و منهم من يقول هو فرض واجب فی نفسه الا انه ليس من شرط

صحة الصلوٰة فان صلی مکشوف العورة عامدا کان عاصیاً و یسقط عنه الفرض والمختار عند متاخری اصحابه انه لا تصح الصلوٰة مع کشف العورة بحال (رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ ص ۴۰)

ستر عورت میں علما کا اختلاف ہے امام ابوحنیفہ، شافعی اور امام احمد ستر عورت کو نماز کے لئے شرط قرار دیتے ہیں۔ پس ان کے نزدیک پانچ شرائط ہوں گی۔ مالکیوں کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ ستر عورت قدرت اور یاد ہونے کے ساتھ شرائط میں سے ہے یہاں تک کہ اگر کسی نے عمداً قدرت کے باوجود ستر کو چھپائے بغیر نماز پڑھ لی تو اس کی نماز باطل ہے اور بعض مالکی کہتے ہیں کہ ستر عورت فی نفسہ لازمی طور پر فرض ہے لیکن یہ صحت نماز کی شرائط میں سے نہیں پس اگر کسی نے عمداً یا سہواً ستر چھپائے بغیر نماز ادا کی تو اس کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جائے گا لیکن متاخرین مالکیہ کا مختار قول یہ ہے کہ کشف عورت (ستر چھپائے بغیر) کے ساتھ نماز کسی صورت میں درست نہیں۔

ارباب انصاف! آپ توجہ فرمائیں کہ اس عبارت میں کہاں لکھا ہے کہ ''اس کی نماز صحیح ہے'' اور یہ قول مالک ہے۔ علاوہ ازیں اس مسئلہ میں مالکیوں کا مختار قول بھی یہی ہے کہ ننگے کی کسی حال میں نماز درست نہیں چونکہ کتمان حق شیعہ مذہب کا انتہائی اہم رکن ہے۔ اور اس کتاب میں نجفی نے شیعہ مذہب کے اس رکن اعظم پر دل کھول کر عمل کیا ہے۔ لہٰذا اس نے ادھوری اور نامکمل عبارتیں نقل کر کے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ مکشوف العورۃ کی نماز درست نہیں

وقال المالك ستر العورة واجب للصلوة وليس بشرط في صحتهافان انكشف من العورة شئ لم تصح الصلوة

(حلية العلما في معرفة مذاهب الفقها ص٦١٥)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ستر کو چھپانا نماز کے لئے واجب ہے اس کی صحت کے لئے شرط نہیں پس اگر کسی نمازی کا تھوڑا سا ستر ظاہر ہو گیا تو نماز صحیح نہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ایسے واضح فتوے کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ آپ شیعوں کی طرح بدن برہنہ کر کے نماز پڑھنے کو جائز قرار دیتے ہیں صریح جھوٹ ہے۔

اعتراض

وعن مالك و احمد روايتان والاخرى انما القبل والدبر امام اہل سنت امام مالک اور امام اہل سنت امام احمد فرماتے ہیں نماز میں جو بدن کو ڈھانپنا فرض ہے وہ صرف قبل اور دبر ہے یعنی مقام پیشاب اور پاخانہ ہے۔ (تحفہ حنفیہ ص۷۹)

الجواب

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے مروی یہ روایت فقہا کے نزدیک درست نہیں۔ علامہ علاؤالدین ابوالحسن علی بن سلیمان المرداوی الدمشقی الصالحی (المتوفی ۸۸۵ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ:

الصحيح من المذهب ان عورة الرجل ما بين السرة و الركبة و عليه

جماهیر الاصحاب نص علیه فی روایة الجماعة و جزم به الایضاح والتذکرة لابن عقیل والافادات و الوجیز والمنور والمنتخب و المذهب الاحمد والطریق الاقرب وغیرهم

(الانصاف فی معرفة الراجح من الخلاف علی مذهب الامام احمد بن حنبل ج۱ص۳۱۷)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق صحیح روایت یہ ہے کہ ناف سے لیکر گھٹنوں تک مرد کے لئے ستر ہے آپ کے جمہور اصحاب کا بھی یہی مذہب ہے اور ایک جماعت نے اس پر نص وارد کی ہے ایضاح، تذکرہ ابن عقیل، افادات، وجیز، منور منتخب اور مذہب امام احمد بن حنبل اور طریق الاقرب وغیرھم میں اسی روایت کو زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ تو آپ پہلے ہی پڑھ چکے ہیں۔ لہٰذا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بھی یہ بات درست نہیں۔ نجفی کے لئے یہ حوالہ بھی مفید نہیں۔

ع مشکل بہت پڑے گی برابر کی چوٹ ہے

جو چیز آپ کو چھپانا چاہئے وہ تو ہم نے دیکھ لی

شیعہ کتب میں بے شمار روایتیں موجود ہیں جن میں تصریح ہے کہ:

وعن اطلی فلا بأس ان یلقی الستر عنه لان النورة سترة

(وسائل الشیعہ ج۱ص۳۷۸ کتاب الطہارۃ)

قول امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ: جو شخص چونے کا لیپ کرانا چاہے تو اسے شرمگاہ سے کپڑا

اتار دینا چاہئے کیونکہ چونا بھی پردہ کا کام کرتا ہے۔

مناظر اسلام مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ جعفریہ ص ۱۹۷ پر اس طرح کی چند روایات جمع کر کے شیعوں کو آئینہ دکھایا ہے۔ اس کے جواب میں نجفی نے جو کچھ قلم بند کیا ہے وہ ہم آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

اعتراض

بلال گنجی محدث کا نورہ والی روایت پر اعتراض اور اس کا دندان شکن جواب شیخ الحدیث محمد علی نے فقہ جعفریہ ج ا ص ۱۹۷ میں ان روایات کو جمع کیا ہے کہ جن کے مضمون میں ہے کہ شیعوں کے امام نے حمام میں (نورہ) بال اڑانے والی دوا لگا کر پھر دھوتی اتار دی شیخ صاحب نے ان روایات کو لکھنے کے بعد پھر شیعوں کے خلاف عوعو کرنا شروع کر دی۔

پہلا جواب: ان روایات کو ہم نے بھی پڑھا ہے مگر دیانت کا تقاضا یہ ہے کہ ان میں کوئی بات قابل اعتراض نہیں ہے کیونکہ نورہ لگانے کا مقام حمام میں الگ ہوتا ہے اور وہاں کوئی دیکھنے والا نہیں ہوتا۔ (تحفہ حنفیہ ص ۲۷۹)

الجواب

﴿۱﴾ بقول کتب شیعہ امام ننگا ہو جاتا ہے اور لوگ دیکھتے ہیں پھر بھی آپ کہتے ہیں اس میں اعتراض کی کوئی بات نہیں۔ اگر ننگا ہو کر چشم خلائق کو نظارہ دکھانا بھی لائق اعتراض بات نہیں تو پھر آخر کون سی بات ہے جو قابل اعتراض ہے آپ بھی قول امام پر عمل کریں تو نورہ لگا کر دھوتی اتار کر مجالس عزا قائم کیا کریں۔ عزاداری بھی خوب

ہوگی عزادار بھی کثرت سے آئیں گے۔اور مؤمنات کے تو وارے نیارے ہو جائیں گے۔روح ابن سبا بھی خوش عزاداری کا ثواب بھی علیحدہ سے ملے گا۔

﴿۲﴾ آپ نے لکھا ہے وہاں کوئی دیکھنے والا نہیں ہوتا، یہ بھی غلط ہے۔امام اپنے ساتھ دوسرے امام کو بھی لے جاتے تھے۔ملاحظہ فرمائیں:

عن حنان بن سدید عن ابیه فی حدیث انه دخل الحمام فاذا فیه علی بن الحسین ومعه ابنه محمد بن علی

(وسائل الشیعہ ج ا ص ۲۴۹ کتاب الطہارۃ)

حنان بن سدید کہتا ہے کہ وہ حمام میں داخل ہوا تو امام زین العابدین کے ساتھ ان کا بیٹا امام محمد باقر بھی حمام میں تھا۔

آگے اس روایت کی توجیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

حوالہ: لان الامام معصوم فی صغرہ و کبرہ لا یقع منه النظر الی عورۃ فی حمام ولا غیرہ (وسائل الشیعہ ج ا ص ۲۴۹ کتاب الطہارۃ)

کیونکہ امام معصوم ہوتا ہے چاہے صغیر ہو یا کبیر وہ حمام یا کسی اور جگہ میں شرمگاہ کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھے گا۔

یہ تو چھوٹے امام کی دیانتداری ہے کہ وہ نظر اٹھا کر نہیں دیکھ رہا، مگر بڑے امام نے بقول کتب شیعہ ننگا ہو کر اچھا کام تو نہیں کیا۔اور پھر کتب شیعہ میں واضح تصریح موجود ہے کہ:

عن النبی ﷺ فی وصیة لعلی علیه السلام قال حق الوالد علی ولده ان

لا یسمیه باسمه ولا یمشی بین یدیه ولا یجلس امامه ولا یدخل معه الحمام (وسائل الشیعہ ج ا ص ۲۴۹ کتاب الطہارۃ)

حضور ﷺ نے حضرت علی کو وصیت فرمائی کہ والد کا اپنے بیٹے پر یہ حق ہے کہ بیٹا اس کو نام سے نہ پکارے اس کے آگے نہ چلے اس سے پہلے نہ بیٹھے اور اس کے ہمراہ حمام میں داخل نہ ہو۔

بقول شیعہ چھوٹے امام نے اس وصیت رسول کا بھی خیال نہ رکھا اور اپنے والد کے ساتھ حمام میں داخل ہو گیا اور بڑے امام کو چاہئے تھا کہ وہ وصیت پر عمل کرتے اور اپنے بیٹے کو حمام میں ساتھ نہ لے جاتے، اگر امام کی مزعومہ امامت کو تسلیم کیا جائے تو حضور ﷺ کی طرف منسوب وصیت معاذ اللہ باطل ہو کر رہ جاتی ہے اور اگر وصیت کو درست سمجھا جائے تو شیعوں والی مزعومہ امامت کی دھجیاں اڑ جاتی ہیں۔

دوگونه رنج و عذاب است جان مجنون را

نجفی کی بکواس اور اس کا دندان شکن جواب

نجفی نے لکھا ہے کہ: اگر وہاں کوئی بوجہ ضرورت اور مجبوری نورہ لگانے کی خاطر برہنہ ہو جائے تو کیا حرج ہے اور اگر بالفرض اگر کسی نے دیکھا ہے کہ نورہ لگا ہوا ہے مقام شرم پر تو دیکھنے والے کا قصور ہے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۲۷۹)

الجواب

صرف دیکھنے والے کا قصور نہیں بلکہ ننگا ہونے والا بھی گنہگار ہے جیسا کہ حدیث نبوی

ہے کہ:

"لعن رسول الله ﷺ الناظر والمنظور اليه فی الحمام بلا مئزر"

(وسائل الشیعہ ج ۱ ص ۴۹ کتاب الطہارۃ)

حضور ﷺ نے حمام کے اندر تہبند باندھے بغیر جائے ستر دیکھنے والے اور جس کی دیکھی جائے ان دونوں پر لعنت کی ہے۔

اور پھر کتب شیعہ میں تصریح ہے کہ امام نے تہبند اتار پھینکا اور دیکھنے والے نے تو وہ سب کچھ دیکھ لیا جس کی ممانعت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

امام محمد باقر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ تہبند کے بغیر حمام میں داخل نہ ہو۔ راوی کہتا ہے کہ ایک دن امام باقر رضی اللہ عنہ حمام میں تشریف لائے اور چونا لگایا تو اپنا تہبند اتار پھینکا یہ دیکھ کر ان کے غلام نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ ہمیں تہبند کے بارے میں وصیت کرتے ہیں اور اس کی پابندی کی تاکید کرتے ہیں اور خود آپ نے اپنے جسم سے اتار پھینکا ہے، فرمایا تمہیں پتا نہیں کہ چونے نے شرمگاہ کو ڈھانپ لیا ہے۔ (وسائل الشیعہ ج ۱ ص ۲۴۹)

قارئین کرام! ان روایات پر غور کریں اور خود انصاف کریں کہ نجفی کی بکواس کہاں تک درست ہے نجفی نے امام کو ننگا دیکھنے والے صاحب حمام کو گنہگار ٹھہرایا ہے جبکہ حدیث رسول کی روشنی میں دیکھنے والا اور جسے دیکھا جائے دونوں گنہگار ثابت ہوتے ہیں اور پھر آپ سوچیں کہ شیعوں کی ان خرافات کی زد کہاں کہاں پڑتی ہے اور حدیث

رسول ﷺ کی روشنی میں لعنت کا وبال کس پر پڑتا ہے۔ ائمہ اہل بیت ہرگز ایسے نہ تھے جس طرح شیعوں نے پیش کیا ہے وہ انتہائی پاک صاف متقی اور پرہیزگار انسان تھے وہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ صرف شرمگاہ پر بال صفاپاؤڈر لگالو آپ کا پردہ ہوجائے گا کسی عقلمند اور دانشمند آدمی سے کیا اس طرح کی بات متصور ہوسکتی ہے۔ ہر روز اپنے جسم سے کپڑے اتارنے والی فاحشہ سے بھی اگر یہ بات پوچھی جائے تو وہ بھی کہے گی کہ اس طرح چونا لگانے سے آدمی ننگا ہوجاتا ہے مگر شیعہ مذہب میں بال صفاپاؤڈر آدمی کو ننگا نہیں ہونے دیتا۔ ہمیں کیا! رافضی خوب گھروں میں بال صفاپاؤڈر لگایا کریں اگر بہو بیٹیاں کچھ کہیں تو فوراً قول امام سنادیں، شیعہ مذہب پر بھی عمل ہوگا اور نورہ بھی لگ جائے گا اور بقول نجفی دیانت کا تقاضہ ہے کہ اس میں اعتراض کی کوئی بات نہیں۔

شیعوں کا امام تو آخر مرد ہے

اگر نورہ چونا کے لیپ کے پردہ ہونے میں کوئی اعتراض ہے تو اس کا جواب بھی آسان ہے کہ شیعوں کا امام تو آخر مرد ہے اگر مقام شرم پر چونا لیپ کو پردہ بنالیا تو کیا حرج ہے جب کہ شریعت اسلامی میں بہت آسانیاں ہیں (تحفہ حنفیہ ص ۲۷۹)

الجواب

مرد ہو چاہے عورت ستر پوشی تو بہر حال دونوں کے لئے لازم ہے کیا شیعہ مذہب میں مردوں کے لئے کوئی پردہ نہیں؟ کوئی بھی باشعور آدمی خواہ مخواہ ننگا ہونا پسند نہیں کرتا چہ جائیکہ یہ بات کسی امام سے متصور ہو اگر آپ کو پھر بھی امام کے ننگے ہونے پر اصرار ہے

تو امام کی اس سنت کو زندہ کریں، مجالس عزاداری کا احیا اس سنت کے ساتھ کریں۔ ویسے ماتم کے دوران آدھے کپڑے تو بدن پر ہوتے ہی نہیں باقی آدھے اتارنے میں کتنی دیر لگے گی۔ اور خاص طور پر شیعہ مجتہدین اپنے گھروں میں امام کی اس سنت کو زندہ کریں۔ اور پھر کہیں کون کہتا ہے میں نشے میں ہوں۔

نجفی نے بی بی عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کے لئے جو بکواس کی ہے ہم اس کا دندان شکن جواب پہلے دے چکے ہیں دوبارہ کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

ننگا ہو کر غسل کرنا سنت انبیا ہے

اعتراض

بخاری شریف کی عبارت، نبی کریم فرماتے ہیں کہ حضرت موسی کی امت بنو اسرائیل ننگے ہو کر غسل فرماتے تھے اور ایک دوسرے کو دیکھتے تھے اور حضرت موسی اکیلے غسل فرماتے تھے بنو اسرائیل نے آپس میں کہا کہ موسیٰ اکیلے اس لئے غسل فرماتے ہیں کہ ان کے خصیہ میں فتق کی بیماری ہے ایک دن حضرت موسی غسل فرما رہے تھے کہ ان کے کپڑے جو پتھر پر رکھے تھے ان کو پتھر لے بھاگا حضرت موسیٰ اس پتھر کے پیچھے بھاگے تو بنو اسرائیل نے ان کو برہنہ دیکھ لیا اور آپس میں کہا موسی کے خصیہ میں کوئی بیماری نہیں۔ (تحفہ حنفیہ ص ۲۸۱)

الجواب

﴿۱﴾ یہ روایت کتب شیعہ میں بھی موجود ہے۔ شیعوں کا سب سے بڑا مفسر قرآن

علی بن ابراہیم قمی، امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتا ہے کہ:

عن ابی عبد الله علیه السلام ان بنی اسرائیل کانوا یقولون لیس لموسی ما للرجال و کان موسی اذا اراد الاغتسال یذهب الی موضع لا یراه فیه احد من الناس و کان یوماً یغتسل علی شط نهر وقد وضع ثیابه علی صخرة فامر الله الصخرة فتباعدت عنه حتٰی نظر بنو اسرائیل الیه فعلموا انه لیس کما قالوا (البرهان فی تفسیر القران ج۴ ص۲۰۳ تفسیر قمی ج۲ ص۱۱۶)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ بیشک بنی اسرائیل کہتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ چیز نہیں ہے جو مردوں کو ہوتی ہے جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام غسل کا ارادہ فرماتے تو اس جگہ جاتے تھے جہاں انہیں کوئی نہ دیکھ سکے ایک دن دریا کے کنارے غسل فرما رہے تھے اور آپ نے اپنے کپڑے اتار کر پتھر پر رکھے تھے اللہ تعالیٰ نے پتھر کو حکم دیا اور وہ کپڑے لیکر بھاگ گیا یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے ان کو دیکھ لیا پس بنی اسرائیل نے جان لیا کہ جو بات وہ کہتے تھے وہ درست نہیں۔

﴿۲﴾ تنہائی اور خلوت میں برہنہ غسل کرنا جائز ہے جبکہ کوئی دیکھنے والا نہ ہو اس کا ہم نے انکار نہیں کیا۔ ہمیں تو صرف اس بات پر اعتراض ہے کہ بقول شیعہ امام نے آکہ تناسل پر بال صفا پاؤڈر لگا کر صاحب حمام کو کہا کہ اتنا پردہ کافی ہے جبکہ وہ کہتا رہا سرکار ہمیں آپ کی ہر چیز نظر آ رہی ہے مگر بقول شیعہ، امام ہیں کہ اپنی رائے پر قائم رہے اور النورۃ سترۃ کی صدائیں بلند کرتے رہے، اس مسئلہ کی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ سے

کوئی مماثلت نہیں اور یہ واقعہ اور سیدنا ایوب علیہ السلام کا غسل کرنے والا واقعہ کسی طرح مسئلہ نورہ کا جواب نہیں ہو سکتے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام تنہائی میں غسل فرماتے تھے جس سے صاف ظاہر ہے آپ لوگوں سے اپنی ستر پوشی فرمایا کرتے تھے۔ اور یہ روایت تو مسئلہ نورہ کا منہ توڑ جواب ہے۔ چونا ستر ہوتا تو آپ چونا لگا کر کہتے کہ ستر بھی ہو گیا اور معترضین کا منہ بھی بند ہو گیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ چونا ستر نہیں ہے اور پھر جب ہم روایت شیعہ پر غور کرتے ہیں ہمیں وہ شخص زیادہ فقیہ نظر آتا ہے جس نے یہ کہا کہ سرکار ہم نے وہ چیز دیکھ لی ہے جسے آپ چھپانا چاہتے ہیں۔ عاقل را اشارہ کافی است

علاوہ ازیں علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

ان موسی انما نزل الی الماء مؤتزراً (کشف المشکل من الصحیحین ج۱ ص۹۹) حضرت موسیٰ علیہ السلام تہبند باندھ کر پانی میں اترتے تھے۔

لہٰذا نجفی کا اس روایت سے استدلال کرنا درست نہیں اور خلوت میں برہنہ غسل کرنے کے مسئلہ کو برسر بازار مجمع لگا کر برہنہ غسل کرنے پر قیاس کرنا کسی طرح درست نہیں۔ کیا شیعہ عورتیں کپڑے اتار کر باتھ روم میں غسل نہیں کرتیں؟ پھر کیا کہا جا سکتا ہے کہ جب وہ باتھ روم میں عریاں غسل کرتی ہیں تو برسر بازار بھی اس طرح کیا جا سکتا ہے؟ نجفی نے جوش میں آ کر لکھا ہے کہ: تم نے انبیا کو امت کے سامنے ننگا کر کے شرم و حیا کا جنازہ نکال دیا ہے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۲۸۱)

الجواب

یہ اعتراض تو امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ پر عائد ہوتا ہے انہوں نے یہ روایت بیان کی ہے اور نقل کرنے والا بھی شیعہ مذہب کا مفسر اعظم اور رئیس المفسرین ہے۔ لہٰذا سوچ سمجھ کر اعتراض کرنا چاہیے اگر کسی کے پاس عقل نہ ہو تو وہ خاموشی میں ہی اپنی عافیت سمجھے۔

چرا کارمے کندی عاقل کہ باز پشیمانی آید

اعتراض

اہل سنت کی معتبر کتاب فتاویٰ قاضی خان ج ا ص ۲۱ فصل موجبات غسل والایلاج فی البھائم لایوجب الغسل ما لم ینزل و فی المیتة والصغیرة لا یوجب الغسل، ترجمہ: حیوان کو دخول کرنے سے اور مردہ عورت سے اور کم سن عورتوں سے ہمبستری کرنے سے غسل واجب نہیں ہوتا جب تک منی خارج نہ ہو۔ (تحفہ حنفیہ ص ۸۱)

الجواب

غسل دو صورتوں میں واجب ہوتا ہے۔ (۱) انزال سے (۲) کامل محل مشتہی میں جماع کرنے سے۔ جانور، چھوٹی بچی اور مردہ عورت کی شرمگاہ کامل محل مشتہی نہیں بلکہ آدمی کو ایسا گھناؤنا فعل سوچتے ہوئے بھی گھن آتی ہے مگر کوئی ملعون صفت آدمی اس طرح کی حرکت قبیحہ کا ارتکاب کرے تو جب تک انزال نہ ہوگا غسل واجب نہ ہوگا۔ اس مسئلہ پر نجفی کو نہ جانے کون سا اعتراض ہے اگر مسئلہ سے اختلاف ہی منظور تھا تو اپنے مذہب کا فتویٰ بھی ساتھ لکھ دینا چاہئے مگر اس نے ایسا نہ کیا۔ ہم نجفی کے مذہب کا فتویٰ نقل کرتے ہیں۔

شیعہ آیۃ اللہ علی سیستانی کا فتویٰ

شیعہ عالم آیۃ اللہ علی سیستانی نے فتویٰ دیا ہے کہ:

اگر کسی کو شک ہو کہ عضو تناسل سپاری کی مقدار تک داخل ہوا ہے یا نہیں تو اس پر غسل واجب نہیں۔ (توضیح المسائل ص ۶۳)

مشت زنی سے حج فاسد نہیں ہوتا شیعوں کا فتویٰ

شیعہ مذہب کے معتبر عالم محقق حلی نے لکھا ہے کہ:

مشت زنی سے حج فاسد نہیں ہوتا یہی مناسب روایت ہے۔

(شرائع الاسلام ج ۱ ص ۳۸۴)

اعتراض

اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری ج ۷ ص ۳۳ کتاب النکاح باب القرعة بين النساء فلما نزلوا جعلت رجليها بين الاذخر و تقول يا رب سلط علي عقربا او حية قد لدغني ترجمہ: ایک سفر میں حضرت عائشہ دنیا کی زندگی سے تنگ آ گئی رات کے وقت جب قافلہ قیام کے لئے اترا تو عائشہ نے اپنے پاؤں ایک قسم کی گھاس اذخر میں رکھ دیئے اور کہنے لگی اے خدا کوئی بچھو یا سانپ مجھ پر مسلط فرما جو مجھے ڈس لے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۲۸۴)

الجواب

ہم پوری روایت قارئین کے سامنے نقل کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب سفر پر

جاتے تو اپنی ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے ایک دفعہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کے نام پر قرعہ نکل آیا نبی کریم ﷺ کی مبارک عادت تھی کہ جب رات کے وقت سفر کرتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مصروف گفتگو رہتے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ میرے اونٹ پر سوار ہو جائیں اور میں آپ کے اونٹ پر سوار ہو جاتی ہوں آپ مجھے دیکھتی رہیں اور میں آپ کو دیکھتی رہوں گی انہوں نے جواب دیا کہ بہت اچھا پس وہ سوار ہو گئیں اور نبی کریم ﷺ حضرت عائشہ کے اونٹ کی طرف آئے جب کہ اس پر حضرت حفصہ سوار تھیں آپ نے انہیں سلام کیا اور چل پڑے جب منزل پر اترے تو حضرت عائشہ نے حضور کو نہ پایا بی بی عائشہ نے اپنے دونوں پیر اذخر گھاس میں ڈال دیئے اور کہنے لگیں اے رب مجھ پر کوئی بچھو یا سانپ مسلط کر دے تا کہ وہ مجھے ڈس لے میں کچھ کہنے کی بھی اپنے اندر طاقت نہیں پاتی۔ (صحیح بخاری ج ا ص ۵۷۸ کتاب النکاح القرعة بین النساء)

اس روایت سے چند باتیں سامنے آئیں۔

☆ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اس طرح تمنا کرنا دنیاوی زندگی سے تنگ آجانے کے باعث نہیں بلکہ تھوڑی دیر کے لئے حضور ﷺ کی رفاقت سے محروم ہو جانے کے باعث تھا۔ اس روایت سے تو فضیلت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ثابت ہوتی ہے کہ آپ کو میرے آقا ﷺ سے اتنی محبت تھی کہ آپ نے حضور ﷺ کے

فراق میں زندگی کی تمنا۔ کر بجائے موت کی تمنا کو ترجیح دی، چونکہ نجفی کے دل ودماغ پر رافضیت سوار ہے، اس لئے اسے منقبت بھی عیب نظر آتی ہے۔

چشم دشمن برکنده باد که عیب نما ید هنرش در نظر

نجفی کا اپنی اسی منحوس کتاب میں یہ لکھنا کہ ام المؤمنین حضور ﷺ کی صحبت سے تنگ آگئیں تھیں سراسر غلط اور بیہودہ بکواس ہے۔

☆ ام المؤمنین کے اس فعل سے درحقیقت خودکشی مراد نہیں بلکہ محض اپنے آپ کو کوسنا مراد ہے۔ یعنی بی بی صاحبہ ان الفاظ سے اپنے آپ کو کوسنے لگیں، اسی طرح بی بی مریم رضی اللہ عنہا کے لئے بھی قرآن حکیم سورۃ مریم میں موجود ہے کہ آپ نے فرمایا: ''کاش میں پہلے وفات پا گئی ہوتی یا دنیا بالکل بھلا دیتی'' یہ بھی تو تمنائے موت ہے اور کیا حضرت بی بی مریم رضی اللہ عنہا کے ان الفاظ کو خودکشی کی دعا تصور کریں گے؟ ہرگز نہیں، اسی طرح حضرت بی بی ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے ان بے اختیاری الفاظ کو اسی معنی میں سمجھنا چاہئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مسواک چبا کر دینا

اعتراض

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم نے میرے میں گھر وفات پائی ہے اور آنجناب کے وقت موت اللہ تعالیٰ نے ان کے منہ میں میری اور ان کی تھوک کو جمع اور اکٹھا کر دیا میں نے اپنے منہ میں مسواک چبا کر ان کو دیا تھا۔ مزید لکھا ہے: یہ مسواک والی روایت بالکل

جھوٹی ہے کیا کوئی عقلمند باور کرتا ہے کہ نبی کریم کی موت کے وقت آنجناب کی بیٹی اور دیگر بنو ہاشم حضور کو چھوڑ گئے ہوں اور جناب کو عائشہ کے سپرد کر دیا ہو۔ (تحفہ حنفیہ ص ۲۸۵)

الجواب

یہ روایت تو مشہور شیعہ عالم نوری طبرسی نے بھی بیان کی ہے اسے جھوٹا قرار دینا درست نہیں نجفی کا چونکہ مطالعہ بالکل زیرو ہے اس لئے اہل سنت کی دشمنی میں ان روایات کا بھی انکار کر دیا جن روایات کو شیعہ مذہب کے سپوتوں نے ائمہ اہل بیت سے روایت کیا ہے یہ روایت بھی امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

عن علی بن الحسین قال حدثنی ابی ان ابا ذر قال دخلت علی رسول الله ﷺ فی مرضه الذی قبض فیه فسددته الی ان قال فبینا هو کذلك اذا دعا بالسواك فارسل به الی عائشة فقال لتبلینه لی بریقك ففعلت ثم اتا به فجعل یستاك به (مستدرک الوسائل ج ۲ ص ۵۶۸، الجعفریات ص ۱۱۲)

حضرت امام زین العابدین، امام حسین رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جس مرض میں حضور ﷺ نے وصال فرمایا اس مرض کے دوران حضرت ابو ذر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس دوران آپ ﷺ نے مسواک طلب فرمائی اور حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اپنے لعاب دہن سے اسے نرم کرو پھر آپ ﷺ نے مسواک فرمائی۔

یہ روایت کتاب الجعفریات کی ہے۔ شیعہ عالم نے لکھا ہے کہ: یہ کتاب امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کے فرزند اسماعیل بن موسیٰ بن جعفر کی ہے۔

ولی کتاب شناس و راوی شناس بزرگ نجاشی این کتاب را به اسماعیل بن موسی بن جعفر نسبت می دهد و موسی بن اسماعیل و محمد بن اشعت را راوی این کتاب می داند (فرہنگ کتب شیعہ ج ا ص ۲۳۶ سید محمود مدنی)

کتابوں اور راویوں کی معرفت کے ماہر بزرگ نجاشی نے اس کتاب کو اسماعیل بن موسیٰ بن جعفر کی تصنیف قرار دیا ہے۔ اور محمد بن اشعث اور موسی بن اسماعیل کو اس کتاب کا راوی قرار دیا ہے۔

اس لحاظ سے سند کے پہلے راوی امام موسیٰ کاظم کے فرزند موسیٰ بن اسماعیل، دوسرے راوی امام موسیٰ کاظم، تیسرے راوی امام جعفر صادق، چوتھے راوی امام محمد باقر، پانچوے راوی امام زین العابدین، چھٹے راوی امام حسین، ساتویں راوی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس روایت کی سند میں مذکورہ راوی ہونے کے باوجود بھی بقول نجفی روایت جھوٹی ہے تو ان سب اماموں کا جھوٹا ہونا لازم آئے گا اب فیصلہ ہم خود شیعوں پر چھوڑتے ہیں کہ وہ ان راویان حدیث کو معاذ اللہ جھوٹا قرار دیتے ہیں یا نجفی کو۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر گلے میں صلیب ڈالنے کا اعتراض اور اس کا جواب

اہل سنت کی معتبر کتاب المحاضرات، الحد العشرین: فقال الطبیب روی عن امیر المؤمنین ان معاویة لا یموت حتی یعلق فی عنقه صلیبا و التعویذ الذی کان علیه مصلب فعلمت انه یموت یعنی معاویہ بیمار ہوا تو ایک نصرانی آیا اور اس

نے کہا ہمارے پاس ایک تعویذ ہے جو بیمار اس کو گلے میں ڈالے گا وہ اپنی بیماری سے ٹھیک ہو جائے گا، معاویہ نے وہ تعویذ لیا اور گلے میں تعویذ ڈال لیا پھر طبیب آیا اور معاویہ کو دیکھ کر باہر آیا اور بتایا کہ اب معاویہ مر جائے گا پھر اسی رات معاویہ مر گیا اس کی بابت حکیم سے پوچھا گیا تو اس نے کہا امیر المؤمنین علی بن ابی طالب سے روایت آئی ہے کہ معاویہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک وہ اپنے گلے میں صلیب نہیں ڈالے گا اور اب جو تعویذ معاویہ نے گلے میں ڈالا ہے وہ ایسا ہے کہ اس پر عیسائیوں کی صلیب کا نشان بنا ہوا ہے پس میں سمجھ گیا کہ اب معاویہ مر جائے گا۔

نوٹ: المحاضرات، الراغب اصفہانی طبع جدید سے حوالہ نواصب نے نکال کر قوم دیوبند کو ابو سفیان کے ایک خاندانی مجرب نسخہ سے محروم کر دیا ہے اور ہم نے یہ حوالہ تشیید المطاعن ج ۲ ص ۴۲۱ سے نقل کیا ہے کتاب موصوف مفتی محمد قلی نے تحفہ کے باب المطاعن کا جواب لکھ کر ناصبیت کے تابوت میں آخری میخ ٹھوک دی ہے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۲۸۷)

الجواب

المحاضرات، راغب اصفہانی ویسے ہی جھوٹ کا پلندہ ہے۔ اسے اہل سنت کی معتبر کتاب قرار دینا جہالت اور حماقت ہے۔

﴿۱﴾ شیعہ عالم بزرگ تہرانی نے (الذریعہ الی تصانیف الشیعہ ج ۲۰ ص ۱۱۵) پر راغب اصفہانی کی کتاب المحاضرات کو شیعہ کتب میں شمار کیا ہے۔

﴿۲﴾ شیعہ عالم شیخ عباس قمی نے لکھا ہے کہ:

لکن الشیخ حسن بن علی الطبرسی قد صرح فی آخر کتابه اسرار الامامة

انه ای الراغب کان من حکماء الشیعة الامامیة

(الکنی والالقاب ج۲ص۲۶۸ذکر الراغب الصفهانی)

شیخ حسن بن علی الطبرسی نے کتاب اسرار امامت کے آخر میں تصریح کی ہے کہ راغب اصفہانی شیعہ امامی عالم ہے۔

ان حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ کتاب المحاضرات اہل سنت کی معتبر کتاب نہیں بلکہ شیعوں کی اپنی کتاب ہے۔لہٰذا ہمارے لئے حجت نہیں۔

علاوہ ازیں یہ حوالہ کتاب المحاضرات میں موجود نہیں نجفی اور اس کے گرو مفتی قلی نے جھوٹا حوالہ دیا ہے۔اس جھوٹ کو چھپانے کے لئے نجفی نے لکھا ہے کہ طبع جدید سے نواصب نے اس حوالہ کو نکال دیا ہے یہ کتاب تو ایران سے شیعہ ناشرین نے بھی طبع کی ہے اس میں یہ حوالہ موجود نہیں۔اور پھر کیا کتاب المحاضرات کا صرف ایک ہی نسخہ تھا جو صرف مفتی قلی کے پاس موجود تھا اور دنیا میں کہیں بھی المحاضرات کا نسخہ موجود نہیں۔آپ کو چاہئے تھا کہ پوری تحقیق کرتے نسخہ کو تلاش کرتے یا وہ نسخہ چالیس گز لمبے قرآن کی طرح ناپید ہوگیا، یا کسی امام زمانہ کے ہاتھ لگ کر سر من راء غار کے حوالے ہوگیا اگر ایسا ہے تو اس غار والے امام نے آپ لوگوں کے ساتھ اچھا نہیں کیا۔

قارئین کرام! ایک جھوٹ کو چھپانے کے لئے سو جھوٹ بولنے پڑتے ہیں، رافضیوں نے بھی اسی اصول پر عمل کیا مفتی قلی نے جھوٹا حوالہ دیا اس جھوٹ کو سچ ثابت کرنے لئے ایک اور جھوٹ بولا گیا کہ حوالہ نکال دیا گیا ہے مگر ایران سے شائع ہونے والی کتاب المحاضرات میں سے کس نے حوالہ نکالا؟

مفتی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے اس دور میں شیعوں کی لکھی گئی جس کتاب کا جنازہ نکال دیا تھا
مفتی قمی کی تشیید المطاعن بھی ان کتب میں سے ایک ہے۔ مفتی قمی کی کتاب تشیید المطاعن
کی حیثیت عند الشیعہ بھی گوبر خر سے زیادہ نہیں۔ اگر معاذ اللہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے
بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا کہا تھا تو ان کے فرزند ارجمند جناب سیدنا امام حسن
رضی اللہ عنہ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کیوں کی اور اپنے والد کی جانشینی کو بھی محفوظ نہ رکھا

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر شراب پینے کا الزام

اور اس کا دندان شکن جواب

اعتراض

اہل سنت کی معتبر کتاب ریاض النضرۃ ج ۲ ص ۸۲ الفصل الثالث لصوب محمد
شراب احب الیك فقال النبیذ فسقی النبیذ ترجمہ جب امیر عمر کا وقت آخر آیا تو
طبیب نے عمر بن خطاب سے پوچھا کہ آپ کو کون سا شراب پسند ہے عمر نے کہا کہ نبیذ
پس ان کو جان نکلنے کے وقت شراب پلایا گیا۔ (تحفہ حنفیہ ص ۲۸۷)

الجواب

﴿۱﴾ عربی زبان میں شراب ہر پینے والی چیز کو کہا جاتا ہے پھر چاہے وہ پانی ہو یا
شربت، جوس ہو یا رس سب پر اطلاق شراب ہو سکتا ہے نجفی نے اپنی بیوقوفی کی وجہ سے
شراب سے وہ نشہ آور مشروب سمجھ لیا ہے جسے شیعہ ذاکرین و مجتہدین امام زمانہ کی نیاز
سمجھ کر پیتے ہیں۔ اس روایت کا مطلب ہے کہ طبیب نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا

کہ آپ کو کون سا مشروب پسند ہے آپ نے فرمایا کھجور کا جوس (جسے عربی زبان میں نبیذ کہتے ہیں) پس آپ کو کھجور کا جوس پلایا گیا اس میں اعتراض کی کون سی بات ہے۔

﴿۲﴾ جس طرح نجفی نے لفظ شراب دیکھ کر بکواس شروع کر دی ہے اس طرح تو خود کتب شیعہ پر اعتراض وارد ہوتا ہے۔ شیعہ کے مشہور محدث اعظم حر عاملی نے لکھا ہے:

باب ان الذباب و نحوہ مما لا نفس لہ اذا وقع فی طعام او شراب لم یحرم اکلہ و شربہ (وسائل الشیعہ ج۱۶ص۵۳۱ کتاب الاطعمہ والاشربہ)

مکھی اور اس طرح کے وہ جاندار جن میں خون نہیں ہوتا اگر طعام اور شراب (پینے والی چیز) میں گر جائیں تو اس کا کھانا اور پینا حرام نہیں۔

یہاں پر بھی لفظ شراب موجود ہے اگر نجفی کی طرح ترجمہ کیا جائے تو اس کا مفہوم بنے گا ،اگر شراب میں مکھی گر جائے تو بھی اس کا پینا حرام نہیں۔

سبائیوں کے تو مزے ہیں شراب بھی حرام نہیں اور مکھی گر جائے تو خمینی کی قبر کے غلاف کے تبرک کا مزہ علیحدہ سے ملے گا۔

نبیذ سے وضو

شیعہ کتب میں مرقوم ہے کہ حضور ﷺ نے نبیذ سے وضو فرمایا اگر نبیذ شراب ہوتی تو حضور ﷺ اس سے وضو کیوں فرماتے۔ (وسائل الشیعہ ج۱ص۱۰۷)

لیس النبیذ یفسد علیہ دینہ (بحار الانوار ج۸۸ص۳۸۰)

نبیذ سے دین میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی۔

قول امام موسیٰ کاظم رحمہ اللہ نبیذ پینے سے دین میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔

امام اسماعیل نبیذ پیتے تھے کتب شیعہ

ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے کہ:

کان یشرب النبیذ (بحار الانوار ج ۲۵ ص ۱۶۵)

اما جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی امام اسماعیل نبیذ پیتے تھے۔

حوالہ: محمد بن علی بن الحسین قال لا بأس بالوضوء با لنبیذ لان النبی ﷺ قد توضأ به

(وسائل الشیعہ ج ۱ ص ۱۰۷ کتاب الطہارۃ باب حکم النبیذ واللبن)

نبیذ سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ حضور ﷺ نے اس کے ساتھ وضو کیا ہے۔ اگر نبیذ سے مراد شراب ہوتی تو حضور ﷺ اس کے ساتھ وضو کیسے فرماتے جس چیز سے حضور ﷺ نے وضو فرمایا ہے اسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دشمنی میں مبتلا ہو کر شراب قرار دینا بارگاہ رسالت کی بے ادبی و گستاخی ہے۔

نصائح الکافیہ شیعوں کی معتبر کتاب ہے

اعتراض

اہل سنت کی معتبر کتاب النصائح الکافیہ ص ۲۸ ذکر بغاوت معاویہ وفی ربیع الابرار للزمخشری فا جزعت عائشة حین احتضرت فقیل لها فقالت اعترض فی حلقی یوم الجمل (تحفہ حنفیہ ص ۲۸۸)

الجواب

نصائح کافیہ کو اہل سنت کی معتبر کتاب قرار دینا درست نہیں بلکہ یہ کتاب حضرمی خاندان کے ایک غیر معتبر فرد کی تصنیف ہے، جو کہ شیعہ تھا اس نے تقیہ کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کو شیعہ عالم بزرگ تہرانی نے کتب شیعہ میں شمار کیا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: الذریعہ الی تصانیف الشیعہ ج ۲۴ ص ۱۷۵ باب النون۔

اس کتاب کے رد میں شیخ حسن بن علوی شہاب نے ''الرقیہ الشافعیہ من نفثات سموم الکافیہ'' (طبع بیروت ۱۴۲۹ھ) کے نام سے اور جمال الدین القاسمی الدمشقی نے ''کتاب نقد النصائح الکافیہ'' کے نام سے کتاب تصنیف کی ہے۔ جس میں کتاب نصائح الکافیہ کے مصنف کی شیعیت کو واضح کیا گیا ہے۔

علاوہ ازیں کتاب النصائح الکافیہ کے مصنف نے مذکورہ روایت زمخشری معتزلی کی کتاب ربیع الابرار سے نقل کی ہے۔ ربیع الابرار کا مصنف زمخشری معتزلی تھا۔ اس کے عقیدے درست نہ تھے۔ زمخشری کے معتزلی ہونے کی وضاحت شیعہ عالم شیخ عباس قمی نے بھی کی ہے۔ حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

جار الله ابو القاسم محمود بن عمر بن محمد الخوارزمی المعتزلی

(الکنی والالقاب ج ۲ ص ۲۹۸ ذکر الزمخشری)

یعنی اس روایت کو بیان کرنے والے نصائح کافیہ اور ربیع الابرار کے مصنفین کا عقیدہ درست نہیں۔ لہٰذا اس روایت کو میدان مناظرہ میں پیش کرنا درست نہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر اعتراض

اعتراض

اہل سنت کی معتبر کتاب ''نور الابصار ص ۶۶ ذکر عمر'' و کان عمر یقول لیتنی کنت کبشا اھلی سمنونی ثم ذبحونی فاکلونی و اخرجونی عزرۃ ولم اکن بشرا ترجمہ حضرت عمر فرماتے تھے کہ کاش میں مینڈھا ہوتا اور میرے مالک مجھے موٹا کرتے اور پھر مجھے ذبح کر کے کھاتے اور پھر مجھے پاخانہ کی صورت میں نکالتے اور کاش کہ میں بشر نہ ہوتا۔ (تحفہ حنفیہ ص ۲۸۸)

الجواب

یہ ضحاک بن مزاحم کا قول ہے۔ اس ضحاک کو خود نجفی نے ضعیف لکھا ہے۔ ''ضحاک بن مزاحم کو ضعیف کی چھری سے علما اہل سنت نے ذبح کیا ہے۔ کتاب اہل سنت میزان الاعتدال میں یحییٰ بن سعید کا فرمان لکھا ہے، یہ ضحاک ضحاکہ کا روحانی فرزند ضعیف راوی ہے''۔ (تحفہ حنفیہ ص ۴۴)

جس راوی کو خود نجفی نے ضعیف قرار دیا ہے، اس کی روایت کو بطور دلیل پیش کرنا کہاں کی دانشمندی ہے۔ ضحاک بن مزاحم کی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں۔ یعنی یہ ضعیف اور منقطع قول ہے۔

اعتراض

مقامات بدیع الزماں کا حوالہ: اہل سنت کی معتبر کتاب مقامات بدیع الزماں ص ۲۶ مقامہ ص ۸ مؤلف ابو الفضل احمد بن الحسین بن یحییٰ بن سعید الہمدانی ،قال ابو الدحداح ان

الرجل اذا مات بردت استه وهذا الرجل قد لمسة فعلمت انه حی فکل ادخل اصبعه فی دبره وقالوا الام علی ما ذکر ترجمہ: مفتی اعظم علامہ اہل سنت ابوالفتح فرماتے ہیں کہ ایک میت کو دیکھنے کا موقع ملا اور میں نے کہا کہ یہ مردہ نہیں جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کی دبر (گانڈ) سرد ہوجاتی ہے میں نے کہا میں نے اس میت کو اسی قانون کی روشنی میں مس کیا ہے پس وہ زندہ ہے اس وقت جتنے لوگ موجود تھے سب نے اس میت کی گانڈ میں انگلی دی اور فیصلہ کیا کہ یہ مردہ نہیں بلکہ زندہ ہے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۲۸۹)

الجواب

﴿۱﴾ مقامات بدیع الزمان عربی ادب کی کتاب ہے۔ اس میں قصے کہانیاں درج ہیں۔ قصے کہانیوں کی وجہ سے اعتراض کرنا درست نہیں۔

﴿۲﴾ مقامات بدیع الزمان کے مصنف، بدیع الزمان کو شیعہ عالم شیخ عباس قمی نے شیعہ لکھا ہے:

ابو الفضل احمد بن حسین بن یحییٰ الهمدانی الشاعر المشهور فاضل جلیل امامی ادیب منشی (الکنی والالقاب ج ۲ ص ۷۶ ذکر بدیع الزمان)

اگر دو منٹ کے لئے شیخ عباس قمی کی بات کو تسلیم کرلیا جائے تو اس کا مطلب نجفی کی زبان میں یوں ہوگا کہ:

شیعہ مذہب کا معتبر نسخہ جب آدمی مرجائے تو اس کی دبر میں انگلی ڈالی جائے اگر دبر سرد ہو تو مردہ ہے اگر گرم ہو تو زندہ ہے اور خوش قسمت ہے وہ رافضی جس کے مرنے کے فوراً بعد تحقیق ہوجائے ورنہ عزادار باری باری اس کی دبر میں انگلی ڈالیں اگر شیعہ حجۃ

الاسلام مرجائے تو انگلی سے کام نہیں چلے گا بلکہ پورا ہاتھ ڈالنا پڑے گا۔

شیعوں کی موت کی انوکھی تحقیق

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

قال تخرج منه النطفة التی خلق منها تخرج من عینه او من فیه

(من لا یحضره الفقیه ج۱ص۸۴) مردہ کے منہ اور آنکھ سے منی نکلتی ہے۔

یعنی اگر کوئی شیعہ فوت ہو جائے تو اس کی آنکھ اور منہ کو بغور دیکھا جائے اگر منی نکلے تو مردہ ہے ورنہ وہ زندہ ہے۔

لیکن اگر کوئی کمبخت شیعہ مرجائے اور منی اس کے منہ اور آنکھوں سے نکلتی ہوئی دکھائی نہ دے تو کیا کرنا چاہئے اس کا جواب کسی مجتہد اور آیۃ اللہ نے نہیں لکھا مگر چونکہ ہم نے بھی پوری زندگی کتب شیعہ کا مطالعہ کرتے ہوئے گزار دی ہے اور ایک درجن شیعہ مجتہدین سے زائد مطالعہ رکھتے ہیں اس لئے اس کا حل بھی کتب شیعہ کی روشنی میں بتا دیتے ہیں۔ ایسے رافضی شخص کے منہ اور آنکھ میں کوئی نوجوان اپنی منی ڈال دے کیونکہ فرمان امام کو تو بہر حال سچ ثابت کرنا ہے ورنہ عصمت امام کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔

اعتراض

دیوبندی عورتیں حافظ اور قاری قرآن بچے پیدا کرنے کی خاطر مردہ جس رات گھر میں رکھا ہوا اپنے مردوں سے جماع کرتی ہیں ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔ اہل سنت کی معتبر صحیح بخاری شریف ج۲ص۸۳ کتاب الجنائز، اہل سنت کی معتبر کتاب الاصابہ فی تمییز الصحابہ

ج ۴ ص ۲۴۱، الاصابہ کی عبارت ام سلیم بنت ملحان حضرت انس بن مالک صحابی کی ماں نے بیوہ ہونے کے بعد ابوطلحہ نامی کافر کو مسلمان بنالیا اور شادی کرلی پھر اس شوہر سے ایک بچہ ہوا جو مر گیا جب ابوطلحہ گھر آیا تو ام سلیم نے بچہ کی موت کو ابوطلحہ سے پوشیدہ رکھا شوہر نے کھانا کھایا اور لیٹ گیا، ام سلیم نے ہار سنگھار کیا اور شوہر کے ساتھ لیٹ گئی اور جماع کیا اور بچہ کی موت کی خبر اس کو صبح کے وقت دی اس رات ہونے والے جماع کی برکت سے خدا نے ان کو ایک بیٹا دیا پھر اس بیٹے کی اولاد سے ۹، ۱۰ قاری قرآن پیدا ہوئے۔

نوٹ: ہم مولانا محمد علی کو برادرانہ دعوت انصاف دیتے ہیں اور قاری قرآن کے پیدا کرنے کے اس عظیم نسخہ کی مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ (تحفہ حنفیہ ص ۲۹۳)

الجواب

﴿۱﴾ اس روایت میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ جب ان دونوں نے یہ واقعہ بارگاہ رسالت میں ذکر کیا تو آپ ﷺ نے ان کو دعا دی اور فرمایا اللہ تعالیٰ تم دونوں کو تمہاری اس رات میں برکت دے۔ (الاصابہ ج ۴ ص ۲۴۱) چنانچہ ان کے ہاں ایک بیٹا عبد اللہ بن ابوطلحہ پیدا ہوا جو بڑا نیک بخت ثابت ہوا اس کی اولاد میں سے دس نے قرآن کا علم حاصل کیا (الاصابہ ج ۴ ص ۲۴۱) ان الفاظ کو نجفی شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گیا ہے۔ عبد اللہ بن ابوطلحہ کا پیدا ہونا اور ان کی اولاد کا قاری قرآن بننا حضور ﷺ کی دعا کا نتیجہ تھا۔ حضور ﷺ کی دعا کا مذاق اڑانا کسی صاحب ایمان کا کام نہیں بلکہ کوئی بے غیرت اور کمینہ انسان ہی ایسا کرسکتا ہے۔

﴿۲﴾ حضرت ام سلیم اور حضرت طلحہ آپس میں زن وشوہر تھے ان کا مقاربت کرنا ایک جائز عمل تھا۔

﴿۳﴾ حضرت انس کی والدہ ام سلیم کی مدح وثنا تو خود شیعہ علما نے بھی کی ہے، عبداللہ المامقانی نے لکھا ہے:

واقول انی اعتبرھا من الحسان (تنقیح المقال ج۳ص۷۳)

میں انہیں بہتر راویان حدیث میں سے سمجھتا ہوں۔

شیعہ ذاکرین محرم کی مجلسوں میں شہزادہ قاسم کی شادی کا واقعہ بھی بیان کرتے ہیں کہ کربلا میں امام حسین ان کی شادی کروا رہے ہیں۔ حالانکہ کوفہ میں امام مسلم بن عقیل کی شہادت کو چند دن گزرے تھے ایسے المناک واقعہ کے چند دن بعد شہزادہ قاسم کی شادی کروانا کیسا عمل ہے؟

مذکورہ واقعہ کو شیعہ عالم ملا باقر مجلسی نے بحار الانوار میں باب ذکر الصابرین والصابرات میں بیان کیا ہے (بحار الانوار ج۱۸ص۱۰۱) ہم شیعوں کی تسلی کے لئے بحار الانوار سے بھی نقل کر دیتے ہیں ابو طلحہ اپنے بیٹے سے بے حد محبت کرتے تھے وہ فوت ہو گئے تو ام سلیم نے گھر والوں سے کہا کوئی بھی ان کو اطلاع نہ دے حضرت ابو طلحہ آئے اپنے بیٹے کا حال پوچھا آپ نے کہا اس کو پہلے سے سکون ہے حضرت ابو طلحہ نے کھانا طلب کیا اور اپنی اہلیہ ام سلیم سے مقاربت کی اس کے بعد ام سلیم نے کہا اگر کسی کی امانت ہو اور وہ واپس لے لے تو کیا ہمیں ناراض ہونا چاہئے تو انہوں نے کہا ہرگز نہیں آپ نے فرمایا تمہارا بیٹا اللہ کی امانت تھی اس نے اپنی امانت واپس لے لی۔

حضرت ابوطلحہ نے کہا میں تم سے زیادہ صبر کا حق دار ہوں یہ معاملہ بارگاہ نبوت میں پیش ہوا تو آپ نے دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے میری امت میں صابرہ بنی اسرائیل جیسی عورت موجود ہے۔

ملا باقر مجلسی نے صابرہ بنی اسرائیل کا واقعہ بھی بیان کیا ہے وہ بھی اسی طرح کا واقعہ ہے ۔ملاحظہ ہو: (بحار الانوار ج ۱۰۱ ص ۲۳)

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر بیہودہ اعتراض اور اس کا دندان شکن جواب

اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۹ کتاب الجنائز، اہل سنت کی معتبر عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۴ ص ۸۵، کتاب فتح الباری شرح بخاری ص للجنائز، اہل سنت کی معتبر کتاب نیل الاوطار ج ۴ ص ۸۸ کتاب الجنائز، اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ صغیر لامام البخاری ص ۱۲۰۔

صحیح بخاری کی عبارت انس روایت کرتا ہے کہ ہم نبی کریم کی بیٹی کے دفن کے وقت حاضر تھے اور رسول خدا قبر پر خود حاضر تھے اور میں نے دیکھا کہ نبی پاک کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں اور آنجناب نے فرمایا کیا تم میں کوئی ایسا مرد نہیں ہے جس نے آج رات اپنی بیوی کے ساتھ ہمبستری نہ کی ہو ابوطلحہ صحابی نے کہا میں نے نہیں کی نبی پاک نے فرمایا تو قبر میں اتر و اور وہ قبر میں اترا۔ (تحفہ حنفیہ ص ۲۹۴)

الجواب

نجفی نے اس روایت کو بیہودہ رنگ دے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شان میں جس طرح بکواس کی ہے اس طرح گلی کے پاگل کتے بھی نہیں

بھونکتے اس طرح کے بیہودہ اعتراض سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عظمت و وقار میں تو کوئی فرق نہیں آتا۔ البتہ بکواس کرنے والوں کے شجرہ نسب کا پتا چل جاتا ہے۔

کردم اشارتے ولے مکرر نمی گویم

بات دراصل یہ ہے کہ اُس دور میں ہر گھر میں تقریباً ہر آدمی کی ملکیت میں لونڈیاں ہوتی تھیں اور لونڈی سے مقاربت و مجامعت کرنا جائز اور حلال ہے جس کی واضح تصریح قرآن حکیم کی کئی آیتوں میں موجود ہے اٹھارویں پارہ کی ابتدائی آیت میں بھی اس کا ذکر موجود ہے شیعہ کتب میں ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس بھی لونڈی تھی جب حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حیات تھیں تو ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اس لونڈی کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا اس بات پر ناراض ہو کر بارگاہ رسالت میں پہنچ گئیں۔ حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

فدخلت فاطمة یوماً فنظرت الی رأس علی فی حجر الجاریة فقالت یا ابا الحسن فعلتها فقال لا والله یا بنت محمد ما فعلت شیئاً فما الذی تریدین قالت تأذن لی فی المسیر الی منزل ابی رسول الله فقال لها قد اذنت لك فتجلببت بجلبابها و تبر قعت ببرقعها و ارادت النبی ﷺ فهبط جبرئیل فقال یا محمد ان الله یقرئك السلام و یقول ان هذه فاطمة تشکو علیا فلا تقبل منها فی علی شیئاً فدخلت فاطمة فقال رسول الله ﷺ جئتنی تشکی علیا قالت ای والله رب الکعبة فقال لها ارجعی الیه فقولی له رغم انفی لرضاك ثلاثا (انوار نعمانیہ ج ا ص ۷۹ نور مرتضوی)

بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک روز دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سر لونڈی کی گود میں ہے آپ نے کہا اے ابوالحسن تم نے اس کے ساتھ کچھ کیا ہے؟ حضرت علی نے کہا اے بنت رسول اللہ، اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے کچھ بھی نہیں کیا لیکن تمہارا ارادہ کیا ہے بی بی صاحبہ نے کہا آپ مجھے اجازت دیں تو میں اپنے والد کے گھر چلی جاؤں حضرت علی نے اجازت دی بی بی صاحبہ نے چادر اور برقعہ اوڑھا اور گھر جانے کا ارادہ کیا جبرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ فاطمہ، علی کی شکایت لے کر آرہی ہیں، علی کے بارے میں ان کی کوئی شکایت قبول نہ کرنا حضرت فاطمہ داخل ہوئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم علی کی شکایت لیکر آئی ہو انہوں نے کہا رب کعبہ کی قسم جی ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوٹ جاؤ اور علی سے کہو تین مرتبہ تمہاری رضا کی خاطر میری ناک خاک آلودہ ہو۔

اس روایت پر مکمل تبصرہ تو ہم کسی اور مقام پر کریں گے اس وقت ہمیں اتنا ثابت کرنا مقصود ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھی لونڈی تھی۔ اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس بھی لونڈیاں تھیں۔ جس رات حضرت بی بی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا اس رات آپ نے اپنی لونڈی کے ساتھ مقاربت فرمائی تھی جن کتابوں کا نجفی نے حوالہ دیا ان میں بھی یہی لکھا ہوا ہے۔

عمدۃ القاری کی عبارت:

"ویقال ان عثمان فی تلك اللیلة باشر جاریة له"

(عمدۃ القاری ج ۸ ص ۷۶ کتاب الجنائز)

کہا جاتا ہے کہ حضرت عثمان نے اس رات اپنی لونڈی کے ساتھ مقاربت فرمائی تھی۔

فتح الباری کی عبارت:

"ان عثمان کان قد جامع بعض جواریه فی تلك اللیلة"

(فتح الباری ج۳ص۱۲۳ کتاب الجنائز)

بخاری کی عبارت:

"هل منکم رجل لم یقارف اللیلة" (بخاری شریف ج۴ص۸۵)

کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے آج رات ہمبستری نہ کی ہو۔

نیل الاوطار کی عبارت:

نیل الاوطار غیر مقلد زیدی شیعہ قاضی شوکانی کی تصنیف ہے اسے اہل سنت کی معتبر کتاب قرار دینا درست نہیں علاوہ ازیں اس میں بھی ایسی کوئی بات موجود نہیں جو نجفی کے منحوس استدلال کی تائید کرتی ہو۔ بلکہ اس نے تو صاف طور پر اس ملعون اعتراض کی تردید کی ہے۔

"ولیس فی الخبر ما یقتضی انه واقع بعد موتها بل ولا حین احتضارها" (نیل الاوطار ج۴ص۸۸ کتاب الجنائز)

اس روایت میں ایسی کوئی بات نہیں جس سے ثابت ہوتا ہو کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ کی وفات کے بعد ان سے مجامعت کی ہو بلکہ یہ بھی ثابت نہیں کہ بوقت وصال ان سے مجامعت کی ہو۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

عثمان در ایں شب یکے از کنیز کان خود را پیش خود طلبیدہ بود و جماع کرد (اشعۃ اللمعات ج ا ص ۷۴۲)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس رات اپنی لونڈیوں میں سے کسی ایک کنیز کو بلا کر اس سے جماع کیا تھا۔

شیعہ محدث محمد بن یعقوب الکلینی کی گواہی!

شیعہ مذہب کے گرو محمد بن یعقوب الکلینی نے روایت بیان کی ہے کہ:

وکان ذلك یوم الاحد و بات عثمان ملتحفا بجاریتها

(فروع کافی ج ۳ ص ۲۰۳ کتاب الجنائز)

یہ اتوار کا دن تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس شب اپنی کنیز سے ہمبستری کی۔

ان حوالوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آپ نے اس شب اپنی کنیز سے ہمبستری کی تھی۔ لیکن جس طرح جناب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لونڈی کی گود میں سر رکھنا ناگوار گزرا اسی طرح حضرت عثمان کا کنیز سے ہمبستری کرنا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار گزرا۔ اس لئے آپ نے فرمایا جس نے آج رات ہمبستری کی ہے وہ قبر میں نہ اترے۔

اس روایت کو اس بات پر محمول کرنا کہ معاذ اللہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بعد از وصال ہمبستری کی، حضرت عثمان کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باطہارت دختر کی بھی توہین ہے اگر ایسا معاملہ ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دوسری صاحبزادی کا نکاح حضرت عثمان سے کیوں فرماتے۔

البتہ شیعہ مذہب میں بعد از وصال صحبت کی جاتی ہے مردہ چاہے مرد ہو یا عورت۔

مردہ کو جنب لاحق ہو جاتا ہے

شیعہ کتب میں ہے کہ امام محمد باقر نے ارشاد فرمایا کہ "یغسل المیت لانہ جنب" (وسائل الشیعہ ج ۲ ص ۴۳۵ کتاب الطھارۃ باب ان غسل المیت کغسل الجنابۃ) میت کو غسل اس لئے دیا جاتا ہے کہ اسے جنب لاحق ہو جاتا ہے۔

مرنے کے بعد میت کو جنب کیسے لاحق ہو رہا ہے اس گتھی کو تو کوئی شیعہ آیۃ اللہ ہی سلجھا سکتا ہے ویسے شیعہ مردے کو جنبی کر کے کوئی اچھا کام نہیں کرتے اس بیچارے مردے کے ساتھ وہ حشر کیا جاتا ہے کہ منی منہ اور آنکھ سے بھی بہہ نکلتی ہے۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ:

تخرج منه النطقه التی خلق منها تخرج من عینه او من فیه (وسائل الشیعہ ج ۱ ص ۴۳۵) نطفہ یعنی منی مردہ کی دونوں آنکھوں اور منہ سے بہہ نکلتی ہے۔

یعنی شیعہ مردے کے ساتھ وہ حشر کیا جاتا ہے کہ اسے روز حشر تک یاد رہتا ہے۔ ویسے کوئی وسیع المطالعہ شیعہ مجتہد ہی اسی گتھی کو سلجھا سکتا ہے میرے مطالعہ میں جو بات آئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ مردے سے ایسی گھناؤنی حرکت شیعہ غاسل ہی کرتا ہے ویسے صحیح بات تو شیعہ حجۃ الاسلام فاضل عراق و نجف ہی بتا سکتا ہے۔ یہ صرف میرا اندازہ ہے۔ دلیل ملاحظہ فرمائیں:

امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا:

لای علة یغسل ولای علة یغتسل الغاسل قال یغسل المیت لانه

جنب ولتلاقیه الملئکة وهو طاهر و کذلك الغاسل لیلاقیه المؤمنین

(وسائل الشیعہ ج ۲ ص ۴۳۵ کتاب الطهارة)

میت کو غسل کیوں دیا جاتا ہے اور غاسل کیوں غسل کرتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا میت کو اس لئے غسل دیا جاتا ہے کہ ہے اسے جنب لاحق ہو جاتا ہے، جب کہ وہ ملائکہ سے ملے گا اور ملائکہ طاہر ہیں اور غاسل اس لئے غسل کرتا ہے کہ وہ مؤمنین سے ملے گا۔

اس قرینہ سے لگتا ہے کہ یہ غاسل کی ہی حرکت ہے۔ حر عاملی نے تو وسائل الشیعہ میں باب منعقد کیا ہے:

"باب ان غسل المیت کغسل الجنابة" (وسائل الشیعہ ج ۲ ص ۴۳۴ کتاب الطهارة) میت کو جنبی کی طرح غسل دیا جائے۔

اور پھر واردات کو مٹانے کے لئے قبل و دبر میں روئی ٹھونس دی جاتی ہے تا کہ منہ اور آنکھ سے نکلنے والی منی ان دونوں سوراخوں سے نہ نکل جائے اور راز افشا نہ ہو جائے۔

حوالہ: واعمد الی قطن فزد علیه شیئاً من حنوط وضعه علی فرجه قبل و دبر واحش القطن فی دبره لئلا یخرج منه شیء

(فروع کافی ج ۳ ص ۱۴۲ کتاب الطهارة)

اور غسل دینے والے کو روئی لے کر اس پر تھوڑا سا حنوط چھڑک لینا چاہئے پھر اس روئی کو میت کی اگلی اور پچھلی شرمگاہ پر رکھ دینا چاہئے اور روئی کو دبر میں ٹھونس دینا چاہئے تا کہ اس سے کوئی چیز نہ نکلے۔

شیعہ مذہب میں احتیاط تو کافی کی گئی ہے۔ بہر حال جرم چھپتا نہیں دبر میں روئی ٹھونس دی تو کیا ہوا آنکھ اور منہ سے تو بہر حال منی نکل ہی آتی ہے۔ ائمہ اہل بیت کو تمام نہاد شیعوں کی حرکات کا بخوبی پتا تھا اس لئے انہوں نے کہا:

لاتدعن میتك وحده فان الشیطان یعبث به جوفه

(من لا یحضره الفقیه ج ا ص ۸۶ باب فی غسل المیت)

خبردار کسی حال میں بھی میت کو اکیلا مت چھوڑو شیطان اس میں داخل ہو کر کھیلتا ہے۔ امام نے ایسی قبیح حرکت کرنے والے کو شیطان سے تعبیر کیا ہے یعنی شیعہ مردہ کو کبھی بھی اکیلا نہ چھوڑا جائے ورنہ شیطان اس کے ساتھ کھیل سکتا ہے۔ میرا اندازہ یہ ہے کہ چھپا ہوا شیطان شیعہ غاسل ہی ہے۔ اور پھر مزید اس حرکت شنیعہ کو چھپانے کے لئے یوں کہا گیا کہ جنبی بھی نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے۔

والجنب یصلی علی الجنازة (تہذیب الاحکام ج ۳ ص ۲۰۴ وسائل الشیعہ ج ا ص ۸۳) جنبی نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے۔

ابن سبا کی روحانی ذریت کو چاہئے کہ وہ اپنے ملعون ملاؤں کے منہ کو لگام دیں ورنہ اینٹ کا جواب پتھر سے دینا ہم بھی جانتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کی وجہ

جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لونڈی کی گود میں سر رکھنا حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پسند نہ آیا اسی طرح حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا لونڈی سے ہمبستری کرنا حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کو نا گوار گزرا اس لئے آپ نے لم یقارف اللیلۃ کے الفاظ فرمائے:

فاراد انه لا ینزل فی قبرها معاتبة علیه (شرح عینی ج ۲ ص ۶۰)

بوجہ عتاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قبر میں نہ اتریں۔

ذریت ابن سبا کو چاہئے کہ عجل اللہ فرجہ کی سوالاکھ کی گردان پڑھیں تا کہ خاتمان صحابہ رضی اللہ عنہم سے ان کی جان چھوٹے اور لفظ فرجہ پر زور دیں تا کہ بوقت غسل، فرج، خاتمان کے ہاتھوں ہونے والی بے حرمتی سے بچ سکے۔

هل منكم رجل لم يقارف الليلة کی تحقیق

یہ روایت دو سندوں سے مروی ایک ہے، ایک سند کا مرکزی راوی فلیح بن سلیمان ہے جو کہ عند المحدثین مجروح ہے "میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۲۱ ذکر فلیح بن سلیمان"۔ جبکہ دوسری سند کا مرکزی راوی حماد بن سلمہ ہے جو کہ متغیر الحفظ تھا "تقریب التہذیب ج ۱ ص ۷۸" اور یہ روایت سند کے لحاظ سے بھی اتنی مضبوط نہیں۔

یہ روایت لم یقارف اللیلۃ کے الفاظ کے ساتھ السنن الکبریٰ، بیہقی شریف ج ۴ ص ۵۳، شرح السنہ ج ۱ ص ۳۷۱، مسند احمد ج ۱ ص ۲۹۳، مسند بزار ج ۲ ص ۲۷۲ میں مروی ہے۔ اس روایت میں یقارف کے بعد واهله کے الفاظ امام حاکم نے مستدرک میں بیان کئے ہیں، مگر امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے امام حاکم سے یہ روایت بیہقی شریف میں بیان کی ہے جس میں اهله کے الفاظ موجود نہیں ہیں اور فلیح بن سلیمان سے دیگر محدثین نے بھی یقارف کے بعد اهله کے الفاظ بیان نہیں کئے۔

سیاہ لباس فرعون کا لباس ہے

اعتراض

فقہ جعفریہ میں یہ مسئلہ ہے کہ میت کو سفید لباس میں کفن دینا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ نیز یہ مسئلہ بھی شیعوں کی کتابوں میں آیا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد خواتین بنو ھاشم نے امام پاک کے سوگ میں عرصہ دراز تک سیاہ لباس پہنے رکھا تھا اور امام زین العابدین نے سیاہ لباس سے ان خواتین کو منع نہیں فرمایا تھا اور شیعہ قوم محرم الحرام میں امام پاک کے سوگ میں چند دن سیاہ لباس پہنتی ہے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۲۹۹)

الجواب

شیعہ کتب میں تصریح ہے کہ سیاہ لباس فرعون کا لباس ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گواہی

حوالہ ۱: عن امیر المؤمنین علیہ السلام قال فیما علّم اصحابہ لاتلبسوا السواد فانہ لباس فرعون (علل الشرائع باب ۵۶ ص ۳۷۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے اپنے ساتھیوں کو تعلیم دی کہ کالے کپڑے نہ پہنو کیونکہ یہ لباسِ فرعون ہے۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی گواہی

حوالہ ۲: عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال قلت لہ أصلی فی قلنسوۃ السوداء قال لاتصل فیھا فانھا لباس اھل النار۔ (علل الشرائع باب ۵۶ ص ۳۵۶)

راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق ؓ سے پوچھا [illegible]
میں نماز پڑھ سکتا ہوں آپ نے ارشاد فرمایا [illegible]
جہنمیوں کا لباس ہے۔

ملا باقر مجلسی کی گواہی:

جامہ سیاہ کراہت شدید دارد در ہمہ حال مگر در عمامہ و
عبا و موزہ و اگر عمامہ و عباہم سیاہ ہم نباشد بہتر است۔
(حیوۃ القلوب)

عمامہ عبا اور موزے کے علاوہ کالے کپڑے پہننا سخت ناپسندیدہ ہیں عمامہ اور عبا میں
اگر سیاہ نہ ہوں تو بہت بہتر ہے۔

ان حوالوں سے یہ بات بخوبی ثابت ہو جاتی ہے کہ عند الشیعہ سیاہ لباس جہنمیوں اور
فرعون کا لباس ہے اللہ تعالیٰ کے دشمن یہ لباس پہنتے ہیں لیکن نہ جانے کیوں یہ محترم
تمام شیعہ لباسِ فرعون اور لباسِ جہنم کو فخریہ طور پر پہنتے ہیں جس لباس سے ائمہ اہل بیت
نے منع فرمایا ہے اسی لباس کو زیب تن کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے حالانکہ ہونا تو یہ
چاہیے تھا کہ شیعہ ائمہ اہلِ بیت کے فرمودات کو تہہِ دل سے قبول کرتے اور [illegible]
قریب بھی نہ جاتے مگر انھوں نے ایسا کرنے کے بجائے فرعونی لباس کو [illegible]
ہوا ہے۔ اس بارے میں نجفی نے چند باتیں بلا حوالہ نقل کی ہیں ان کا جائزہ لیتے ہیں

☆ خواتین بنی ہاشم کے سیاہ لباس پہننے کے بارے میں [illegible]

صریح روایت موجود نہیں۔من ادعی فعلیه البیان

شیعہ کتب میں بھی صرف کتاب المحاسن میں یہ روایت پائی جاتی ہے۔اس کی سند بھی ضعیف ہے۔الحسین بن زید جو کہ اس روایت کا راوی ہے محدثین شیعہ اسے ضعیف قرار دیتے ہیں۔ملاحظہ فرمائیں۔(الحاوی ص ۸۹)

بنو ھاشم کا اطلاق بنو عباس پر بھی ہوتا ہے، کیونکہ وہ بھی اولاد ھاشم ہیں اور عباسی سیاہ لباس پہنتے تھے ان کی مذمت کی خاطر شیعہ راویان حدیث نے روایتیں گھڑ گھڑ کر سیاہ لباس کو لباس فرعون اور لباس جہنم قرار دیا ہے اور آج یہ روایتیں خود شیعہ مذہب کے گلے کا ناسور بن گئی ہیں۔اور بعید نہیں کہ خواتین بنی ہاشم سے مراد خواتین بنی عباس ہوں کیوں کہ خود شیعہ کتب میں ائمہ اہل بیت سے یہ مروی ہے کہ حضور ﷺ نے سیاہ لباس پہننے سے منع فرمایا ہے اور اسے جہنمیوں کا لباس قرار دیا ہے تو پھر کیسے ممکن ہے کہ ائمہ اہل بیت اپنی عورتوں کو سیاہ لباس پہننے دیں اگر بالفرض محال خواتین بنی ھاشم کا سیاہ لباس پہننا ثابت بھی ہو جائے تو بھی شیعہ کتب کی روشنی میں یہ فرعون اور اھلِ جہنم کا لباس ہے لہٰذا پھر بھی یہ لباس پہننا درست نہیں۔

خلاصۂ بحث : ایام محرم میں سیاہ لباس پہننا پیروئ فرعون اور جہنمی ہونے کی نشانی ہے بلکہ بحار الانوار میں ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے کہ یزید کے محل میں یزیدی عورتوں نے سیاہ لباس زیب تن کیا تھا۔اس لحاظ سے ایام محرم میں سیاہ لباس پہننا یزید کی پیروی ہے اور شیعہ کتب میں ایک بھی صحیح روایت سوگِ امام حسین میں سیاہ لباس پہننے کے بارے

میں موجود نہیں ہے۔ مگر کتب شیعہ اور شیعہ [illegible]

نہ خنجر ملے گا نہ تلوار ملے

یہ بازو میرے کٹے ہوئے ہیں

واقعہ کربلا کے بعد آل بیت کا لباس

حوالہ از امام زین العابدین کا بیان

کان علی بن الحسین علیہ السلام یلبس فی الشتاء الجبة الخز یخمس دینار والمُطرق الخز یخمس دینار

(بحار الانوار ص ۳۰۵، ۳۵۳، تاریخ امام زین العابدین)

حضرت امام زین العابدین سردیوں میں خز کا جبہ پہنتے تھے جس کی قیمت پانچ دینار ہوتی اور گرمیوں میں نقش و نگار والا ریشمی لباس پہنتے تھے جس کی قیمت پانچ دینار ہوتی تھی۔ اس دور میں دو طرح کی کرنسی چلتی تھی۔ ایک درہم جو تقریباً سوا تین گرام چاندی کے برابر ہوتا تھا اور دوسرا دینار جو سونے کا ہوتا تھا۔ تمام لوگ دو درہم کا لباس پہنتے تھے پانچ دینار کا قیمتی لباس پہننا یہ سوگ کی علامت ہے اور [illegible] کے مطابق نیا لباس خریدنا کیا سوگ منانے کے لئے یہ جو [illegible] نے [illegible]

حضرت علی بن حسین جامہ خز بپنجاہ درہم یا [illegible]

درہم میخریدند و در تابستان می [illegible]

میگزشت میفروختند و قیمتش را تصدق [illegible]

[illegible]

حضرت امام زین العابدین [illegible]

گزر جانے کے بعد اسے فروخت کرتے اور قیمت صدقہ فرماتے۔

حوالہ۲: امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کا لباس

حضرت امام محمد باقر بیرون آمدند جبه خز زرد و عمامهٔ زرد ورداء خز زرد پوشیده بودند (حلیۃ المتقین ۷)

حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے آپ نے زرد جبہ زرد عمامہ اور زرد چادر پہنی ہوئی تھی۔

حوالہ۳: حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا لباس

دیدم حضرت امام جعفر صادق رادرمیان قبر و منبر نماز میکردند و جامه زردی برنگ به پوشیده بود (حلیۃ المتقین ۷)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو قبر مبارک اور منبر کے درمیان نماز پڑھتے ہوئے دیکھا آپ نے زرد رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا۔

حضرت جعفر صادق رادیدم درحال احرام بردیمنی سبزی پوشیده بودند (حلیۃ المتقین ۷)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو میں نے احرام کی حالت میں دیکھا آپ نے سبز رنگ کی یمنی چادر پہن رکھی تھی۔

حوالہ۴: امام موسیٰ رضی اللہ عنہ کاظم کا لباس

دخل علینا ابوابراهیم موسی بن جعفر وهوصبی وعلیه ثوبان اصفران

(بحارالانوار ج ۴۸ ص ۲۸۷)

ہ کا خمر جب چھوٹے بچے تھے تو آپ نے دو پیلے رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔

حوالہ ۵: امام رضا کا لباس

حضرت امام رضا را دیدم کہ طیلستان کبود پوشیدہ بودند

(حلیۃ المتقین ج ا ص ۷)

حضرت امام رضا کو دیکھا انہوں نے نیلے رنگ کا جبہ پہنا ہوا تھا۔

اگر امام حسین کے سوگ میں سیاہ لباس پہننا جائز ہوتا تو یہ ائمہ اہلِ بیت بھی یقیناً اس لباس کو زیب تن فرماتے مگر شیعہ روایات میں بھی اس کی تصریح نہیں ملتی بلکہ اس کے برعکس شیعہ کتب میں یہ روایتیں ضرور موجود ہیں کہ سیاہ لباس اہل جہنم اور فرعون کا لباس ہے لہذا جو لوگ ایام محرم میں اس لباس کو اپنا شعار سمجھتے ہیں وہ خود غور کریں کہ یہ لباس پہن کر کس کی پیروی کر رہے ہیں۔

☆ حضرت عمر سے بطور سوگ سیاہ لباس پہننا کہیں بھی کسی کتاب میں مروی نہیں اور یہ بھی جھوٹ ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو سیاہ کفن میں دفن کیا گیا یہ خواب کا واقعہ ہے کہ ایک شخص شبر بن ابی الازھر نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بعد از وصال خواب میں دیکھا کہ ان کے اوپر کالا کپڑا تھا اس واقعہ کو علامہ ابن دمیاطی نے صحیح قرار نہیں دیا ۔ملاحظہ فرمائیں: (المستفاد من ذیل تاریخ بغداد ج ۲ ص ۱۰۲)

☆ حضرت عثمان غنی کے وصال پر ان کی اولاد کا سیاہ کپڑا پہننا صحیح روایت سے ثابت نہیں۔

☆ نیل الاوطار کی عبارت انه لا کراهة فی لبس السواد ہمارے لئے مضر نہیں کیونکہ اس عبارت کا تعلق ایام سوگ گزر جانے کے بعد ہے، بطور سوگ سیاہ لباس پہننے سے تعلق نہیں۔

فقہ حنفی میں تو عورت کے لئے بھی ایام سوگ گزر جانے کے بعد بطور سوگ سیاہ لباس پہننا جائز نہیں اور نیل الاوطار ہماری معتبر کتاب بھی نہیں۔ بلکہ وہابی غیر مقلد قاضی شوکانی کی تصنیف ہے۔

علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

وظاهره منعها من لبس السواد تأسفا علی موت زوجها اکثر من الثلاث (بحر الرائق ص ۱۶۲/۴ کتاب الحدود)

عورت کے لئے اس کے شوہر کے وصال پر تین دن سے زیادہ سیاہ لباس پہننا منع ہے۔ شریعت نے تین دن سوگ کرنے کی اجازت دی ہے۔ تین دن سے زیادہ سوگ کرنا جائز نہیں۔ سیاہ لباس کو فرعون کا لباس کتب شیعہ میں قرار دیا گیا ہے لہذا شیعہ ہی اس کے جواب دہ ہیں یہ روایات ہماری کتب کی نہیں بلکہ شیعہ کتب کی ہیں۔ ہم تو صرف اتنا کہتے ہیں کہ شیعہ کتب میں اس لباس کو جب جہنمیوں کا لباس قرار دیا گیا ہے تو اس کے باوجود یہ جہنمیوں کا لباس شیعوں کو اتنا محبوب اور مرغوب کیوں ہے یا تو کتب شیعہ کو جھوٹا قرار دے کر دریا برد کریں یا سیاہ لباس کو جہنمی لباس قرار دے کر پہننا ترک کر دیں یہ سادہ اور عام سوال ہے ہمیں اس سوال کا جواب دوٹوک الفاظ میں اتنی ہی

سادگی کے ساتھ چاہیے جتنی سادگی سے ہم نے سوال کیا ہے۔

ترسیده ام که آزرده نه شوی

شیطان کا بے نمازی شیعوں کے کان میں پیشاب کرنا

اعتراض

ایک شخص کا ذکر نبی کریم ﷺ کے پاس کیا گیا کہ وہ صبح سویا رہا اور نماز کے لیئے نہ اٹھا فقال رسول الله بال الشيطان في اذنه شیخ الحدیث محمد علی کو دعوت فکر ہے کہ نیند بھی مثل موت ہے اور جب آپ جیسے شیخ الحدیث صبح نہ اٹھیں تو شیطان مردود ان کے کانوں میں پیشاب کرتا ہے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۳۰۱)

الجواب

الحمدللہ! ہمارے علما صبح سویرے نماز کے لیے اٹھتے ہیں اور مساجد اہل سنت نمازیوں سے بھری ہوتی ہیں۔ البتہ شیعہ علما کا کچھ پتا نہیں باقی ان لوگوں کی مساجد دیکھ کر اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس مذہب کے پیروکار کتنے نمازی ہیں۔ یہ روایت کتب شیعہ میں بھی موجود ہے۔

امام محمد باقر رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک شیطان جسے 'رہا' کہا جاتا ہے جب آدمی صبح اٹھنے کا ارادہ کرتا ہے تو یہ اسے کہتا ہے کہ ابھی صبح ہونے میں دیر ہے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا ہے۔ بال في اذنه ''شیطان اس کے کان میں پیشاب کرتا ہے''۔ (وسائل الشیعہ ج ۲ ص ۲۹۸)

نوٹ: شیعہ مجتہدین کو دعوت فکر ہے نیند بھی مثل موت ہے جب سرکار آیۃ اللہ حجۃ الاسلام مجتہد الزماں صبح نہ اٹھیں تو شیطان ان کے کان میں پیشاب کر جاتا ہے اور شیطان کی تو اس مذہب کے پیروکاروں سے خاص محبت ہے نہ صرف پیشاب کرتا ہوگا بلکہ اگر پاخانہ بھی کر جاتا ہو تو کوئی بعید نہیں۔ اور اس روایت کا ''مردہ سے شیطان کھیلتا ہے'' والی روایت سے کیا تعلق ہے؟ بے نمازی کے کان میں پیشاب کرنا تو سمجھ میں آتا ہے ترکِ نماز کے باعث شیطان پیشاب کرتا ہے لیکن مردہ بیچارے نے کیا گناہ کیا کہ بعد از وصال بھی شیطان شیعہ مردہ کے ساتھ وہ حالت کر رہا ہے کہ منی منہ اور آنکھ سے بہہ نکلتی ہے اور دبر میں روئی ٹھونس دی جاتی ہے ورنہ اگر وہاں سے منی نکلتی تو نہ جانے کہاں تک پہنچتی اور بات کہاں سے کہاں تک پہنچ جاتی دبر میں شیعوں کا روئی ٹھونسنا نسخۂ کیمیا سے کچھ کم نہیں۔

چھوٹے آلۂ تناسل والا پکا مومن ہے: شیعہ مذہب

شیعہ مذہب میں مؤمن اور منافق کی ایک پہچان یہ بھی ہے کہ اس کا آلۂ تناسل چھوٹا ہو شیعہ عالم شیخ طوسی نے لکھا ہے کہ:

واذا اشبه قتلى المشركين بقتلى المسلمين، فليوار منهم كان صغير الذكر على ماروى فى بعض اخبار (النهايہ ج۱ص۸۲، المبسوط ص۱۸۲)

جب مشرکین اور مسلمین کی میتوں کے درمیان اشتباہ واقع ہو جائے تو جس کا آلۂ تناسل چھوٹا ہو اس کو مؤمن سمجھ کر دفنایا جائے گا۔ جیسا کہ بعض روایتوں میں اس امر کی

تصریح ہے۔شیخ طوسی نے اپنی دوسری تصنیف میں لکھا ہے کہ:

هذا امارته لكونه مؤمنا يميز به و يصلى عليه و يدفن

(کتاب الخلاف ج۲ص۹۸)

چھوٹا آلۂ تناسل ہونا مؤمن ہونے کی نشانی ہے یہی نشانی ان کے لئے باعث شناخت ہے۔اس پر نماز پڑھی جائے گی اور دفن کیا جائے گا۔

یعنی مرنے والے کے ذکر کی ضرور زیارت کی جائے تا کہ مؤمن ومنافق کا پتا چل سکے۔اگر کسی کمبخت کا شومئ قسمت سے بڑا ہوا گر چہ کلمے میں علی ولی الله وصی رسول الله و خليفة بلافصل پڑھتا رہا ہو تو بھی بوجہ ذکر کبیر اسے عیسائیوں، یہودیوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔

شیعہ مجتہدین کو دعوت فکر ہے کہ وہ اس روایت کو یہاں تک محدود نہ کریں بلکہ ایام محرم میں ماتم کرنے کے لئے جو مؤمنین تشریف لاتے ہیں ایک نظر ان کا بھی چیک کرلیا کریں تا کہ مؤمن ومنافق کی پہچان ہو سکے۔اور کوئی غیر مؤمن عزاداری کا ثواب حاصل کرنے سے بہرہ ور نہ ہو سکے۔

آلۂ تناسل دیکھنے کی دوسری روایت

بحارالانوار میں شیعہ عالم ملا باقر مجلسی نے روایت بیان کی ہے کہ حضرت علی کرم الله وجه الكريم نے فرمایا:

اذا كان الغلام ملتاث الازرة صغير الذكر ساكن النظر فهو ممن

یرجی خیرہ و یومن شرہ اذا کان الغلام شدید الازرۃ کبیر الذکر النظرفھو ممن لا یرجی خیرہ ولا یومن شرہ

(بحار الانوار ج ۴۰ ص ۱۹۶، ج ۵۷ ص ۳۶۱)

اگر لڑکا تہبند ڈھیلا باندھتا ہو اس کا آلۂ تناسل چھوٹا ہو اور نظر ساکن ہو تو اس سے خیر کی توقع کی جاتی ہے اور اس کے شر سے مامون رہا جا سکتا ہے اگر لڑکا مضبوطی سے تہبند باندھتا ہو اور اس کا آلۂ تناسل بڑا ہو نظر میں جوش ہو اس سے توقعِ خیر نہیں کی جاتی۔

شیعہ مجتہدین کو دعوت فکر

رافضی مجتہدین نے بذریعہ آلۂ تناسل کتنے لوگوں کی شناخت کی ہے اور کتنی مرتبہ اس مبارک چیز کی زیارت سے شرف یاب ہو سکے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ہر جگہ ایمان کی گواہی دینے کے لیے شیعہ مؤمنین کو زیارت کرانے میں دشواری اور تنگی ہوگی۔ لہٰذا وہ کسی سرکار ذاکر حجۃ الاسلام اور مجتہد العصر والزمان کو دکھا کر سٹیفکیٹ بنوالیں اگر ساتھ میں حوزہ علمیہ عراق وقم کی مہریں اور اجازت ہو تو سونے پر سہاگہ کا کام دے گا اور جس آدمی کے پاس اس طرح کا سٹیفکیٹ ہو صرف اسے محافلِ عزاداری میں شامل ہونے دیا جائے۔

اور جس کے پاس بروقت سٹیفکیٹ نہ ہو تو دو معتمد شیعہ کو زیارت کرائے اگر چھوٹے اور بڑے ہونے میں زائر اور صاحب ذکر کا اختلاف ہو جائے تو عشرہ پڑھنے والے ذاکر سے رجوع کیا جائے تاکہ وہ بھی ذاکر سے زائر بن جائے۔

یہ ابنِ سبا کا مجرب نسخہ ہے اس کے اِکسیر ہونے میں کوئی شبہ نہیں اگر پہلے دیکھ لیں

گے تو خیرِ کثیر حاصل ہو جائے گی اگر زیارت سے محروم رہے تو پھر آپ کی خیر نہیں بڑا آلۂ تناسل کچھ بھی کر سکتا ہے دیکھ کر تسلی کرنا ضروری ہے۔

چرا عاقل کند کاری کہ باز آید پشیمانی

نجفی کی بکواس اور اس کا رد بلیغ

اہل سنت کی معتبر کتاب الدر المختار کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ حنفی مذہب میں یہ قانون ہے کہ جب دو امام ایک مسجد میں نماز جماعت کروانے کے لیے جمع ہوں تو زیادہ کس کا حق ہے اور اس کی پہچان کے چند طریقے ہیں اور آخری تھرمامیٹر یہ ہے ثم الاکبر رأساً والاصغر عضواً کہ ا۔ جس کی بیوی زیادہ خوبصورت ہو۔ ۲۔ اگر اس سے بھی کام نہ چلے تو پھر اس کے عضو تناسل کو دیکھیں جس کا سر بڑا ہو اور آلۂ تناسل چھوٹا ہو وہ نماز پڑھنے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔ مولوی محمد علی توجہ فرمائیں آپ نے زندگی بھر کتنے دیکھیں ہیں اربابِ انصاف اہل سنت کی معتبر ردالمحتار باب الامامۃ میں ہے وفی حاشیہ ابی السعود ان المراد بالعضو الذکر۔ (تحفہ حنفیہ ص ۳۰۱)

الجواب

﴿۱﴾ ثم الاکبر راساً والاصغر عضواً کا مطلب ہے کہ سر تھوڑا سا بڑا ہو اور دیگر اعضا تھوڑے سے چھوٹے ہوں یہ مطلب نہیں کہ شیعوں کی طرح آلۂ تناسل کو دیکھا جائے کہ اس کا بڑا ہے یا چھوٹا۔ نجفی نے شیعہ مذہب سے الزام رفع کرنے کے لیے فتاویٰ شامی کا جھوٹا حوالہ دیا ہے۔ جن لوگوں نے اس طرح کی بکواس کی ہے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے تو ان کا ردِ بلیغ کیا ہے آپ فرماتے ہیں کہ: لانہ یدل علی کبر

العقل یعنی مع مناسبۃ الاعضاء۔ (فتاویٰ شامی ج ۱ ص ۵۵۹)

﴿۲﴾ مناسبتِ اعضا کے ساتھ سر کا بڑا ہونا کمال عقل پر دلالت کرتا ہے۔ لہٰذا کامل العقل آدمی کو امام بنانا چاہیے۔ مزید آپ فرماتے ہیں کہ:

وفی حاشیۃ ابی السعود و قد نقل عن بعضھم فی ھذا المقام مالا یلیق ان یذکر فضلاً عن ان یکتب (فتاویٰ شامی ج ۱ ص ۵۵۹)

حاشیہ ابی سعود میں ہے بعض لوگوں نے اس مقام پر وہ بات کہی ہے جو کتاب میں لکھنا تو درکنار ذکر کرنے کے بھی قابل نہیں ہے۔ یعنی امام ابوسعود کا مطلب ہے بعض کی طرح بعض لوگ اس عبارت کا مطلب غلط لیتے ہیں جو کہ قابل ذکر ہی نہیں۔ اس حوالے میں تو والا صغر عضواً والی عبارت میں لفظ عضو سے مراد آلۂ تناسل لینے والوں کا رد بلیغ کیا گیا ہے مگر نجفی کو نجانے کیوں آلۂ تناسل سے اتنا پیار ہے کہ جہاں بھی اسے لفظ عضو نظر آتا ہے اس کی نظر فوراً آلۂ تناسل پر چلی جاتی ہے کہتے ہیں بچپن کی عادت بچپن میں بھی نہیں جاتی۔

کردم اشارتے و مکرر نمی گویم

عند الشیعہ نماز جنازہ میں تکبیرات کی تعداد معین نہیں

اعتراض

صحیح مسلم کی عبارت کان زید ابن ارقم یکبر علی جنائزنا اربعا وانہ کبر علی جنازۃ خمسا فسئلتہ فقال کان رسول اللہ یکبرھکذا راوی کہتا ہے کہ زید بن ارقم ہمارے جنازوں پر چار تکبیریں پڑھتے تھے اور ایک جنازہ پر انہوں نے پانچ تکبیر

یں پڑھیں میں نے ان سے سوال کیا انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ بھی جنازہ کی پانچ تکبیریں پڑھتے (تحفہ حنفیہ ص ۳۰۲)

الجواب

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ زید بن ارقم کی روایت منسوخ ہے۔

قولہ: وھذا الحدیث عند العلما منسوخ (نووی شرح مسلم ص ۳۱۵)

علما کرام کا فیصلہ ہے کہ یہ روایت منسوخ ہے۔

علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

یرویہ عمرو ابن مرۃ عن عبدالرحمن بن ابی لیلی عن زید بن ارقم رواہ عن عمر وبن مرۃ جماعۃ منھم شعبۃ وقد قال یحی القطان عن شعبۃ کان عمرو ابن مرۃ یعرف وینکر۔

(التمہید لابن عبدالبر ج ۱ ص ۳۳۵)

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ عن ارقم کی سند سے اس روایت کو عمرو بن مرۃ نے بیان کیا ہے اور عمرو بن مرۃ سے ایک جماعت نے اس کو روایت کیا ہے۔ ان میں سے امام شعبہ بھی ایک ہیں حضرت یحیٰ بن سعید القطان امام شعبہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن مرۃ معروف و منکر روایتیں بیان کرتے۔

حضرت زید بن ارقم نے ابو شریح غفاری کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں اور کہا میں نے حضور ﷺ کو اسی طرح نماز پڑھاتے دیکھا ہے۔ (کنز العمال ج ۱۵ ص ۷۱۵ ح ۴۲۸۴۸)

علاوہ ازیں شیعہ کتب میں موجود ہے کہ حضور ﷺ نے نماز جنازہ کے لئے تکبیرات کو متعین نہیں فرمایا۔

عن جابر قال سألت ابا جعفر علیه السلام عن التکبیر علی الجنازه هل فیه شی موقت ام لا ؟ فقال لا کبر رسول الله ﷺ احد عشره و تسعاً وسبعاً و خمساً و ستاً و اربعاً (تہذیب الاحکام ج۳ ص۳۱۶ فی الصلوۃ علی الاموات)

جابر راوی نے حضرت امام محمد باقر سے پوچھا کہ کیا نماز جنازہ کی تکبیروں کی تعداد مقرر ہے فرمایا نہیں حضور ﷺ نے گیارہ، نو، سات، پانچ، چھ اور چار تکبیریں کہیں۔

یعنی عند الشیعہ نماز جنازہ کی تکبیرات متعین نہیں ہیں۔ اور حضور علیه الصلوٰۃ والسلام سے چار تکبیریں بھی ثابت ہیں۔

نجفی کی بکواس

چونکہ امیر عمر نے لوگوں کو چار تکبیریں پڑھنے پر مجبور کیا تھا اس لئے زید چار تکبیریں پڑھتے تھے اور سنتِ نبی پانچ (۵) تھیں پس ایک دن پانچ بھی پڑھ لیں۔ نبی کریم کے پیروکار پانچ پڑھتے تھے اور امیر عمر کے روحانی فرزند چار پڑھتے ہوئے ہیں۔ (تحفہ حنفیہ ص۳۰۲)

الجواب

شیعوں کی مذکورہ روایت سے ثابت ہو رہا ہے کہ حضور ﷺ نے چار تکبیریں بھی نماز جنازہ پر کہی ہیں اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو چار تکبیروں پر مجبور کرتے تھے تو چار تکبیریں بھی حضور ﷺ کا ہی عمل مبارک ہے اور حضور ﷺ کے ایک فعل پر لوگوں کو جمع کرنا تو

اچھی بات ہے۔لیکن چونکہ بغض عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کے دل و دماغ کو ماؤف کر رکھا ہے۔لہٰذا سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت کو دیمک نے چاٹ لیا ہے اور بغض میں آپ کو ہر صحیح فعل بھی غلط نظر آتا ہے۔

حذیفہ صحابی کی گواہی کہ نبی کریم پانچ تکبیر پڑھتے تھے

اعتراض

سنن دار قطنی کی عبارت عن عیسٰی قال صلیت خلف حذیفة یمانی علٰی جنازة فکبر خمساً فقال ما و همت و لکن کبرت کما کبر خلیلی ابوالقاسم ۔عیسٰی مولٰی حذیفہ بیان کرتا ہے میں نے حذیفہ یمانی کے پیچھے نماز پڑھی اور انھوں نے پانچ تکبیریں پڑھیں اور فرمایا کہ میں نے یہ بھول کر نہیں پڑھیں بلکہ میں نے اسی طرح پانچ پڑھی ہیں جیسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے۔(تحفہ حنفیہ ص ۳۰۳)

الجواب

علامہ احمد بن ابی بکر بن اسماعیل البوصیری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ روایت ضعیف ہے۔

"رواہ ابن ابی شیبة بسندٍ ضعیف لضعف عیسٰی"

(اتحاف الخیرة المهرة بزوائد مسانید العشرة ص ۲۰۰)

اس روایت کو ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔عیسٰی مولٰی حذیفہ کی وجہ سے اس کی سند ضعیف ہے۔اس روایت کے مرکزی راوی عیسٰی مولٰی حذیفہ کو خود امام دار قطنی نے ضعیف قرار دیا ہے۔

"عیسیٰ مولیٰ حذیفة عن مولاه قال الدارالقطنی ضعیف"

(المغنی فی الضعفاء ج۲ص۵۰۲ ح۴۸۴۳)

عیسیٰ جوکہ حضرت حذیفہ کے غلام ہیں اپنے آقا سے روایت کرتے ہیں امام دارقطنی نے ان کوضعیف قرار دیا ہے۔

اعتراض

فتح القدیر کی عبارت" کان رسول الله یکبر علی اهل بدر سبع تکبیرات وعلی بنی هاشم خمس تکبیرات" نبی کریم بدری صحابہ پر سات تکبیرات اور بنی ہاشم پر پانچ تکبیرات پڑھتے تھے۔(تحفہ حنفیہ ۳۰۳)

الجواب

یہ روایت جھوٹی ہے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"وله طریق اخریٰ عن نافع ابی هرمز احد المتروکین عن عطاء عن ابن عباس" (الدرایه ج۱ص۳۲۳)

اس روایت کو دوسرے طرق سے نافع ابی ھرمز نے جوکہ متروک راوی ہے عطاء عن ابن عباس کی سند سے بیان کیا ہے۔یعنی اس روایت کو بیان کرنے والا نافع ابوھرمز عند المحدثین نا قابل اعتبار ہے۔حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

ضعفه احمد وجماعة وکذبه ابن معین مرة وقال ابوحاتم متروك ذاهب الحدیث وقال النسائی لیس بثقة (میزان الاعتدال ج۷ص۸ نافع بن ھرمز ابوھرمز)

امام احمد بن حنبل اور محدثین کی ایک جماعت نے اسے ضعیف قرار دیا۔ بلکہ امام یحییٰ ابن معین نے ان کے لئے ایک مرتبہ تو یہاں تک کہا کہ یہ جھوٹا ہے امام ابو حاتم فرماتے ہیں متروک ہے، اس کی حدیثیں ضائع ہوگئی تھیں۔ امام نسائی فرماتے ہیں ثقہ نہیں۔

خلاصۂ کلام: نجفی کی بیان کردہ روایت ضعیف و ناقابل اعتبار ہے محدثین کے نزدیک اس روایت کا راوی نافع بن ھرمز جھوٹا ہے۔ ایسی جھوٹی روایت کو کتاب کی زینت بنانا اور مستدل قرار دینا نجفی جیسے فاضل عراق کو ہی زیب دیتا ہے۔

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

حضرت علی سے مروی نماز جنازہ میں پانچ تکبیروں والی روایت کی تحقیق

اعتراض

اہل سنت کی معتبر کتاب فتح الباری شرح بخاری ج ۳ ص ۲۰۲ (۲) اہل سنت کی معتبر کتاب زاد المعاد ج ۱ ص ۱۷۳ لابن قیم، (۳) اہل سنت کی معتبر کتاب نیل الاوطار کتاب الجنائز ج ۴ ص ۹۶، (۴) اہل سنت کی معتبر کتاب سنن کی معتبر کتاب دار قطنی، سنن دار قطنی کی عبارت: "کبر علی علی اصحاب محمد ستاً و علیٰ اصحابه خمساً" ترجمہ: امام علی بن ابی طالب بدری صحابہ پر چھ (۶) اور عام اصحاب پر پانچ (۵) تکبیریں پڑھتے تھے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۳۰۴)

الجواب

﴿۱﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس سلسلے میں مروی روایتیں مضطرب ہیں۔

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں:

"والاحادیث عن علی فی هذا مضطربة" (التمہید ج ۶ ص ۳۶۰)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے اس سلسلے میں مروی روایتیں اضطراب کا شکار ہیں۔ کیونکہ خود حضرت علی سے عبد خیر نے روایت کیا ہے:

"قبض علی و ھو یکبر اربعا" (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۲۹۹)

شیعہ راویان حدیث نے بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے چار اور پانچ دونوں تکبیریں نقل کی ہیں۔

ان علیا کان یکبر علی الجنائز خمسا و اربعا (قرب الاسناد ج ۲ ص ۲۰۹)

علاوہ ازیں اس روایت کو نقل کرنے میں نجفی نے خیانت کا ارتکاب کیا ہے کیونکہ اس روایت میں یہ بھی موجود ہے کہ:

وعلی سائر الناس اربعا (سنن الدار قطنی ج ۲ ص ۷۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ باقی تمام کی نماز جنازہ پڑھاتے وقت چار تکبیریں کہتے تھے۔

﴿۲﴾ صلوۃ الجنائز یہ روایت بھی عمل شیعہ کے خلاف ہے۔

ان الفاظ کو نجفی نے شیر مادر سمجھ کر ہضم کر لیا یہ روایت بھی شیعوں کے لئے مفید نہیں۔ کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اہل بدر کے اور صحابہ کے علاوہ باقی تمام لوگوں پر چار تکبیریں کہنا خود شیعہ مذہب کی تردید ہے۔ اگر چار تکبیریں ثابت نہ ہوتیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ چار تکبیریں کیوں کہتے۔ باقی رہا اہل بدر پر چھ تکبیریں کہنا تو بعض علما نے کہا ہے کہ یہ اہل بدر کی تخصیص ہے۔ لہٰذا اسے عام مسلمانوں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ شیعہ کتب میں مرقوم ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

وقد کان یکبر علی اھل بدر تسعاً وسبعاً (وسائل الشیعہ باب صلوٰۃ الجنازۃ ج ۲ ص ۴۹۲) حضور ﷺ اہل بدر پر نو یا سات تکبیریں کہتے تھے۔

یہ روایت بھی عمل شیعہ کے خلاف ہے۔ نیز یہ کہ زاد المعاد ابن قیم وہابی کی کتاب ہے۔

اعتراض

نبی پاک پر بنو ھاشم نے پانچ تکبیریں جنازہ پڑھا تھا: اہل سنت کی معتبر کتاب کنز العمال کتاب الشمائل ج ۴ ص ۵۷ "فقال العباس یا علی انی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول تکون قبور الانبیاء فی موضع فرشھم قال وصلی علیہ العباس و علی صفاً واحدا و کبر علیہ العباس" ترجمہ: جناب عباس نے حضرت علی سے کہا کہ میں نے نبی کریم سے سنا تھا کہ انبیاء کی قبریں ان کے بچھونے کی جگہ ہوتی ہیں اور پھر نبی کریم پر جناب عباس اور حضرت علی نے ایک صف میں نماز جنازہ پڑھی اور جناب عباس نے نبی کریم پر پانچ تکبیریں پڑھیں۔ (تحفہ حنفیہ ص ۳۰۴)

الجواب

یہ روایت موضوع اور من گھڑت ہے، ان الفاظ کو نجفی شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گیا ہے۔ جس سے اس کا موضوع اور من گھڑت ہونا واضح ہو جاتا ہے۔ یہاں پر ہم مکمل روایت نقل کرتے ہیں۔

جعفر بن محمد اپنے والد سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک حضرت علی ؓ نے حضور ﷺ کو غسل دیا ہے، حضرت عباس ؓ پانی ڈال رہے تھے،

حضرت اسامہ اور شقر ان دروازے پر پہرہ دے رہے تھے، جب غسل سے فارغ ہوئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے غمگین ہو کر کہا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن ہونے نہیں دوں گا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک پیٹی بناؤں گا اور اس کو اپنے گھر میں رکھوں گا، جب مجھے اشتیاق لقا ہوگا آپ کی زیارت کرلوں گا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا چچا! کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اولاد کو بھی دفن کرتے تھے ، پھر آپ نے آیۃ مبارکہ تلاوت فرمائی، اسی دوران گھر کے ایک کونے سے غیبی آواز آئی السلام علیکم اھل البیت ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور صابرین کو پورا اجر عطا کیا جائے گا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس سے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا! آپ صبر فرمایئے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا، انبیا کی قبریں ان کے بچھونے کی جگہ ہوتی ہیں، میں نے یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے، پس آپ کو دو کپڑوں میں دفن کیا گیا۔ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے ایک صف بنا کر نماز پڑھی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پانچ تکبیریں کہیں۔

یہ گھڑا ہوا جھوٹا افسانہ ہے، جس کی ذرہ برابر بھی حقیقت نہیں۔ خود صاحب کنز العمال نے بھی یہ روایت بیان کرنے کے بعد اس کے جھوٹا ہونے کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ: ابن معروف وفیہ عبدالصمد (کنز العمال ج ۷ ص ۲۵۹)

اس روایت کو ابن معروف نے روایت کیا ہے۔ اور اس کے اندر عبدالصمد راوی ہے، اور اسی عبدالصمد کے لیے خود صاحب کنز العمال ارشاد فرماتے ہیں کہ:

حوالہ: عبدالصمد بن علی الھاشمی الامیر ضعفوہ (کنز العمال ج ۳ ص

۷۵۳ ح ۸۶۵۸) عبدالصمد بن علی ہاشمی ضعیف راوی ہے۔

حوالہ۲: علامہ ذھبی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

وما عبدالصمد بحجة (میزان الاعتدال ج۴ص۳۵۲، لسان المیز ان ج ۴ص۲۱) عبدالصمد حجت نہیں۔

حوالہ۳: امام عقیلی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

حديثه غير محفوظ (ضعفاء العقیلی ج۳ص۸۴ عبدالصمد بن علی الھاشمی، لسان المیز ان ج۴ص۲۱) اس کی روایتیں غیر محفوظ ہیں۔

حوالہ۴: ابن خلکان لکھتے ہیں:

انه كانت فيه عجائب (وفیات الاعیان ج۳ص۱۹۵)

اس کے پاس عجیب روایتیں ہیں۔

اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی سے یہ کیسے متصور ہے کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد مبارک کو ایک پیٹی میں رکھ کر اپنے گھر میں رکھنے کی تمنا کریں جبکہ آپ خود تصریح بھی کر رہے ہیں کہ انبیا کا مدفن ان کے بچھونے کی جگہ ہوتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صریح جھوٹ ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

چار تکبیروں پر اجماع صحابہ

اعتراض

چار تکبیر نمازِ جنازہ پر صحابہ کو مجبور کرنا امیر عمر کی بدعات سے ہے۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فتح القدیر شرح ھدایہ ج۳ص۸۶، اہل سنت کی معتبر کتاب فتح الباری باب

جنازہ ج ۳ ص ۲۰۲، اہل سنت کی معتبر کتاب نیل الاوطار کتاب الجنائز ج ۴ ص ۶۶، اہل سنت کی معتبر کتاب کنز العمال باب الجنائز ج ۸ ص ۴۱۱۳، اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ الخلفاء ص ۱۳۷ ذکر عمر۔ تاریخ الخلفاء کی عبارت ''اول من جمع الناس فی صلوٰۃ الجنازۃ علی اربع تکبیرات عمر'' ترجمہ: پہلا وہ شخص جس نے لوگوں کو چار تکبیر نماز جنازہ پڑھنے پر مجبور کیا ہے وہ امیر عمر ہے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۳۰۵)

الجواب

سب سے پہلے ہم شیعہ تکبیرات جنازہ کے سلسلے میں کتب شیعہ سے روایتیں نقل کرتے ہیں اس کے بعد مذکورہ اعتراض کا جائزہ لیتے ہیں۔

۱: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر ستر تکبیریں

ان رسول اللہ ﷺ صلی علی حمزۃ سبعین صلاۃ و کبر علیہ سبعین تکبیرۃ (وسائل الشیعہ کتاب الجنائز ج ۲ ص ۴۹۲)

حضور ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر ستر نمازیں پڑھیں اور ستر مرتبہ تکبیر پڑھیں۔

۲: فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا پر چالیس تکبیریں

ان النبی ﷺ صلی علی فاطمۃ بنت اسد ام امیر المؤمنین صلوٰۃ لم یصل علیٰ احد قبلھا مثل تلک الصلوٰۃ ثم کبر علیھا اربعین تکبیرۃ

(وسائل الشیعہ کتاب صلوۃ الجنائز ج ۲ ص ۴۹۲)

حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس سے قبل آپ نے

اس طرح کی نماز کبھی نہیں پڑھائی تھی حضور ﷺ نے چالیس تکبیریں کہیں۔

۳: اہل بدر پر نو اور سات تکبیریں

وقد کان یکبر علی اھل بدر تسعاً وسبعاً (وسائل الشیعہ کتاب صلوٰۃ الجنائز ج ۲ ص ۴۹۲) حضور ﷺ اہل بدر پر نو یا سات تکبیریں کہتے تھے۔

۴: چار تکبیریں

امام محمد باقر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

کبر رسول اللہ ﷺ احد عشر و تسعاً وسبعاً وخمساً وستاً واربعاً

(وسائل الشیعہ صلوۃ الجنازۃ ج ۲ ص ۴۹۴)

حضور ﷺ گیارہ، نو، سات، پانچ، چھ اور چار تکبیریں کہتے تھے۔

شیعہ کتب کے ان حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے مختلف جنازوں پر مختلف تکبیریں کہی ہیں ایک عدد متعین نہیں ہے، ستر تکبیروں سے لیکر چار تکبیروں تک حضور ﷺ کا عمل ہے۔ لیکن شیعہ حضور ﷺ کے چار تکبیروں والے عمل کے مخالف ہیں۔

اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو چار تکبیروں پر جمع کیا تو یہ تو ایک اچھا عمل ہے حضور ﷺ کے عمل مبارک پر لوگوں کو جمع کرنا کیا بری بات ہے؟

تاریخ الخلفا کی عبارت کا مقصد: علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الخلفا میں لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے چار تکبیروں پر لوگوں کو جمع کیا۔ نجفی نے بغضِ فاروقی میں مبتلا ہو کر لکھ دیا ہے کہ لوگوں کو مجبور کیا۔ لغتِ

شیعہ میں شاید جمع کرنے کا مطلب مجبور کرنا ہو تو دین کی کسی لغت میں جمع کرنے کا مطلب مجبور کرنا نہیں لکھا بلکہ اس آسان اور سادہ سی عبارت کا مقصد صرف اتنا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو چار تکبیروں پر جمع کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جس طرح کتب شیعہ میں لکھا ہوا ہے کہ ستر سے لیکر چار تک تکبیریں کہنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے عام آدمی کے لئے مشکل ہو رہا تھا کہ وہ کتنی تکبیروں والی نماز جنازہ پڑھے اور ستر یا چالیس تکبیروں کا یاد رکھنا بھی مشکل کام تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل کو جو سب سے آسان تھا یعنی چار تکبیریں کہنا اس پر جمع کیا تو آخر کون سا گناہ کر لیا اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے انہوں نے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو منع نہیں کیا لوگوں میں تبلیغ بھی نہیں کی کہ نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہنا درست نہیں۔

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

وقد اختلف الروايات فی فعل رسول الله ﷺ فروی عنه الخمس والسبع والتسع و اكثر من ذلك الا ان آخر فعله كان اربع تكبيرات لما روی عن عمر رضی اللہ عنہ انه جمع الصحابة رضی اللہ عنہم حين اختلفوا فی عدد تكبيرات وقال لهم : انكم اختلفتم فمن ياتی بعدكم يكون اشد اختلافا فا نظروا آخر صلوة صلاها رسول الله ﷺ علی جنازة فخذوا بذلك فوجدوه صلی علی امرأة كبر عليها اربعا فاتفقوا علی ذلك دليلا علی كون التكبيرات فی صلاة الجنازة اربعاً (بدائع الصنائع ج ۱ ص ۳۱۲)

ترجمہ: تکبیرات کے سلسلے میں روایات میں اختلاف پایا جاتا ہے پانچ، سات، نو اور اس سے زائد تکبیریں بھی حضور ﷺ سے روایت کی گئی ہیں مگر حضور ﷺ کا آخری عمل چار تکبیروں پر تھا جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تکبیروں کی تعداد پر صحابہ میں اختلاف ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم اختلاف کر رہے ہو تو تم سے بعد میں آنے والے تو بہت زیادہ اختلاف کریں گے اس سلسلے میں حضور ﷺ کے آخری فعل مبارک کو دیکھو پس صحابہ نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے ایک عورت کے جنازہ پر چار تکبیریں کہیں پس صحابہ کا اسی پر اتفاق ہوا اور حضور ﷺ کے اسی عمل کو چار تکبیروں پر دلیل ٹھہرایا گیا۔

قارئین کرام! آپ آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کو چار تکبیروں پر اپنی طرف سے جمع نہیں کیا۔ بلکہ اس سلسلے میں حضور ﷺ کی سنت کی طرف رجوع کیا گیا اور آپ ﷺ کے آخری عمل کو دلیل قرار دیا گیا اور اختلاف کو اتفاق میں تبدیل کیا گیا۔ لیکن نہ جانے کیوں روافض کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بہترین کارنامہ بھی برا لگتا ہے۔

چشم دشمن برکندہ باد عیب نماید ھنرش در نظر

نجفی نے فتح القدیر کی عبارت میں بھی خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔ اسی جگہ پر یہ تصریح موجود ہے کہ:

فقال لهم عمر انكم معشر اصحاب محمد متٰى تختلفون تختلف الناس بعدكم والناس حديث عهد بالجاهلية فاجمعوا على شئ يجمع عليه من بعدكم فاجمع رأى اصحاب محمد ان ينظروا آخر

جنازة كبر عليها النبي ﷺ حتى قبض فياخذون به ويرفضون ماسواه فنظروا فوجدوا آخر جنازة كبر عليها رسول الله ﷺ اربعاً

(فتح القدیر ج۳ ص۳۸۰)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے گروہِ صحابہ! جب تم اختلاف کرو گے تو بعد والے بھی اختلاف کریں گے ایک چیز پر جمع ہو جاؤ تا کہ بعد والے بھی جمع ہو جائیں صحابہ کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عمل کو دیکھا جائے کہ آپ نے سب سے آخری نماز جنازہ میں کتنی تکبیریں کہیں پس اسی کو اختیار کیا جائے اور اس کے علاوہ دیگر روایتوں کو چھوڑا جائے۔ صحابہ کرام نے غور وفکر کیا تو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آخری جنازہ پڑھا اس پر چار تکبیریں کہیں۔

اس حوالہ سے بھی ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کو آخری سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جمع کیا۔ نجفی نے روایت کے اس حصہ کو شیرِ مادر کی طرح ہضم کر کے خیانت کا ارتکاب کیا ہے ورنہ اس کے دعویٰ کی قلعی کھل جاتی۔

امام ابن سیرین اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تین تکبیریں کہنے والی روایت کی تحقیق

نجفی نے بحوالہ میزان الکبریٰ امام ابن سیرین سے تین تکبیریں نقل کی ہیں۔ (تحفہ حنفیہ ص ۳۰۸) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بحوالہ فتح الباری تین تکبیریں نقل کی ہیں۔ (تحفہ حنفیہ ص ۳۰۹)

الجواب

ان روایات میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ تین تکبیریں مراد ہیں ۔ کیونکہ خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے چار تکبیریں مروی ہیں۔

عن زیدبن طلحة قال شهدت ابن عباس کبر علیٰ جنازة اربعاً

(مصنف ابن شیبہ ج۳ص۲۹۹)

زید بن طلحہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس کے ساتھ ایک جنازہ میں شریک ہوا آپ نے چار تکبیریں کہیں۔

اسی طرح امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب بھی چار تکبیریں کہنے کا ہے ۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ان تکبیرات الجنازة اربع وبه احتج جماهیر العلما منهم محمد بن حنفیة وعطاء بن ابی رباح و محمد بن سیرین والنخعی وسوید بن غفلة والثوری وابوحنیفة و مالك و الشافعی واحمد۔ (عمدۃ القاری ج۸ص۱۱۶)

جنازہ کی تکبیریں چار ہیں اسی روایت سے جمہور علما نے احتجاج کیا ہے محمد بن حنفیہ، عطاء بن ابی رباح، محمد بن سیرین، نخعی، سوید بن غفلہ، ثوری، امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم بھی چار تکبیروں کے قائل ہیں۔

اگر چار سے زائد تکبیریں کہی جائیں تو

نجفی نے بحوالہ میزان الکبری اور مرقاۃ المفاتیح لکھا ہے کہ اگر چار تکبیر نماز جنازہ سے زیادہ تکبیریں پڑھیں تو نماز جنازہ باطل نہیں (تحفہ حنفیہ ص۳۰۸،۳۰۹)

الجواب

چار تکبیریں کہنے سے نماز جنازہ مکمل ہو جاتی ہے۔

ورکنها شیأن (۱)التکبیرات الاربع (۲) والقیام (درالمختار ج۱ص۱۲۲)

نماز جنازہ کے دو رکن ہیں چار تکبیریں اور قیام۔

وسننها ثلاثاً التحمید والثناء والدعاء فیها (درالمختار ج۱ص۱۲۲)

نماز جنازہ میں تین چیزیں سنت ہیں۔تحمید،ثناء اور دعا۔

لہٰذا جب نماز جنازہ چار تکبیروں پر مکمل ہوگئی اگر کوئی بھول کر پانچویں تکبیر بھی کہہ دیتا ہے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی۔دلچسپ بات یہ ہے کہ شیعہ مذہب میں اگر ستر کھل جائے تو بھی نماز باطل نہیں ہوتی۔

لوانکشف عورتاه فی الصلوٰة وجب علیه سترهماولا تبطل صلوته سواء کان ما انکشف، عنه قلیلاً او کثیراً بعضه او کله

(المبسوط،مختلف الشیعہ ج۲ص۹۷)

اگر کسی نمازی کا دورانِ نماز اعضاء ستر میں سے تھوڑا یا زیادہ،کل یا بعض حصہ ستر کا کھل جائے تو بھی نماز باطل نہیں ہوگی اگر چہ ستر کرنا واجب ہے۔

تبصرہ: یعنی شیعہ مذہب میں ننگا ہونے سے بھی نماز باطل نہیں ہوتی۔کیا کہنے ہیں۔

تکبیرات جنازہ میں رفع یدین کرنے کا مسئلہ

نجفی نے اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے:(۱) اہل سنت کی معتبر کتب کنز العمال ج۴ ص۵۷،(۲) اہل سنت کی معتبر کتاب میزان الکبری ج۱ص۲۲۴ عبدالوھاب شعرانی

(۳) اہل سنت کی معتبر کتاب رحمۃ الامۃ ص ۸۶

کنز العمال کی عبارت عن عمر بن الخطاب انہ کان یرفع یدیہ مع کل تکبیرۃ فی الجنازۃ والعیدین امیر عمر نماز جنازہ اور نماز عیدین میں ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ بلند فرماتے تھے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۳۰۸)

الجواب

یہ روایت متصل سند کے ساتھ ثابت نہیں۔ حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کے لیے فرماتے ہیں کہ: "وھذا منقطع" یہ روایات منقطع ہے (السنن الکبری ج ۳ ص ۲۹۳) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی نماز جنازہ میں صرف ایک مرتبہ ہاتھ اٹھایا کرتے تھے اس کے بعد نہیں اٹھاتے تھے۔

انہ کان لایرفع یدیہ فی الجنازۃ الامرۃً واحدۃً یعنی فی التکبیر

(وسائل الشیعہ ج ۲ ص ۴۹۸) آپ جنازہ میں صرف پہلی مرتبہ ہاتھ اٹھاتے تھے۔

سید الشہدا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ

نجفی کا اعتراض

جناب حمزہ شہید پر نبی کریم کا ستر تکبیر نماز جنازہ پڑھنا اس بات کا ٹھوس ثبوت ہے کہ جنازہ میں پانچ (۵) تکبیر ہے کیونکہ ستر (۷۰) صرف پانچ پر تقسیم ہوتا ہے۔ اہل سنت کی معتبر کتاب اُسد الغابہ ج ۲ ص ۵۴ ذکر حمزہ "صلی النبی علی حمزۃ سبعین تکبیرۃ"

ترجمہ: نبی کریم نے حضرت امیر حمزہ پر ستر (۷۰) تکبیر نماز جنازہ پڑھا تھا۔ نوٹ: ارباب

انصاف! جنازہ امیر حمزہ کے بارے میں کتب اہل سنت میں سید الشہدا کا لقب بھی مذکور ہے اور نبی کریم نے اس سید الشہدا کا جنازہ ستر تکبیر پڑھا ہے اور ۷۰ وہ عدد ہے جو ۴ پر تقسیم ہی نہیں ہوتا یہ ۵ پر تقسیم ہوتا ہے گویا نبی کریم نے ایک مرتبہ تو جناب حمزہ کا الگ جنازہ پڑھا اور پھر ایک ایک شہید کو حمزہ کے ساتھ ملا کر جنازہ پڑھا اور ۷۰ تکبیر پڑھا اور یہ تب صحیح ہے کہ نبی کریم نے ان شہدا پر شیعوں والا جنازہ ۵ تکبیر پڑھا ہے اگر سنیوں والا جنازہ ۴ تکبیر اگر پڑھا ہے تو حمزہ پر ۷۰ تکبیر نہیں ہوسکتا کیونکہ ۷۰ کا عدد ۴ پر تقسیم نہیں ہوتا۔ (تحفہ حنفیہ ص ۳۱۰)

الجواب

نجفی نے تکبیرات کا جو فلسفہ بیان کیا ہے وہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے نجفی کے اس ناکارہ فلسفہ کو کوئی عجل اللہ فرجہ ہی سمجھ سکتا ہے۔ جب ہم نے نجفی کی یہ تحریر دیکھی تو میں یہ سمجھا کہ شاید یہ نجفی کی جہالت ہے۔ مگر جب میری نظر حر عاملی کی تصنیف وسائل شیعہ پر پڑھی تو سمجھ میں آیا کہ یہ سبائی اکابرین کی جہالت کا کرشمہ ہے۔

جنگ احد میں شہداء کی صحیح تعداد سے جہالت کے سبب یہ فلسفہ معرض وجود میں آیا ہے۔ شیعہ راویان حدیث نے اپنی جہالت سے سمجھا کہ جنگ احد میں ۱۴ مسلمان شہید ہوئے تھے اس لئے انہوں نے یہ فلسفہ گھڑا کہ حضرت حمزہ پر پانچ تکبیریں کہی گئیں اس کے بعد باقی ۱۳ شہداء پر پانچ پانچ تکبیریں کہیں یعنی ہر شہید کے ساتھ حضرت امیر حمزہ کا جنازہ پڑھایا گیا اس طرح چودہ کو پانچ سے ضرب دینے سے ستر بنتے ہیں لہذا حضرت امیر حمزہ پر اس حساب سے ستر تکبیریں پڑھی گئیں۔ وسائل شیعہ میں حر عاملی

نے ائمہ اہل بیت کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے۔

عن الرضا عن آبائه عن علی علیه السلام قال کبر رسول الله ﷺ علی حمزة خمس تکبیرات و کبر علی الشهداء بعد حمزة خمس تکبیرات فاصاب حمزة سبعین تکبیرة (وسائل الشیعہ ج۲ص۴۹۳)

امام رضا اپنے آباؤ اجداد سے روایت کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت حمزہ پر پانچ تکبیریں کہیں اور حضرت حمزہ کے بعد دیگر شہداء پر پانچ پس اس طرح حضرت حمزہ پر ستر تکبیریں کہی گئیں۔

جناب من! جنگ احد میں ستر صحابہ شہید ہوئے چودہ صحابہ جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے، آپ نے جہالت سے جنگ بدر کے شہداء کی تعداد سمجھ لی ہے جس طرح آپ لوگوں نے تاویل کی ہے اس طرح تو جنگ احد کے ستر شہدا کے ساتھ پانچ تکبیروں کو ضرب دینے سے ساڑھے تین سو بنتے ہیں۔ یعنی ہر ایک صحابی پر اگر پانچ تکبیریں فرض کر لی جائیں اور حضرت حمزہ کا جنازہ ہر ایک صحابی کے ساتھ پڑھنا تسلیم کر لیا جائے تو ساڑھے تین سو تکبیریں بنتی ہیں لہٰذا آپ اپنے جنازہ میں ساڑھے تین سو تکبیریں کہا کریں۔

اور اہم بات یہ ہے کہ مذکورہ سند میں امام رضا سے لے کر حضرت علی تک کسی ایک امام نے اس غلطی پر تنبیہ نہیں کی کہ جنگ اُحد میں ستر صحابہ شہید ہوئے تھے چودہ صحابہ جنگِ بدر میں شہید ہوئے تھے اور حضرت حمزہ جنگ بدر میں نہیں بلکہ جنگ احد میں شہید ہوئے تھے۔ اس لیے جہالت پر مبنی یہ فلسفہ بالکل درست نہیں۔ اس جہالت پر مبنی فلسفے

کو کوئی عجل اللہ فرجہ ہی درست کر سکتا ہے آج کل کے کسی مجتہد سرکار حجۃ الاسلام کے بس کا کام نہیں عجل اللہ فرجہ کا سوالاکھ مرتبہ ورد کریں تا کہ آپ کی الٹی منطق سیدھی ہو۔

الزامی جواب

کتب شیعہ میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام پر پچھتر ۷۵ تکبیریں کہی گئیں۔

فکبر علیه خمساً و سبعین تکبیرة سبعین تفضلاً لآدم وخمساً للسنة

(وسائل الشیعہ باب صلوۃ الجنازہ ج ۲ ص ۴۹۴)

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام پر پچھتر ۷۵ تکبیریں کہی گئیں، پانچ بطور سنت اور باقی ستر بوجہ فضیلت۔

اسی طرح ہم بھی الزاماً کہہ سکتے ہیں کہ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ پر چار تکبیر بوجہ سنت اور ۷۱ تکبیریں بوجہ فضیلت کہی گئیں۔ لیکن آخری سنت صرف چار تکبیریں ہیں۔

اصولی جواب

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ پر تکبیرات کے سلسلے میں روایات ابتدائی امر پر محمول ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل چار تکبیریں تھا جس کے متعلق ہم سیر حاصل بحث کر چکے ہیں۔ اور شیعہ مذہب بھی عجیب ہے، شیعوں کو پانچ تکبیریں ثابت کرنی ہیں اور دلیل ستر کی دیتے ہیں اور جہاں پر ستر ثابت کرنا ہے جیسے (جنگ احد کے شہداء) وہاں پر چودہ ثابت کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان ابنائے جہالت کی کھوپڑی میں دماغ نام کی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔

بغیر وضو کے نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں

اعتراض

اہلِ سنت کی معتبر کتاب میزان الکبری ج ا ص ۲۴۴ کتاب الجنائز، اہل سنت کی معتبر کتاب رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمہ ۸۶۔

میزان کی عبارت: "مع قول الشعبی ومحمد بن جریر الطبری انهاتجوز بغیر طهارة لانها شفاعة فی المیت والشفاعة لایشترط فیها الطهارة" امام اہل سنت محمد بن جریر الطبری اور حضرت شعبی فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ بغیر وضو کے پڑھنا جائز ہے کیونکہ یہ میت کے حق میں شفاعت ہے اور شفاعت میں طہارت شرط نہیں البتہ طہارت مستحب ہے۔ جیسا کہ دعا اور غیر جنب کے لئے تلاوت قرآن کے لئے طہارت مستحب ہے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۳۰۶)

الجواب

فقہا اہل سنت کے نزدیک نماز جنازہ بھی نماز ہے جس طرح دیگر نمازیں بغیر طہارت کے درست نہیں اسی طرح نماز جنازہ بھی بغیر طہارت کے درست نہیں۔ علامہ ابن جریر طبری اور حضرت امام شعبی کے حوالہ سے عدم طہارت کا جو مذہب بیان کیا گیا ہے وہ شاذ و باطل ہے۔

حوالہ ا: شارح صحیح مسلم علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مذہب کو باطل قرار دیا ہے۔ "وهذا مذهب باطل" (نووی شرح مسلم ج ۳ ص ۱۰۳)

حوالہ۲: شارح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مذہب کو شاذ قرار دیا ہے۔ ''وھو مذھب شاذ'' (فتح الباری ج۳ص۱۹)

حوالہ۳: اسی طرح شارح مواہب اللدنیہ علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس مذہب کو شاذ قرار دیا ہے۔ ''وھو مذھب شاذ'' یہ مذہب شاذ ہے۔ (شرح الزرقانی ج۲ص۸۹)

جس حوالہ کو ہمارے ائمہ ومحدثین شاذ وباطل قرار دے کر رد کر چکے ہیں اسے بطور دلیل پیش کرنا درست نہیں۔ علاوہ ازیں ابنِ جریر طبری اور علامہ شعبی عالم تھے ان سے خطا ممکن ہے یہ بھی ان لوگوں کی اجتہادی خطا ہے جبکہ عندالشیعہ معاملہ مختلف ہے وہ ائمہ اہل بیت کو معصوم عن الخطا تصور کرتے ہیں۔ لہٰذا وہ ائمہ اہل بیت کی ہر روایت کو تسلیم کرنے کے پابند ہیں مگر ہمارے لیئے یہ پابندی نہیں کیونکہ ہم صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معصوم عن الخطا مانتے ہیں باقی دیگر ائمہ ومجتہدین سے خطا کا صدور ممکن تصور کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کے خطا پر مبنی اقوال کو محل استدلال میں پیش کرنا درست نہیں۔ اور نہ ہی ہم ان اقوال کو ماننے کے پابند ہیں۔

شیعہ مذہب میں بغیر وضو کے نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے

حوالہ۱: حر عاملی شیعہ لکھتا ہے:

باب جواز الصلوٰۃ علی الجنازۃ بغیر طھارۃ (وسائل الشیعہ کتاب الطھارۃ ج۲ص۵۰۵) بغیر طہارت کے نماز جنازہ پڑھنے کا جواز

حوالہ۲: عن یونس بن یعقوب قال سألت اباعبداللہ عن الجنازۃ

اصلی علیھا علی غیر وضوء فقال نعم انما ھو تکبیر وتسبیح و تحمید وتحلیل کما تکبر وتسبح فی بیتك علی غیر ضوء

(وسائل الشیعہ کتاب الطہارۃ ج ۲ ص ۵۰۵)

ترجمہ: یونس بن یعقوب کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ میں بغیر وضو کے نماز جنازہ پڑھ سکتا ہوں آپ نے فرمایا جی ہاں! پڑھ سکتے ہو نماز جنازہ تو تکبیر و تسبیح وتحمید و تحلیل کا نام ہے جس طرح تم بغیر وضو گھر میں تکبیر و تسبیح پڑھتے ہو اسی طرح نماز جنازہ بھی پڑھ سکتے ہو۔

اعتراض

فقہ اہل سنت میں منافق کا جنازہ جائز اور شہید کا ناجائز ہے: اہل سنت کی معتبر کتاب رحمۃ الامۃ ص ۸۴ بر حاشیہ میزان، اہل سنت کی معتبر کتاب میزان الکبریٰ ج ۱ ص ۲۲۱ کتاب الجنائز۔

رحمۃ الامۃ کی عبارت " الشھید قال مالك والشافعی واحمد فی روایۃ لایصلی علیہ" امام شافعی، امام مالک، امام احمد کا فتویٰ ہے کہ شہید کا جنازہ نہ پڑھا جائے۔

نوٹ: بخاری شریف ج ۲ ص ۷۶ کتاب الجنائز میں لکھا ہے کہ مدینہ کے مشہور منافق عبداللہ بن ابی کے جنازہ میں نبی کریم نے شرکت فرمائی تھی اور حضرت عمر نے نبی پاک سے تلخ کلامی کی مگر نبی کریم پھر بھی اس منافق کے جنازہ سے باز نہ آئے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۳۰۶)

الجواب

﴿۱﴾ جس طرح نجفی نے اعتراض کیا ہے اس طرح شیعہ مذہب پر بھی اعتراض وارد

ہوتا ہے شیعہ مذہب میں زانی، شرابی، چور، قاتل، فاسق، فاجر، مخالف اسلام ومنافق پر نماز جنازہ پڑھنا تو جائز ہے مگر بچے کے اوپر نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔

حوالہ: حر عاملی نے لکھا ہے کہ:

باب و جوب الصلوٰۃ علی کل میت مسلم اوفی حکمہ وان کان شارب خمراً اوزانیاً اوسارقاً اوقاتلاً اوفاسقاً اوشہیداً او مخالفاً اومنافقاً

(وسائل الشیعہ ج ۲ ص ۵۱۵ کتاب الطہارۃ باب الصلوٰۃ الجنازہ)

ہر مسلمان میت یا جو اس کے حکم میں ہے اس کی نماز جنازہ پڑھنا واجب ہے اگر چہ شرابی، زانی، چور، قاتل، فاسق، شہید ہو یا مخالفِ اسلام یا منافق۔

یعنی ان سب پر نماز جنازہ پڑھنا واجب ہے مگر شیعہ مذہب میں بچے کی نماز جنازہ جائز نہیں امام جعفر صادق سے پوچھا گیا کہ:

حوالہ: انہ سئل عن المولود مالم یجرعلیہ القلم ھل یصلی علیہ قال لا انما الصلوٰۃ علی الرجل والمرأۃ اذا جری علیھما القلم

(وسائل الشیعہ ج ۲ ص ۵۰۰ کتاب الطہارۃ)

کیا صغیرہ بچے کی نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے امام جعفر صادق نے کہا جائز نہیں بیشک نماز جنازہ ان مردوں وعورتوں پر پڑھی جائے گی جن پر احکام شریعت جاری ہوں۔

جس طرح بچے کو امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ سے مستثنیٰ قرار دیا ہے اسی طرح امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شہید کو نماز جنازہ سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ اور جس طرح شیعہ

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ پر اعتراض نہیں کرتے اس طرح انہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی اعتراض نہیں کرنا چاہیے ورنہ انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ شیعہ پہلے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ پر اعتراض کریں اور اس کے بعد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر۔

﴿۲﴾ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے کہنا کہ انہوں نے معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تلخ کلامی کی یہ دروغ بے فروغ ہے۔ اس افسانہ کی کوئی حقیقت نہیں اگر بفرضِ محال ایسا ہی ہوا جیسا کہ نجفی نے لکھا ہے تو شیعہ ذرا یہ بتائیں کہ اس وقت حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کہاں چلے گئے تھے اور ان کی تلوار ذوالفقار کہاں چلی گئی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی اُمّ کلثوم بنت علی کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کر کے ہمیشہ کے لئے اس طرح کے بے ہودہ اعتراضات کا قلع قمع کر دیا ہے۔

قبر پر سبز ٹہنیاں رکھنے کا مسئلہ

اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری کتاب الجنائز ج ۳ ص ۹۵، اہل سنت کی معتبر کتاب فتح الباری باب الجرید علی القبر ج ۳ ص ۲۲۲، صحیح بخاری کی عبارت باب الجرید علی القبر " اوصی بریدۃ الاسلمی ان یجعل فی قبرہ جریدتان" ترجمہ: قبر میں دو لکڑیاں رکھنے کا باب صحابی رسول اللہ بریدہ اسلمی نے وصیت کی تھی کہ اس کی قبر میں دو لکڑیاں رکھی جائیں۔ علم نحو میں ثابت ہے کہ علیٰ کبھی فی کا معنیٰ بھی دیتا ہے پس بخاری میں علی القبر میں یہ علیٰ بمعنی فیہ ہے اور صاحب فتح الباری نے بھی اس کی وضاحت کی ہے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۳۱۳)

الجواب

نجفی کی چونکہ الٹی کھوپڑی ہے اس لئے اسے ہر بات الٹی نظر آتی ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

کا روایت بریدہ الاسلمی کے اوپر باب الجرید علی القبر قائم کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ان یجعل فی قبرہ جرید تان میں فی بمعنیٰ علیٰ ہے نہ کہ علیٰ بمعنیٰ فی جیسا کہ نجفی نے سمجھا ہے۔ صاحب فتح الباری حضرت علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی بات کو درست قرار دیا ہے۔

حوالہ: والاول اظھر (فتح الباری ج۳ص۲۳۳)

یعنی قبر کے اوپر سبز ٹہنیاں رکھنے والا احتمال زیادہ صحیح ہے۔

امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قبر کے اوپر ٹہنیاں رکھی جاتی تھیں۔

حوالہ: عن جعفر عن ابیہ ان الرش علی القبور کان علی عھد النبی ﷺ وکان یجعل الجرید الرطب علی القبر حین یدفن الانسان و یستحب ذالک للمیت۔ (قرب الاسناد ج۱ص۱۴۷ بحار الانوار ج۷۸ص۴۱۸)

امام محمد باقر فرماتے ہیں کہ دور رسالت میں قبر کے اوپر پانی چھڑکا جاتا تھا سبز ٹہنیاں رکھی جاتیں جبکہ میت کو دفن کیا جاتا اور یہ میت کے لیے مستحب ہے۔

اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ قبر کے اوپر سبز ٹہنیاں رکھنا مسنون عمل ہے اور دور رسالت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ معمول تھا شیعہ مذہب میں میت کے ساتھ لکڑیاں کپڑے سے باندھی جاتی ہیں شیخ صدوق نے لکھا ہے کہ پھر میت کو کفن میں رکھے اور لکڑیاں بھی اس کے ساتھ رکھے ان میں سے ایک لکڑی گردن کے پاس میت کے چمڑے سے ملا کر

رکھے اور اس پر قمیص کو دائیں طرف سے کھینچے اور دوسری لکڑی چوتڑوں کے پاس قمیص اور چادر کے درمیان بائیں طرف رکھے۔(من لا یحضرہ الفقیہ ج ا ص ۹۱)

قبر کو اونٹ کے کوہان کی طرح بنانا

نجفی کا اعتراض

اہل سنت کی معتبر کتاب رحمۃ الامۃ فصل والسنۃ فی القبر ج ا ص ۸۹، اہل سنت کی معتبر کتاب میزان الکبری ذکر دفن ۲۲۷ ج ا ص ۲۲۷۔

رحمۃ الامۃ کی عبارت السنة فی القبر التسطیح وھواولٰی علی الراجح من مذھب الشافعی وقال ابوحنیفة ومالك واحمد التسنیم اولیٰ لان التسطیح صار شعار اللشیعة (تحفہ حنفیہ ص ۳۱۵)

الجواب

قبر کی تربیع و تسنیم کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ چونکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے مزار مبارک مسنم ہے اسی لئے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے سنت کی اقتدا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ قبر کی پشت کو اونٹ کے کوھان کی طرح بنایا جائے اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے سنت کو ترک نہیں کیا بلکہ سنت کی پیروی کی ہے۔

عن سفیان التمار دخلت البیت الذی فیه قبر النبی ﷺ فرأیت قبر النبی ﷺ وقبر ابی بکر وعمر مسنمة (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۳۳۴)

حضرت سفیان تمار فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی قبر انور کی

زیارت کی وہ مسنم تھی۔اسی طرح حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبریں بھی مسنم تھیں۔

ابوبکر احمد بن مروان الدینوری المالکی نے کتاب المجالسۃ وجواھر العلم ج ۵ ص ۳۶۹ پر اس روایت کو قاسم بن محمد بن ابی بکر کے حوالہ سے بیان کیا ہے۔

چونکہ تسنیم و تسطیح کے بارے میں دلائل متعارض تھے اور تسطیح کو روافض نے شعار بنایا ہوا تھا اور جس شخص کی قبر مسطح ہوتی تھی اسے رافضی سمجھا جاتا تھا اس لئے بعض علماء نے کہا کہ اس سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی پیروی میں قبر کو مسنم بنایا جائے اس طرح کرنے سے سنتِ مزار حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی عمل ہو جائے گا اور مشابہت روافض کی تہمت سے تحفظ بھی حاصل ہو جائے گا۔شیعہ نے بھی اپنی کتب میں لکھا ہے کہ قبر اس طرح بناؤ جس میں سنیوں کی علامت نہ ہو۔

"(وتسطیحه) لایجعل له فی ظهره سنم لانه من شعار الناصبة"

(الروضۃ البھیۃ ج ۱ ص ۹۹)

قبر کو کوھان کی شکل پر نہ بنایا جائے کیونکہ ایسا کرنا ناصبیوں کی علامت ہے۔

یعنی شیعہ مذہب میں تسنیم قبر کو محض اس لئے ترک کیا گیا ہے کہ یہ شعار اہل سنت ہے۔پس اہل سنت کو یہ طعنہ دینا کہ انہوں نے شیعوں کی مخالفت میں سنت کو ترک کیا ہے درست نہیں بلکہ اہل سنت وجماعت نے اس سلسلے میں سنت پر عمل بھی کیا ہے اور شعار روافض سے اجتناب بھی۔

اعتراض

ارشاد الساری میں لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کی قبر مسطح بنائی تھی۔
(تحفہ حنفیہ ص ۳۱۵)

الجواب

یہ روایت ضعیف ہے۔

حوالہ ۱: علامہ ابن ملقن سراج الدین ابو حفص عمر بن علی بن احمد الشافعی المصری المتوفی ۸۰۴ھ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"وھٰذا کما تریٰ ضعیف مرسل وقد سلف" (خلاصۃ البدر المنیر فی تخریج کتاب الشرح الکبیر للشافعی ج ۱ ص ۲۷۳)

حوالہ ۲: خود علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔

"ان ھٰذا البلاغ مرسل اومعضل فلایکون حجۃ" (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۰۱) یہ روایت مرسل یا معضل ہے پس حجت نہیں۔

قارئین کرام! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ شیعہ پوری زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثاروں پر سب وشتم کرتے ہیں ان کی توہین و بے ادبی میں کوئی دقیقہ بھی فرو گزاشت نہیں کرتے بلکہ شیعہ علما کی محافل ومجالس اس وقت رنگین ہوتی ہیں جب یہ پورے رنگیلے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے صحابہ کرام کی شان میں بکواس کرتے ہیں۔ لہٰذا بوقت مرگ قدرت کی طرف سے ان لوگوں کو یہ سزا ملتی ہے کہ ان کی آنکھوں اور

منہ سے منی بہنے لگتی ہے اور شیعہ مردہ اتنا نجس ہو جاتا ہے کہ اگر کوئی بھول میں بھی شیعہ مردہ کو مس کر لے تو اس پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔

حوالہ: امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

تخرج من عینه اومن فیه (من لا یحضره الفقیه فی غسل میت ج ا ص ۸۴)

شیعہ مردوں کی آنکھوں یا منہ سے منی نکلتی ہے

اسی لئے شیعہ مذہب کے بہت بڑے ملا خمینی نے اپنی کتاب تحریر الوسیلہ کے اندر باب قائم کیا ہے کہ:

فصل فی غسل مس المیت (تحریر الوسیلہ ج ا ص ۶۰)

میت کو چھونے کی وجہ سے غسل کرنے کی فصل۔

اس کے اندر شیعہ مذہب کے اس سپوت نے لکھا ہے کہ:

''مردہ کا جسم ٹھنڈا ہونے کے بعد اور غسل دینے سے پہلے ہاتھ لگانے سے غسل واجب ہو جائے گا خواہ یہ مردہ مسلمان ہو یا کافر چھوٹا ہو یا بڑا۔ اگر چہ چھونے والے نے صرف اپنے ناخن سے مردہ کے ناخن کو مس کیا تو بھی غسل واجب ہے۔'' (تحریر الوسیلہ ج ا ص ۶۰)

آخر شیعہ مردہ اتنا نجس کیوں ہے کہ اگر اسے ناخن بھی لگا دیا جائے تو بھی غسل واجب ہو جاتا ہے؟ یہ معاملہ تو شیعہ مذہب کا ہے وہ جانیں اور ان کا کام۔ ہم تو فقط اتنا کہتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو پیشاب اور پاخانہ لگ جائے تو بھی اسی نجس مقام کو دھویا جاتا

ہے غسل واجب نہیں ہوتا اگر تھوڑی دیر کے لئے یہ تسلیم کرلیں کہ شیعہ مردہ مرنے کے بعد جنبی ہوجاتا ہے۔ (کسی نے بھی شیعہ مردہ کو جنبی کیا ہمارا کیا ہے) مگر یہ کون سا جنب ہے کہ صرف ناخن کو مس کرنے سے بھی دوسرے آدمی کو اپنا تمام بدن دھونا پڑے لہٰذا یقیناً کہنا پڑے گا یہ میت کسی بے ادب کی ہے کہ ہاتھ لگانے کے قابل نہیں۔

اعتراض

نجفی نے غسل مس میت کے جواب میں لکھا ہے کہ اہل سنت نے غسل مس میت کو ترک کر کے شریعت کی مخالفت کی ہے۔

اہل سنت معتبر کتاب الروضۃ الندیہ شرح درر البھیہ ج ا ص ۵۵، اہل سنت کی معتبر کتاب سنن ابی داؤد کتاب الجنائز ج ۳ ص ۲۰۱، اہل سنت کی معتبر کتاب نیل الاوطار باب من غسل میت ص ۲۷۹ ج ا، اہل سنت کی معتبر کتاب کنز العمال کتاب الطہارۃ ج ۵ ص ۱۳۹، اہل سنت کی معتبر کتاب کنز العمال ج ۸ ص ۸۱ کتاب الموت

الروضۃ الندیہ کی عبارت" ویشرع ای الغسل للصلوۃ الجمعۃ و للعیدین وعن غسل میتاً "ترجمہ:۔ غسل کرنا ثابت ہے نماز جمعہ اور عیدین کے لئے اور اس شخص کیلئے جو میت کو غسل دے اس کے بعد نواب صدیق حسن خان فرماتے ہیں کہ یہ غسل مس میت حضرت علی اور ابو ہریرہ اور مذہب امامیہ کے نزدیک واجب اور "ذھب الجمھور انہ مستحب" اور پھنے خاں اہل سنت کے نزدیک مستحب ہے۔ اور کنز العمال میں بھی اسی طرح لکھا ہے کہ جو شخص میت کو غسل دے وہ بعد میں خود بھی غسل کرے۔ شیعہ یہ کہتے ہیں کہ غسل مس میت اور غسل غاسل میت میں دلیل ایک ہی جاری ہوتی ہے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۳۱۶)

الجواب

غسل مس میت میں اور غسل غاسل میت کی علت ایک نہیں غاسل میت کے لئے بعض فقہا نے غسل کو اس لئے مشروع کیا ہے کہ غسل دینے کے دوران ہوسکتا ہے کہ اس کو ناپاک پانی کے چھینٹے لگے ہوں اور عام طور پر ایسے چھینٹوں سے بچنا بھی دشوار ہوتا ہے اس لئے بعض فقہا نے غاسل کے لئے غسل کو مشروع قرار دیا ہے۔ جبکہ شیعہ مردہ کے صرف ناخن کو مس کرنے والے کے لئے اس طرح کی کوئی علت موجود نہیں۔ جب غسل مس میت اور غسل غاسل میت کی علت ایک نہ رہی تو دلیل بھی ایک جیسی جاری نہیں ہوگی، بلکہ غسل مس میت کو غسل غاسل میت پر قیاس کرنا درست نہ ہوگا بلکہ یہ قیاس مع الفارق قرار پائے گا۔

نجفی نے اپنے احمقانہ اجتہاد سے جن کتابوں کے حوالے دیئے ہیں۔ ان میں بھی میت کو غسل دینے والے کے لئے غسل کی مشروعیت کا حکم موجود ہے نہ کہ میت کو مس کرنے والے کے لئے اور مزے کی بات یہ ہے کہ جن کتابوں کے نجفی نے حوالے دیئے ہیں ان میں سے دو کتابیں یعنی نیل الاوطار اور الروضۃ الندیہ اہل سنت و جماعت کی کتابیں نہیں، معتبر کتاب ہونا تو دور کی بات ہے جبکہ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے غسل غاسل میت کے متعلق جو روایتیں نقل کی ہیں ان کے بعد آپ نے تصریح فرمادی ہے کہ:

حوالہ: قال ابو داؤد هذا منسوخ (ابو داؤد فی الغسل من غسل المیت ج ا ص ۵۳۵) یہ منسوخ روایتیں ہیں۔

کنز العمال وغیرہ میں غسل میت کے بعد غسل کے سلسلے میں جو روایتیں وارد ہیں ان کے لئے محدثین نے لکھا ہے کہ وہ ثابت نہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

"وقال احمد لایثبت فی الاغتسال من غسل المیت حدیث"

(شرح ابی داؤد عینی ج ۲ ص ۱۷۰)

میت کو غسل دینے کے بعد غسل کرنے کے بارے میں ایک بھی روایت ثابت نہیں ہے۔

امام ابن المدینی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

وقال ابن المدینی لایصح فی ھذا لباب شي (شرح ابی داؤد عینی ج ۲ ص ۱۷۱) اس مسئلہ کے بارے میں ایک بھی روایت صحیح نہیں ہے۔

نجفی نے غیر ثابت روایت کو پیش کر کے خواہ مخواہ اوراق کی سفیدی کو سیاہی سے تبدیل کر کے ہمارا قیمتی وقت ضائع کیا ہے۔

اعتراض

بریلوی محدث کا یہ دعویٰ کہ ابوبکر نے بنت رسول فاطمہ زہرہ کا جنازہ پڑھا ہے یہ امام اہل سنت بخاری کے نزدیک جھوٹ ہے اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری ج ۵ ص ۱۳۹ باب غزوہ خیبر، اہل سنت کی معتبر کتاب الاصابہ فی تمییز الصحابہ ج ۴ ص ۳۶۷ ذکر فاطمۃ۔

صحیح بخاری کی عبارت" فلما توفیت دفنھا زوجھا علی لیلا ولم یوذن بھا ابابکر و صلی علیھا آخرتك" ترجمہ: جب بنت رسول فاطمہ زہرہ کی وفات ہوئی تو ان کو ان کے شوہر علی ابن ابی طالب نے رات کے وقت دفن کیا اور ابوبکر کو وفات کی اطلاع

تک نہ دی اور حضرت فاطمہ کی نماز جنازہ حضرت علی نے خود پڑھی۔

الاصابہ کی عبارت "من طریق شعبی قال صلی ابوبکر علی فاطمه وهذا فیه ضعف وانقطاع" شعبی کی روایت سے آیا ہے کہ حضرت فاطمہ کی نماز جنازہ ابوبکر نے پڑھی اور یہ روایت ضعیف ہے اور اس میں جھوٹ ہے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۳۱۸)

الجواب

حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی نماز جنازہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اس سلسلے میں کافی روایتیں موجود ہیں۔ اگر امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے تو بھی کچھ فرق نہیں پڑتا کیونکہ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کی تائید میں حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی روایت موجود ہے۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت:

علامہ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات ابن سعد میں روایت بیان کی ہے کہ:

عن حماد عن ابراهیم النخعی قال صلی ابوبکر الصدیق علی فاطمة بنت رسول الله ﷺ فکبر اربعا (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۱۹ تذکرہ فاطمہ)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں۔

حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت:

عن الشعبی ان فاطمة رضی الله تعالی عنها لما ماتت دفنها علی رضی اللہ عنہ

لیلا و اخذ بضبعی ابی بکر رضی اللہ عنہ فقدمه یعنی فی الصلوة علیها

(السنن الکبریٰ بیہقی شریف ج۴ص۲۹ کنز العمال ۱۱۴)

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جب وصال ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو رات میں دفن کیا اور جنازہ کے موقع حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دونوں بازوؤں کو پکڑ کر جنازہ کے لئے مقدم کیا۔

اعتراض

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کی اس روایت کو الاصابہ میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

الجواب

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کی اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے ۔جس میں واقدی موجود ہے۔آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

وروی الواقدی عن طریق الشعبی قال صلی ابو بکر علی فاطمة و هذا فیه ضعیف وانقطاع۔ (الاصابہ ج۴ص۳۶۷)

واقدی نے شعبی سے صلی ابوبکر علی فاطمۃ والی روایت بیان کی ہے اس میں ضعف وانقطاع ہے۔مگر ہم نے جو روایت بیہقی شریف کے حوالے سے بیان کی ہے اس میں واقدی موجود نہیں ۔نجفی نے الاصابہ کی عبارت نقل کرتے ہوئے ''وروی الواقدی'' کے الفاظ کو اڑا دیا ہے تا کہ کوئی ان کی خیانت مجرمانہ سے آگاہ نہ ہو سکے مگر تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں۔

قارئین کرام! حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت دو سندوں سے مروی ہے۔ ایک صاحب طبقات ابن سعد نے بیان کی ہے جس میں واقدی موجود ہے جبکہ دوسری امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کی ہے جس میں واقدی موجود نہیں محدثین کی جرح واقدی والی سند پر ہے بیہقی والی سند پر نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت

علامہ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے دو سندوں کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ:

"وکبر ابو بکر علی فاطمة اربعا" حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چار تکبیریں کہیں (البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۱۱۰، تاریخ ابن عساکر ج ۷ ص ۴۵۸)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت

ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بن شردرھم المعروف بابن الاعرابی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے کہ:

حضرت ابوبکر نے سیدہ فاطمہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (معجم ابن الاعرابی ج ۱ ص ۵۷ ح ۵۷ مسند الحارث ج ۱ ص ۴۱۸)

روایت بخاری کی تحقیق

حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نماز جنازہ پڑھانے کے متعلق بخاری شریف کی روایت بھی پیش کی جاتی ہے جس طرح نجفی نے بھی بطور دلیل اس کو پیش کیا ہے۔

بخاری شریف کی یہ روایت متصل سند سے مروی نہیں، بلکہ حدیث کے راوی امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مدرج قول ہے۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ احادیث میں ادراج کرتے تھے اس لئے ان کی روایات میں اضطراب بھی پایا جاتا ہے۔

علامہ ابن سعد نے سیدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نماز جنازہ کے متعلق مختلف روایات کو جمع کیا ہے مگر ایک بھی متصل روایت پیش نہیں کی جس میں تصریح ہو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بی بی سیدہ کی نماز جنازہ پڑھائی اگر بخاری شریف والی روایت علامہ ابن سعد کے نزدیک متصل ہوتی تو وہ ہرگز اس روایت کو ترک نہ فرماتے۔

محقق اہل سنت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تحفہ جعفریہ ج ۳ ص ۲۶۶، ۲۲۴'' میں اس مسئلہ پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔ نجفی نے ان کی ایک بھی دلیل کو رد نہیں کیا جس سے شیعوں کی شکست واضح طور پر ثابت ہو جاتی ہے۔ نجفی نے روایت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ پر جرح کی ہے اور روایت شعبی مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان ہی نہیں کی جس سے صاف ظاہر ہے کہ مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے باطل شکن دلائل سے علماء شیعہ عاجز و مبہوت ہو چکے ہیں۔

اگر امام زہری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام شعبی و ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال کا تقابل کیا جائے تو بھی امام شعبی و ابراہیم نخعی کے اقوال کو ترجیح ہوگی۔ کیونکہ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عروہ بن زبیر سے بڑے ہیں آپ کی ولادت سنہ ۱۷ ہجری میں ہوئی۔ (تذکرۃ الحفاظ) جبکہ حضرت عروہ بن زبیر کی ولادت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی ایام میں ہوئی۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آخری

دورِ خلافت میں ہوئی (تذکرۃ الحفاظ) اسی طرح حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے بڑے ہیں یہ ایک تاریخی بات ہے حضرت امام شعبی و حضرت ابراہیم نخعی حضرت عروہ و حضرت زہری سے ان واقعات کو بہتر جانتے ہوں گے۔

اعتراض

امیر عمر کا اقرار کہ ہم نے غسل و کفن و نماز جنازہ و دفن نبی چھوڑ دیا تھا۔ نبی کریم کے غسل و کفن و دفن و نماز جنازہ کے وقت ابوبکر و عمر دونوں غیر حاضر تھے اور بریلوی محدث کی اس مسئلہ میں صفائیاں ضرطات البعیر ہیں۔(۱) اہل سنت کی معتبر کتاب فتح الباری ج ۳ ص ۱۲۵۳ الجنائز باب موت الاثنین۔(۲) اہل سنت کی معتبر کتاب عمدۃ القاری باب رجم الحبلیٰ ج ۱۱ ص ۱۶۷۔(۳) اہل سنت کی معتبر کتاب بخاری شرح کرمانی رجم الحبلی ج ۲۳ ص ۲۱۹ (۴) اہل سنت کی معتبر کتاب ارشاد الساری شرح بخاری ج ۱۰ ص ۳۵۔(۵) اہل سنت کی معتبر کتاب کنز العمال کتاب الخلافۃ مع الامارۃ ج ۳ ص ۱۴۰۔

شرح کرمانی عمدۃ القاری ارشاد الساری کی عبارت :قال عمر وانا والله ما وجدنا فيما حضرنا من امر اقوى من مبايعة ابى ابكر اى من دفن رسول الله و نحوه لان اهمال امر المبايعة كان مؤديا الى الفساد الكلى واما دفنه فكان العباس وعلى وطائفة مباشرين وما كان يلزم من اشتغالنا بالمبايعة محضور من ذالك ترجمہ: بخاری شریف میں یہ قول عمر لکھا ہے کہ خدا کی قسم! نبی کریم کی وفات کے بعد جو امور غسل و کفن اور جنازہ و دفن ہمیں درپیش آئے تھے ان میں سے ہم نے بیعت ابوبکر کو زیادہ مضبوط اور فضیلت والا پایا۔(تحفہ حنفیہ ص ۳۱۹)

الجواب

نجفی کا یہ اعتراض بھی جہالت پر مبنی ہے نجفی نے کتب شیعہ کا بھی مطالعہ نہیں کیا ورنہ اسے اس طرح کے لایعنی اعتراض کی جرات نہ ہوتی شیعہ کتب میں تصریح ہے کہ غسل کے لئے حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی یا علی غسلنی ولا یغسلنی غیرک (بحار الانوار ص ۶۰۴) اے علی! مجھے تم غسل دینا تمہارے علاوہ کوئی اور مجھے غسل نہ دے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ اکیلے غسل دینا میرے لئے ممکن نہیں مجھے مددگاروں کی ضرورت پڑے گی تو کہا گیا:

ان لك علی غسلی اعواناً نعم الاعوان والاخوان قال علی قلت یا رسول الله من هم بنبی وانت امی فقال جبرئیل و میکائیل و اسرافیل وملك الموت واسماعیل (بحار الانوار ج ۲۲ ص ۶۰۴)

جبرائیل و میکائیل و اسرافیل اور اسماعیل اور عزرائیل مجھے غسل دینے کے لئے تمہارے مددگار ہوں گے یہ بہترین مددگار اور بہترین بھائی ہیں۔

شیعوں کی اس روایت میں تصریح ہے کہ حضور ﷺ کو غسل دینے کی وصیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تھی اس کے علاوہ کوئی بھی شخص حضور ﷺ کو غسل نہیں دے سکتا بلکہ غسل میں معاونت بھی نہیں کر سکتا۔ لہٰذا حضرت ابوبکر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر یہ اعتراض کرنا کہ انہوں نے غسل وغیرہ میں شرکت نہیں کی درست نہیں کیونکہ شیعوں کی مذکورہ روایت میں خاندان بنی ہاشم کے دوسرے افراد خاص طور پر حضرت عباس و ابن عباس و

حضرت عقیل بن ابی طالب کو بھی اس شرف سے محروم کیا گیا ہے۔ لہٰذا اگر شیخین پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ وہ غسل رسول اللہ ﷺ میں شریک نہ تھے تو یہ اعتراض حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت عقیل و حضرت عباس رضی اللہ عنہما پر بھی وارد ہوتا ہے۔

اگر شیعہ یہ کہیں کہ ان لوگوں نے غسل وغیرہ میں شرکت کی تھی تو بھی بقول روایت شیعہ وصیت رسول کی مخالفت کی۔ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر غسل رسول ﷺ میں شرکت کا اعتراض سرے سے وارد ہی نہیں ہوتا کیونکہ کتب شیعہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت موجود ہے کہ:

عن علی انه قال یغسل المیت اولی الناس (وسائل الشیعہ کتاب الطہارۃ ج ۲ ص ۴۵۵) سب سے زیادہ قریبی رشتے دار میت کو غسل دے

اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ شیخین غسل رسول ﷺ میں شریک نہ تھے تو بھی ان جلیل القدر صحابہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کو غسل دینے کے سلسلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق کو تسلیم کیا اور اپنی ذات کو ترجیح نہ دی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو غسل دینے دیا، اسی طرح کفن کے لئے بھی مروی ہے۔

یاعلی لایلی غسل و تکفینی غیرك (بحار الانوار ج ۲۲ ص ۵۹۷)

اے علی! تمہارے سوا کوئی اور مجھے غسل و کفن نہ دے۔

لہٰذا شیعہ کی طرف سے غسل و کفن کا اعتراض کرنا جہالت پر مبنی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دفن کرنے کے مسئلہ پر اختلاف ہوا تو اس اختلاف کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

نے رفع کیا پھر بھی یہ کہنا کہ حضرت صدیق [illegible]
دروغ بے فروغ ہے۔

تمام صحابہ غسل میں شرکت کرنا چاہتے تھے

طبقات ابن سعد میں امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت بیان کی ہے [illegible]

حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب ہم نے حضور [illegible] کی تیاری کی تو سب لوگوں کو باہر کر کے دروازہ بند کر لیا انصار نے [illegible] لوگ آپ کے ماموں ہیں اور ہمارا مرتبہ اسلام میں وہ ہے جو سب جانتے ہیں قریش نے ندا دی کہ ہم لوگ آپ کے جد عزیز ہیں پھر ابوبکر نے [illegible] اے گروہِ مسلمین! ہر قوم اپنے جنازہ کی اپنے غیر سے زیادہ مستحق ہے [illegible] میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں اگر تم لوگ اندر جاؤ گے تو [illegible] والوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہٹا لو گے واللہ! آپ کے پاس کوئی نہ جائے سوائے اس کے جو بلایا گیا۔ (طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۲۳۳ [illegible])

اس حوالہ سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام صحابہ کی خواہش تھی کہ وہ بھی غسل میں شرکت کریں مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دروازہ بند کر لیا تھا اور لوگوں کو حضرت ابوبکر صدیق [illegible] نے قسمیں دے کر روکا تھا تاکہ غسل کا کام آسانی سے سرانجام ہو سکے [illegible] یہ اعتراض کرنا کہ شیخین غسل میں حاضر نہ تھے، شیعہ کی اپنی جہالت [illegible] کوئی علاج نہیں۔

نے رفع کیا پھر بھی یہ کہنا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جنازہ و دفن میں شریک نہ تھے دروغ بے فروغ ہے۔

تمام صحابہ غسل میں شرکت کرنا چاہتے تھے

طبقات ابن سعد میں امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت بیان کی ہے کہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کی تیاری کی تو سب لوگوں کو باہر کر کے دروازہ بند کرلیا انصار نے ندادی کہ ہم لوگ آپ کے ماموں ہیں اور ہمارا مرتبہ اسلام میں وہ ہے جو سب جانتے ہیں قریش نے ندادی کہ ہم لوگ آپ کے جد عزیز ہیں پھر ابوبکر نے پکار کر کہا اے گروہ مسلمین! ہر قوم اپنے جنازہ کی اپنے غیر سے زیادہ مستحق ہے اس لئے میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں اگر تم لوگ اندر جاؤ گے تو تم غسل دینے والوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہٹا لو گے واللہ! آپ کے پاس کوئی نہ جائے سوائے اس کے جو بلایا گیا۔ (طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۲۳۳ اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

اس حوالہ سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام صحابہ کی خواہش تھی کہ وہ بھی غسل میں شرکت کریں مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دروازہ بند کرلیا تھا اور لوگوں کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسمیں دے کر روکا تھا تاکہ غسل کا کام آسانی سے سرانجام ہو سکے اس کے باوجود یہ اعتراض کرنا کہ شیخین غسل میں حاضر نہ تھے، شیعہ کی اپنی جہالت وحماقت ہے جس کا کوئی علاج نہیں۔

حضور ﷺ کی بصورت صلوۃ وسلام نماز جنازہ

اصحاب سیر وتاریخ نے لکھا ہے کہ تمام صحابہ کرام نے صفیں بنا کر حضور ﷺ پر درود و سلام پڑھا اور یہی حضور ﷺ کی نماز جنازہ تھی شیعہ اپنے بغض باطنی سے مجبور ہو کر کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نماز جنازہ میں حاضر نہ تھے یہ صریح جھوٹ ہے۔

علامہ ابن سعد لکھتے ہیں کہ:

جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو کفن دیا گیا اور آپ ﷺ اپنے تابوت پر رکھ دیئے گئے تو ابوبکر وعمر داخل ہوئے دونوں نے کہا السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ و برکاتہ ان دونوں کے ہمراہ اس قدر جماعت مہاجرین و انصار کی تھی جس قدر گھر میں گنجائش تھی انہوں نے بھی اسی طرح سلام کیا جس طرح ابوبکر وعمر نے سلام کیا سب نے اسی طرح چند صفیں بنالیں کہ ان پر ان کا امام کوئی نہ تھا ابوبکر وعمر نے جو رسول ﷺ کے قریب صف اول میں تھے، کہا: اے اللہ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ آپ ﷺ پر نازل کیا گیا وہ آپ نے پہنچا دیا آپ ﷺ نے اپنی امت کی خیر خواہی کی، راہ خدا میں جہاد کیا یہاں تک کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کر دیا اور اس کے کلمات پورے ہو گئے۔ آپ ﷺ اس پر ایمان لائے جو یکتا ہے کہ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اے ہمارے معبود! ہمیں بھی ان لوگوں میں کر جو اس کلام کی پیروی کریں جو آپ کے ہمراہ نازل کیا گیا اسی طرح ہمیں اور آپ کو جمع کر دے کہ آپ ہمیں

پہچان لیں اور ہم آپ کو پہچان لیں بے شک آپ مؤمنین کے ساتھ بڑے مہربان اور رحم فرمانے والے تھے۔ ہم ایمان کے بدلے میں کوئی عوض نہیں چاہتے۔ (طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۲۳۸ اخبار النبی ﷺ)

اعتراض

ہمارا موضوعِ سخن خاص ہے اور وہ ابوبکر و عمر ہے اور ہم نے بخاری شریف اور کنز العمال سے پیش کیا ہے کہ یہ دونوں مذکورہ سعادت سے محروم رہے اور والعام لا یدل علی الخاص یہ ضروری نہیں کہ جہاں عام پایا جائے وہاں خاص بھی پایا جائے۔ (تحفۂ حنفیہ ص ۳۲۱)

الجواب

نجفی صاحب! آپ کو خاص دلیل کی ضرورت تھی اور ہم نے خاص دلیل ہی پیش کی ہے، جس میں صراحت سے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اسماء گرامی موجود ہیں اگر کسی شیعہ کو پھر بھی یہ نام نظر نہ آئیں تو انہیں آنکھوں پر چشمہ لگانے کے بجائے دماغی ڈاکٹر کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ بخاری اور کنز العمال کے حوالہ کی تحقیق آنے والے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

نماز جنازہ سے ایک بھی صحابی غیر حاضر نہ رہا

کتب شیعہ میں بھی موجود ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی نماز جنازہ سے ایک بھی صحابی غیر حاضر نہ رہا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

ثم ادخل عشرة من المهاجرين و عشرة من الانصار فيصلون و

يخرجون حتى لم يبق من المهاجرين والانصار الا صلى عليه

(الاحتجاج للطبرسی ج ا ص ۲۰۴ تغسیل علی رسول اللہ)

پھر حضرت علی ؓ نے دس مہاجرین اور دس انصار کو حجرۂ مبارکہ میں نماز جنازہ پڑھنے کے لئے اندر بھیجا یہاں تک کہ مہاجرین اور انصار میں سے ہر ایک نے آپ کی نماز پڑھ لی اور مہاجرین وانصار میں ایک شخص بھی باقی نہ رہا جس نے نماز جنازہ نہ پڑھی ہو۔

حضرت سلمان فارسی ؓ کہتے ہیں کہ:

حضرت امیر رسول خدا کے غسل وکفن سے فارغ ہوئے تو مجھ کو اور ابوذر و مقداد کو اندر بلایا پس آپ کھڑے ہو گئے اور ہم مع جناب سیدہ وامام حسن و امام حسین ان کے پیچھے اور نماز جنازہ بجالائے اس کے بعد دس دس صحابیوں کو بلا کر درود وسلام ان سے بھی کہلواتے تھے حتی کہ تمام مہاجرین وانصار نے اس طرح پر نماز ادا کی۔ (تہذیب المتین ج ا ص ۲۳۴)

اس روایت کے باوجود یہ کہنا کہ حضرات شیخین نماز جنازہ میں حاضر نہ تھے، درست نہیں کیوں کہ اگر شیعہ کے دعویٰ کو تسلیم کر لیا جائے تو معاذ اللہ حضرت سلمان فارسی ؓ کا جھوٹا ہونا لازم آئے گا لہٰذا ماننا پڑے گا کہ جنازہ رسول اللہ ﷺ میں حضرات شیخین موجود تھے ان پر لگایا گیا الزام جھوٹا اور بے بنیاد ہے جس میں ذرہ برابر بھی صداقت نہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تدفین

علامہ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو سہ شنبہ کی پچھلی شب میں دفن کیا گیا۔ (طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۲۴۶)

جب کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت دوشنبہ کے دن ہو چکی تھی۔ (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۶)

قارئین کرام! ان روایات کی موجودگی میں یہ کہنا کس طرح درست ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سقیفہ بنی ساعدہ میں مسئلہ خلافت میں الجھے ہوئے تھے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین میں شریک نہ ہو سکے یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر بے بنیاد الزام ہے۔

ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین نہ ہوئی تھی کہ لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے ان کو خلیفہ تسلیم کر لیا تھا۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ:

"وکان ذالك قبل تجهيز رسول الله ﷺ"

(البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۲۴۸ اعتراف سعد بن عبادہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز سے قبل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت ہو چکی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کے سلسلے میں صحابہ میں اختلاف ہوا تو اسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رفع کیا۔ علامہ ابن سعد نے روایت بیان کی ہے کہ:

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب سہ شنبہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز سے

فراغت ہوگئی تو آپ کو آپ ﷺ کے مکان میں ایک تابوت میں رکھ دیا گیا مسلمانوں نے آپ ﷺ کے دفن میں اختلاف کیا ایک شخص نے کہا آپ کو مسجد نبوی میں دفن کیا جائے دوسرے نے کہا آپ ﷺ کو اپنے اصحاب کے پاس بقیع میں دفن کیا جائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضور ﷺ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جس نبی کی جہاں وفات ہوئی وہ اسی مقام پر مدفون ہوا۔ حضور ﷺ کا بستر اٹھایا گیا جس پر آپ ﷺ نے وصال فرمایا اور اس کے نیچے آپ ﷺ کی قبر مبارک کھودی گئی۔

(طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۲۴۰ اخبار النبی ﷺ)

ان شواہد سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی تجہیز و تکفین کے وقت حضرت ابوبکر صدیق اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے ان صحابہ کبار کے متعلق یہ کہنا کہ وہ تدفین کے وقت مسئلہ خلافت میں الجھے ہوئے تھے درست نہیں کیوں کہ مسلمانوں نے حضور ﷺ کی تدفین سے قبل ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ چن لیا تھا۔

تحقیق روایت حضرت عروہ رضی اللہ عنہ

کنز العمال کے حوالہ سے نجفی کی پیش کردہ روایت بہ سبب چند وجوہ درست نہیں۔

وجہ اول : یہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا منقطع قول ہے:

حضرت عروہ بن زبیر کی ولادت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آخری ایام خلافت یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ابتدائی ایام خلافت میں ہوئی (تذکرۃ الحفاظ) آپ بوقت تدفین حضور اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم موجود نہ تھے اور آپ نے یہ بھی ذکر نہیں کیا کہ ان کو یہ بات کس نے بتائی۔

وجہ دوم: اس روایت کو ھشام بن عروہ نے معنعن بیان کیا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۴ ص ۵۶۸)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

هشام بن عروة بن الزبير بن العوام الاسدى ثقة فقيه ربما دلس ۔

(تقریب التہذیب ج ۲ ص ۲۶۷)

ہشام بن عروہ ثقہ اور فقیہ ہیں بعض اوقات تدلیس کا ارتکاب کرتے ہیں۔

اسی طرح آپ اپنی دوسری تصنیف تہذیب التہذیب میں فرماتے ہیں کہ:

وقال يعقوب بن ابى شيبة ثقة ثبت لم ينكر عليه شي الا بعد ما صار الى العراق فانه انبسط فى الرواية عن ابيه فانكر ذالك عليه اهل بلده والذى نرى ان هشاما تسهل لاهل العراق انه كان لا يحدث عن ابيه الا بما سمعه منه فكان تسهله انه ارسل عن ابيه مما كان يسمعه من غير ابيه عن ابيه۔ (تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۴۴)

حضرت یعقوب بن ابی شیبہ کہتے ہیں کہ ھشام بن عروہ پہلے ثقہ ثبت تھے اور ان کی کسی روایت کا انکار نہیں کیا گیا لیکن جب وہ عراق چلے گئے تو انہوں نے اپنے والد کی سند سے بے شمار روایتیں بیان کیں اس لئے ان کے شہر والوں نے ان روایات کا انکار کیا (کیوں کہ وہ حضرت عروہ اور ان کی روایتوں کو خوب پہچانتے تھے) جو چیز میں سمجھ پا

رہا ہوں وہ یہ ہے کہ حضرت ھشام نے اہل عراق کی خاطر کافی سہل پسندی کا مظاہرہ کیا پہلے وہ ان روایات کو بیان کرتے تھے جو انہوں نے اپنے والد سے سنی تھیں مگر اہل عراق کی خاطر تساھل اختیار کرتے ہوئے وہ روایتیں بھی اپنے والد کی سند سے بیان کردیں جو انہوں نے اپنے والد حضرت عروہ سے سنی ہی نہ تھیں۔

یہ روایت بھی حضرت ہشام کی اپنے والد جناب عروہ سے بصیغہ عن مروی ہے چوں کہ محدثین نے حضرت ھشام بن عروہ پر تدلیس وارسال کی جرح کی ہے لہٰذا جب تک وہ سماع کی تصریح نہ کریں تب تک ان کی روایت قابل حجت نہیں ہوگی۔ یہ روایت بھی معنعن ہے، لہٰذا حجت نہیں۔

وجہ سوم : حضرت ھشام بن عروہ سے اس روایت کو بیان کرنے والا ابن نمیر ہے جس کے لئے محدثین نے لکھا ہے کہ انہوں نے سب سے آخر میں حضرت ہشام سے سماع کیا ہے۔

سمع منہ بآخرہ وکیع وابن نمیر (تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۴۴)

حضرت وکیع اور ابن نمیر نے حضرت ھشام سے آخری عمر میں سماع کیا ہے۔

یعنی حضرت ہشام جب عراق سے لوٹ کر آئے اور ان کے شہر کے محدثین نے ان کی روایتوں کا انکار کرنا شروع کردیا اور وہ تدلیس وارسال سے کام لینے لگے اس وقت حضرت ابن نمیر نے ان سے سماع کیا لہٰذا مذکورہ بالا علتوں اور صحیح روایات کے خلاف ہونے کی وجہ سے کنز العمال سے نجفی کی پیش کردہ روایت درست نہیں اور اس سے

استدلال کرنا انتہائی مضحکہ خیز عمل ہے۔

اسی طرح علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے حوالے سے نجفی نے ادھوری عبارت نقل کر کے عوام الناس کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی ہے۔ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

لیس فی سیاق القصة اشتغال به بل تعلیل عمر یرشد الی العهد فیما یتعلق بالا ستخلاف (ارشاد الساری ج ۱۰ ص ۲۵)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ ہمیں جو امور درپیش آئے ان سب میں ہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کو سب سے زیادہ قوی پایا۔ اس قصہ کے سیاق میں ایسی کوئی بات نہیں جس سے تدفین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہو، بلکہ فیما حضرنا من امر سے امور خلافت مراد ہیں۔

اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فیما حضرنا من امر سے امور خلافت مراد لئے ہیں۔ اور ان کا رد کیا ہے جو تدفین مراد لیتے ہیں آپ فرماتے ہیں:

والامور التی حضرت حینئذ الاشتغال بالمشاورة واستیعاب من یکون اهلاً لذلك (فتح الباری ج ۱۲ ص ۱۵۴)

حضرت عمر کے قول فیما حضرنا من امر سے مراد مشورہ میں مشغول ہونا ہے اور اس بات کا فیصلہ کرنا ہے کہ خلافت کا اہل کون ہے۔

اسی طرح علامہ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف کی شرح میں لکھا ہے کہ:

"فیما حضرنا من امرنا اقویٰ من مبایعة ابی بکر"

(شرح صحیح بخاری ابن بطال ج ۸ ص ۴۶۵)

میں امور سے مراد اختلاف کا رفع کرنا، جماعت کا راضی ہونا اور اقرار فضیلت ہے۔

الامامۃ والسیاسۃ شیعوں کی معتبر کتاب ہے

اعتراض

نبی پاک کی بیٹی فاطمہ زھرا نے اس دکھ کا اظہار بھی فرمایا ہے کہ ابوبکر و عمر نے نبی کریم کا جنازہ چھوڑ دیا تھا۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الامامۃ والسیاسۃ ص ۱۲ طبع مصر فوقفت فاطمة علی بابها فقالت لا عهد لی بقوم حضروا سوأمحضر منکم ترکتم رسول الله جنازة بین ایدینا وقطعتم امرکم (تحفہ حنفیہ ص ۳۲۲)

الجواب

الامامہ والسیاسۃ کا اہل سنت کی معتبر کتاب ہونا تو دور کی بات ہے یہ تو سرے سے اہل سنت کی کتاب ہی نہیں بلکہ شیعوں کی معتبر کتاب ہے۔ اسے اہل سنت و جماعت کے کھاتے میں ڈالنا انتہائی بددیانتی اور جہالت ہے۔ الامامۃ والسیاسۃ کے متعلق میزان الکتب میں تفصیل سے گزشتہ صفحات میں لکھا جا چکا ہے، مزید تفصیل کے لئے وہاں رجوع فرمائیں۔

نبی کریم کی لاش پر ابوبکر کی ایک بہت بڑی بے ادبی (معاذ اللہ)

اعتراض

اہل سنت کی معتبر کتاب ریاض النضرۃ ج ا ص ۱۶۸ ذکر وفات، اہل سنت کی معتبر کتاب روضۃ الصفا وفاۃ النبی فقال ابو بکر أما بعد فمن کان منکم یعبد محمدا فان محمد قد مات ترجمہ: لاشِ نبی پر کھڑے ہو کر ابوبکر نے کہا تھا جو شخص محمد کی پوجا اور عبادت کرتا تھا اس کو معلوم رہے کہ محمد مر گیا ہے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۳۲۲)

الجواب

معاملہ یہ ہے کہ جس وقت حضور ﷺ کا وصال ہوا تو صحابہ کرام پر غم کی وجہ سے ایک عجیب کیفیت طاری تھی انہیں یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کہ حضور ﷺ وصال کر چکے ہیں یہاں تک کہ بعض کتب تاریخ میں مرقوم ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تلوار اٹھالی اور لوگوں سے کہنے لگے کہ جو یہ کہے گا کہ حضور ﷺ کا وصال ہو گیا ہے میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ (ریاض النضرۃ) اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا لوگوں کو سمجھایا اور حضور ﷺ کے وصال کا اعلان کیا۔

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ:

ابوبکر جس وقت آئے حضرت عمر لوگوں سے باتیں کر رہے تھے آپ نے آتے ہی فرمایا عمر بیٹھ جاؤ مگر وہ نہ بیٹھے آپ نے پھر کہا مگر وہ پھر بھی نہ بیٹھے تو حضرت ابوبکر صدیق دوزانو بیٹھ گئے لوگ حضرت عمر کو چھوڑ کر آپ کے گرد جمع

ہو گئے آپ نے فرمایا امابعد! تم میں جو شخص نبی کریم ﷺ کی عبادت کرتا تھا وہ سن لے کہ حضور ﷺ وصال فرما چکے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ حی ہے جسے کبھی موت نہ آئے گی اس کے بعد آپ نے قرآن حکیم کی آیت تلاوت کی ''محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں آپ سے پہلے بھی کئی رسول گزرے ہیں''۔ قسم بخدا! لوگوں کو ایسے لگا کہ ابو بکر کے پڑھنے سے قبل وہ اس آیت کو جانتے ہی نہ تھے اور آپ سے سن کر ہر شخص یہی آیت دہرانے لگا۔ (ریاض النضرۃ ج ا ص ۲۸۱)

قارئین کرام! اس واقعہ میں گستاخی و بے ادبی کی کون سی بات ہے؟ ایسے وقت میں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے غم میں نڈھال تھے اور انہیں یقین بھی نہیں آ رہا تھا کہ حضور ﷺ عالم جاودانی کی طرف تشریف لے جا چکے ہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حالات کو سنبھالا اور مستقل مزاجی سے ثابت قدم رہتے ہوئے بصورت خطبہ امت مسلمہ کو اپنے عقیدہ سے آگاہ کیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں بے ادبی و گستاخی کا شائبہ بھی نہیں مگر نجفی نے جس کمینہ انداز سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے الفاظ کا ترجمہ کیا ہے وہ یقیناً بے ادبی و گستاخی ہے۔ گستاخی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نہیں کی بلکہ گستاخی نجفی نے کی ہے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے الفاظ:

فمن کان منکم یعبد محمدا فان محمدا قد مات (ریاض النضرہ ص ۱۶۸)

صحیح ترجمہ: جو شخص حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا ہے۔

نجفی کا بے ادبی پر مبنی ترجمہ

جو شخص محمد کی پوجا اور عبادت کرتا تھا اس کو معلوم ہے کہ محمد مر گیا ہے۔

قارئین کرام! آپ دونوں ترجموں کو غور سے پڑھیں آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ حضرت سیدنا ابوبکر کے فرمودہ الفاظ کے صحیح ترجمہ میں کسی قسم کی کوئی گستاخی نہیں۔ مگر نجفی نے اپنا الو سیدھا کرنے کی خاطر حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے الفاظ کا اس طرح ترجمہ کیا ہے جس سے شائبۂ بے ادبی پیدا ہو۔ یہ نجفی کی گستاخی ہے۔

جس طرح نجفی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے الفاظ کا ترجمہ کرتے ہوئے مقام رسالت کو ملحوظ نہیں رکھا اسی طرح اگر سیدنا جبرئیل علیہ السلام کے الفاظ کا ترجمہ کیا جائے تو بھی ان پر گستاخی کا الزام عائد ہوگا۔ شیعہ عالم ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے کہ:

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بوقت وصال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں مخاطب کیا فقال یا محمد! (بحار الانوار ج ۳ ص ۵۸۱)

جس طرح نجفی نے ترجمہ کیا ہے، اس طرح اگر ترجمہ کیا جائے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام پر بھی یہ الزام عائد ہوگا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

ابوبکر صدیق نے اپنے گھر سے جو علاقہ سنخ میں تھا گھوڑے پر سوار ہو کر آئے مسجد میں اترے اور کسی سے کلام کئے بغیر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر آ گئے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک چادر میں لپٹا ہوا تھا انہوں نے آپ کے چہرہ سے چادر ہٹائی اور جھک کر چہرہ کا بوسہ لیا اور رو پڑے پھر کہا یا رسول اللہ! اللہ

تعالیٰ آپ پر دو موتیں اکھٹی نہیں کرے گا۔ (ریاض النضرہ ج ا ص ۲۸۰)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا عالم یہ تھا کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی ان کے چہرۂ انور کو بوسہ دیا گریہ فرمایا مگر شیعوں کے دل و دماغ اس طرح ماؤف ہو چکے ہیں کہ انہیں محبت بھی نفرت اور ہنر بھی عیب نظر آتا ہے۔

چشم دشمن بر کندہ باد عیب نماید ھنرش در نظر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن ہونا بھی بڑی سعادت ہے

اعتراض

اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۳ کتاب الجنائز باب ماجاء فی قبر النبی عن هشام عن ابیه عن عائشة انها اوصیت عبدالله بن زبیر لا تدفنی معهم وادفنی مع صواحبی بالبقیع لا ازکی به ابدا ترجمہ:۔ بی بی عائشہ نے عبداللہ بن زبیر کو وصیت کی کہ مجھے نبی کریم اور ابوبکر و عمر کے ساتھ دفن نہ کرنا مجھے میری سوکنوں کے ساتھ دفن کرنا میں نبی کے ساتھ دفن کئے جانے کے سبب پاک نہیں کی جاؤں گی۔ (تحفہ حنفیہ ص ۳۲۳)

الجواب

لوگوں کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے کے لئے نجفی نے قول سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا غلط ترجمہ کیا ہے اور نہ جانے کس الو کے پٹھے نے ایسے جاہل کو حجۃ الاسلام کی سند دی ہے جسے سادہ اور آسان عبارتوں کا ترجمہ کرنا بھی نہیں آتا حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قول کا ترجمہ اور مفہوم یہ ہے کہ آپ نے حضرت سیدنا

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی کہ مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ دفن نہ کرنا بلکہ میری سوکنوں کے ساتھ جنت البقیع میں دفن کرنا میں اس وجہ سے اپنی تعریف کروانا ناپسند کرتی ہوں۔

صاحب لسان العرب ابن منظور افریقی نے لکھا ہے کہ:

وزکی الرجل نفسه اذا وصفها واثنی علیها (لسان العرب ج۱۴ص۳۵۸)

زکی الرجل نفسه کا مطلب ہے کہ کوئی شخص اپنی تعریف وثنا بیان کرے۔

شارح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول لا ازکی به کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

ان یثنی علی احد بما لیس فی بل بمجرد کونی مدفونه عنده دون سائر نسائه فیظن انی خصصت بذالك من دونهن لمعنی لیس فیهن وهذا منه غایة التواضع (فتح الباری ج۱۳ص۳۵)

مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن ہونے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر ازواج پر فضیلت دی جائے اور یہ گمان کیا جائے کہ کسی خاص فضیلت کی وجہ سے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن ہونے کا شرف حاصل ہے جب کہ دیگر ازواج میں وہ فضیلت نہیں پائی جاتی اس لئے میں تدفین کی متمنی نہیں، یہ آپ کی انتہائی عاجزی کی دلیل ہے۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ارشاد الساری ج۱۰ص۱۳۳ میں اسی طرح لکھا ہے۔

خلاصۂ کلام: حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی تعریف کو

پسند نہیں کیا ہے آپ کے قول لا از کسی بہ کا مطلب بھی یہی ہے کہ محض اسی وجہ سے دیگر ازواج مطہرات پر میری فضیلت جتائی جائے۔

نجفی کا لا از کسی بہ کا ترجمہ یوں کرنا کہ میں نبی کے ساتھ دفن کئے جانے کے سبب پاک نہیں کی جاؤں گی درست نہیں صحیح ترجمہ وہی ہے جو ہم نے آپ کے سامنے کتب لغت اور بخاری شریف کی شروحات سے پیش کیا ہے۔

انتباہ: شیعوں کے ناپاک اور نجس مولوی جن کی بوقت مرگ منہ اور آنکھ سے منی بہتی ہے وہ خمینی کی قبر کے پاس دفن ہونے کو بھی شرف گردانتے ہیں اور جہاں آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہوں اس جگہ کو معاذ اللہ شرف سے خالی مانتے ہیں۔ لعنت ہے ایسی سوچ پر، تف ہے ایسے نظریے پر۔

حضرت سیدنا ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا گنبد خضریٰ میں مدفون ہونا ذریت ابن سبا کو پسند نہیں اس لئے وہ اس طرح کے لایعنی اور بعید از عقل اعتراض کر کے اپنے بغض باطنی کا اظہار کرتے ہیں۔ بہر حال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول اعتراض سے خالی ہے آپ کے قول میں آپ کی غایت تواضع اور عاجزی پائی جاتی ہے۔

حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی لاش تین دن تک پڑی رہنے کا اعتراض

اہل سنت کی معتبر کتاب البدایۃ والنہایۃ ج ۷ ص ۱۹۰، اہل سنت کی معتبر کتاب الاستیعاب ج ۲ ص ۸۰ ذکر عثمان، اہل سنت کی معتبر کتاب حیاۃ الحیوان ج ۱ ص ۷۸ الاوز، اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ واقدی منقول از تشہید ص ۳۲۰۔ البدایہ کی عبارت: امیر عثمان قتل

کے بعد بغیر دفن کے تین دن تک پڑا رہا کہاں پڑا رہا ملاحظہ ہو۔ الاستیعاب کی عبارت: لما قتل عثمان بن عفان التی علی المزبلة ثلثة ایام امیر عثمان قتل کے بعد تین دن تک کوڑے پر پڑے رہے۔ تاریخ واقدی کی عبارت: وترك مطروحاً علی المزبلة ثلثة ایام حتیٰ ذهب برجله الکلاب۔ (تحفہ حنفیہ ص ۳۲۴)

الجواب

واقدی مشہور کذاب راوی ہے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ میزان الاعتدال میں فرماتے ہیں کہ

﴿۱﴾ استقر الاجماع علی اوهن الواقدی محمد بن عمر واقدی کے کمزور ہونے پر محدثین کا اجماع ہے۔

﴿۲﴾ امام احمد حنبل فرماتے ہیں: ''هو کذاب'' وہ جھوٹا ہے۔ (میزان الاعتدال ج ۵ ص ۲۷۳)

﴿۳﴾ امام یحیٰ بن معین فرماتے ہیں ''لیس بثقة'' واقدی ثقہ نہیں ہے۔ (میزان الاعتدال ج ۵ ص ۲۷۳)

﴿۴﴾ امام یحیٰ بن معین مزید فرماتے ہیں ''لایکتب حدیثه'' اس کی روایتیں لکھنے کے قابل نہیں۔ (میزان الاعتدال ج ۵ ص ۲۷۳)

﴿۵﴾ امام بخاری و امام حاتم فرماتے ہیں ''متروك'' محدثین نے واقدی کو ترک کر دیا ہے۔ (میزان الاعتدال ج ۵ ص ۲۷۳)

﴿۶﴾ امام ابو حاتم و امام نسائی فرماتے ہیں ''یضع الحدیث'' حدیثیں گھڑتا تھا۔ (میزان الاعتدال ج ۵ ص ۲۷۳)

﴿۷﴾ امام دار قطنی فرماتے ہیں "فیہ ضعف" اس میں ضعف ہے (میزان الاعتدال ج ۵ ص ۲۷۳)

﴿۸﴾ امام ابن عدی فرماتے ہیں "احادیثه غیر محفوظة والبلاء منه" اس کی روایتیں غیر محفوظ ہیں اور اصل مصیبت اسی کی ہے۔ (میزان الاعتدال ج ۵ ص ۲۷۳)

﴿۹﴾ علامہ ابن مدینی فرماتے ہیں "الواقدی یضع الحدیث" واقدی حدیثیں گھڑتا تھا۔ (میزان الاعتدال ج ۵ ص ۲۷۳)

﴿۱۰﴾ امام ابن راھویہ فرماتے ہیں ھو عندی ممن یضع الحدیث واقدی میرے نزدیک احادیث گھڑنے والوں میں شمار ہوتا ہے۔ (میزان الاعتدال ج ۵ ص ۲۷۳)

﴿۱۱﴾ علامہ ابن بندار لکھتے ہیں کہ "ما رأیت اکذب منه" میں نے واقدی سے بڑا جھوٹا نہیں دیکھا۔ (تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۳۴۵)

﴿۱۲﴾ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "کتب الواقدی کلها کذب" واقدی کی تمام کتب جھوٹ کا پلندہ ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۳۴۵)

﴿۱۳﴾ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "الواقدی ضعیف باتفاقهم" باتفاق محدثین واقدی ضعیف ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۳۴۵)

﴿۱۴﴾ امام ابوداؤد فرماتے ہیں "لا اکتب حدیثه ولا احدث عنه ما اشك انه یفتعل الحدیث لیس ننظر للواقدی فی کتاب الا تهین امره" میں واقدی کی روایتیں لکھتا بھی نہیں اور اس سے روایت کرنا پسند بھی نہیں کرتا۔ یہ حدیثیں گھڑتا تھا جو

شخص واقدی کی کتابیں دیکھے گا اسے اس بات کا اندازہ ہو جائے گا۔ (تہذیب التہذیب ج۴ ص۳۴۵)

قارئین کرام! واقدی مشہور ضعیف وکذاب راوی ہے اس کے حوالہ سے یہ کہنا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک تین دن تک پڑی رہی قابل حجت بات نہیں اور محدثین شیعہ نے واقدی کو شیعہ علما میں شمار کیا ہے۔ (فیض الاسلام کاشانی)

لہٰذا نجفی کا استدلال گوز خر کی طرح ہے۔

البدایہ والنہایہ، الاستیعاب اور حیوۃ الحیوان کے حوالے کی تحقیق

البدایہ والنہایہ میں یہ قول بغیر سند کے مروی ہے اسی طرح حیوۃ الحیوان میں بھی ہے البتہ الاستیعاب میں اس کی سند مروی ہے مگر وہ ضعف سے خالی نہیں۔

حافظ ابن عبدالبر نے اس روایت کو عبدالملک بن عبدالعزیز الماجشون کی سند سے بیان کیا ہے۔ محدثین کے نزدیک عبدالملک بن عبدالعزیز الماجشون پختہ راوی نہیں۔

﴿۱﴾ علامہ ساجی اور ازدی نے ماجشون کو ضعیف قرار دیا ہے۔ "ضعفه الساجی والازدی"۔ (میزان الاعتدال ج۴ ص۴۰۳)

﴿۲﴾ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ "هو كذا او كذا ومن يأخذ عنه" وہ اس طرح ہے یا اس طرح ہے اس سے روایت کون کرے گا۔ (میزان الاعتدال ج۴ ص۴۰۳)

﴿۳﴾ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "كان لا يعقل الحديث" ماجشون کو حدیث میں عقل نہ تھی۔ (میزان الاعتدال ج۴ ص۴۰۳)

﴿۴﴾ علامہ ساجی فرماتے ہیں "ضعیف الحدیث" ماجشون حدیث میں ضعیف ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۳۰۸)

علامہ ساجی مزید فرماتے ہیں کہ "وقد حدث عن مالك مناكير" امام مالک سے منکر روایتیں کرتا ہے۔

نجفی کی الاستیعاب لابن عبدالبر کے حوالے سے پیش کردہ روایت بھی امام مالک سے مروی ہے۔

﴿۵﴾ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ماجشون کو نکال دیا تھا۔

ابومصعب کہتے ہیں کہ "رأيت مالك بن انس طرد عبدالملك لانه كان يتهم برأى جهم" میں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ ماجشون کو اپنی محفل سے نکال رہے تھے کیوں کہ وہ جہمیوں کی رائے سے متہم تھے۔

﴿۶﴾ مصعب الزبیری کہتے ہیں کہ "كان ضعيفاً فى الحديث" ماجشون حدیث میں ضعیف تھے۔ (تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۳۰۸)

خلاصۂ کلام: الاستیعاب کی روایت درست نہیں اس میں دو علتیں موجود ہیں۔

یہ امام مالک کا منقطع قول ہے آپ بوقت تدفین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے۔ بلکہ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ آپ کی ولادت ۹۳ھ ہے (تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۷۹) جبکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت ۳۵ھ میں ہوئی یعنی امام مالک رضی اللہ عنہ کی پیدائش سے تقریباً ۵۸ سال قبل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہو چکی تھی ۵۸ سال قبل کی بات

امام مالک رحمہ اللہ کو کس نے بتائی یہ بات سند میں مذکور نہیں لہٰذا قابل حجت نہیں۔

علاوہ ازیں امام مالک رحمہ اللہ تک بھی صحیح سند سے یہ بات مروی نہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ سے اس کو ماجشون نے روایت کیا ہے جس کے بارے میں آپ محدثین کی رائے پڑھ چکے ہیں۔

الاستیعاب کی سند میں مزید دو نام ایسے ہیں جن کا پتا نہیں چل سکا۔

۱۔ابن مطرف ۲۔محمد بن ابراہیم

مذکورہ علتوں کی وجہ سے یہ روایت انتہائی مخدوش اور ناقابل اعتبار ہے اور تاریخی مسلمات کے خلاف ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

و قتل یوم الجمعة لثمان عشرة خلت من ذی الحجة بعد العصر ودفن لیلة السبت بین المغرب والعشاء

(الاصابۃ ج۴ص۵۶،اسد الغابۃ ج۳ص۳۸۲)

آپ ۱۸ ذی الحج کو جمعہ کے دن شہید ہوئے اور ہفتے کی شام مغرب اور عشاء کے درمیان آپ کی تدفین ہوئی۔یعنی ایک دن آپ شہید ہوئے دوسرے دن آپ کی تدفین عمل میں آئی حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہی قول صحیح ہے۔جس سے ثابت ہوتا ہے تین دن تک آپ کی لاش مبارک کا پڑا رہنا سبائیوں کا گھڑا ہوا افسانہ ہے۔جس کی کوئی حقیقت نہیں۔

دوران نماز مرد وعورت کا ایک دوسرے کو چومنا

اعتراض

اہل سنت کی معتبر کتاب فتاویٰ عالمگیری ج ا ص ۱۴۳، اہل سنت کی معتبر کتاب فتاویٰ قاضی خان ج ا ص ۶۴، اہل سنت کی معتبر کتاب الدر المختار ج ا ص ۶۲۸ باب الصلوٰۃ، اہل سنت کی معتبر کتاب ردالمختار ج ا ص ۶۲۸، اہل سنت کی معتبر کتاب فتح القدیر لابن الہمام ص ۴۴۰ منقول از استقصاء ص ۴۳۸، اہل سنت کی معتبر کتاب سراج الوہاج ص منقول از استقصاء ص ۴۳۸، اہل سنت کی معتبر کتاب بحر الرائق ص از استقصاء والافحام ص ۴۴، اہل سنت کی معتبر کتاب فتاویٰ ظہیریہ ص از استقصاء۔

ردالمختار کی عبارت امالو قبلت امرأة المصلی ولم یشتها لم تفسد صلوته اگر عورت کسی مرد کو اس کی حالت نماز میں چوم لے اور مرد کو شہوت نہیں ہوئی تو مرد کی نماز صحیح ہے۔ وذکر فی البحر عن شرح الزاهدی انه لو قبل المصلیة لا تفسد صلوتها ومثله فی الجوهرة و علیه فلا فرق علامہ ابن عابدین نے زین الدین ابن نجیم مصری کی کتاب بحر الرائق کے حوالے سے لکھا ہے: اگر مرد نماز پڑھنے والی کسی عورت کو حالت نماز میں چوم لے تو عورت کی نماز فاسد اور باطل نہیں ہوتی اور یہ فتویٰ شرح زاھدی اور کتاب الجوھرۃ میں بھی لکھا ہے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۳۳۱)

الجواب

شیعہ مذہب میں تو دوران نماز آلۂ تناسل سے مذی بہہ کر ایڑیوں تک پہنچ جائے تو بھی

نماز فاسد نہیں ہوتی۔ امام جعفر صادق ؓ سے روایت ہے کہ:

اگر حالت نماز میں پیشاب کے مقام سے کوئی شے از قسم مذی و ودی نکلے تو دھونے اور نماز قطع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور اس سے وضو بھی باطل نہیں ہوگا اگرچہ مذی بہہ کر تمہارے ٹخنوں تک آجائے۔

(فروع کافی ج ۳ ص ۳۹، من لا یحضر الفقیہ ج ۱ ص ۴۲)

نجفی کو اہل سنت و جماعت پر اعتراض کرنے سے پہلے فقہ ابن سبا اور خمینی مذہب کا مطالعہ کر لینا چاہئے شیعہ مذہب میں دوران نماز آلۂ تناسل سے دل بہلانے کی بھی اجازت ہے۔

مشہور شیعہ عالم معاویہ بن عمار نے امام جعفر صادق سے پوچھا ایک شخص فرض نماز پڑھنے کے دوران اپنے آلۂ تناسل سے کھیلتا ہے آپ نے پوچھا کہ اسے کیا ہوا ہے کہ وہ ایسا کرتا ہے؟ معاویہ بن عمر نے کہا ویسے ہی وہ آلہ تناسل کو ہاتھ لگا کر کھیلتا ہے آپ نے فرمایا لا باس کوئی فکر کی بات نہیں۔ (وسائل الشیعہ ج ۴)

شیعہ مذہب میں دوران نماز آلۂ تناسل سے دل بہلانا اور مذی نکالنا جائز ہے اور مفسد نماز نہیں وہ کس منہ سے اہل سنت و جماعت پر اعتراض کرتے ہیں پہلے وہ اپنی فقہ کی صفائی پیش کریں پھر اعتراض کریں۔

فتاویٰ شامی کی عبارت کی توضیح

فقہ حنفیہ میں نماز اس وقت باطل ہوتی ہے جب نمازی کوئی مفسد نماز فعل سرانجام دے جب تک مفسد نماز عمل نہ پایا جائے گا فساد نماز کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ نجفی نے جو

عبارت نقل کی ہے اس کا مطلب صرف اتنا ہے ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اس کی بیوی آ کر اس کو بوسہ دیتی ہے اور نمازی کو خیال تک نہیں پیدا ہوتا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی کیوں کہ بوسہ دینے کا کام عورت کر رہی ہے نماز پڑھنے والا نہیں کر رہا وہ تو سکون سے نماز پڑھ رہا ہے اس نے نماز کے کسی رکن کو ضائع بھی نہیں کیا اور مفسد نماز کام کا ارتکاب نہیں کیا اب کس وجہ سے اس کی نماز پر بطلان صلوٰۃ وفساد کا حکم دیا جائے ۔شیعہ مذہب میں تو دوران نماز عورت کو سینے سے لگانے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

مشہور شیعہ عالم مسمع کہتا ہے کہ میں نے امام ابوالحسن سے پوچھا:

سألت ابا الحسن فقلت اکون اصلی فتمر بنی الجاریة فربما ضممتها الی قال لا بأس۔

(وسائل الشیعہ ج۴ص۷۳۲ کتاب الصلوٰۃ باب عدم بطلان الصلوٰۃ بضم المراۃ المجللة)

میں نماز پڑھتا ہوں اور میرے آگے سے لڑکی گزرتی ہے بسا اوقات میں اسے سینے سے لگا لیتا ہوں فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

حر عاملی نے تو اس روایت پر عدم بطلان الصلوٰۃ کا باب قائم کیا ہے۔یعنی نمازی پہلے اپنے ذکر سے کھیلے اور آلۂ تناسل سے کھیلتے ہوئے دوران نماز لڑکی سامنے آجائے تو پکڑ کر اسے سینے سے لگالے اور پھر اگر مذی ایڑیوں تک بھی بہہ جائے تو بھی ابنِ سبا کی مہربانیوں سے نماز نہیں ٹوٹے گی۔ جب دوران نماز شیعہ مذہب میں اتنی سہولتیں موجود ہیں تو محض بوسہ پر اعتراض کرنا زیب نہیں دیتا۔ جب کہ بوسہ بھی غیر نمازی کی

طرف سے ہو۔ شیعہ مذہب میں تو آلۂ تناسل سے دل بہلانا اور لڑکی کو سینے سے اگالر مذی بہانا شیعہ نمازیوں کا کام ہے۔

فقہ حنفیہ میں اگر مرد عورت کو بوسہ دیتا ہے تو نماز باطل ہو جائے گی۔

ولومس المصلية بشهوة اوقبلها ولوبغير شهوة تفسد (فتح القدیر ج ا ص ۴۰۴)

اگر عورت نماز پڑھ رہی ہے اور اس کا شوہر اس کو شہوت کے ساتھ مس کرتا ہے یا بغیر شہوت کے بوسہ دیتا ہے تو عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی کیوں کہ مرد کی طرف سے بوسہ دینا اور شہوت سے مس کرنا جماع اور دواعی جماع کے حکم میں ہے لہٰذا عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

دوران نماز اگر عورت کی شرم گاہ پر نظر پڑ جائے تو نماز باطل نہیں ہوگی

اعتراض

اہل سنت کی معتبر کتاب فتاویٰ عالمگیری ص ۱۴۳ باب کتاب الصلوٰۃ، اہل سنت کی معتبر کتاب فتاویٰ خان ج ا ص ۶۴ کتاب الصلوٰۃ، اہل سنت کی معتبر کتاب فتح القدیر ص از استقصاء الافحام ص ۴۳۸، اہل سنت کی معتبر کتاب سراج الوہاج منقول از استقصاء، اہل سنت کی معتبر کتاب فتاویٰ تاتارخانیہ ص، منقول از استقصاء، اہل سنت کی معتبر کتاب فتاویٰ بزازیہ ص، منقول از نزھہ اثنا عشرۃ۔

قاضی خان کی عبارت وکذا لو نظر المصلی الی فرج امرأة بشهوة حرمت عليه امها و ابنتها ولا تفسد صلوته وكذالو نظراى فرج المطلقة طلاق رجعيا عن

شهوة يصير مراجعاولا تفسد صلوٰة۔ اگر کوئی دیوبندی نمازی کسی عورت کی شرمگاہ کو بحالت نماز شہوت کے ساتھ دیکھے تو اس عورت کی ماں اور بیٹی مرد پر حرام ہیں اور اگر دیوبندی کسی عورت کو طلاق دے جس کے بعد وہ رجوع بھی کر سکتا ہو اور پھر وہ اس طلاق دی ہوئی عورت کی شرمگاہ کو حالت نماز میں شہوت کے ساتھ دیکھے تو وہ عورت بھی اس پر حلال ہو جائے گی اور نماز بھی باطل نہیں ہوگی۔ (تحفہ حنفیہ ص ۳۳۲)

الجواب

نماز عمل کثیر سے باطل ہوتی ہے یا مفسد صلوٰۃ چیزوں سے۔ عمل کثیر کے بارے میں پانچ اقوال مروی ہیں جسے صاحب درالمختار نے سب سے زیادہ صحیح قول قرار دیا ہے وہ یہ ہے کہ نمازی دورانِ نماز اس طرح کا عمل کرے کہ دیکھنے والے کو گمان ہو کہ یہ نماز کی حالت میں نہیں (درالمختار ج ا ص ۹۰ ما یفسد الصلوٰۃ)

امام سرخسی فرماتے ہیں کہ عمل کثیر وہ عمل ہے جسے نمازی کثیر سمجھے۔

هذا اقرب الى مذهب ابى حنيفة (شرح الوقایہ ج ا ص ۱۹۳)

مفسد صلوٰۃ اعمال کی فقہا نے ایک مختصر فہرست مرتب کی ہے جس میں سے چند اعمال یہ ہیں۔ ا۔ کلام ۲۔ سلام ۳۔ جوابِ سلام ۴۔ دکھ کی وجہ سے رونا ۵۔ آہ یا اھ اھ یا اف اف کرنا ۶۔ بلا وجہ کھانسنا ۷۔ چھینکنے والے کو جواب دینا یا بری خبر کا جواب دینا یا عجب والی خبر کا جواب دینا ۸۔ غیر امام کو لقمہ دینا ۹۔ قرآن حکیم دیکھ کر پڑھنا ۱۰۔ نجس جگہ پر سجدہ نماز کرنا ۱۱۔ ایسی دعا کرنا جو لوگوں سے کی جاتی ہو۔ ۱۲۔ کھانا اور پینا یہ کچھ اعمال ہیں جن سے نماز فاسد ہوتی ہے اس کے علاوہ بھی صاحب بحرالرائق نے کچھ مسائل بیان کئے

ہیں مزید تفصیل کے لئے فتاویٰ شامی اور عالمگیری کا مطالعہ کریں۔

اسی طرح اگر نماز پڑھنے والے کی اتفاقیہ نظر عورت کی شرمگاہ پر پڑ جائے تو نماز فاسد نہیں ہوگی کیوں کہ عملِ کثیر نہیں پایا گیا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ دوران نماز اس طرح کرنے کی عام اجازت ہے کوئی گناہ نہیں جیسا کہ نجفی نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے لکھا ہے بلکہ صورت حال یہ ہے کہ اگر ایسا ہو جائے تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

طلاق رجعیہ کی صورت میں رجعت واقع ہو جائے گی اور حرمت مصاہرت کی صورت میں حرمت مصاہرت بھی ثابت ہو جائے گی مگر اس سے ہرگز ایسا نہ سمجھنا چاہیے کہ اس طرح کرنے کی کھلی چھٹی ہے۔ علما اہل سنت کے نزدیک تو اگر کوئی شخص حضورِ قلب کے سوا نماز کے ارکان ادا کرتا ہے تو بھی اس کی نماز کلی ثواب سے خالی ہوتی ہے۔ بزرگانِ اہل سنت نے خشوع و خضوع کو نماز کے لئے اہم قرار دیا ہے۔

شیعوں کے مجتہدین کی طرح نہیں کہ آلۂ تناسل سے دل بہلاؤ، لڑکی کو سینہ سے لگاؤ اور منی ایڑیوں تک بہاؤ تو بھی نماز درست ہے۔ فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں یہ شیعوں کا وہ بازاری مذہب ہے جسے انہوں نے فقہ جعفریہ کا نام دیا ہوا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا ایسے شرمناک مسائل سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

آپ خاندانِ رسالت کے عظیم الشان فرد تھے آپ نے اپنی ساری زندگی [illegible] سنت و جماعت کے مطابق گزاری ہے [illegible] راویان [illegible] جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کئے ہیں۔ آپ ایسے گناہ [illegible] سے مبرا و منزہ ہیں۔ آپ کا مذہب و مسلک وہی ہے جو اہل [illegible]

اعتراض

فقہ دیوبند میں گائیدن زن یعنی حالت نماز میں عورت کے ساتھ جماع کرنا جائز ہے اور انزال نہ ہو تو بھی نماز صحیح ہے۔اہل سنت کی معتبر کتاب فتاویٰ عالمگیری ج ا ص ۱۴۲ باب ۷، اہل سنت کی معتبر کتاب فتاویٰ قاضی خان ج ا ص ۱۶۴ کتاب الصلوٰۃ، اہل سنت کی معتبر کتاب ردالمحتار ج ا ص ۶۲۸ کتاب الصلوٰۃ، اہل سنت کی معتبر کتاب بحرالرائق شرح کنز الدقائق منقول از استقصاء الافحام در جواب منتہی از کلام ص ۴۳۹ مؤلف علامہ حامد حسین۔

بحرالرائق کی عبارت: و کذا لوجا معھافیما دون الفرج من غیر انزال بخلاف النظر الیٰ فرجھا بشھوۃ فان لا یفسد علی المختار کما فی الخلاصۃ۔ ترجمہ: امام اہل سنت زین الدین بن نجیم المصری نے فتویٰ دیا ہے کہ اگر کوئی اہل سنت کسی عورت کے ساتھ حالت نماز میں شرمگاہ کے علاوہ جماع کرے اور حالت جماع میں اس کی شرمگاہ کو بھی نہ دیکھے تو فتویٰ مختار یہ ہے کہ اس طرح عورت کی نماز فاسد اور باطل نہیں کرتا اور یہ بات خلاصہ میں لکھی ہے۔(تحفہ حنفیہ ص ۳۳۲)

الجواب

فارسی زبان کا مشہور مقولہ ہے، بے حیا باش و ھر چہ خواہی کن

نجفی نے دل کھول کر اس قول پر عمل کیا ہے اور بے حیائی اور جھوٹ کی تو انتہا کر دی ہے فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ:

و لو کانت المراۃ فی الصلوٰۃ فجامھا زوجھا بین الفخذین فسدت

صلاتها وان لم ينزل منها بلة (الہندیہ ج ا ص ۱۴۳ باب ۷)

عورت نماز میں ہو اور اس کا شوہر دونوں رانوں کے درمیان جماع کرے تو عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی اگر چہ عورت سے تری خارج نہ ہو۔

اسی طرح فتاویٰ قاضی خان ج ا ص ۱۶۴ کتاب الصلوٰۃ میں بھی لکھا ہوا ہے کہ نماز فاسد ہو جائے گی۔

فتاویٰ شامی ج ا ص ۶۲۵ کتاب الصلوٰۃ میں بھی لکھا ہوا ہے کہ "تفسد صلوتها"۔ اس (عورت) کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

اسی طرح بحر الرائق میں لکھا ہوا ہے کہ نماز فاسد ہو جائے گی۔

نجفی نے جو عبارت نقل کی ہے اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ نماز فاسد ہو جائے گی۔ مگر چوں کہ اس بے وقوف کا الٹا دماغ ہے اسے ہر چیز الٹی ہی نظر آتی ہے اس لیے بحر الرائق میں بھی اسے الٹا ہی نظر آیا ہے۔ صاحب بحر الرائق ارشاد فرماتے ہیں کہ:

كذا لو جامعها فيما دون الفرج من غير انزال بخلاف النظر الى فرجها بشهوة فانه لا يفسد على المختار۔

اسی طرح اگر کوئی شخص عورت کی حالت نماز میں شرمگاہ کے علاوہ جماع کرے تو نماز فاسد ہو جائے گی، عورت کی شرم گاہ پر نظر پڑ جانے کے برعکس کیوں کہ مختار قول کے مطابق اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔

نجفی نے یہ تمام حوالے شیعہ مذہب کی کتاب استقصاء الافحام سے نقل کئے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مذہب ابن سبا جھوٹے ملاؤں سے آباد ہے۔ ان کے بڑے

چھوٹے اسی طرح جھوٹ بول کر اپنا پیٹ پالتے ہیں۔

شیعہ استقصاء الافحام کو اپنی چوٹی کی تصنیف کہتے ہیں مگر آپ لوگوں نے دیکھ لیا کہ اس میں کس قدر جھوٹے حوالے موجود ہیں یہی وجہ ہے کہ اس کے اصلی مصنف نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا اور اسے حامد حسین لکھنوی کی طرف منسوب کر دیا اس حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہوئے شیخ عباس قمی نے لکھا ہے کہ

استقصاء الافحام اعجاز حسین بن میر محمد قلی خان لکھنوی کی تصنیف ہے۔ (فوائد رضویہ ص ۵۳)

کتاب کے سرورق پر جب اتنا بڑا جھوٹ بولا گیا ہو تو کتاب کے اندر کتنے جھوٹ بولے گئے ہوں گے مگر اس کے باوجود بھی یار لوگ اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہیں آتے۔

اعتراض

بخاری شریف ج ا ص ۸۲ کتاب الصلوٰۃ علی الفراش میں صاف لکھا ہے کہ نبی کریم جب نماز پڑھتے تو میں ان کے قبلہ کی طرف سو جاتی تھی آنجناب جب سجدہ میں جاتے تھے تو حضور غمزنی کہ میرے ساتھ غمزہ کرتے تھے یعنی مجھے ہاتھ کے ساتھ دباتے تھے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۳۳۴)

الجواب

یہ روایت کتب شیعہ میں بھی موجود ہے۔

فان النبی ﷺ کان یصلی و عائشة مضطجعة بین یدیه وهی حائض و کان اذا اراد ان یسجد غمز رجلها فرفعت رجلها حتی یسجد

(من لا یحضرہ الفقیہ ج ا ص ۴۵)

حضور ﷺ نماز پڑھتے تھے اور حضرت ام المؤمنین بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بحالت حیض آپ کے سامنے آرام فرما ہوتی تھیں آپ جب سجدہ کا ارادہ کرتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاؤں دباتے تھے۔

یہ روایت کتب شیعہ میں ائمہ اہل بیت کی روایت سے مرقوم ہے اس روایت پر اعتراض کر کے نجفی نے فعلِ حضور اکرم ﷺ پر اعتراض کیا ہے حیرت کی بات یہ ہے کہ شیعہ مذہب میں اگر نمازی لڑکی کو پکڑ کر سینے سے لگا لے تو بھی قابل اعتراض بات نہیں۔ نجفی کو چاہئے تھا کہ وہ لڑکی کو سینے سے لگانے والی روایت سے شیعہ مذہب پر اعتراض کرتا اور ابن سبا کے مذہب کو ہمیشہ کے لئے ترک کر دیتا مگر اس نے ابن سبا کے مذہب کو چھوڑنے کے بجائے حضور ﷺ کی سنت مبارکہ پر اعتراض کر ڈالا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ابن سبا کے ماننے والے حضور ﷺ کو بھی نہیں مانتے۔

''شیعہ مشائخ میں علت اَبنہ''

شیعہ مشائخ میں مرض اَبنہ عام پایا جاتا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ چوں کہ یہ لوگ گستاخ وتبرا باز ہوتے ہیں اس لیے بطور سزا ان میں یہ مرض نسل در نسل منتقل ہوتا ہے۔ صاحب فیروز اللغات اس مرض کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اَبنہ ایک مرض جس میں اِغلام کرانے کی خواہش ہوتی ہے۔ (فیروز اللغات ص ۵۳ فیروز سنز لاہور)

جب ہم کتب شیعہ کا گہرائی سے مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں بے شمار شیعہ علما اس مرض کے شکار نظر آتے ہیں۔